

درخشان

از
انوار صدیقی

1

Scan and PDF By: Qamar abbas
@OneUrdu.com

ملفوظ لائبریری جہانگیر
لون - 620773

دائیں ہوا تھا لیکن اس کی شخصیت کی گرائی اور اس کے تجربے کا اندازہ اس کے چہرے اور پیشانی پر نظر آنے والی ٹیکوں سے بخوبی لگایا جاسکتا تھا۔ اس کی ذہانت جملے ہوئے تلبے کی طرح ادریاں بھروسے تھے۔ عمر کی پچاس سے زائد سنیں طے کر لینے کے باوجود اس کے قویٰ بیحد مضبوط تھے۔ وہ ہر وقت مستعد اور چاق و چوبند رہنے کا عادی تھا۔ اس وقت بھی کہ جب میں ریٹنگ سے لگا کھڑا لا پڑا نظروں سے موجوں کے تلامذہ سے ٹھٹھ انداز ہو رہا تھا ایٹلے اپنے مخصوص انداز میں مؤدبین نظروں سے لگائے کسی آنے والے خطبے کو محسوس کرنے میں منہمک تھا۔ میں کچھ دیر تک عرصے پر تنہا کھڑا ہوا، میلاؤنا دار کتہا می میسے قریب ہی موجود تھا۔ اس کی ہتھی ہرنی دم ایک بار میسے بیڑوں سے مگرائی تو میں نہ جانے کیوں سادی جان سے

BN. بحری عقیاب سمندوں بھری ہوں کر ہیں لا سینہ
جیرتا ہوا اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا تھا۔ میں عرصے پر کھڑا ایک پڑھنے والی سے دونوں ہاتھ جمانے سمندوں کی موجوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ صرف ایک روز پہلے ہی جہاز کے پورے اور تجربہ کار کپتان ایٹلے نے سبھے باور کرائے کی کرشمہ کی تھی کہ ہم منقریب بحرالکاہل کے بدترین طوفان سے دوچار ہونے والے ہیں۔ ایٹلے کا تعلق پرنکال کے ایک مسیانی خاندان سے تھا۔ بحری عقیاب پر وہ تقریباً آٹھ سال سے کپتان تھا اور اس جہاز پر اس نے دنیا کے بیشتر ملک مر دور دراز کا سفر ار کیا تھا۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس کا تجربہ بھی وسیع ہو گیا ہو گیا تھا۔ جہانگیر کے پاس اس کی شخصیت بھی بڑی حد تک مناسب رہتی تھی اس کی آنکھیں ہر وقت کسی ایسے عقیاب ہی کے مانند ہوتی رہتی تھیں جو اپنے دشمن پر بھینسنے کے لیے

لڑا تھا میری عزت ٹوٹ گئی، میں نے نظر نہ دیکھی کہ کئی مانی
 کو دیکھا جو میرے ساتھ ایک چوتھے سے ایک لڑکے کو خوب ہی گونڈا
 گیا تھا پھر جب اسے اپنی منہلی کا احساس ہوا تو اس نے اپنی
 زبان باہر نکال لی اور لہجے میں ایسی نظروں سے دیکھنے لگا جس میں
 شرمندگی کا انبار کوٹ کوٹ کوٹا ہوا تھا۔ مجھے مانی پر بے اختیار
 پیار آ گیا، میں نے تھوڑے جھک کر اس کے سر پر محبت سے ہاتھ
 چیرا تو اس کی آنکھیں خوشی سے جھلک اٹھیں اور اس نے قہقہہ
 سے میرے قدموں پر اپنی طرف تھنی مسکنی شروع کر دی میں نے
 یہ بتانا ضروری سمجھا ہوں کہ مانی کو اس جبری سفر میں اپنے ساتھ
 لینے میں میرے والد نے کڑی مصلحت کوئی دخل نہیں تھا یہ بات بھی
 درست ہے کہ مانی مجھے اپنی موجودہ تنہا اہل انک زنگ میں بہت
 عزیز تھا لیکن میں نے اسے ایک جس خطر کی طرف روانہ ہونے کا
 ارادہ کیا تھا اس میں مانی کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا، گھر سے
 روانہ ہونے وقت میں نے اپنے ہاتھ کو مانی کے سلسلے میں سختی
 سے اٹکے کی تھی کہ میری فریادوں کی مانی کا خاص خیال رکھا جا
 اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ پھر جب لازم مانی کو میرے
 ساتھ سے جدا کر دیا تو میرے دل میں لے گیا تو میں تیز تیز قدم
 اٹھا تاہی شاید وہ اس سے باہر آ گیا جہاں میرے سامنے کاد میں
 میرے منظر سے ڈھانپنے لگے آتا دیکھ کر بڑی تسکین سے
 آگے بڑھ کر لا کر مارا کھولا، میں ابھی لڑکے کے قریب ہی پہنچا
 تھا کہ پشت سے لازم کے چپنے کی آواز میرے کانوں سے گونجی

جبریں سے وہی دیکھا، سب پروردگار میرے سر پر
 قدموں میں ہیں لڑنے لگا جیسے وہ کسی قیمت پر میرا ساتھ چھوڑنے
 کو آمادہ نہیں ہے مجھے اس بے زبان مگر وفادار خاوند پر ترس آ گیا
 اور میں مانی ہی میرا ہم سفر بن گیا۔
 مرنے پر اس وقت میرے والد مانی کے سوا کوئی تیسرا فرد
 موجود نہیں تھا، میں نے نظری افکار و سماں کی طرف دیکھا جہاں
 گھسٹوؤں کے دھبے کے ادنیٰ کسی لے جی پوری گھن گرج کے
 ساتھ جبریں پر لڑنے کے لئے پہنچے تھے، ہوا بھی بدیں تیز ہو
 رہی تھی میں نے ایک نمری زنگا بڑے ایٹلے پر ڈالی، جو
 کنٹرول دم کے شیشے سے جکا ہوا چابھل کھایا ہوا سبے ملگم چاب
 سلاکتے ہیں غرق ہیں نے مانی کی ذمیر و جگ سے نکال کر
 اپنے فوٹو میں لے کر تھم اٹھا، اپنے کہیں کی سمت جہاں تھا کہ
 ایک موٹر پر ایک ہوا کا ناٹھ پکٹان جیسے جو ڈھاک کاہنے
 والا تھا سامنے آگیا۔ سب معمول اس وقت میں اس نے میرے
 ہاتھ پٹے مانی پر ایک گری نظر ڈالی پھر اس کے ہونٹوں پر
 ایک پڑا ہوا ہنسا دیکھا، جیسے کہ اس مخصوص حالت کو میں

میری سفر کے آغاز ہی سے متعدد بار نوٹ کر چکا تھا، جلد سے
 ہوں وہ مانی کو دیکھنے ہی کسی گہری سوسج میں غرق ہو جاتا
 پھر اس کے ہونٹوں پر ایک پاملا مسکراہٹ ابھرتی۔ پہلے میرا
 خیال تھا کہ شاید جیسے کوئی پائے کا شوق دبا ہو گا لیکن جبری
 حالت میں وہ اس شوق کی تخیل کرنے سے مجبور تھا مگر ایک
 روز جب میں نے یوں ہی برسیں مذکورہ جہاز کے کپتان ایٹلے
 سے اس امر کا تذکرہ کیا تو بڑے کپتان کی کشادہ پیشانی پر ہلکا سا
 تاثرات کے انبار کے طور پر بے شمار ڈیڑھی ترچھی گئیں، مگر
 انہیں چند ثانیے تک وہ اپنی تجربہ کار نگاہوں سے مجھے گھورتا
 رہا پھر کوئی چپتا نہ دیکھنے لگا مگر وہ مانی کا
 ہوسٹا ہے جیسے کوئی مانی کے جسم کے اندر بھی کوئی پاملا
 روح جھپکتی نظر آ رہی ہوتی۔
 کیا مطلب؟ ایٹلے کی زبان سے کسی جھپکتی ہوئی پاملا
 روح کا ذکر کسی کمرے کے دل کی دھڑکنیں ابھانک تیز ہو گئی۔
 میں نے اس بڑے کو دروازہ نظروں سے دیکھا ایک لمبے کوئسٹر
 دل میں یہ خیال ابھلا کہ شاید ایٹلے کو کسی طرح میرے سفر کی
 نوعیت و غایت کا علم ہو گیا ہے لیکن ہے میرے دوست مرنے
 کی کوشش نے ایٹلے کو ان دھندلاؤں جزیروں کے بارے میں کچھ
 کی کوشش کی ہو چرچا ہے، باقی ہی بس منظر کے اقتدار سے پاملا
 مشورے سے ادھان ہو جانے کا ارادہ بھی لیتے تھے، پہلے تھا کہ
 بڑے کپتان نے جو جبری سزا کاویں تجویز رکھا تھا محض
 ککشا کا زانیہ تھا، حراؤں کا مہم جو کہ مہم جو سفر کے مات
 میں یہ تھکا تھکا آدمہ کو لیے ہوں اور پاملا روح کا ذکر صرف
 ایک آغوشہ محالقت ہو جس نے مجھے وقتی طور پر چھوڑنے پر
 مجبور کر دیا۔
 میں بہت دور ایٹلے کو دفعت طلب نظروں سے گھورتا رہا۔
 مگر میرے ذہن میں اپنے دوست کو موت میجب کا خیال
 بڑی سرعت سے ابھرا، میجب ایک اینگلو انڈین باڈی کا
 لڑکا تھا باپ کے انتقال کے بعد حالات نے اسے فائدہ
 بجیک بنا دیا تھا، ڈنگ اور شکل و صورت کے اعتبار سے وہ
 اینگلو انڈین کے بجائے انگریز لگتا تھا، مگر جانتا، دلزدہ اور
 گھٹے مئے تھیم کا لاکھ لیکن بقول مرنے کی ککشا کے اس کے
 پاس سولے فصل کے آدمی چیز کی کمی نہ تھی اور اس کی کر
 پڑ کر نے کی صرف ایک صورت تھی۔ بجیک کی جس جبری
 کھوپڑی کا آپریشن کر کے اس میں تھوڑا سا بیجہ لگا دیا جاتا
 برصاں کم مرنے ہی بہت گھٹے وقت تھے اور مانی لیے
 میں نے اعلان کر کے ککشا کے اور بجیک دونوں کو اپنا قریب
 سفر لایا تھا، جب نہیں تھا کہ بجیک نے اپنی معلوم حالت

کا ثبوت دیتے تھے کپتان ایٹلے کو میرے سفر کی پاملا روح
 سے آگاہ کر دیا، ہوا وہ بڑھاپا پر لگتی اس وقت جھپکتی ہوئی
 اسوں کا لڑکھچہ کمرے میں جھپکتی کی کوشش کر رہا ہوا
 میں نے خود پر قابو پاتے ہوئے تھوڑے وقت بعد سے میں اپنا
 سلسلہ نکال باہر لیٹے ہوئے کما۔ جھپکتی کی ذات کا کسی
 جھپکتی ہوئی روح سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟
 - مانی کا نہ سی کیکن جیسے کا جھپکتی ہوئی روحوں سے مراد
 بہت گہرا تعلق ہے۔ ایٹلے نے لاچر مانی سے جواب لیا، اس کا
 جواب ہے کہ وہ روحوں کو بلانے کا عمل جانتا ہے۔
 - تھا کہ کیا خیال ہے؟ میں نے بڑے کو ککشا سے
 سوال کیا۔ کیا تم جیسے کے دوسرے کی تعریف نہیں کر سکتے؟
 - مجھے قطعاً سمجھنے کی کوشش میں مت کو میرے عزیز، ایٹلے
 نے بڑے سادہ ادھ شگ سے میں کہا، جیسے میرا ہم پیشہ
 ہے گزشتہ اٹھارہ سال سے وہ بھی اسی جہاز پر اپنے ذائقہ
 اہم ہے اسے ہمارے درمیان آج تک بھی کوئی اختلاف
 نہیں ہو سکتا۔
 لیکن کیا؟ میں نے ایٹلے کے ایک ایک فاکس میں ہونے
 پر بے چینی سے دوبارہ تکیا۔
 - ذاتی طور پر میں ان فاعلوں باتوں کا قائل نہیں ہوں۔
 ایٹلے نے ہاتھ ہونے جواب دیا، میں نے آج تک کسی جیسے
 کو روحوں کو بلانے کا عمل کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ اس جہاز پر
 سروس ولس سروس ہیں۔
 کی تعریف کی ہے؟
 - جیسے کی شخصیت کے بارے میں مجھادی ذاتی رائے
 کیا ہے؟ میں نے بات کو ذرا آگے بڑھانے کی کوشش کی۔
 - نہایت دلیر اور جویہ کا شخص ہے میرے ساتھ اس کا
 دراصل ہمیشہ دوستانہ رہا ہے آج تک اس کے مجھے غیبت
 پر ان کے مجھے اپنے عمل سے شکایت کا موقع نہیں دیا، خطروں
 کے وقت وہ ہمیشہ پیش پیش رہے کی کوشش کرتا ہے۔
 موت پر تو ہے شاید ہی لیے جیسے کسی ہراساں نظر نہیں
 آتا مجھے اس کی یہ عادت بھی پسند ہے۔
 کیا وہ شادی شدہ ہے؟ میں نے یوں ہی دریافت کیا۔
 - بارہ سال پہلے کی بات ہے۔ ایٹلے نے ڈنگ اور ویل
 کی سلائی سے پائپ کی لاکھ کر دیتے ہوئے ایک سرواہ بھر
 کر جواب دیا، جیسے نے جہاز پر مانی کی ایک نوٹیز اور لکھڑی
 سینے اپنی پسند کی شادی کی تھی؟ اس وقت وہ بے انتہا
 خوش تھا لیکن اس کی یہ خوشی بڑی عارضی اور نا پائیدار

ثابت ہوئی شاید ہی کے صرف دو روز بعد ہوائی سے جہاز سے ہوا۔
 سروس کے سفر کے دوران اس کی بڑی ہوش کے لیے اس کے ساتھ
 روٹھ گئی، اس کی موت اس قدر اچانک اور غیر متوقع تھی کہ میری
 کے ملے کے تمام اذکار و حیران رہ گئے۔ اس روز میں نے پہلی اور
 آخری بار جیسے کو کسی معلوم ہونے کے کماندہ جھپٹ کر ادھ
 بیک بیک کر دئے دیکھا تھا پھر اس نے خود اپنے ہاتھوں سے
 اپنی محبت کو منہ کی تیاب لہروں کے سولے کو دیا اور۔
 - اوسکیا؟ میں نے تیسس بھری آواز میں پوچھا۔
 - اس دن کے بعد سے جیسے نے روحوں کو بلانے کا عمل
 سیکھا شروع کر دیا، ایٹلے نے پائپ کی سرواہ لکھ کر اپنے
 سرواہ دیا، شروع شروع میں میں نے اسے روکنے کی کوشش
 کی تھی لیکن جب اس کا شوق ویرانی کی حد تک پہنچ گیا تو میں
 نے اپنی زبان بند کر لی یوں ہی ہم اپنی اپنی مرضی کے مطابق
 جہاز ایک دوسرے کے معاملات میں ناگہم جھپٹا، اگلا
 جہاز میں اور حادثات کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوا ہے۔ ڈیڑھ
 پونے دو سال تک جیسے پر ہر وقت روحوں کو بلانے کا عمل
 سیکھنے کا جھوت سوار ہوا پھر وہ بارل نظر آنے لگا، شاید وہ اپنے
 مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔ ایک بار اس نے مجھ سے
 کہا مجھے تھا کہ اب وہ جب چاہتا ہے اپنی روحی ہوئی محبت
 کو دوبارہ جہادی صورت میں حاصل کر لیتا ہے اور پہلوں اس
 سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ میں نے اس کی بات کا کوئی جواب
 نہیں دیا۔
 فاسوشی گراں گزری تھی شاید ہی اسے اس نے دوبارہ بھی
 اس مسئلے پر مجھ سے گفتگو نہیں کی۔
 میں ایٹلے سے کچھ اور معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن ملے کے
 ایک کارڈ سے اسے اگلا نمونہ روم کی بابت کچھ بتایا تو مجھ
 سے معذرت طلب کرتا، برا نہایت برق رفتاری سے اگلا روم
 کی جانب چلا گیا۔ بات آئی تھی ہو گئی۔ اس کے بعد کچھ تو
 سفر کے سلسلے میں اور کچھ اپنے دوستوں کے ساتھ اشتاء طواف
 رہا کہ جیسے کی ذات میں مزید وہ پہنچے نہ لے سکا لیکن اس
 وقت اچانک مڈ بھیڑ ہوئی اور مانی کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں
 پر بھر پور ہنسا ہنسا ہنسا ہوئی، مانی کو منہ سے ادا اور خود دل
 کے قریب دیکھنے ہوئے ہوا۔
 - میرے دوست اگر تم کو میرا مانی پسند آگیا ہے تو میں
 خوشی سے تمھاری ہند کر سکتا ہوں۔
 - شکریہ قلم اس نے بڑے منہب انداز میں جواب
 دیا، آپ کا مانی حقیقت بہت خوب صورت ہے۔

وہ اپنے ہونٹوں پر جھٹکے بھرتے تھے نہایت خندہ پیشانی سے بولا۔
 "میسٹر محترم۔ جب کلام خدا کے سوا کبھی اور کون نہیں ہو سکتا مگر
 قیاس کرنے پر کوئی پابندی کبھی نہیں ملتا قیاس کے بارے میں بھی
 میں نے پڑھے لکھے لوگوں سے بہت کچھ سنا دیکھا ہے کالے باد
 کے بارے میں تو میں نے بے شمار لوگوں کو قسم کھاتے سنا ہے۔
 منکرات اپنے اپنے عقیدے کی بنے ہیں اور لوگوں کے منے سرخ
 مانتا لیکن ہندو دھرم کے بڑے بڑے پندت پجاری کس پر
 افتقاد رکھتے ہیں؟"

"میں عقیدوں اور افتقاد کی باتوں میں نہیں الجھتا چاہتا ہوں
 دوست! میں نے جبکس کے لیے کی کاٹ کوئس کرتے تھے
 دوستانہ انداز میں کہا: البتہ نامی میں تھادی بڑھتی ہوئی دلچسپی کا
 سبب فرد دریافت کرنا چاہتا ہوں؟"

"فی الحال میں آپ کو صرف اتنا بتا سکتا ہوں میسر محترم
 نامی آپ کے لیے کسی موقع پر ایسی ڈھال ثابت ہو گا جو موت
 اور زندگی کے بھیاں بھیس میں بڑا اہم اور تباہ کن کاردارا کرتی ہے
 گویا تم یہ کتنا چاہتے ہو کہ نامی ہیں کسی وقت موت کے منہ
 سے باہر نکال لے گا؟ میں نے تجویز کی سے پوچھا۔

"میں پھر کسی وقت تفصیل سے اس مسئلے پر آپ سے
 گفتگو کروں گا بشرطیکہ آپ پسند کریں۔ جبکس نے مسکراتے
 ہوئے کہا: اس وقت میں قومی طور پر کپتان ایٹل سے مل کر
 اُسے یہ بتاتے جاؤں کہ آج کی رات بحری عقاب اور اس
 کے چوڑے منہ سے کیا ہو گا؟"

"ایٹل نے مجھے پہلے بتا چکا ہے کہ ہم غنیمت بھر ستالی
 کے خطرناک سائیکلون سے بھی دوچار ہو سکتے ہیں۔ میں نے
 لاپرواہی سے جواب دیا۔

جبکس نے مجھے دیکھنے کے بارے ایک بار پھر نامی کو
 دلچسپ نظروں سے دیکھا پھر مسکراتا ہوا کنٹرول روم کی سمت
 چلا گیا۔ غالباً اس نے میری بات پر توجہ نہیں دی تھی یا پھر
 دیدہ و دانستہ اس نے میری ذات سے زیادہ نامی کے وجود کو
 اہمیت دینے کی کوشش کی تھی میں چند ثانیہ اپنی جگہ غامض
 کھڑا رہا پھر قدم اٹھاتا ہوا اپنے کہیں میں آگیا۔ اس وقت شام
 کے چائے کا عمل رہا ہو گا۔

بحری عقاب ڈھانک کے ایک بگڑے دل میں زلزلے
 کا انتہائی غریب صورت چاڑھتا ہے اس نے اپنے ذاتی اور
 خاص استعمال کے لیے زیادہ کرنا تھا لیکن جب اس کا دل آگیا تو
 اس نے اپنے لیے وہاں جہاز بڑا لیا اور بحری عقاب کو کرائے

تم چاہو تو اسے لے سکتے ہو۔ میں نے دوستانہ انداز
 میں اُسے دوبارہ پیشکش بحث کی تو وہ مسکرا دیا۔

"مجھے پالتو جانوروں کا کبھی اس حد تک شوق نہیں
 رہا کہ انہیں گلے کا بار بنالوں۔ جبکس نے کہا پھر نامی کو
 بطور دیکھنے لگا۔

"کیا یقین میرے کد نامی میں کوئی خاص بات نظر آ رہی ہے؟
 میں نے اس کی محویت کو محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔ وہ ایک سخت گہری بنیادی سے بولا پھر پڑاؤ
 سے کہنے لگا: آپ جس ہے میری بات کو مذاق سمجھیں نہیں
 بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ سفر میں نامی آپ
 کے اور آپ کے ساتھیوں کے لیے بچہ اجم ثابت ہو گا۔ ہو
 سکتا ہے کسی خاص موقع پر نامی آپ تینوں کے لیے نجات
 دہندہ بھی بن جائے؟"

"بہت خوب! میں نے دلچسپی لیتے ہوئے بے تکلفی سے کہا۔
 کیا میں یہ سمجھوں کہ یقین مستقبل میں جانتے کائناتوں بھی ہے؟
 "خیر اور پامشری سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں میسر محترم

روز مغرب میں لیے افراد کی کمی نہیں جو چھوٹے موٹے شعبوں
 پر بھی ایمان لے آتے ہیں اور بازی گردوں کو منہ مانگی رقم دینے
 پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جبکس نے کھل کر مسکراتے ہوئے کہا پھر
 غماض ہو کر بولا: ہاں میں نے یوں ہی تفریح طبع کیے روشن
 کرنا ہے کہ وہ ہم بگڑ سیکھ گئے ہیں؟"

"اوہ! میں اس طرح چونکا جیسے اس کی یہ صحبت پہلی
 بار میرے علم میں آئی ہو۔ پھر تھم رہا ہے لیے بچہ کا نام آدمی
 ثابت ہو سکتے ہر مشاقت کسی طرح کو طلب کر کے یہ بھی دریافت
 کر سکتے ہو کہ ہمارا یہ سفر کا سیلاب ہو گا یا نہیں اور۔ یہ کہہ رہے
 ہیں مقصد کیلئے یہ سفر اختیار کیا ہے اس میں میں کس حد تک
 لاسیالی ہو گا؟"

"کیوں نہیں؟ وہ بڑے پراعتماد لیے میں بولا: روشن کو
 آنے والے حالات کا بخیر علم ہوتا ہے لیکن۔ لیکن تین قسم کے
 لوگ اس قسم کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے، وہ اسے معنی و منت
 گزار ہی کا مشغلہ سمجھتے ہیں۔"

"کیا تم ہلکے لیے بھی اپنے اس فن کا مظاہرہ کر سکتے ہو؟
 "کیوں نہیں۔ بشرطیکہ آپ اسے پسند کریں؟"

"نامی کے سلسلے میں یقین روح نے کیا اخلاص دی ہے؟
 میں نے جبکس کو ذرا چھیڑنے کی خاطر زہر خند سے پوچھا۔

ایک لمحے کو جبکس کے ہنس کے تاثرات میں کھنپاؤ
 پیدا ہو گیا اسے میری بات گراں غزوی تھی لیکن آؤ مسٹر بی نے

پر ملنا شروع کر دیا۔ اس میں ملے کے رہائشی کوں کے علاوہ کچھ پر تعین کیوں ایک کامن روم اور علیحدہ علیحدہ ڈرائنگ اور ڈائننگ روم بھی موجود تھے۔ دو مختصر کیمین بھی تھے جو قابل خصوص ملازموں کے لیے بنائے گئے تھے، مونیٹرک بڑی عتاب سیاحوں کیلئے پیش تو جہاں مرکز بنا تھا تھا، اسے اپنی خوش قسمتگی ہی کوں کا کہ میں نے جس خطراک سفر کا راہہ کیا تھا اس کے لیے مجھے بڑی عتاب بہ آسانی مل گیا۔ نہ تو یہی نہیں بلکہ میرے بہترین اور عزیز ترین دوست کیلکاش اور جیکب بھی خلاف توقع اس سفر پر میرے ساتھ شریک ہونے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ شاید اس لیے کہ انھیں اس سفر کے دوران پیش آنے والے ان مشکلیں اور ہولناک واقعات کا وہم و گمان بھی نہیں تھا جن کا ذکر میں آگے کروں گا۔

ہائے اس بڑی سفر کا آغاز سیلون سے ہوا تھا۔ ڈانگی سے قبل میں نے سفر کے دوران مستقل ہونے والا نام سامان وافر مقدار میں خرید لیا تھا، کیلکاش نے وہاں کے علاوہ اپنا سرسری کام سامان بھی ساتھ لے لیا تھا جیکب نے اپنی مذہبی کتابیں خاص طور پر اپنے ہمراہ رکھی تھیں اس کے علاوہ بحرا کا بل کے ان دیکھ جازاں ہیں بولی جانے والی مختلف زبانوں کی کتابیں بھی جیکب ہی کے امداد پر خریدی گئی تھیں جیکب کا خیال تھا کہ زبان کا مسئلہ میں جو جانے کے بعد وہ ان جازاں میں جال بھی ایک مذہب کی کرن نہیں پڑتی تھی اور لوگ مذہب کے دور حد گزرتے تھے۔

بہ آسانی اپنے رنگ میں ڈھال سکے گا۔ ہر چند کہ میں ابھی کتابوں کو خریدنے کے حق میں نہیں تھا لیکن کیلکاش کی سفارش پر میں نے جیکب کی بات مان لی تھی۔ ان کتابوں کی اہمیت کا اندازہ مجھے بعد میں ہوا۔

برمال ہائے سفر کا آغاز انڈیا کی خوش گوار حالات اور موسم میں ہوا۔ سیلون اور پھر فیملی سے ہوتے ہوئے ملوں تک اس سفر نہایت فرحت انگیز تھا، ملوں کی بند گاہ سے ہم نے انڈین کے سالن کے علاوہ دیگر کچھ شہر دی ایشیا بھی خریدیں۔ ملوں سے کپتان ایٹلے کی سفارش پر ایک سیاحی جہاز بھی ہمارا شریک سفر بن گیا۔ اس جہاز سے کوآسٹریلیا کی حکومت نے اپنی حدود سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا تھا، کپتان ایٹلے کی سیاحتی عزت کی آواز ہی پر دم اٹھ گیا۔ چنانچہ ہم نے ان میاں بوی کو ملازموں کی خدمت میں شامل کر کے اپنے ساتھ لے لیا اور وہ چوٹا کیمین ان کے تعارف میں لے دیا جو وہاں ملازموں کے لیے واقع تھا۔ جیکب نے وہی زبان میں اس سیاحی جہاز سے کراس تھا

لینے کی مخالفت کی تھی لیکن کیلکاش نے اناجیت کے نام پر اسے چپ لینے کی تاکہ کی تو وہ خاموش ہو گیا۔

ملوں سے ملنی کے سفر کے دوران کوئی ایسا قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جس کا تذکرہ ضروری ہو ملنی سے ہمارا جہاز سوڈا (SUVA) کی طرف روانہ ہوا جو ملنی سے سترہ سو میل کے فاصلے پر تھا، خوش گوار موسم ملنی تک ہمارا ساتھ رہا لیکن ملنی کی بند گاہ سے روانہ ہوتے ہی بوزے پڑ گئی کپتان نے میں خطراک طوفانوں سے مقابلے کیلئے تیار رہنے کی تاکید کر دی تھی کیلکاش صمم جو طبیعت کا لاک تھا اس پر طوفانوں کے ذکر کا کوئی اثر نہ ہوا لیکن جیکب کی نسبت طوفان آنے سے پیشتر ہی جہاز ہونے لگی وہ ہر وقت ہونوں کے درمیان کچھ روندنا ہوا اور بارشیں آسمان کی جانب نظر اٹھاتا تھا جیسے غولانہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہو۔

رات کے کھانے کے بعد ہم ڈرائنگ روم میں جمع ہوئے تو اس وقت بھی جیکب کا چہرہ زرد ہی رہا تھا اور ہونوں کی جنبش بہ طور استہزاء ہوتی تھی۔ ہمارا کاش کا ذرا شروع ہو چکا تھا لیکن بارش کی وجہ سے ہوائی قندیل میں کمی آگئی تھی اور میرا خیال تھا کہ سندی سفر میں تیز بادشیں اپنی خطرناک نہیں تو ہیں مگر تیز ہوائیں ذمّت کا باعث بن جاتی ہیں میں نے کسی پر آم سے بچتے ہوئے ایک نظارہ اپنی دہشت گوی پر ڈالی اس وقت رات کے سوا نو گھنٹے تھا، کھانے کے بعد غریب

برجہز کہ ایک مسلمان رہنے کی حیثیت سے میں کے مقبول لاقائی نہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے جیسے کی پیش گزنی میں وزن محسوس ہوا تھا۔ اسی وجہ سے میں کھانے کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ اس طرح جیکب کی پریشانی بھی کچھ کم ہو گئی تھی لیکن جسے کی زد وہی بھی تک برقرار تھی۔ میں نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کیلکاش کو بھیج کر تے ہوئے پوچھا۔

”جیکب کے پاس میں تھا ہی کیا رہا ہے؟“

”اچھا خاموشی منہ ہی ہے بظاہر اسے کوئی ایسی تباہی نظر نہیں آئی جیسے ہماری زبان میں ملک یا مضر بن کر کہا جاتا

کیلکاش نے اچانک میرے سر سے کیلکاش کی نگرانی کر کے کہتا تھا کہ تم کو اس وقت جیکب کا خیال کیسے آ گیا؟

”میں نے وہ مرحلہ کو بڑے کا مل جانتا ہے۔“

”تھیں کیسے معلوم ہوا؟“

”بڑے جیکب نے بتایا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔“

”وہ کس وقت سے بولا؟“ جیکب میرے کمانی میں ضرورت اور وہ جیسے لے رہا ہے میں نے اس غرض سے ایٹلے کو ان لوگوں کی کھانا کر جیکب کا بائیں کچھ سکون۔

”میں میں دلچسپی جیکب نے جیسے کہ اسے کچھ برائے نہ لگا رہی رات کا اندازہ کیا۔ ہو سکتا ہے بڑی ملازمت اختیار کرنے سے پہلے وہ میونسپلٹی کا ملازم ہوا اور آوارہ گروں کو پھونک لگاتے لگائے اس کے فرائض میں شامل رہا ہو۔“

”جگہ کیلکاش نے اسے گھونٹنے کی نہایت بھگتی لگائی۔ اگر ایسا ہوتا تو اس وقت ہم جائے درمیان نہ ہوتے۔“

”ایک وہ شخص بھی کہیں نہ کہیں ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔“

”تم سے اس سے زیادہ عیاری مذاقی کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔ جیکب نے عقارت سے کہا۔“

”جیکب کا خیال ہے کہ میرا ہی کسی موقع پر ہمیں موت کا مل سے جانے میں جید کا آواز نہایت ہو گا۔ میں نے بدستور جواب دیا۔“

”شعدہ باز رہا۔ جیکب کا کاش کہ گھر گھر ملنے ملنے ہوا۔ اکثر

اپنی کیلکاش اور جیکب میں یہ دلچسپ نوک جھونک عیاری تھی کہ کس میں جیسے اپنا کچھ جھونکا لیا گیا۔ جیکب کی تیز لہر نے بڑی شدت سے بڑی عتاب کی قوت کو دکھا رہا تھا اور جیکب کے حضور پر جہاز کے جھونک کھانے سے ڈرائنگ روم کی پیشتر آگئی۔ جیز میں اپنی جگہ چوڑ کر فرشتے پر آگئیں۔ میرے دوستوں میں جیکب کی پیش گزنی کے الفاظ کو سننے لگے کیلکاش بھی پر محنت تھی۔ جیکب نے بڑا بڑا جیکب کے چہرے کو دیکھ کر تیز غصوں سے بڑا ہوا تھا جیسے اسے سانس نہ مل رہا ہو اس کے ہونوں کی بدماہمت بھونٹ رہی تھی۔

جہاز سے فائوشن نکالوں سے ایک ڈسک کو دیکھ لیکن پیشتر اس کے کچھ تباہ خیال کر کے جہاز نے ایک جھونکا اور کھایا۔ میں نے اگر گزری کے جھونک پیانہ پانی گرفت مضبوطی سے نہ جھالی ہو تو یقیناً نہ کہیں فرشتے پر لڑ جھک گیا ہوتا، کیلکاش نے بھی نہایت چھوٹی سے خود کو سنبھال لیا لیکن جیکب دھست جھٹکے کی زد سے خود کو بچا سکا اور اپنی نشست سے لڑکھ کر نیچے فرشتے پر گر پڑا تھا۔

”خداوند رحم۔“ جیکب کی خوف زدہ آواز ہائے کانٹل سے نکلا۔

جہاز کے دوسرا جھونکا لکھتے ہی مانی نے چہرے سے تباہی کے قریب خاموشی میں جی جی کہہ کر ہوا دار میں بیٹھو کھڑے کر دیا تھا۔ حالات نے اس قدر اچھا کیا کہ فیروز متوقع طوفان پر کوئی تھی کہ ہم بڑا بڑا کردہ گئے، پھر کیلکاش نے نہایت جیکب کو فرشتے سے اٹھانے کیلئے اپنی نشست چھوڑ دی تھی کہ جیسے جیکب کے ساتھ وہ جی لڑکھتا ہوا خاموش ہو گئے۔ جیکب کو قائل ہوا کہ ہو گیا۔ اسی لمحے ایک علاج بھاگتا ہو کہیں کے دروازے پر

ناز کفیل گیلانی

کے رومانی ناول

کھڑی نیم کے نیچے	ناز کفیل گیلانی	50/-
آئینہ توڑ دو	ناز کفیل گیلانی	150/-
سندر کا جہاں میں کا	ناز کفیل گیلانی	100/-
دو دن رات نہ مے	ناز کفیل گیلانی	150/-
خدا تراش لیا	ناز کفیل گیلانی	150/-
دار بستی	ناز کفیل گیلانی	150/-
غالی جیب پھٹتے نہیں	ناز کفیل گیلانی	150/-
آخری رقص پروانے کا	ناز کفیل گیلانی	150/-

مکتبہ القریش

اُردو بازار - لاہور 2

ایک تاریخ --- ایک ناول

صاحب مرزا ادیب اسلم راہی ایم۔ اے
شاہکار ناول

ابلیکا

جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر
حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک دنیا کی
تاریخ پیش کی گئی ہے۔
سات جلدوں میں پیش کی جا رہی ہے۔

قیمت حصہ اول
قیمت حصہ دوم
قیمت حصہ سوم
قیمت حصہ چہارم
قیمت حصہ پنجم
قیمت حصہ ششم
قیمت حصہ ہفتم

مکتبہ القریش

اُردو بازار - لاہور 2

باقی کا کوئی نقطہ آسمان سے چمکایا آنکھیں میاؤں سے کالے
بادلوں کی کوئی مٹکھڑی نظر آئی۔ دو ستر دن برست دھڑلے سے
دھواں دھار بارش کی خیر باقی ہے۔
تم اپنے دل میں اور اپنے دھرم کی بات نہ کرو۔ جیکب
اور گیلان: تمہارے دھرم میں تو آواگون (دوسرا جنم لینے کا عقیدہ)
کو بھی مانا جاتا ہے۔

کیا ثابت کرنا چاہتے ہو؟ وہ کہہ کر بارش کی آواز سے
لغزش سے اُسے گھومتے ہوئے پوچھا۔

تمہارے دھرم ناموں کے مطابق آتما ایک شریک کو بھجوتے
کر رہے ہیں۔ شریک کو پناہ سستی ہے یا جہنم لے سستی ہے تو کیسے
شریک سے علی ہوئی اسی آتما کو جہنم شریک کے ذریعہ جلا نہیں جا
سکتا۔ جیکب نے دلیل پیش کی۔

گروہ تمام دونوں اس بات پر ایمان لے آئے ہو کہ جیکب
دستوں کو بٹکانے کا شل جانتا ہے اور اس کے منہ سے جو بات
نکلے گی وہ ہمیشہ سچ ثابت ہوگی۔ جیکب بارش نے ہم دونوں کو
گھومتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔

جیکب کا حال سوائے فدا کے کسی اور کو نہیں معلوم ہو سکتا
لیکن جہول جیکب نے گزشتہ رات کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ
بھی غلط نہیں تھا۔ میں نے اپنی زبان میں جواب دیا۔ نہ ماننے
کوئی مراد مل گئی۔ اُسے یہ تھا کہ جیکب کی شخصیت لفظی طور
پر نپا سدا ہے۔

بہت خوب۔ جیکب کی شخصیت قطعاً لگاتے ہوئے لولا۔ عجیب
منطق ہے۔ ایک طرف تم لوگ خدا کے وجود کو منظم و برتر مان رہے
ہو اور دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرنے کیلئے مجبور ہو کر جیکب کی
کسی بھی بات بھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔

ہم اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے جیکب کا امتحان بھی
لے سکتے ہیں۔ جیکب نے تجویز پیش کی۔
"تجویز معقول ہے۔ میں نے جیکب کی" مانہ کرتے ہوئے
تیزی سے کہا۔

مغربی لوگ جیکب کو بہت زیادہ مانتے ہیں جیکب نے
جیکب کو گھومتے ہوئے پوچھا۔ تم ان کو کیا کہو گے؟

وہ بھی تمہاری ہی طرح الحق کہلانے کے متحمل نہیں۔
جیکب نے اچھے ہوئے جواب دیا پھر اچھے ہوئے بولا۔ ہمیں
پہل کر اپنے کنبوں کا سال بھی دیکھنا چاہیے۔ خدا مانے وہاں کیا
الفاظ غریبہ کی توجہ کی منتظر ہو۔

جیکب نے کہتا ہوا باہر چلا گیا تو جیکب نے جھوٹے پرنا تھا
مسکراہٹ آنکھوں کی بڑی رڈوادی سے بولا۔

تم نے دیکھا ہے؟ دوست جیکب میری دلیلوں کے
ساتھ اختیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔

خوش قسمتی سے تمہاری دلیل میں نے بھی کرسی سے اٹھتے
ہوئے کہا۔ جیکب کی بنیادی طور پر جہنم میں ہے جہنم کا کتا اس
کی عادت ہے ذرا بچ کر ہٹا کیس ایسا نہ ہو کہ تم اپنی تبلیغی
ملاہمتوں کو کسی پر آزمائے کی کوشش کرو اور وہ تمہیں بھی
پیر بھی ڈکڑ کھائے۔

"خیر چھوڑو۔ یہ بتاؤ جیکب کے بارے میں تمہاری کیا رائے
ہے۔ جیکب نے بڑی عصبانیت سے بات بدلنے کی کوشش کی۔
یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم اس کی صلاحیتوں کا امتحان لے ڈالیں
اگر وہ سچ ہے تو آئندہ ہم اسے لیے بہت کا درد ہو سکتا ہے۔
تم جیکب کو آزمائے کرلو۔ جیکب کو ملے مٹا ہرے کیلئے
تیار کرنا میل کام ہوگا۔"

جیکب نے یہی جیکب کو آزمائے کرلو کی کوشش کرنا ہوں۔
جیکب بھی اچھے کریم سے ساتھ ہو گیا۔ ہم دونوں رائیگ
روم سے ایک ساتھ ہی نکلے۔ جیکب خاصے خوش گوار کوڑے
میں تھا لیکن باہر نکلنے ہی اس کی نظر سب سے پہلے جس چیز پر
پڑی وہ وہی سیاہی موت تھی جسے ہم نے طبلوں کی تہہ پر
سے ساتھ لیا تھا۔ وہ اس وقت تھا اپنے کنبوں کے سامنے
کہ وہ۔ اچھا۔ انا زلف۔ کہہ کر اس نے جھوٹا ہنسا۔

روز اول ہی سے اس سیاہی کوڑے کو منسوب قرار دے رہا تھا
اس لیے ظاہر ہے کہ اس موت کو دیکھتے ہی اس کا خوش گوار
کوڑے کدم چھوٹ گیا۔ اس نے اس قدر تعادلات سے مت
ہٹا کر اپنا چہرہ دوسری طرف گھما کر کنبے کے اختیار نہیں ہوئی
پھر قبل اس کے کہ میں اس سے کچھ کہتا وہ تیز تر قدم مارا
اپنے کنبوں کی طرف چلا گیا۔ چند ثانیے میں اپنی جگہ کھڑا جیکب
کی ضعیف لافٹھاوی پر مسکراتا۔ ہا پھر مائی کے ساتھ اپنے
کنبوں کی سمت بڑھ گیا۔

رات کے طوفان نے ہم سب ہی کی حالت فیر کر دی
تھی چنانچہ ہم دونوں دوسرے کھانے کے وقت ایک ساتھ
جمع ہوئے پھر اپنے اپنے کنبوں میں واپس چلے گئے۔ خدا کا
شکر ہے کہ ہم ایک دوسرے کو خوش گوار ہو گیا اور گزشتہ رات
کی تھکن اور تروت کا اثر بھی جاتا رہا۔ طاق کو چائے پینے کے بعد ہم
کنبوں کے سامنے دینک کے کرب کرباں ڈال کر بٹھ گئے۔
جہاز کا عذر صرف یہ کہ اس وقت بھی مستعد نظر آ رہا تھا بلکہ چہلوں پر
بلاشت بھی موجود تھی۔ میں نے ان کے چہروں سے بھی اندازہ لگایا تھا

رات کے طوفان نے ہم سب ہی کی حالت فیر کر دی
تھی چنانچہ ہم دونوں دوسرے کھانے کے وقت ایک ساتھ
جمع ہوئے پھر اپنے اپنے کنبوں میں واپس چلے گئے۔ خدا کا
شکر ہے کہ ہم ایک دوسرے کو خوش گوار ہو گیا اور گزشتہ رات
کی تھکن اور تروت کا اثر بھی جاتا رہا۔ طاق کو چائے پینے کے بعد ہم
کنبوں کے سامنے دینک کے کرب کرباں ڈال کر بٹھ گئے۔
جہاز کا عذر صرف یہ کہ اس وقت بھی مستعد نظر آ رہا تھا بلکہ چہلوں پر
بلاشت بھی موجود تھی۔ میں نے ان کے چہروں سے بھی اندازہ لگایا تھا

کو متوجہ نہ ہو کسی نئے طوفان سے دوچار نہیں ہوں گے۔ جہاز
لاکھوں کروڑوں روپے کے باہر چھوٹے سے چوتھے تا چھٹے نام
پر ہر ایک پر کھانا پکانے کے لئے امداد نظر رکھنے ہوئے نیگیوں
سمندر میں قابو اپنی جہاز کے پیچھے ہوتے تو ب صورت ایم
کی یاد تازہ کرنے میں مصروف۔

معاذے جیکس کا خیال آگیا۔ وہ گزشتہ رات کے بعد سے
اب تک کیس نظر نہیں آیا تھا جیکس کا خیال آتے ہی میں نے
اشاروں اشاروں میں جیکس کو روایت کیا کہ کیا وہ کیکاش کو

روہوں کو بلانے والا مل فیچر کے لیے آمادہ کر چکا ہے۔
جیکس نے نفی میں اشارہ کیا۔ کیکاش اس وقت دوسری طرف
متوجہ تھا عمارت نے جیکس کو نفی میں سر ہلاتے دیکھ لیا جیکس

کو بھی اس کا احساس ہو گیا کہ اس کی چوڑی پھوٹی نفی ہے اس
لئے اس نے خود کو لاپرواہی سے اشارہ کیا کہ اس نے کیکاش کو
پر جہاز قوت پیدا کرنے کی کوشش کی اس نے کیکاش کو

اور زیادہ چوتھے پر مجبور کر دیا جیکس کی معصوم اداکاری
پر مبنی آئی تو کیکاش کا شبہ یقین میں بدل گیا کہ اس کے خلاف
خود کوئی فائبر کوشش سازش ہو رہی ہے۔

کیا بات ہے میرے دو زور و قوت کا کیکاش نے جیکس
کو تنبیہ کی سے مخاطب کرنے ہوئے پوچھا یہ کیا تم اپنی گردن میں
کچھ خلیفہ نہ ہو کر رہے ہو؟

داخل نہیں ہو جیکس نے تیزی سے جواب دیا۔
چھوڑا تھا جی ہاں یہ سارے کی طرح لمبی گردن جیکس کیوں
کھا رہی تھی؟

روہی نے جیکس بات بنانے کی کوشش کی۔ معمولی سا
دور ہے جانا ہے گا۔
تم جی ہاں دو کو معمولی سمجھو ہے ہو وہ غلام بھی ہو سکتا ہے

کیکاش نے پریشانی سے جواب دیا کہ طوفان گزر جانے کے
بعد حال نے تھیں جس انداز میں پروا دینا تھا اس وقت اسے
یہی شبہ ہوا تھا کہ شاید تھوڑی گردن قوت میں ہے۔

موسم اس وقت خاصا خوش گوار ہو رہا ہے۔ جیکس نے
کیکاش کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے موضوع بدلنے کی
کوشش کی۔ ہر اچھی خاصی تنگ اور فرصت نہیں ہو رہی

اور ہر ایک ہی تنگی ہی تھی گردن کے معمولی دو دیں آکر
بٹھ گئی تھی اسے دیکھ کر اسے اٹھ جانے کا سبب بھی بن سکتی ہے
کیکاش نے سوتہ بند تھا۔
نہلت ہے۔ جیکس جھلکا گیا۔ کیا تم میری گردن کا بچھا

اس علاج کے ساتھ ہی کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی معمولی حادثہ
پیش آیا تو یقیناً اس کے لیے میں یقیناً کوئی ایسی خاص
بات ضروری تھی جس نے میرے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیا سفر

کے آخری ہی بات جہاز کے بیشتر ملے کو معلوم ہو گئی تھی کہ
کیکاش مریض ہے چنانچہ سفر کے دوران اکثر ملے کے افراد کو
اس کی ضرورت پیش آئی وہ تھی تھی اور کیکاش ہوشیار نہایت

تہمت اور خندہ پیشانی سے ان کے کام آتا تھا یقیناً اس وقت
نات کی بڑھاپہ نے اسے بھی ملنے کیوں گرد بڑا دیا تھا۔
ہم آگے بڑھتے تھے تیز تیز قدم اٹھاتے ایک محقق سے کہیں

میں داخل ہوئے جہاں ایک علاج خورش پر پڑا ہوا تھا۔ اسے
کی مانند تڑپ رہا تھا، صورت شکل اور جہانی اعتبار سے اسے
بہت مدد دست دینا نا کھانا بچا نہ ہوگا، اس کی صحت قابل شک

تھی یقیناً اس وقت اس کے چہرے پر شدید کرب اور آفت
کے ملے آثار تھے ابھر رہے تھے وہ کسی ذبح ہوتے ہوئے
بکرے کی طرح آپ ہی آپ فرش پر پھیل چکی تھی کھانا کھانا

کے رات سختی سے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے اور
اس سے جھگڑا اٹھ رہے تھے، وہ دن دھوکوں کی انکھیاں بری طرح
اگر وہ کئی تھیں یوں جیسے انھیں کھنکھن میں جو کھانا کھانے

سے ملے کر دیا گیا ہوا ایک بات جو میں نے پہل نظر میں خاص
خود پر غور کی وہ یہ تھی کہ کرب کی حالت سے دو چار محض
کے تمام جسم پر خون کی سرخی نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس کے چہرے

اور گردن پر جلد ہی جیسی زردی چھائی ہوئی تھی۔
اسے یقیناً مرگ کا دورہ پڑا ہے۔ میں اس کے حق میں دعا
کرتا ہوں۔ جیکس نے جہاز کے انداز میں کہا کیکاش کے باہر

ماکار آسمان کی جانب چہرہ بلند کر کے ادا انھیں نونہ کر کے
پر مٹنے میں مصروف ہو گیا۔
کیس میں آدمیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی اس لیے

کیکاش نے میرے اور بیمار کے ساتھ کی کھانا پانی مت ام
افراد کو باہر نکالا پھر اہم مبنی بیگ کھول کر وہ کوئی انجکشن
تیار کرنے لگا۔
فاکڑ صاحب۔ میرا تھی ٹھیک تو مائے گایا

۔ اور ہمارے پر بھروسہ رکھو۔ وہ ہنر کرنا ہے۔ کیکاش
نے انجکشن تیار کرتے ہوئے مریض کے ساتھ سے کہا۔ اسے لپٹی
قوت سے چڑھ کر اسے اسے ٹیک لگا سکوں۔
میں نے جھک کر علاج کے ساتھ مریض کو جو کھانے کی

ہم دونوں کے سنبھالنے نہیں سنبھال رہا تھا اور پچھاڑی کھاتا
ہوا باد بادی گرفت سے نکل جاتا تھا، میں اس کو روک رہا تھا
کہ آہستہ آہستہ زردی اس کی گردن سے نیچے آ رہی ہے
ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا خون غائب ہوتا جا رہا ہو۔

۔ حال یہ کیکاش نے مجھے انگریزی میں غائب کرنے
ہوئے تیزی سے کہا۔ اسے ایک لمحے کو جھڑنے کی کوشش
کر رہا تھا کہ اس انجکشن کے ذریعے وہ اس کے جسم میں پینا سکوں
اگر اسے فوری طور پر انجکشن نہ دیا گیا تو اس کی حالت خراب ہو جائے گی۔

میں نے پھر لپٹی قوت صرف کر دی مریض کا دوسرا
ساتھی بھی پہنچے پہنچے ہو رہا تھا لیکن مریض کسی طرح جانے
تلا میں نہیں آ رہا تھا، میں نے جو پھر پیش کی ایک دوا دی
کو توجہ طور پر کہیں کے اندر بٹھا لیا جانے کے بعد مریض کی انجکشن
دیا جانے کے کیکاش نے میرے زور سے سے متفق ہو کر تھ

کے اشارے سے دوا دست آدھوں کو اندر بٹھا لیا پھر جہاز
نے مل کر شکل مریضوں کو اس حد تک بچھو لیا تھا کہ کیکاش
اپنا کام انجام دے سکا۔ کیکاش کے لیے کوبہ مریض کی زندگی
بچانے کے لیے ایک ایک لمحہ پر توجہ تھی اور ہاتھ چنانچہ
مریض کے قابو میں آتے ہی کیکاش نے اسپرٹ میں زردی

ہم دونوں کے سنبھالنے نہیں سنبھال رہا تھا اور پچھاڑی کھاتا
ہوا باد بادی گرفت سے نکل جاتا تھا، میں اس کو روک رہا تھا
کہ آہستہ آہستہ زردی اس کی گردن سے نیچے آ رہی ہے
ایسا لگ رہا تھا جیسے اس کے جسم کا خون غائب ہوتا جا رہا ہو۔

۔ حال یہ کیکاش نے مجھے انگریزی میں غائب کرنے
ہوئے تیزی سے کہا۔ اسے ایک لمحے کو جھڑنے کی کوشش
کر رہا تھا کہ اس انجکشن کے ذریعے وہ اس کے جسم میں پینا سکوں
اگر اسے فوری طور پر انجکشن نہ دیا گیا تو اس کی حالت خراب ہو جائے گی۔

میں نے پھر لپٹی قوت صرف کر دی مریض کا دوسرا
ساتھی بھی پہنچے پہنچے ہو رہا تھا لیکن مریض کسی طرح جانے
تلا میں نہیں آ رہا تھا، میں نے جو پھر پیش کی ایک دوا دی
کو توجہ طور پر کہیں کے اندر بٹھا لیا جانے کے بعد مریض کی انجکشن
دیا جانے کے کیکاش نے میرے زور سے سے متفق ہو کر تھ

کے اشارے سے دوا دست آدھوں کو اندر بٹھا لیا پھر جہاز
نے مل کر شکل مریضوں کو اس حد تک بچھو لیا تھا کہ کیکاش
اپنا کام انجام دے سکا۔ کیکاش کے لیے کوبہ مریض کی زندگی
بچانے کے لیے ایک ایک لمحہ پر توجہ تھی اور ہاتھ چنانچہ
مریض کے قابو میں آتے ہی کیکاش نے اسپرٹ میں زردی

اوپر سے گزرتا ہوا سمندر کی لہروں میں قہم ہو گیا۔
 اس حادثے کی اطلاع پہلی کی طرح ملے کے نظروں میں
 پہنچی اور دیکھتے ہی دیکھتے محلے کے بیشتر لوگ عرصے پر جمع
 ہو گئے، وہ دیکھنے پر بھٹکے اپنے اس سانحے کو دیکھنے کی خوشی
 کر رہے تھے جس کا نام نادر تھا۔ نادر جو کچھ دیر پیشہ آن
 کے درمیان تھا لیکن اب سمندر کی لہروں میں کیوں گم ہو کر رہ
 گیا تھا۔ ہمیشہ کے لیے۔

کچان بیٹے نے بیس منٹ کی کوشش کے بعد لوگوں
 کو دہاں ان کے کام پر بلانے کی تلقین میں کامیابی حاصل کرنی
 تھی ایک گھنٹے بعد سب کچھ دوبارہ نادر ہو گیا۔ محلے کے
 جذبات میں پیدا ہونے والی گرمی بھی سرد ہو چکی تھی لیکن ان
 کے کہیں میں اس کے ساتھ رہنے والا دوست اڈوگر بھی تھا
 اپنے کہیں کے سامنے کھڑا منعم نگاہوں سے سمندر کی جانب
 گھومے جا رہا تھا، دم دوبارہ اپنی کرسیوں پر واپس آ گئے۔
 ہم میں سے کسی نے اس حادثے کے بارے میں کوئی گفتگو
 نہیں کی، ہم سب بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں غرق تھے اپنے
 اپنے طوفانوں پر اس پرانے حادثے اور نادر کی حیرت انگیز موت
 کے بارے میں غور کر رہے تھے۔ کیا کاش ہمیشہ سے کوشش مزاج
 ہم ہوا اور نہ ہوئے کے ساتھ ساتھ ہم سب کے زیادہ طاقتور
 بھی تھا اپنے پیشے کے اعتبار سے اسے مشکل بھی کام لگتا
 تھا۔ ہم سب نے اس حادثے کے بارے میں غور کرنا شروع کیا
 تھا۔ لفظ آ رہا تھا۔ فاضل دینک ہمارے درمیان خاموشی
 ماری رہی پھر اس نے گفتگو کی ابتدا کرتے ہوئے کیا کاش
 سے دریافت کیا۔

”کیا تم نادر کی موت کے بارے میں کوئی آخری نتیجہ
 اخذ کر سکتے ہو؟“

”نوت ہیرال موت ہی کہلائے گی۔ کیا کاش نے ایک
 طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ البتہ نادر کی کامرمن ابھی تک
 میری بھوک سے بالاتر ہے، پہلی نظر میں میری شخصیت میں تھی کہ
 اُسے مرگ کا درد بڑا ہے لیکن دوسرے کی حالت میں یوں
 ایک ایک کھٹ کر جھگانا اور فاضل طور پر خودکشی کا اقدام کرنا۔
 یہ تمام باتیں قابل توجہ ہیں۔ اس نے آج تک ایسا چھپچھپ
 اور درست نتیجہ نہیں دیکھا۔“

”خودکشی ہی کیوں؟“ جیسے ہاتھ ملنے ہوئے کہا۔ وہ
 اگر دوا لگی کی حالت سے دوبارہ تیار ہو کر کھڑے ہو گوں پر
 مگر کتنا تھا کسی اور چیز سے محسوس تھا لیکن جس انداز
 میں اس فریضے وصال کے قریب پہنچ کر بچا ہوا لگا

”دور پر نہ سے پہلے اس نے کچھ کھا یا پانی نہیں تھا پھر
 اسے کھانسی ہوئی تھی جسے جھڑپوں پر اور جس نے کھانسی دوست
 کی اپنی حالت کو یکساں نہ تھا بلکہ اور کیا ہو چکا تھا کاش نے آہستہ
 سے سوال کیا۔“

”نہیں صاحب۔ اس نے وہ پرکھا تھا اور شام کا قہوہ پیر
 سا تو ہی لیا تھا۔“ اڈوگر نے مرنے والے کو یاد کرتے ہوئے کہا۔ ہم
 دونوں نے چار سال پہلے بحری قہاب پر ایک ساتھ ہی ملا
 تھا، لیکن تھی نادر کی بڑی بڑنگ کا شرقی دیوانگی کی مدد سے
 تھا، جو کام چار آدمی مل کر نہ کر سکیں وہ اسے اکیلا ہی کرتا تھا
 تھا، کچان سے ملے کر بیٹھے تھے، تھکے تھکے تھکے اس سے بے پناہ
 محنت کرتے تھے وہ تھا بھی ایسا ہی اس کی محنت کی جائے۔
 بروقت پہنچتے ہوئے وہ بنا اس کی حالت تھی۔ مجھے تو ایسا لگ رہا
 ہے صاحب جیسے میرا ایک بازو ٹوٹ گیا ہو۔“

”کیا تھا دوست شادی شدہ تھا؟“ ہم نے بھی گھنگھ
 میں شامل ہوئے پھر اچھا۔

”نہیں صاحب۔ وہ شادی کے سخت خلاف تھا۔ کہا کرتا
 تھا عورت دو دیک ہے جو اگر نہ لے کر گناہ جائے تو کسے بھی
 ہاتھ جاتی ہے۔“

”پھر تو وہ اپنے قریب عورت کے وجود کو بھی برداشت
 کرتا ہوگا۔“ جیک نے کہا۔ ”مگر جو نادر کی بات ہے ایسے لوگ
 اس سے ملنے سے بے پروا ہوتے ہیں۔“

”کچھ تو دل اندازہ رہتا۔“
 ”کیا تم نے نہیں ہے کہ نادر کی کبھی کسی سے دشمنی نہیں
 ہوئی تھی؟“ کیا کاش نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے دریافت کیا۔
 ”ہر ممکن ہے کہ تھا، دوست کی موت کا سبب کوئی پرانی
 عداوت ہو۔“

”میں بھی نہیں صاحب؟“ اڈوگر نے تیزی سے چہرہ اٹھ کر
 کیا کاش کو مخاطب کر کے کہا۔ ”میں نے کاش سے گھبراہٹ
 یا مصلحتی کا نشانہ نہ دیا ہو۔“

”نادر اس کی آنکھیں جھپک رہی تھیں جیسے اچھی بروئی ڈونڈ کا سرا
 اچانک اس کے ہاتھ لگا گیا ہوا آہستہ آہستہ وہ غیر ارادی خود پر
 اپنی آنکھیں جھپک رہا تھا، اس کے اندر نفسی طور پر کوئی طوفان
 سر اٹھ رہا تھا، جذبات کی لہریں نے اس کے ہونٹوں سے
 مغربیت کے چھپکے تاثرات کی بجائے ایک نیا لہر اٹھائی تھی۔ آہستہ آہستہ
 اس کے اعضاء میں نمایاں تناؤ سا پیدا ہو رہا تھا پھر اس کے
 اپنے ہونٹ کے گوشے کودا ہونٹوں تلے رونا شروع کر دیا۔
 ”اڈوگر کیا کاش کی آواز آہستہ سے ابھری تھی؟ کیا میرا
 اندازہ درست ہے؟“

”جی۔“ وہ یوں چونکا جیسے ایک کبھی بندھے ہوئے
 ہم لوگوں کی موجودگی سے کچھ دیر کے لیے بے خبر کر دیا ہو۔ ”آپ
 نے کچھ کہا صاحب؟“

”کیا تم بدوہوں اور ان کے انتقام پر اٹھنا دیکھتے ہو؟“
 کیا کاش نے نئے ڈاڑھے سے اُسے ٹوٹنے کی کوشش کی۔
 ”روح اگر جسم کو ترک کر دے تو انتقام بھی لے سکتی
 ہے صاحب۔“ اڈوگر نے اپنے معیار کے مطابق منطق پیش کرتے
 ہوئے کہا۔ ”ہم انتقام لے تو ہم دنیا کو فریاد کیا ہے لیکن روح
 کے انتقام پر کسی قانون کا عمل نہ ملتا ہے۔“

”گواہ ڈاکٹر صاحب کا خیال درست ہے۔ اس بار میکے لگا۔
 ”تھا دوست نادر کی جانی دشمنی کا شکار ہوا ہے۔“

”سچی۔“ اڈوگر نے جواب دیا۔ ”سچی۔“ یہ سچی باتوں
 انھوں کی آنکھیں زرد ہو گئیں جیسے لگا، اس کی وہ لہریں کشتیوں
 کے قریب کی لہریں جھول کر فاضل آج تھیں غم کی مارت
 بھی چھوڑ کر دو چاند ہو گئی تھی۔

”تم جانتے ہو کہ نادر کی موت کون تھا؟“ میں نے اڈوگر
 کی حالت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”دیکھ کر آہستہ سے پوچھا۔“
 ”ہاں۔ اس بار بھی اس کا جواب بڑا مختصر مگر معنی خیز تھا
 وہ خودی طور پر ہمارے سامنے کھل کر کہیں بات کے اقوال سے گریز
 کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کی ترغیب
 کر رہے تھے کہ وہ اپنے دوست کی کچھ اور موت کے راز کو نہ
 چکا ہے۔“

”کیا اس دشمن کا تعلق بھی بحری قہاب سے ہے؟“ میں نے
 اسے کو تینا دیکھ کر دوسری ضرب لگائی مجھے اپنے سوال سے
 مایوسی نہیں ہوئی، نادر میں جو تک کو حیرت سے بھلے دیکھنے
 لگا جیسے وہ مجھ سے زبان فراموشی سے دریافت کر رہا ہو کر مجھے
 اس بات کا علم کس طرح ہوا اور اڈوگر کی اس اضطرابی کیفیت
 پر میرے دل کی دھڑکیں بھی تیز ہونے لگیں۔

میں نے تیرے معنی انداز سے اسے انداز سے اسے چھوڑا

تھا وہ ٹھیک نشا نے پر بیٹھی تھا میرے ذہن میں بس یہی نہیں
 کا خیال آگیا تھا اس کے ہاتھ میں جواز کے پوزے کیا نہ
 بتاؤ تھا کہ وہ رہوں کہ ہاتھ کے کامل جانا ہے اس نے یہ بھی کہا
 تھا کہ جیکس اپنے اس مل کے ہاتھ میں کسی قسم کا مذاق برداشت
 کرنے کا عادی نہیں ہے لہذا جواز کے ملے کے تمام افراد اس سلسلے
 میں غلط سمجھتے تھے۔

نادین ملے کے کاؤڈن میں سب سے زیادہ مزمن اور
 طاقت ور تھا اس لیے ملے کے اس نے کسی موقع پر جیکس
 کو ذرا قہقہہ کی کوئی ایسی بات کہہ دی جو اسے ہلکا کر دی اور
 پھر نادین نے جس انداز میں دیوانگی کی حالت میں خود کو
 کے مل کا مظاہرہ کیا تھا اس کے پیچھے بھی مجھے کسی بدوح یا
 کلمے جادو کا ہاتھ نظر آیا تھا موت سے قبل وہ یقینی طور پر
 کسی ایسی ناویدہ قوت کے زیر اثر تھا جو اس پر پوری طرح
 حاوی تھی۔ وہ فیک میرا اندازہ ٹھیک ہی ثابت ہوا۔ آؤ اگرچہ وہ
 ایک بچے جیستہ بھی نظر سے گھوٹتا رہا پھر کچھ کہنا چاہتا
 تھا لیکن اجاب اس کی نظر غصے پر پائش جانب پڑی اور
 دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے اٹھی اور مجھے کچھ کہنے بغیر
 تیر کی طرح اپنے کیمپن کی طرف واپس چلا گیا جانے وقت
 اس کی آنکھوں میں خون کی سرخیاں برسی نمایاں طور پر جھپک
 اٹھیں تھیں۔

میں نے آؤ اگر کے جانے کے بعد غیر اعتیادی طور پر غصے
 کی باتیں جانب نظر ڈالی تو خود بھی چمکنے لگا۔ یہ نہ وہ سکا ہوا
 جیکس انتہائی لا پرواہی سے دینگ پر جھکا کھڑا سگریٹ کے
 کش نکالنے میں غور تھا مجھے یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری
 پیش نہیں آئی کہ نادین کی موت میں کسی کی کسی ذمہ داری
 جیکس کا ہاتھ نہ دھل ہے اور آؤ اگر اس کو دیکھنے کے بعد
 ہی مجھے قریب سے اٹھ گیا تھا۔ یہ سب کے علاوہ جیکب اور
 کیکلش نے بھی آؤ اگر کے اجاب آؤ کر ڈال سے اضطرابی
 حالت میں جانے اور غصے پر جیکس کی موجودگی کو نوٹ کیا تھا۔
 "آئی سی" کیکلش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اس کی
 آنکھوں میں نفرت کے گہرے اثرات موجود تھے۔ اس
 کی نظر بدستور جیکس پر بھی ہوئی تھیں۔"
 "گوایتم بھی ایمان لے آئے۔ جیکس نے مسرت کا اظہار
 کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے پہلے ہی شک تھا کہ نادین کی موت
 غیر طبعی حالات میں ہوئی ہے۔"
 "یہی اب سنجیدگی سے جیکس کے سلسلے میں غور کرنا
 پڑے گا۔ میں تم سے تجارت سے بولا۔

"تفصیل اگر غلط ہو جائے تو مرغن بڑھ کر کسی مرغن کو
 موت کے گھاٹ تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ کیکلش نے بڑے
 سلیجے سے لہجے میں کہا۔ "میں کسی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں
 کرنا چاہیے۔ ہر سکتا ہے کہ جو ہم سوچ رہے ہیں غلط ہو اور
 محض ہمارے باتوں نے آؤ اگر کے دل میں بھی جیکس کی طرف سے
 تنہات اور انتقام کے جذبے کو پروانہ دیا ہو۔ ظاہر ہے
 نادین کی موت سب سے پہلے پر اسرار ثابت ہوئی ہے۔
 ایسی حالت میں نادین کے قریبی دوستوں کی ذہنی حالت کو
 ادھل ہونے میں کچھ وقت ضرور لگے گا لیکن مجھے بھی تو ہمت
 کی جڑیں انسانی وجود میں ایک اجنبی گہری اور مضبوط ہوتی
 ہیں کہ ایک معمولی سی مبالغہ جی شکر کا پشیش خیمہ
 حاق ہے اور اس کے بعد حالات جیکس کی موت بھی اختیار
 کر جاتے ہیں۔"

"اگر تم مزمن نہ بننے لڑا کہ کامیاب مقرر ہو سکتے
 تھے۔ جیکب نے کہا۔ "تم کو کچھ بھی کہہ رہا ہے وہیش کے قہقہے
 تھا۔ یہی انداز میں سیدھی سادی باتوں کو بھی کر اور غلط
 رنگ سے کر لو کہ ہر سکتا ہے کہ کامیاب ہو جائے۔ میں میری
 مانو تو میری چھوڑ کر لڑتی کے پیشے کو اپنا لو۔"
 کیکلش نے جیکب کی بات کو کوئی جواب نہیں دیا۔
 وہ کہہ گا کہ وہاں جیکب اس نے جیکب کو کوئی ایسی بات
 مناسب نہ سمجھی ہو۔

"ہر حال میں میں نے کیکلش کو قہقہہ کرنے کی کوشش کی۔
 "آنا تو تم جانتے ہو کہ آؤ اگر جیکس کو دیکھنے کے بعد ہی مجھے
 پاس سے اٹھا تھا۔"
 "سو فیصلہ تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن اس سے یہ ایک ثابت
 ہوتا ہے کہ نادین کی موت میں جیکس ہی کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔"
 کیکلش نے جرح شروع کر دی یہ تھوس ثبوت کے بغیر دنیا
 کا کوئی قانون کسی شخص کو مجرم یا قائل نہیں گردان سکتا۔
 "شک و شبہ تو کیا جا سکتا ہے۔ جیکب تیزی سے بولا۔
 "وہ تو تعارضی قات پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ کیکلش
 بھلا گیا۔ جو سکتا ہے تم نے نادین کو تھیلے کے ذریعہ اپنے
 ذہن میں شامل کرنے کی کوشش کی اور وہ اس کے آثار
 پر تم نے وہی فطرت سے اس کے حق میں اچھا کیا کہ وہ بولناک
 موت کی دھماکی پر جو قبول ہو گئی ہو۔"
 "گوایتم تم مجھے۔"
 "جو موت کیکلش نے اس کی بات تیزی سے کہنے
 ہوئے کہا۔ آؤ اگر نادین کی موت نے ہلکا کر دیا ہے اور

ایسی حالت میں آؤ اگر کے ذہن کو ایک ذرا سی کوشش سے
 کسی کے خلاف بھی آسانی پیدا جا سکتا ہے۔"
 "میں تھا وہی بات تسلیم کرتا ہوں لیکن کیا تم جیکس کی
 بات کو غیر فرائض کر سکتے ہو؟" میں نے سنجیدگی سے کہا۔
 "امکانات کے پیش نظر اس کی ذات اور پراسرار وجود کو نظر
 انداز کرنا دانش مندی کے مترادف ہو گا۔"
 "تم بھی جذباتی ہو رہے ہو جہاں کیکلش نے بدستور
 جیکب سے جواب دیا۔ "میں نے کب کہا کہ جیکس کی ذات مجھے
 کہ امکانات سے بالاتر ہے جو سکتا ہے کہ تم لوگوں کے خیال
 کے مطابق اس جو جیکس ہی ہو لیکن میں اس کے خلاف ذرا
 ہر ماہ کرنے سے پہلے کچھ ایسے تھوس ثبوت تلاش کرنے ہوں
 گے جو نادین کی پراسرار موت کا متحرک بنے ہوں اور اس تحریک میں
 جیکب کا ہاتھ بھی ملوث ہو۔"

"اس کا موت ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم جیکس کے قریب
 رہنے کی کوشش کریں۔ جیکب نے کہا۔
 "اپنے مجھے بتایا تھا کہ جیکس سافٹوں کی تفریح و تلبیع
 کے لیے ان کی فراغت پر درجن کو ہلانے کے عمل کا مظاہرہ کرتا رہتا
 ہے۔ میں نے جیکب کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ "ہم بھی جیکس کے
 لاکھ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ تم بھی آمادہ ہو۔ آخری لمحے پر میں
 نے دیر و انتظار زیادہ زور دیا تھا۔
 "مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ کیکلش بولا۔ "نادین کی موت کے
 بعد ہی میں ہی وہی بات کہہ رہا تھا۔ یہ وہی ہے۔"

جیکب نے کہا۔ "وہ بھلا ہی طرف آ رہا ہے۔ جیکب نے آہستہ
 سے کہا۔
 ہم نے جیکب کو دیکھا۔ جیکس حسب معمول مسکراتا ہوا ہادی
 جانب آ رہا تھا، ہم اپنی اپنی نشستیں پر سنبھل کر بیٹھ گئے لیکن
 اس طرح کہ جیکس کو احساس بھی نہیں ہونے دیا کہ ہم اس کی
 بات پر شک کر رہے ہیں یا اس کی وجہ سے غلط سمجھ رہے ہیں۔
 "میرے مقوم آج آپ کا نامی نظر نہیں آ رہا ہے جیکس نے
 قریب آ کر براہ راست مجھ سے دریافت کیا۔
 "اوہ۔ میں نے قہقہے سے مسکرت جواب دیا۔ "نادین کی موت
 کے بعد میں اسے کیمپن میں بند کرنا چاہتا تھا۔"
 "مجھے بھی نادین کی موت پر کچھ ہوا ہے۔ جیکس نے
 ایک لخت سنجیدگی اعتبار کرتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ ملے میں سب سے
 زیادہ جان دار اند کار تھا۔"
 "تم کیا خیال میں ہے میرے دوست؟ میں نے اس بار
 بہت غلطی سے پوچھا۔ کیا نادین کی موت کو تم پراسرار نہیں سمجھتے؟

"دنیا میں ہزاروں ایسے اسرار و رموز موجود ہیں مقل جن کی
 توجیہ سب سے کرنے سے قاصر ہے۔ ہم ہزاروں باتوں پر ایک
 دوسرے سے متفق نہیں ہوتے اور انہیں ضعیف الاقتدار
 کردار دیکھ جاتے ہیں لیکن جب ایسی ہی کوئی قابل یقین
 بات یا حادثہ ہلے علم میں آتا ہے تو ہم اس کے ہاتھ میں
 سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں مغربیت جلد ایسے حادثوں کو کھینچ
 کر اپنے ذہنوں سے نکال بیٹھتے ہیں۔ جیکس کا ہر کسی قسم کے
 اندوہی جذبات کی ترغیب سے بھر ماری تھا کہ وہ ثابت سمجھتی
 ہے اپنا سلسلہ کار ماری رکھتے ہوئے بولا۔ "رکنا ہے کہ آپ
 حضرات نادین کی موت کو بھی ناقابل توجیہ سمجھ رہے ہیں لیکن
 مجھے یقین ہے کہ اس کی موت کا ملے جادو کا نتیجہ تھی۔"
 "کالا جادو کیکلش نے پوچھنے کی بڑی شان وار
 اداکاری کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔

"یقین اس بات کا یقین کیسے ہے کہ نادین کی موت کا ملے
 جادو کے سبب ہوئی ہے؟ میں نے تیزی سے پوچھا۔
 "میرا خیال ہے کہ ملے جادو اس کی موت کے وقت کیمپن
 قریب موجود بھی نہیں تھے۔ جیکب کی زبان میں بولا۔
 "آپ کا خیال درست ہے ہونی چاہیے۔ جیکس نے بڑے
 اصرار سے جیکب کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "جس وقت نادین
 کی موت واقع ہوئی اس وقت میں اپنی دہم میں جواز کے قہقہ
 انجمنہ مرسل باسٹن کے ساتھ تھا۔ آپ چاہیں تو تصدیق کر

اس کے باوجود تم اتنے ذوق کے ساتھ نادین کی موت
 کو جیکب جیکب کا کرشمہ کیسے کر رہے ہو؟ جیکب نے تیزی سے پوچھا۔
 "جیسے مجھے سوال کیا اس وقت وہ خلاف توقع بڑی دلچسپی
 کی باتیں کر رہا تھا۔
 "وہ حالات جو مجھے میرے سامنے تھیں نے بتائے ہیں۔"
 جیکس بولا۔ "وہیں جب کسی کو اپنے انتہام کا نشانہ بنانا چاہتی
 ہیں تو وہ جیتے جاگتے انسانوں کی مداخلت برداشت نہیں
 کریں۔ شاید یہی لیے کہ وہ صاحب انجمن ٹیپے میں بھی ناگام
 رہے اور مرنے والے سے سب لوگوں سے فراوان مل کر کے خود کو
 سمندر کی آغوش میں پھینک دیا۔"
 "وہ تو ٹھیک ہے مگر جیکس لیکن۔۔۔۔۔"
 "اگر ہنٹ ڈاکٹر۔ جیکس نے کیکلش کی بات کاٹتے
 ہوئے کہا۔ "ابھی میں نے اپنی بات مقل نہیں کی۔ مجھے میرے
 ساتھیوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ نادین کے چہرے اور گردن پر
 خون کی تانہ کے بجائے زردی پھیلی ہوئی تھی اور یہی چیز اس

بات کی ملاقات پہ کہ وہ بلیک بلیک کا شکار ہوا ہے۔ ویسے
ملک ہے کہ کچھ لوگ نادان کی موت میں میرا کچھ محسوس کر رہے ہوں۔
بلیک کا آخری جلد میں کرکیتا شس کے علاوہ میں بھی
چونک اٹھا۔ جلیں کی گشت گو نے اپنا ہیک پیسہ داد
پہ اسرار موت اختیار کر لی تھی ایک طرف تو وہ پڑے یسین کے
نہن کی موت کو کسی بدروح کا انتقام بتا رہا تھا اور دوسری
طرف اس نے بری خوب صورتی سے اسے متعالی کے ساتھ اپنی
فات کو بھی شامل کر لیا تھا۔ مگر کیوں؟... کیا اسے ملائی
باتوں کی سن ٹھن کی سن ٹھنی یا پھر اس کی پراسرار قوتوں نے
اسے ہائے دلوں کے عید سے آگاہ کر دیا تھا اور محض ہمارا
مضہ کا دھڑکنے کیلئے ایسی باتیں کر رہا تھا۔ میں نے ابک بار پھر
بغور اس کے چہرے کا جائزہ لیا مگر وہ بالکل نارمل نظر آ
رہا تھا۔ میں اس کی لاپرواہی پر اندیشہ ہی اندر تلمذ کر رہ گیا شاید
اس لیے کہ میں نہ جانتے کہوں نے غور سے سمجھ لگا تھا۔

”معاذ اللہ؟ کیا اس نے جبر سے پوچھا۔ میں سمجھا نہیں جب تم متوقع واردات پر موجود ہی نہیں آتے اور ہمارے ایک دفتر والے افسیر کے ساتھ اجنبیوں میں تھے تو پھر محض تو میری کہیں کرشمہ کیا جا سکتا ہے؟“

اس لیے کہ یہ بات ہمارے کپتان سے لے کر ملے کے تمام افراد کو معلوم ہے کہ میں دھوکہ کھانے کا عمل کرتا ہوں اور اس ضمن میں کسی کا مذاق برداشت نہیں کرتا، جسکے لئے اس کا بھی

وہ اس سے کہتا: ایک ملحد پشیموری کی بات ہے، اس نے
 ڈاکٹر کی موجودگی میں میرے اس فن پر کچھ وکیکب جملے کہے تھے

لیکن میں جس کرمال گیا تھا دوسرا کوئی ہوتا تو شاید میں بڑبڑاتا
 نہ کرتا، مگر افسانہ کی بات اور حقیقی میں اسے اس کی محنت اور
 جانفشانی کی وجہ سے بہت پسند کرنا تھا لیکن اس کی موت
 کے بعد - جو کہتا ہے افریقہ میری ذات پر شبہ کر رہا ہے -

آؤ اگر کا شہبے بیاد ہے: کیسا شش تیزی سے بولا۔
 "میرے کو منہ: مجزئہ اس بات کہ گمراہ ہیں کہ تم حادثے کے وقت
 دہاں موجود نہیں تھے"

”جیسی۔۔ میں نے اپنے دل کی تیز ہوتی دھڑکنوں کو
 جس کا پورا پورا مجھے کیا کیا نہ ہو سکا وہ سونے کا گلاب لے کر لے کر کے
 مدام کو دے دیا۔ ہو کہ مدام کی موت کے مجھے کیا راز پتہ ہو؟“
 کہیں نہیں۔۔ جیسی نے شہ نواز احمد دیکھ کر جواب

یہاں پہنچا تبھی کہ وہاں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ وہاں سے ایک شخص آیا ہے جو کہ ایک شخص کے ساتھ ہے۔

نے دل چسپی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”اودھیں تو پیٹے ہی تم سے اپنی دلیسی کا انشاء کر چکا ہوں۔ میں خون کے گھونٹ پی کر بتے کھٹکی سے بولا۔ خاص طور پر اس لیے کہ تم نے میرے دماغی کو اس سفر میں بہانے کیلئے بہت کارآمد بنایا تھا۔“

۵۔ میں نے غلط نہیں کیا تھا میرے مختصر نامی کا یہ
 س کا اندازہ آپ کو قبل از وقت نہیں ہو سکتا مگر آنے والا
 وقت اور حالات شاہ میری بات کی تصدیق خود کریں گے
 یہ کیا خیال ہے۔ کمال شکر لایا۔ کوئی نہ آج رات کو

یہ میری خوش قسمتی تھی کہ ابھی تک ہونے لگی تھی لیکن آج کی رات اگر مجھے
عانت نہ ہو تو میں بے حد شکر گزار ہوں گا۔

”کیوں کیا آج کی رات روتوں کو بلانے کے لیے سازگار
نہیں ثابت ہوگئی؟ کیوں کس مسکرا دیا۔“

آپ غلط سمجھے ڈاکٹر: کیمیکلش کی مہنسی کو جبکہ سونے
سوس کرتے ہوئے پہلی یادگار تھیں کیا پھر خود اسی خود
تعالیٰ پراتے ہوئے بلو لہا آج دارت میری ذوقی کنٹرول رقم
ہیں ہے اور میں ذوقی کے معاملے میں مسئلے کو اپنی جانب

آن سہی... ٹھیک ہے ہم کل رات تھا کہ یہ کہیں میں
خود ہوں گے۔ کد کش نے ملے اسے سجدہ اُفتادہ کو ترہیز

مستاید اس نے بھی غصوں کر لیا تھا کہ اس کی مسکراہٹ اور ہنسنے پر وہ یاد رکھیں کہ ناگوار گزرتا تھا۔

”میں آپ حضرات کا منتظر ہوں گا“ بجائے کہ کہتے
سے خواب دیا پھر سر کو غم دیتا ہوا مینا لگا۔

جیسا کہ جانے کے بعد ہم بڑی دیر تک اس کی
ملوثاتوں پر بحث کرتے رہے۔ خاص طور پر اس بات
پر بحث ہوئی کہ اب کیا اس نئی سڑک کی طرح جیسا کہ
اس میں دل چاہیے ہے۔

اگر رات گھانے کے بعد میں اپنے کپڑے میں سونے کے
سے جا کر لیٹ تو کیا مگر مدینہ میری آنکھوں سے کپڑوں کو
ناراض کن کی حیرت انگیز موت اور عکس کی پراثر شخصیت نے
سترہ ذہنی کڑی طرح باندھ کر دیا تھا، ہر ذہنی کڑی کا

بستر پر گھڑیں بدلتا رہا لیکن کسی طرح نیند آئی۔ میں نے
دستی گھڑی پر نظر ڈالی ابھی کچھ ایسی زیادہ رات تھی نہیں
تھی سارے نوکھ عمل تھا۔ میں نے صبح کے اٹک سے اٹھ
کھڑے ہوئے کھانے کوں مجھے خیال آکر وہ اسرار تھا۔

گردنوں زندگی اور موت کا کوئی اعتبار تھا، پھر سفر میں نے اعتبار کیا تھا اس کی کامیابی کا بھی کیا یقین تھا جس وقت بھی کوئی حادثہ جاری سانس کو رملے جسم کی قید سے ہمیشہ سکھیے ازاں کر سکتا تھا۔

ایک داستان رقم کرنے کا خیال مجھے کچھ عرصے پہلے ہی آیا تھا۔ اس کا نام "موت" ہے۔ اس میں ایک شخص کی موت کے بعد اس کی زندگی دوبارہ شروع ہونے کی کہانی ہے۔

مسلک کے بعد کسی صورت میں منظور نہیں تھا چنانچہ میں نے خبردار
مبارزاتی انداز میں ایک موفی سی جگہ لاپی نکالی اور اپنے نامی کے
واقعات کو ایک ایک کر کے اس میں لکھنے بیٹھ گیا۔ ہر میری
موت کے بعد بھی اگر میری خود نوشت داستان باقی رہ جاتی تو وہ

ہیری بائبل کے لیے قانونی طور پر محفوظ کا سامان پیدا کر سکتی تھی۔ اس کے علاوہ ماضی میں مجھے حیرت انگیز واقعات پیش آئے تھے اور وقت نے مجھے جن راستوں سے گزرا تھا میں نے دنیا والوں کے لیے انہیں بھی رقم کرنا چاہتا تھا۔ کالی اور فکر کے کر

میں میز پر آگیا، ذہن کی عکسوں کے لیے میں نے ایک سوکھٹ
ملا کر اس کے متعقدہ طویل کش لیے پھر کھینا شروع کیا۔

”میرا نام حال، صنعت ہے، جیسے سال میں نے نام لکھا ہے۔
 گویا میں اچھو کھول بھی میرے والد صغر حسین نے میری
 پیدائش پر پوری جاگیر میں دل کھول کر دھوم دھڑکا کیا اس لیے
 میری بڑی منقہ اور سرور اور کے بعد سدا ساتھیاں مری، سدا شرف

ہر جہاں میرے والدین کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔
 ماں میرے دوسرے قریبی عزیزوں کے ساتھ وادوں کے سینوں پر
 سا بٹھی لٹے تھے اس لیے کہ میں اپنے والد کی جاگیر کا
 مانتا ہوں۔ والد کو کہتے تھے کہ ان کو یاد ہے کہ وہ کب کہاں تھا۔

میسے والدین غرور و تکبر ہم کو نہ تھا، انھیں کبھی بھی
دولت کی دلیل چل یا جاگیر سے وہ لگاؤ نہیں رہا جو مشریتہ دارانہ
ذہنیت رکھنے والے جاگیرداروں کو ہوتا تھا، وہ انسانی دیانت دار
مصر و صلیب کے باہر تھے، مغربیوں سے ان کا رونا و مہر نہ

ہر ماہ دانتوں کا غواہ وہ کسی ذات یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں
 لوگوں سے کچھ دروہیں ہم آنا اور ہر طرح سے ان کی دل جوئی
 لائیاں دکھانا ان کی عادت تھی شاید یہی لیے وہ جاگیر دار و صغیر
 مسکرتے ہوئے ہر دور و ہر جہت سے ہر شے سے ہر کچھ سے

آج کل خدائے رب اور نیک نیتوں نے جہاں ان کے لاکھ دوست

ما دیے تھے وہاں کچھ ایسے دشمن بھی تھے جو والد صاحب کو نقصان
نہانے اور بے ناک کرنے کے لیے گھات لگائے بیٹھے تھے۔

میری پدائیت نے والد صاحب کو بڑھاپے میں جینے کا
یا حوصلہ بخش دیا تھا لیکن کاتب تقدیر کو شاید میرے سسر محقر
نہان کی خوشیاں منظور نہیں تھیں میں ابھی بارہ تیرہ برس کے
میں کو پہنچا تھا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ان کے انتقال نے

سے والد کی کمزور فطرت کیلین وہ اب میرے زہد و عینے
محبور تھے۔

ماں کی موت کے کچھ عرصے بعد والد صاحب نے تعلیم میں میری
مربی و طبیعتی مروتی و طبیعتی اور ذہنی استعداد کو دیکھ کر میری تعلیم کو

کے قریب ایک بڑا اقتدار ہے، اللہ ادا بھیج دیا، انھیں میری بددلی ایک چل کر بھی منظر نہیں تھی لیکن انھیں میرے متفقین بھی لازماً بن جائیں گے مجھ کو خود سے ملنا کہنا پڑا، میری بھگدشت کے لیے انھوں نے اپنا ایک چڑا، انقلابی و فتوا دار مہر سید

مجھے اپنے والد کی محبت اور غم جوئیں کا اندازہ تھا۔ حالانکہ انہیں زندگی کے ایک عجیب و غریب پرلا کھڑا کیا تھا۔ لیکن ایک سمت اولاد کی محبت انہیں میں سے پر غم کر رہی تھی اور

دوسری طرف بیوی کی طویل رفاقت کے بعد ایسا ایک عیب کی بنا پر نہیں کہ لیے ناقابلِ برداشت تھا بلکہ ان باتوں کا مجموعی احساس تھا۔ یہاں پر محسوس ہوتا تھا کہ بیوی کی محنت اور دل جمعی کے پریشان کن شریعہ کیلئے دوسری محنت دانی کا نہیں بلکہ میرٹھ کی اس معائنہ کیلئے

علی دہلے اور ممتاز مغروں سے پاس کیا۔ بیٹے والد کی خوشی
لاکڑی جھکا۔ نہیں تھا۔ میں کہہ دوں گے بیٹے چھپیں
کڑی آگیا میری شان دار کلابا بیٹے میرے والد کے غم کو
بڑی حد تک ہلکا کر دیا تھا۔

میرٹک کے بعد میں نے بلے بجی الا آباد سے کیا ادا اس
بار پہلی پوزیشن حاصل کی میری تصویر تمام مقامی اخباروں
میں پہلے صفحے پر شائع ہوئی میرے والد کی سریشیں دو چند
ہو گئیں ان کی خواہش تھی کہ اب میں کروڑی میں شغل قائم

کروں اور مالگیر کی فزٹاریاں سنبھال لوں لیکن مجھے جاگیردار کی سے زیادہ علم حاصل کرنے کا شوق تھا اس لیے میں سے جاگیردار نے مجھے لکھنے کی کوشش نہیں کی میں نے والد خود بھی اہل تعلیم یافتہ تھے اس لیے میری فصد کے آگے عجبوہر کہو انھوں نے مجھے نہ

ماننے کی اجازت دے دیں جہاں سے میں پارلیمنٹ لاک ڈھکری
کے کرفاس آیا اور لٹا یا دیں باقی وہ پریکٹس شروع کر دیں۔
میں والد کے پاس دولت اور پیسہ رکھتا ہوں۔

کمی نہیں تھی ہر چند کہ قانون کے میدان میں میرے مقابلے پر بڑے بڑے سودا اور زمیندار موجود تھے جو برسوں سے اسی پیشے سے منسلک تھے اور جن کی پیروی کسی بھی مقدمے کی کامیابی کی ضمانت کبھی جاتی تھی لیکن میں نے جیت نہیں دہی اور بہت کم مدت میں اپنی ٹکن اور شب و روز کی انتھک کوششوں سے اپنا مقام بنایا اور نصف اول کے قانون دانوں میں شمار ہونے لگا۔

میرے پاس بھی بڑھت ہو کر ان کی بھیڑ لگی رہتی تھی لیکن پھر اچانک ایک مقدمے نے مجھے ایسی شہرت بخشی جس سے اللہ آباد میں میرے نام کا طوطی بولنے لگا۔ یہ ایک عاقل اور دلوراز شخص تھا جس کی ایک فریق مرنے والے کی بیوہ اور اس کی اکلوتی لڑکی تھی اور دوسری طرف مرنے والے کے چند ایسے عزیز دار تھے جو برحقیت پر بیوہ کو عاقل سے بے وفائی کر کے اس کا حق بھی غصب کرنا چاہتے تھے مجھے اندازنی حالت کا اندازہ نہیں تھا، عام طور پر میں ایسے کیس بھی نہیں لیتا تھا جس میں مجھے کسی بیوہ یا یتیم کے خلاف کھڑا ہونا پڑتا ہو یا کہ وہ کیس میں سے جان بوجھ کر اپنے ذمہ لے لیا اس لیے کہ بیوہ کا کیس الٹا یاد کے سب سے بڑے برسرِ غیوش بڑی لڑی ہے تھے اور بڑی کے مقابلے پر اگر وہ سب سے برسرِ پائی سا کہ کو خراب نہیں کرنا چاہتے تھے چرہ کو فریق دوم کے پاس اٹھا کر زیادہ تھا جو دوسری سیرس پریشانی میں مقدمہ ختم کر دیتا۔

میں نے اس کیس کے سلسلہ میں داد و آؤد و دادی کوئی شکاں نہ کیا میرے فاضل منشی نے مجھے دیکھ کر ہر ممکن کوشش کی کہ میرے دوست اور بی خواہ برٹن نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ کیس میں کوئی جان نہیں مفت میں جی بنائی سا کھا اور عزت کو داؤ پر لگانے سے کیا فائدہ و کالت نامہ واپس لے لو۔ لیکن میں نے جو بڑی فریق دوم کو زبان سے دی تھی اس لیے اب میرے لیے پیچھے ہٹنا یا پشت دھکی کر اپنی شکست کا اعتراف کرنا یا ممکن تھا۔ گھمبش قانون کے میدان میں میرا سب سے بڑا حریف اور دشمن تھا بہت عرصے سے ہم دونوں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ابھی تک ہمیں ایک دوسرے کے سامنے ہانے کا موقع نہیں ملا تھا، گھمبش ہٹا کر پڑا ہٹا اور غمبش مزاج آدمی تھا لیکن اس کا باطن اس کے ظاہر کے بالکل برعکس تھا، انتہائی کینہ بردار اور گندی و منہیت رکھنا تھا دوسرے کی ہر ہوجاؤ چٹا ادا کرنا تو اس کی دل پسند بات تھی مگر وہ جو کچھ مجھ سے بڑا تھا اس لیے میں اس کا

اٹھا کر تھا۔ ہر حال میں روز میں نے اپنی کوٹ میں اپنا وکالت امر داخل کر دیا اس کے دوسری دن بڑی نے فون کر کے میرا شکاں اٹانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بھال بیٹے۔ میں نے سنا ہے کہ بیوہ کی جان کا دوا لے کیس میں تم نے دوسرے فریق کی پیروی کرنے کی باجی بھری ہے۔" میں اٹھ کر اس نے دل ہی دل میں سکرانے بیٹے کہا۔ "کیوں کیا کوئی خاص بات ہے؟"

"بیوہ کا کیس میں لڑا ہوا ہے۔ بڑی نے غیوش لیکن گھٹی انداز میں اپنی بڑی فریق کو فائدہ کرتے ہوئے کہا؟ میرا مشورہ مانو تو اپنا وکالت نامہ واپس لے لو اس لیے کہ تم اچھے بچے ہو لیکن قانون کے میدان میں ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے میں نہیں چاہتا کہ تم بھاری سا کہ کو بیوہ کیس میں کوئی ایسا شدید وجہ ہے۔ پیچھے کہ تم باری پر کیس کو نقصان پہنچا لیتے۔"

"اٹھ! آپ میرے بڑے بڑے ہیں اس لیے میں آپ کا ہمیشہ بہت احترام کرتا ہوں مگر مجھے انشور ہے کہ ایک یاد وکالت امر داخل کر دینے کے بعد اسے واپس لینا میرا اصول کے خلاف ہے۔ میں نے نہایت مؤدب سبب میں کہا تھا کہ ہٹا ہٹا کر کرتے ہوئے بولنا۔ ہاں اگر بیوہ کے معاملے میں آپ کا کوئی ذاتی مفاد شامل ہے تو دوسری بات ہے آپ کے مفاد کی خاطر میں آپ کا ہر جہم مان سکتا ہوں۔"

بیٹے بھال۔ تم دو بین اور ہوشیار ہو اس لیے میں تم کی ان خیالات تصور کر کے ساتھ تھا وہی شکست کے مقابلے کو مذہب مرجع نکال کر شائع کر کے تو تم سے دل پر کیا گزرتا ہے کی بڑی نے اس بار کھلے الفاظ میں مجھے نہ صرف بے مذہب ثابت کر کے بلکہ کوشش کی تھی کہ یہ بھی یاد کرنا چاہتا تھا کہ مقدمہ دار جانے کی صورت میں وہ میرے خلاف اس کیس کی تشریح میں بڑھ چلا کہ مقدمہ لے گا اور مجھے ذلیل و خوار کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرے گا۔ میرا دل چاہا کہ اس انداز میں جلت کر کوئی ایسی تلخ اور سخت بات کہوں کہ دوبارہ بڑی کو ہوں کسی کا شکاں اٹانے کی ہمت نہ پھسے مگر میں نے ضبط سے کام لیا۔

"اٹھ! بڑے لوگ شکست پر نظر نہیں رکھتے وہ شاذ و اوار ہی عام کھلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ میں نے خون کا گھونٹ پیتے ہوئے سپاٹ آواز میں جواب دیا پھر تھکا کر سو کر بول پڑے مارا۔

بھال تھا، رسومات و غیرہ ختم ہونے کے بعد ایک روز دیوان جی نے عاقل کو کے سلسلے میں والد صاحب کا وصیت نامہ میرے حوالے کیا تو میری آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برس پڑیں والد صاحب نے فراموشی میں تمام عاقل و مفاد و غیر منظور میرے نام کر دی تھی میرے سینے پر سے ٹون کا بوجھ کچھ ہٹا ہوا تھا ایک یا زخم مہنا چڑا دیوان جی نے مجھے دلی تران میں بتایا کہ بیوہ والے مقدمے میں میری کامیابی کی خبر میرے والد کے لیے دھمکنا ثابت ہوئی تھی اس لیے کہ میری جیت نے ایک بیوہ کے لیے سارے آستانے کو اٹھا دیا تھا، اس کے علاوہ میرے والد کے اس بات کا فہم بھی تھا کہ جن لوگوں نے ہونے کے خلاف مقدمہ دار کو کیا تھا وہ سب ایسا ان اور مجھے لوگ تھے انھوں نے مجھ کو کفالت تیار کر کے تھے جہان کی کامیابی کی ضمانت بن گئے۔

میں ہاتھ مل کر رہ گیا۔ جو یہ کہان سے بھل چکا تھا واپس نہیں آسکتا تھا، تقدیر میرے حق میں جو فیصلہ صادر کر چکی تھی وہ اُن تھا میری پیشانی یا شرمندگی کی سب سے بڑی بات کی شمع ترکیز تھی تو یہ چھپا سکتی تھی لیکن میری نہیں کے وار کو وہ نہیں سکتی تھی شاید اس لیے کہ میں نے زندگی کی ابتداء میں اپنے لیے غلط راستے کا انتخاب کر لیا تھا، میرے والد کی تربیت کا نتیجہ جو یا میری نطرت مجھے ہر حال جھوٹ اور مکر و فریب سے شہید۔ نفرت تھی جبکہ میرے بیٹے کی بنیاد ہی جھوٹ پر تھی ایک پریش ہوئے کے ہاتھ اپنے مول کا تھکا کر مارا فرض تھا، لوگ حق

کرے سے اپنے ان کو تو قانونی لگا ہوں میں علم ثابت کرنا چاہ رہا تھا وہ گنا کرتے اور مجھے انھیں بے گناہ ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا پڑا مجھے اسی بات کا معاوضہ ملتا تھا۔ میں نے ہر چند کھٹا اور مجھ کو مقدمہ میں سے اپنا دامن بچا یا تھا لیکن مجھے کیا خبر تھی کہ اس پیشے میں زندگی کی سب سے اہم کامیابی ہی میری نہیں کا یا عشت بن جانے کی اور والد صاحب بھلا ناموشی سے مجھے درج مغفرت نے کر دیا سے متہ ہو کر میں گئے۔ ہر حال باپ کی موت کے کم اور صدے سے میرا دل اٹا بڑا ہو کر میں نے وکالت کا پیشہ ہمیشہ کیلئے ترک کر دینے کا فیصلہ کر لیا، لوگ میرے اس فیصلہ پر آنکھیں پڑاں نہ دے رہے تھے۔ ہر پیشہ دو تہوں نے مجھے سمجھا، چاہا کہ میرا فیصلہ واپس لینے کے لیے بے زور اپیل میں کیں لیکن میرا فیصلہ اٹل تھا، اس میں کسی جگہ یا ترمیم کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

وقت کے ساتھ میرے دل کے زخم بھی مند مل جاتے گئے میں اللہ یا کی دعا پیش ترک کر کے کوئی ایسا کیا، دولت کی فراوانی ہر تون جو شکش کیے ہوئی بنے جاگ سے ہونے والی آمدنی کے

ان کے تون جو اس کیس پر معرفت کرنی شروع کر دی میں نے پہلے کیس لکھ کر سب سے اشدھی کی۔ جہاں جہاں جھول تھا اُسے پڑ کر لکھنے کے لئے دلائل اور دلائل کو جمع کیے، تو کھلا کر کہہ کر انھیں نے میرے پوری صورت حال اور کیس کے اہم پہلوؤں کے اشارے میں آگاہ کیا، اگر ہوں کی فرست میں بھی تھوڑی زبردست کی اور اس کے بیانات پوری طرح انھیں فرما فرما کر طلب کر کے اپنی پیشی کر لیتے۔ غرضیکہ کیس کی صورت ہی کھلے انداز میں بل دی کہ پہلی ہی پیشی پر بڑی جھٹکا کر دے گیا۔

جیسی کیس میں مقدمے کی با و بہت کا انھما رلاؤں اور غیوش ثبوت پر ہوتا ہے اور کیس بھی صورت میں ایک سیٹا ویل با بر سر کو مقدمے کو اپنی آنا کا سہ نہیں بنالینا چاہیے دہندہ جذباتی ہو جاتا ہے اور جذبات کی زبوں میں ہٹ کر اگر ایسی فاضل قطبان کر چیتا ہے جو مقدمے کی بساط کو بکھڑ کر دے دیتی وہاں کچھ ہی پریشیں مذکورہ کیس میں بڑی کے ساتھ جی پریشیں اور ہی تھی میں پریشیں جھپک

تسلیم کرنا ہوں کہ بڑی میرے مقابلے میں کیس زیادہ تجربہ کار اور اندیش اور گھٹا گھٹا تھا، بیوہ کے کیس کے سلسلے میں اسے مزوت سے کچھ زیادہ ہی اس بات کا اعتماد تھا کہ وہ جب چاہے گا کیس جیت لے گا چنا چوہ مجھے غصہ دلنے کی خاطر وہیل دینا، لیکن اس کا مزوت سے زیادہ اعتماد ہی اسے دے دیا اور دو چار سال بعد جو کیس کا فیصلہ ہوا تو وہ میرے حوکلوں کے ہی میں تھا۔

ان کے زمانے جس قدر خوشی ہوئی اس کا اندازہ میرے سوا اللہ کن رکھا تھا، وہ ان خیالات جو بڑی کے خلاف تھے میری زبان میں روزانہ قہقہے چھاپ رہے تھے مجھے ہر طرف سے مبارکباد کے بیجا موصول ہر سچے بڑی کو اپنی شکست کا اتنا افسوس ہوگا کہ اس نے کوٹ آنا چاہا نہ کر دیا، وہ وہاں اور برسرِ جو بڑی کا نشانہ بن چکے تھے انہیں بڑی کے خلاف زبان کوٹنے کا ہانا اٹھ گیا تھا غرضیکہ ایک ہی مقدمے نے مجھے رش سے اٹھ کر رش پر بھٹا دیا تھا لیکن میری یہ خوشی بھی بہت دیر متی ثابت ہوئی۔ غرضیکہ کے ان ہی اہم میں مجھے ایک ان اپنا ایک وہ نمک برسنی پڑی جس نے مجھے میرے مزوہہ پیشے سے بدل کر دیا۔

کوئی سے میرے والد کے سب سے بڑے ملازم دیوان جی نے مجھے میرے والد کی اپنا ایک موت کی اطلاع دی تو تو سب میری نگاہوں میں اندیز ہوئی میں اسی حالت میں دفتر سے اٹھ کر دی کے لیے رات ہو گیا مجھے اپنے والد کی موت کا گھر صدمہ

بڑی کا فہم موصول ہونے کے بعد سے میں نے اپنی

علاوہ والد صاحب کی چھوٹی برائی دولت اور ماٹا دیر سے
 اس قدر کافی تھی کہ اگر میں چاہتا تو تمام عمر گھر پر ہاتھ رکھے
 اور اسے گزار سکتا تھا لیکن آرام طبعی سے مراد دل بہت ملدی ہی
 آتا گیا، ماٹا کے کاموں سے مجھے شروع ہی سے نفرت تھی اس
 لیے میں نے اس کا انتظام دیوانہ کی کے سپرد کیا اور خود وقت
 گزارنے کے لیے کھیتوں کو اپنا شغل بنالیا۔ میرے ہاں کی شہرت اور
 دور دوری نے میری پہلی کتاب ہفتوں ہفتوں فروخت ہو گئی، دوسری
 کتاب بھی بازار میں آتے ہی فاب ہو گئی میری بڑھتی ہوئی شہرت
 نے اعتبار والوں کو میری طرف متوجہ ہونے پر مجبور کر دیا، میں نے
 ان کے لیے ہفت ہفت روزہ معائنہ کئے شروع کیے جو غلطی مجھ سے
 ایک بار سرزد ہو گئی تھی اس کے سوا کہ اور غلطی کی خاطر میں نے
 سماج کے متعلق ہر مسئلہ کو اپنا موضوع بنالیا تھا، مرام میں
 میری شہرت اخبارات میں لکھنے کی وجہ سے بہت زیادہ ہو گئی تھی
 لیکن اس طرح ایک طرف اگر میں نے پڑھے لکھے اور سمجھ دار
 لوگوں میں اپنا ایک مخصوص اور اعلیٰ مقام بنالیا تھا تو سماج کے کلامتوں
 اور منہ زور ٹھیکیداروں کو اپنا دشمن بھی بنالیا تھا۔
 وہ اخبارات جو برسے برسے ہفت روزوں کے ہفتوں بکے ہوئے
 تھے انھوں نے برسے برسے فترات میں شروع کر دی میرے مضامین کو
 عوام کے سامنے لکھ دیا کہ میں نے کبیشیں کرنے کی کوشش کی تھی
 مجھ پر فحاشی اور آواز کے کے انتقامات تراشے گئے یہاں کہ کھیا گیا
 کہ میں نے ولایت کا پیشہ باپ کی موت کے بعد اس لیے ترک
 کر دیا تھا کہ وہ فترات میں دولت کما کر اس دنیا میں رہتا تھا۔
 الزامات برسرِ گردن کے لیے بنیاد اور انتہائی گتہ ذہنوں کی بنیاد وار
 تھے لیکن میں نے دل برداشتہ ہو کر کھینچے گئے تھے تو یہ کرل اور
 ماٹا کے دورِ بکاپے میں غلطی مسافاتی مکان میں پہنچے لگا۔ جو
 میں آباد میں واقع تھا، دیوانہ کی آبادی تقریباً تین ہزار کے
 لگ بھگ تھی اور وہاں ہر مذہب کے لوگ رہتے تھے۔
 میری زمین آباد والی حویلی آتی بڑی اور وسیع و عریض تھی
 میں چیل ہوئی تھی کہ اس کے بعض حصے دیکھنے کی فرصت بھیجی
 تھی حاصل ہو سکی تھی کہ وہ جانب وسیع باغ تھے اور قریب
 ہی ایک جنگل بھی تھا جو تنکا لگا دھکھاتا تھا، یہ چونکہ پھاڑی
 علاقہ تھا اس لیے یہاں قدرتی حسن کی بنیاد تھی اور ہر صفت
 حسین نظارے مجھ سے ہوتے تھے مجھے شکار سے بھی محبت تھی کوئی
 دلی جیسی نہیں تھی بلکہ میں خوب صورت پر بڑوں اور چرندوں کو
 محض شوق کی تکمیل کی بنا پر لہذا نہ نہیں کرتا تھا اس لیے میں
 نے زمینیں آباد میں پہنچے ہوئے جنگل کا رخ بھی نہیں کیا، چونکہ
 وقتی طور پر کوئی آمد و رفت نہیں تھی اس لیے میں اپنا شہر

اس وقت یا توہ خالص گزارتا یا پھر صبح و شام فطرت کے حسین مناظر
 سے لطف اندوز ہونے کیلئے میرے کمرے کی طرف سے دور دور
 بکھل جایا کرتا۔
 حسین آباد میں کچھ عرصے تک میں رہے سکون سے وہاں
 لیکن پھر وہاں بھی تنہائی مجھے مایوس بنائی، ایک نوجوان اور
 دولت مند عاقل راہ کی کوشش نشین بلاشبہ تعجب خیز بات تھی لہذا
 وہاں بھی میرے ساتھ رہنے میں چاہو گئیاں شروع ہو گئیں کچھ روزوں
 نے جو بلاوجہ دوسروں کو بے کام کرنے میں لگتے محسوس کرنے کے
 عادی ہوئے ہیں۔ افزاء جیسی بات شروع کر دی کہ میں نے حویلی
 کو عیاشی کا ڈھ بٹا رکھا ہے۔ برجنیہ کو مسافاتی علاقے کی پیشہ
 آبادی میرے حویلی میں حویلی لکھنے بھالے یہ غولاقی ہوئی کہ
 مجھے بے کام رہنے کے بلکہ کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ ہر لوگوں کی
 زبان بند ہو سکتی اس میں سکون کا شائبہ نہ ہو سکوں۔
 ان ہی دنوں جب میں اپنی تنہائی دور کرنے کی تدبیر
 سوچ رہا تھا مجھے ایک دن اپنے دوست جیک کا خط ملا
 اپنے باپ کے انتقال کے بعد اب داد جیک بن چکا تھا اور
 کر دی کے ایک گھر کا گھر بنا دیا تھا، جیک کے پاس میں نے
 اس بات کا طبعی ملم نہیں تھا کہ وہ مجھ سے اس قدر قریب ہے
 حسین آباد میں بھی ایک پڑانا اور چھوٹا سا گھر موجود تھا لیکن
 کسی بادی کے نہ ہونے کے سبب فیروز آباد ہی چنانچہ علاقے کے
 عیسائی گھرانے کو کس نہ لکھنے کے لیے کر دی جا کر رہے تھے میں نے
 دیوانہ ایک ایسے مہربان اور خیر خواہ جیک کو لکھا کہ وہ اپنی
 بوی سمیت حسین آباد آجائے، تیس روز جیک میرے پاس
 تھا اس کی بوی سلوا کر کوکری خوب صورت اور صحت مند
 تھی لیکن انتہائی شکی مزاج واقع ہوئی تھی اور ہر لمحہ جیک کی
 دودھ مشینوں سے چھینے ہوتی تھی کہ میں دوسرے لگام ہو کر کسی
 دوسری لڑکی یا عورت کے مال میں نہ پھنس جائے، بادی پر
 کے لگتے جیک کا واسطہ اکثر و بیشتر عیسائی لوگوں اور غریبوں
 سے بڑھتا رہتا تھا۔
 مجھے سلوا کی فطرت کچھ پسند آتی لیکن اس کی یہی فطرت
 میرے کام آگئی، میں نے جیک کو جب حسین آباد میں منتقل
 قیام کرنے کی پیشکش کی اس نے کہا کہ میں اس کی خاطر غلطی کرنا
 گھر کی حالت اور غریب تر بننا دوں گا اور مجھے ایک ہزار روپے
 ماہوار مہینات دینا دہاں چاؤ جیک میری پیشکش میں نے نہیں
 میں پر گیا۔ غالباً میری دیرینہ دوستی کی وجہ سے اسے یہ لگتا
 منظور نہیں تھا لیکن سلوانے فوراً ہی بھری اس لیے کہیں کہ
 میں نے جیک کی طرف سے اتنا غصہ نہیں تھا جتنا کہ وہی

کہ وہ ہادی پیشکش قبول کرے گا مگر جب کی پیشکش نے
 بائی بھری تو میں بھی خوشی سے اچھل پڑا۔
 میں نے دوسری دن سے اسپتال کی پرانی عمارت
 پر نئے برسے کام شروع کر دیا، کیکش ایک ماہ بعد عازمت
 چھوڑ کر سب وعدہ میرے پاس آگیا پھر میری ادویہ کیکش کی
 مشیر کے کوششوں سے وہ اسپتال میں یہ ترین عمارت میں تبدیل
 ہو گیا اور اس کا شمار بہت جلد ایسے معیاری اسپتالوں میں ہونے
 لگا کہ دور دراز کے مریض بھی وہاں علاج کی غرض سے آتے
 لگے، زمینیں آباد کے پرنس اور پرنسوں ماحول اور مریض کیکش
 کی دیرینہ شہرت نے اس اسپتال کو بہت جلد اپنی کامیابی
 حاصل کر دی کہ میں اسپتال کے لیے دوست قابل اور تجربہ کار
 ڈاکٹروں اور نرسوں کا بھی بندوبست کرنا پڑا۔
 میری خدمات نے میرے علاقے کے لوگوں کو بہتر گردید
 بنادیا، ان کی زبانیں جو بھی میرے عداوت نہرا لگا کر تھیں
 اب میرا لہجہ نہ تھنے لگیں میں کیکش اور جیک کے آملنے
 سے بے انتہا مسرور تھا، کیکش جو میری ہی طرح تنہا
 تھا اس لیے میرے لئے بھری ہی اس نے حویلی کے ایک حصے
 پر اپنا قبضہ کر لیا تھا، ہم دونوں رات گئے ایک ساتھ سوتے
 اور دنیا جمل کی باتیں کیا کرتے، جیک بھی ہادی مہندس میں
 برابر کا شریک رہتا لیکن سلوا کے ڈوسے وہ کوئی نہ کوئی بہانہ
 پیش کرتا تھا۔
 اچانک مجھے غصے ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "یاد رہاں کہ کیا تم دونوں کو اس طرح زندگی گزارتے ہو
 کچھ عجیب سانس لگتا ہے۔"
 "کیا مطلب ہے جس نے مشروب کا گلاس درمیانی میز پر
 دھکے دینے جیک کو دھامت لگب نظروں سے گھورا۔
 "رب تقسیم نے انھیں بہت کچھ دے رکھا ہے مجھے
 پاس دولت ہے جاؤ اسے لیکن عورت کے بغیر زندگی ممکن
 نہیں کسی جا سکتی۔ جیک نے سجدہ کی سے بادی بادی مجھے اور
 کیکش کو دیکھتے ہوئے کلمہ "میرا مشورہ ہے کہ تم دونوں یہ
 شادی کرنا۔"
 "شادی۔" کیکش نے بے اشتیاد ایک ناک ٹکرات
 قہقہہ لپکھ کر تے مجھے کہا "جگران کیلئے کوئی اور بات کرنا۔"
 "کیوں۔" کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی ہے؟
 "میرے باپ کی تو یہ کیکش نے مسکرا کر انوں کو
 ہاتھ لگاتے مجھے جواب دیا "یہ بھائی جیک تھا اسٹوڈنٹ
 لینے کے بعد گوانہ مجھ بہت اب شادی کی حقارت کے آستان

اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کا حق رکھتے تھے۔
 ایک حالات کی نزاکت کو بخور دیا تھا، ایٹلے کے خلاف
 کھن کوئی حکم جاری کرنے کی صورت میں بھی سفر کے دوران
 ہمیں بے شمار خطرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا اس لیے اس کی
 حیثیت برصغیر نامہ کی تھی، دوسری طرف اگر میں کیلکاش کو کپتان
 کے سامنے بھانے کی کوشش کرتا تو وہ بھی میری باتوں کا براہ
 سکتا تھا، ابھی میں کوئی دھیانی راستہ نکالنے کے واسطے میں غور کر
 رہی رہا تھا کہ جیسے ایٹلے کو غیاب کرتے ہوئے کہا۔
 رجب عظیم کی نظم میں بھی موت سے نہیں ڈرتا لیکن غم اس اور
 ناہیدہ قوتوں سے ہمیشہ دور رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔
 - فادر جیکب - میں آپ کا شاہد دیکھنے سے قاصر ہوں۔
 بوڑھے کپتان نے پائپ کا ایک بخش لے کر جیکب کی سمت
 وضاحت طلب نظروں سے گزرتے ہوئے کہا کیا آپ کے خیال
 میں میں نے کوئی غلط بات.....؟
 - نہیں جیسے دوست یہ جیکب جلدی سے بولا تم میرا
 مطلب نہیں سمجھ سکتے، وہاں میرا اشارہ اس سیاحی جوڑے کی طرف
 تھا جو گاہے ساتھ اسی ہمارے سفر کر رہے ہیں اور.....
 - اسی بات اس سیاحی صورت نے شب خوابی کے باوجود
 لباس میں آدھی رات گئے فادر جیکب کے سکون کو براہ کرنے کی
 کوشش کی تھی۔ میں نے جیکب کا جوتھیری سے کاتے ہوئے کچھ
 ایسے الفاظ اور سننے والی یہ بات میری روبرو چھاپان جی ڈیریل
 مسکرانے پر بخور ہو گیا۔
 - اوہ! ایٹلے نے اپنی ہنسی منظر کرنے مجھے اور جیکب کے
 چہرے پر ہنسنے والی جھلک دیکھ کر غصے سے کہہ دیا کہ
 معلوم ہوا کہ وہ عورت اپنے کردار کی مالک نہیں ہے تو میں اسے
 اس کی سادگی کو بھی جبری مقاب پر پناہ نہ دیتا۔
 - مجھے بھی صرف یہی شکایت ہے میرے دوست یہ جیکب
 معصوم صورت بنا کر ایٹلے کو غیاب کیا یہ تم نے جیسے پناہ دی ہے
 میں اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں، جو کہ میری ہون اور میرے دونوں
 عقل مند دوست میری بے بسی کو سمجھنے کے بجائے مجھ پر فقرے
 جست کرنے سے باز نہیں آتے۔
 - آپ مطمئن ہیں فادر جیکب میں اس صورت کو نہ صرف
 یہ کہ تنبیہ کر دوں گا بلکہ اگلی بند کھانچہ اسے آنا بھی دوں گا۔
 اور ایٹلے کی بات سن کر جیکب نے سکون کا اظہار کرنا شروع کیا
 تھا کہ اس کی پوزیشن اور منظر تیز نہیں گئی، ایٹلے مسکراتا ہوا اپنے
 کہیں کی طرف چلا گیا تو میں نے بھی اطمینان کا سانس دیا لیکن
 کیلکاش جیکب پر برس پڑا۔

قاتل فقیر

انتخاب

طارق اسماعیل ساگر

قیمت -/60 روپے

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

- مقبر ایٹلے کے سامنے طاقت کی باتیں نہیں کرنی چاہیے تھیں۔
 - طاقت ہی سہی لیکن رجب عظیم کی قسم مجھے یہ سن کر بے حد
 محزون ملا ہے کہ بہت جلد ہم اس شخص اور ناہیدہ جوڑے سے
 بات حاصل کر لیں گے۔
 - اگر تم نے مزید طاقت کی بات کی تو میں اس سیاحی جوڑے
 کو اپنا دشمن بنا کر سفر کی دعوت دیتے ہوں، آؤ وہ ہر باتوں کا۔
 - میں جتنا ہے آگے ہاتھ جوڑ کر دم کی درخواست پیش کرتا
 ہوں۔ جیکب نے دینے والی آواز میں ہاتھ باندھتے ہوئے کہا تو
 کیلکاش بھی اپنی جیسی منہ نہ کر سکا۔
 دوپہر کے کھانے کے بعد میں آرام کرنے کی طرف سے اپنے
 کہیں میں آ گیا، ایٹلے کی باتوں نے میرے ذہن کو اور ابھار دیا تھا۔
 ایک سالانہ کی حیثیت سے مجھے روح کی مالک کا یقین نہیں تھا
 ہندو دھرم میں آقا کرنا کا تصور مردود ہے، ان کے عقیدے کے
 مطابق روح بھی نہیں مرنی، موت ایک عارضی عیدانی ہوتی ہے اور
 راج ایک جسم نما کی کرچھوڑ دینے کے بعد پھر کسی اور جگہ رہتا ہے۔
 ہم میں مالک و عبادی ہے، کیلکاش نے مجھے یہ بتایا تھا لیکن
 میرا عقیدہ اس سے مختلف تھا پھر مجھے اس بات کا یقین کیوں
 نہیں آ رہا تھا کہ درختاں مجھ سے ہمیشہ کے لیے دور چھٹ جائے گا تو
 میرا ساتھ چھوڑے ہوئے چھ ماہ ہو چکے تھے یہ اور بات تھی کہ
 میں اس کی یاد کو ابھی تک اپنے وجود سے لٹائے ہوئے تھا، یہ محبت
 کی شہتیں تھیں جو میری ماضی کی حسین یادوں کو تازہ کیے ہوئے
 تھیں میں محبت کی قد میں مرنے والوں کو بھی زندگی نہیں دیتا
 کہ کسی حقیقی پھر میں مرنے والی کے تعاقب میں کیوں بھاگ رہا
 تھا؟ کیا موت اس لیے کہ اس نے مجھے اس بات کا یقین دلایا
 تھا کہ وہی عیدانی ماضی ہے اور ہم دوبارہ چھٹیں گے؟
 ہوسکتا ہے میری زندگی نے میری محبت کی شدتوں کا اندازہ
 لگا لیا ہو اور محض سکون دل کی خاطر اس نے مجھے دوبارہ ملاقات
 کی ترغیب دی، بڑا خوب پیشہ سچ تو نہیں ثابت ہوئے، کبھی بھی ان
 کی تمہیدی بڑی بھائی ایک اور مولیٰ تک ثابت ہوتی ہیں میں ان
 باتوں کو سمجھتا تھا لیکن پھر بھی شاید اس لیے سفر پر نکل کھڑا ہوا
 کہ میرے والی کی آخری خواہش تھی اس کی آرزو تھی جس کی
 تکمیل کی خاطر میں نے خود کو حالات کے دھاروں پر چھوڑ دیا تھا
 جب میں نے زندگی میں اس کی کسی بات کی نفی نہیں کی اس کے
 کسی تصور کو نظر نہیں کیا۔ اس کی کسی خواہش کو رد نہیں کیا تو
 پھر اس کے مرنے کے بعد اس کی روح کو صدمہ کیوں کر پہنچ سکتا
 تھا شاید اس لیے میں ایک ایسے سفر پر نکل کھڑا ہوا تھا جس کی
 کوئی منزل میں تھی پہلے سے کوئی مقام ملے میں تھا میں سفر
 پر اپنے غم کے سوا کچھ نہ تھا اس لیے کہ اس نے۔ میری کابل نے،
 میری درختاں نے مجھے طویل سفر کا حکم دیا تھا۔
 ایٹلے کی باتوں نے مجھے سفر میں آئندہ پیش آنے والے
 اندیشوں کے بارے میں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا، شاید وہ بھی
 مجھ سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ میں وہ سب مقصد اور بے معنی سفر ترک
 کر دیتا ہوں، ابھی ابھی اس نے میرے دل کا چور چور دیا تھا اور
 باور کرا چاہتا تھا کہ مجھے کسی سامنے کے جیسے جیسے سے پرہیز
 کرنا چاہیے لیکن کیلکاش کی باتوں نے اسے تباہ کر دیا تو وہ ہمیشہ
 بڑی تھا باطل اس منہ کی طرح جس کی طاقت لوگوں کا مذہبی
 ہزاروں بھائیوں اور خرافات طوفان چھپے ہوئے ہیں۔ جوں کی
 خاموشی اور سکون میں ایک فریب ہوتا ہے، سرب کی اندھے
 پانی کچھ کر سافر بھاننا شروع کر دیتا ہے لیکن اس کی پائیں ختم
 نہیں ہوتی لاشوں اور بڑھ ماتی ہے۔
 میں بھی شاید سرب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا تھا زندگی
 کا ستر میں ایک ایک کر کے مجھ سے روٹنے لگی تھیں انہوں نے مجھے
 جو رقم چیلے تھے اس سے میرا سبیل لاپتہ ہو گیا تھا اس لیے سرب کے
 جیسے اندھا دھند بھاگنے میں بھی میرے لیے ایک کھیت تھا ایک
 تک تھی، فریب ہی سہی مگر اس فریب میں تمہیں کے جانے
 میری کھوئی ہوئی محبت کی کچھ حسین یادوں پر شہرہ حقیقی آکر یہ
 دھوکا تھا تو میں نے خود اسے دیدہ و دانستہ کھانے کی کوشش
 کی تھی ابھی ایک دوسروں کے ہاتھوں سے جو رقم ملے ہیں اس کے
 منظر نے میں یہ دھوکا بھی میرے لیے بہت کمزور ثابت کیا تھا۔
 اس بات کے سامنے کچھ وقت کو کوہ دہ تھا، البتہ میں نے اپنے
 دو چھری دسروں کو ساتھ لے کر شاید غور و فکری کا ثبوت دیا تھا۔
 مجھے اپنی زندگی پر اختیار تھا لیکن مجھے اس بات کا حق تو نہیں
 تھا کہ اپنے دوستوں کو بھی اپنی بھینسیوں میں کچھ تباہی نہ فرما دے
 کر لیا، جیکب کی بات جلد تھی وہ بھی میری ہی طرح ختم ہو گیا۔
 تھا اس کی بیوی بھی اسے اپنا ایک راجہ ملاقات سے ملنے تھی
 لیکن کیلکاش نے تو ابھی تک اس سفر کا آغاز ہی نہیں کیا تھا
 جو شاید کے بعد دو مہر سفر مل کر ایک ساتھ شروع کرتے ہیں۔
 بلاؤں ان ہی باتوں سے ابھرا ہوا تھا کہ میرے کہیں کے
 دروازے پر کسی نے ہنسنے سے دست دے دیا تھا، خیالات کا خزانہ
 منتشر ہو گیا ابھی کچھ دیر پہلے ہی میں تمہیں دوست کھانے کی
 میز پر موجود تھا اس لیے دست دینے والا یقینی طور پر جیکب یا
 کیلکاش کے سوا کوئی اور تھا۔ میں نے ایک لمبے کمر چا لیکن یہ
 وہ آواز میرا دم ہی ہو لیکن جب دوسری یاد دستک کی آواز سنائی
 دی تو میں بے ہوش ہو گیا، کہیں کا دروازہ کھولا تھا اگرچہ ایک کڑی
 تیزی سے اندر داخل ہوا کہ ایک لمبے کمر میں سم گئی، اندر چڑھنے
 اجازت لیے بغیر اس نے کہیں کراہنے سے بولت کر دیا۔ اس کے

جس پر بہشت اور دوزخ کی کے ملے "خبروات" ہو جوتھے میں نے تو کئی نہایت کو بڑی سرعت سے غم سے کیا گونے میں حالات اور ماضی کے اندر ہنگامات نے مجھے خود اپنے دل سے بھی محتاط رہنے کا مادی بنا دیا تھا، مبینی ویر میں اڈ کر سہ پہل کو لوٹ گیا میں تیزی سے دیک کر اپنے بستر کے پاس گیا جہاں تکھے کے نیچے میز پر کئی بیٹوں موجود تھا، کسی شخص سے ملنے کے لیے اب میں پوری طرح تیار تھا، اڈ کر اوپر سے دربان کو کہہ میں گزرتے زیادہ فاصلہ نہیں تھا مگر مبینی ویر میں کوہ بھر پر حلاوت ہونے کے لیے چھلانگ لگا، میں بیٹوں تکھے کے نیچے سے نکال کر اس کا جسم بہ آسانی چھلنی کر سکتا تھا میری حقانی نکاہیں اڈ کر پرچی ہوئی تھیں دل اندر ہی اندر دھوکہ دیا تھا مبینی نے جہر سے کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا۔ پھر وہ جیسے ہی دروازے کو لوٹ کر گھبرا، میں نے تیز آواز دیکھتے ہوئے لیے میں پوچھا "تم اس وقت مجھے ذہنی طور پر بہت زیادہ پریشان اور الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہو؟"

"صاحب! اس نے پرامید نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے دلی زبان میں کہا مجھے آپ کے خدو دی باتیں کرنی ہیں۔"

"بیکس کے مسئلے میں تم میں نے سوال کیا تھا اس نے بڑی سرعت سے اثبات میں سرکہ جنبش دی۔"

"کچھ دیر خفا کرکشی ہو کر دھڑکی راز رازی سے بولا۔ صاحب مجھے خبر ہے کہ میرے دوست نادرس کو کسی جگہ سے بڑا دھوکہ لگایا ہوگا؟"

"مختصاے پاس کوئی ثبوت ہے اس بات کا؟ میں نے اڈ کر سے بات لیجے میں سوال کیا، اس کی جانب سے متوقع خطرہ دور ہو جانے کے بعد میں اطمینان سے اپنے بستہ بستر پر گیا۔"

"ثبوت تو نہیں ہے صاحب لیکن ہوت سے مراد ایک روز قبل نادرس نے جیکس کا مذاق اڑایا تھا ناڈر نے سرگوشی کرتے ہوئے پلٹ کر دروازے کی سمت کچھ ایسی مشکوک نظروں سے دیکھا جیسے اسے شبہ تھا کہ باہر کوئی دروازے سے لگا کھڑا اس کی باتیں کر رہا ہے۔"

"دوستوں کے درمیان تو ہمیں مذاق کا سلسلہ چلتا ہی رہتا ہے میں نے اس بار اپنے ملائی یہ نظر ڈالتے ہوئے کہا جیکس کے ایک گوشے میں غامضی سے بیٹھا ہم دونوں کی باتوں کو بے حد غور سے کانٹھکے سن رہا تھا۔"

"آپ نہیں جگے صاحب! نادرس نے روضوں کو جلاسنے والے عمل کے سلسلے میں جیکس کا مذاق اڑایا تھا ناڈر نے اپنے شخص پر قابو پاتے ہوئے کہا۔"

"بیکس اس بات کو کسی

تہمت پر بدانت نہیں کرنا کہ اس عمل کے مسئلے میں کوئی اس کا مذاق ڈالتے، اس نے نادرس سے کہا بھی تھا کہ اسے وہ مذاق بہت ہنگامہ کر سکتا ہے۔"

"مگر کیا تھا ناخیل ہے کہ بیکس نے کسی بد روح کے ذریعہ نادرس کو موت کے گھاٹ اتار دیا؟"

"یہی بات ہے صاحب۔"

"لیکن تم اس قتل کو ثابت کیوں کر کر سکتے ہو؟ میں نے کہا۔"

"میرا مطلب ہے کہ ثبوت کے بغیر اسے جیسا کہ طرح قاتل پھیرا جاسکتا ہے؟"

"بد روحوں کے خلاف دنیا کا کوئی قانون ثبوت نہیں پیش کر سکتا، اس بار اڈ کر کا کچھ بڑا سردار مسافق تھا۔ اگر جیکس بھی ایسے مارتے کا شکار ہو جائے جس کا ثبوت مل سکے تو کیسی بے گئی؟"

"کیا مطلب ہے میں نے نہ جانتے ہوئے دریافت کیا۔"

"جس وقت نادرس پر دھوکا لگا دروازہ پڑا تھا اس وقت جیکس جہاز کے ایک ذریعہ دار افسر مشرباٹس کے ساتھ انجین روم میں موجود تھا، میں نے اس بات کی تصدیق بھی براہ راست مشرباٹس سے کر لی ہے۔"

"اور اس کے باوجود تم جیکس کو قاتل سمجھ رہے ہو؟"

"ہاں صاحب! اس لیے کہ جیکس ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں بھی کوئی حرکت کے بغیر نہ جاسکتا ہے۔"

"اڈ کر نے کہا۔ بدو میں نظر تو نہیں آتیں لیکن عمل کرنے والے کے اشاروں پر جاننے کے لیے ضرور مجبور ہوتی ہیں۔"

"مختار دی باتیں میرے لیے عمر سے کم نہیں ہیں میرے سہارے ہوئے بولا۔ اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ جیکس ہی نے کسی بد روح کے ذریعہ نادرس کو اس کے مذاق کی حرکت ناک مزاد دی ہے تو کیا وہ تحقیق بھی۔ میرا۔"

"جیکس کو رو میں اس جاسکے بھی خبردار کر سکتی ہیں کہ تم اسے قاتل سمجھ رہے ہو۔"

"جیکس کے فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہو سکتا۔"

"اڈ کر نے مسکراتے جواب دیا۔ میں نے بھی اسے قتل کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے وہ اپنی جگہ ممکن ہے اور میرے خلاف بھی قتل کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا جاسکتا۔"

"مگر نام جیکس کو قتل کر دو گے؟ میں نے پوچھتے ہوئے اسے گھورا۔"

"اس وقت وہ میرے دو بج کر ٹھیک تین منٹ ہوئے ہیں۔"

"اس نے میرے کہیں میں لگی ہوئی گھڑی کو بغور دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ جاکر کہا۔ مجھے آپ کے کہیں میں آئے تقریباً

بگڑنے لگی دوسرے شخص کو قتل کرنا میں نے کر سکتی تھی مگر اس کی کرکشی کے لیے تو یہ سراسر قمار ہی محانت ہوگی۔ میں نے ہوا میں تیر ملاتے ہوئے نہایت تنجیدی سے کہا۔ اگر وہ شخص بچو لگایا تو اپنی جان بچانے کے لیے یقینی طور پر مختاری سادکشی کر لے لکھ کر رہے گا۔"

"ایسا نہیں ہوگا صاحب! اڈ کر نے گھڑی پر دوبارہ نظر ڈالا اس وقت دو بج کر گیارہ منٹ ہوئے تھے وہ دروازے کی سمت جانے لگے دبا ہر دروازے کا لولٹ کرتے تھے گھوم کر گئے لگا۔ کیا میں یقین رکھوں کہ آپ میرے اعتماد کو نہیں نہیں پہنچائیں گے؟"

"میں نے کوئی جواب نہیں دیا، موت اڈ کر کو بہت اندرون سے گھوٹا رہا، وہ میری خاموشی کو میری نیم رضامندی سمجھتے ہوئے تیزی سے دروازہ کھول کر کہیں سے باہر نکلا میرا ہی پتہ نہ رہا جگہ انھیں کھولے چپ چاپ بیٹھا تھا، میں نے اڈ کر کہیں کر دوبارہ لولٹ کر دیا، اڈ کر کی آواز اس کی باتوں نے میرے سکون کو مزید بڑھ کر رہ کر دیا تھا، جس انداز میں اس نے مجھے اپنا بہت قابل اعتماد سمجھا تھا وہ بھی میرے لیے کچھ کم تعجب نہیں تھا اس کی باتیں عجیب اور غمگین تھیں اس نے مجھے گواہ بنا کر اپنی بے ذہنی مضبوطی کر لی تھی اگر میں اس کے اعتماد پر پورا اترا تو جانشین اسے غمگین نہیں سمجھا جاسکتا تھا میں اس کا یہ یقین کہ قاتل بھی قانون کی گرفت میں آجائے گا، باوجود اپنی زبان بند رکھے گا اس کی خوش فہمی ہی کا جاسکتا تھا یا پھر شرمایا ڈر گئے بھی جیکس کرانے سے بنانے کے لیے کوئی ارکان اور پراسرار طریقہ ہی اختیار کیا ہوگا ورنہ وہ اتنا پراقتاد کیسے ہو سکتا تھا؟"

"میں ابھی اڈ کر کی باتوں سے ذہن میں ابھرنے والی ان ہی حقیقتوں کو سلجھانے میں منہمک تھا کہ ایک ایک کرب میں ڈوبی ہوئی ایک اذیت ناک کہ میرے کالوں میں گونجی آواز کچھ یوں مانتا جیسے کسی تونہ آدمی کو کہا کہ اس بارہ آدمیوں نے گھیسے میں سکر اٹھ کر یہ وہی ہے ذبح کرنے کی کرکشی کی پورج مسن کر میرا بے اختیار اچھل پڑا، قاتل کی بات تھی لیکن اس سے زیادہ ہریت و خیر بات یہ تھی کہ ابھرنے والی پہلے پوری لذت سے دلد ہو کر اپنا بہت ہی گھٹتی ملی گئی۔"

"اسی کے ملائی نے جو کچھ شروع کر دیا میں نے ایک کرکشی کے نیچے سے بنا بیٹوں نکالا، دیر میں فانا ہوا باہر گیا جہاں میرے کہیں سے جاسی صاحب مجھ رہے والے دانتے یہ دس بارہ اڈ کر کا ہجوم پہلے ہی سے لکھا تھا۔ میں تیزی سے قدم اٹھا، مجھے کے قریب پہنچا تو حیرت سے میری آنکھیں پھٹی کھٹی رہ گئیں۔"

انگریز ہندوستان میں مسلمانوں کو کھانا پکانے سے روک کر
 کی موت کا انتقام لینے کا کوئی کام نہ تھا اس وقت بڑی عمری کی موت
 میں بگڑے تاروں میں الجھی پڑا تھا اس کی آنکھیں غور تھوڑے انداز
 میں ملحق سے اٹھ کر براہ راست تھیں اور ہر موت نے انھیں
 ساکت و ملامت کے بڑا جیسا ایک انداز پیش دیا تھا اس کا سارا جسم
 اکڑا کر دیا گیا تھا اور جلد کی رنگت یوں سیاہ ہو گئی تھی جسے شگے ہاڑوں
 میں دوڑنے والے کرتھ نے مرنے والے کو مروت سے کچھ زیادہ
 ہی دھست کر دیا ہو۔ وہ اسے دو کوٹھ جرت سے گھونٹے تھے۔
 بڑا کھانپناں جرم کو مرنے والے سے دوڑنے کی طاقت کر دیا تھا
 شاید اگر کچھ تاروں سے الجھا تھا وہ ابھی تک جاگ رہے تھے چند
 لمحوں بعد بجلی آت کی گئی تو اگر کوئی تاروں سے ملنے لگا یا گیا
 جس سے ٹھوکر دے غصوں میں موت سے بھگتا رہ گیا تھا۔

جیسے بلاتھوڑے کیلکشن میں بھی اس کی آواز سن کر گیا تھا اس
 نے انگریز کی موت کی تصدیق کر دی تو دو سے قریب اس کی مڑی
 مڑی اور سیاہ آنکھیں کو ابھی کر مڑی رسومات کے لیے لے گئے
 ان لوگوں کے چلنے کے لیے پیدل تو جیسے بھی لے نظر گیا۔ انگریز کی موت
 سے وہ بھی کچھ پریشان پریشان لگ رہا تھا لیکن پیشتر اس کے
 کہیں اسے مخاطب کرتا یا پاس بلاتا وہ تیزی سے میرے برابر
 سے گئے تاہم ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا جو بجلی کے تاروں کو
 سمیٹ کر لٹے سے بڑا رہے تھے۔

بظاہر انگریز کی موت کو ایک اتفاقیہ حادثہ کہا جاسکتا تھا
 مگر کچھ قریب سے دیکھا جائے تو اسے عجیب و غریب سمجھا جاتا ہے
 بھی ایک بار وہ کچھ بچے تھے کسی مروت کے تحت تاروں کی
 موت و دیان سے کر کے انھیں جوڑ دیا گیا تھا لیکن اوپر نہیں کیا
 گیا، پھر سے وصیت کرنے کے بعد ان کی کسی سے لے چن کی موت
 حادثہ ہو گا کہ میرا دایہ طور پر اس کا ہفتہ اڑوں سے سن ہو گیا۔
 شاید اڑوں کو جوڑنے والی ٹیپ و دیان سے کہیں ہٹ گئی ہو
 گی انگریز کو کرتھ لگا تو اس نے ہفتہ ہٹانے کے لیے ٹھنکے سے
 تاروں کو کاٹ ڈھیر سے تھام لیا پھر جو کچھ قیہ ہو سکتا تھا
 وہ جاری انداز سے سامنے تھا۔ کیلکشن اور جیکب نے بھی اسی
 خیال کا اظہار کیا لیکن میں کچھ اور سوچ رہا تھا۔ انگریز کو جس پر
 اپنی ہکھلاہٹ کا شکار ہو گیا ہو لیکن جیسے کہیے زندہ نظر آ رہا تھا
 میرا یہ کہہ کہ اس قدر دبا ہوا تھا کہ میں نے جیکب اور
 کیلکشن کو بھی یہ بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ مرنے والا کچھ دیر
 پیشتر میرے کہیں میں کھڑا کسی اور کی مروت پر چڑھا ہوا
 انداز میں مسکرا رہا تھا، چند مڑی باتیں کرنے کے بعد کہیں کہیں
 میں آکر بے مدد ہو کر بیٹھ پڑا تھا اور جیسے کہ ہاتھ میں

گھر بیٹھے بغیر استاد کی مدد کے ملکی اور غیر ملکی زبانیں سیکھنے

جرمن فزیک	انگریز اور ہندی	90/-
فرنگی اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
ٹوٹل اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
ڈچ اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
ڈیوٹو اور ہندی	انگریز اور ہندی	75/-
ہنگری اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
جرمن اور ہندی	ہندی اور ہندی	90/-
جاپانی اور ہندی	ہندی اور ہندی	75/-
جاپانی اور ہندی	ہندی اور ہندی	90/-
انگلش اور ہندی	ہندی اور ہندی	90/-
فرنگی اور ہندی	ہندی اور ہندی	75/-
کورین اور ہندی	انگریز اور ہندی	75/-
پارسی اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
چنگ اور ہندی	انگریز اور ہندی	45/-
چنگ اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
بھارتی اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
رومانی اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
اطالوی اور ہندی	انگریز اور ہندی	90/-
سپر کن اور ہندی	انگریز اور ہندی	120/-

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

ہاتھ لگا جس کی شخصیت ہر طرح پر اسرار اور جملہ نیک نیت اختیار
 کی جا رہی تھی۔

ہاتھ لگنے کے میں مطابق ہر بات کے کھانے کے بعد جیکب کے
 جسم میں کچھ عجیب و غریب تبدیلیاں آئیں جیسے کہ کہیں کے
 ہاتھ لگنے کے بعد وہ لوگوں پر کھڑے گھس گھس جاتے انوار و اقسام کے
 ہاتھ لگنے کی مدد کھڑے ہونے کے بدلے اور ہر جیسے پلٹے سے
 کھانے گئے تھے ان کے علاوہ جیسا کہ اور ڈوڑھی صورت والے
 اور مرد تو ان کی تصویر میں بھی فریم میں موجود تھیں ان تصویر میں کے
 ہاتھ لگنے کے بعد وہ صورت جادو گروں اور جادو گروں کے نام
 لگے تھے ان کے چہروں کو کچھ ایسے ہی مارنے انداز میں چیت
 لگایا تھا کہ دیکھنے والا انھیں جھوٹ اور چڑیل بھی سمجھ سکتا تھا
 وہ ان میں کرشمے سے بڑی بڑی گول مینز پر کھینچنے کے واسطے
 کھڑے کھڑے ہوتے تھے فرسٹ کلاس کے ماحول کو کھل چڑھا ہوا
 ہاتھ لگنے کے تمام تر ساز و سامان ہر وقت سے اس کے کہیں کے ساز و
 سامان پر نظر ڈالنے کے بعد کیلکشن کی سمت دیکھا اس کے ہاتھوں
 پر ملکی میسج لائٹ جی ہوئی تھی یوں جیسے وہ خود کو بے پردہ اور
 ماحول سے لاتعلقی رکھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

جیسے کہ نے بڑے چڑچاڑ انداز میں ہمارا فریاد مرقعہ کیا ہے
 موت اکل بات پر مبنی کہ جیکب یا کیلکشن نے قسم کی حلیات
 کے کھانے کے دوران بھی انگریز کی موت کے سلسلے میں کوئی گفتگو
 نہیں کی لیکن یہ ان دونوں نے آپس میں گفتگو کی ہو۔۔۔
 لیکن میری موجودگی میں ایسا کوئی ذکر نہیں ہوا میں سے بھی
 ہاں بوجھ کر اس بات کو قائل ہی ہوں وہ میرا خیال تھا کہ انگریز
 کی موت کے بعد جیکب خود کچھ پیشتر ہو گا اس لیے کہ وہ انگریز
 کے ہاتھ میں اپنے جیسے کا اظہار اسی روز کر چکا تھا جس دن انگریز
 کا ساز و سامان میں موت کا شکار ہوا تھا لیکن جیکب بھی غافل نہ تھے
 انھیں انہی نظر آ رہا تھا۔
 ہم جیسے کہ کہنے کے مطابق گول مینز کے اطراف کر سبوں پر
 ہر جیسے کہ کہنے کے مطابق ادب سے کیلکشن کو قائل کرنے
 پر تھے۔

میرے ساتھ میرے سلسلے میں آپ کو موت دیتا ہوں کہ
 آپ کوئی سوال کرنا میں رہوں کے ذریعے اس کا جواب دینے
 کی کوشش کروں گا۔
 اس قسم کے کہیں تماشے میں ہندوستان میں اکثر ہوں کہ
 ان وقت ہاتھ لگنے پر بھی دیکھ چکا ہوں جہاں کڑوق کے مرنے
 ہوا کوئی لایا اور غصوں کی ال شعبدہ باز سیاہ و زرد کھینچے ہوئے اور

گول اور لائیں کی بے ہنگم بیٹ میں ملبوس کھڑے لوگوں کو اپنی آنتیں
 کے اندر سے رنگ برنگے دھات نکال کر تاروں بجائے پر غور کر رہے
 کرتا تھا پھر کھیل ختم ہونے کے بعد اپنی اسی بے ہنگم بیٹ میں
 لوگوں سے ریزہ ریزہ دی جین کر کے اپنا بیٹ پالتا تھا کہ کیلکشن
 نے جیکب کی دعوت پر مسکراتے ہوئے کہا پھر ہلا میرے دوست
 تم نے ملنا نہیں سوال جواب کیلئے یہاں ہیں میں کیا بکھر رہا ہوں کہ
 بلانے کا مل دکانے کا دعویٰ کیا تھا۔

میرا خیال تھا کہ جیکب کیلکشن کی بات پر غصا ہو جائے گا
 لیکن ایسا نہیں ہوا، کیلکشن کی بات کو اس نے بے مدد جی
 اور خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے کہا۔ کچھ خوب یاد ہے
 میرے قلم کیس نے کیا کیا تھا لیکن اہل کھیل شروع ہونے سے
 پیشتر اگر ہم سوال جواب کے ذریعے خود کو ماحول کے سانچے میں
 ڈھال لیں تو کیا یہ مناسب نہ ہو گا؟

میں یہاں کھیل کھیلنے کے ارادے سے نہیں آیا ہوں۔
 کیلکشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم جانتے ہو کہ میں ایک مشہور
 صنعت سونہ میں اور ہادی میڈیکل سائنس ان یا تو ان کی فنی
 کرتی ہے ہر سال میں دھون کو بلانے کا مل دیکھنا ضرور پسند
 کروں گا بشرطیکہ تم اس کا مظاہرہ کر سکو۔
 میرا دل دھڑکتا تھا اس لیے کیلکشن برابر ایسے حلقے
 ہل رہا تھا جو جیسے کہ برسوں سے وہ لوگ محسوس کر سکتے تھے۔ وہ ہیں
 یاد بھی کر چکا تھا کہ اپنے فنی کے سلسلے میں کسی قسم کا ملوث نہ رہنا
 کرنے کا عادی نہیں ہے، کیلکشن کو ان حالات کا اندازہ بھی
 نہیں تھا کہ اس نے اس قدر بڑا ہتھیار ہاتھ میں لیا ہے۔
 محض ایک اتفاقیہ حادثہ ہی رہا ہو لیکن حالات اور واقعات نے
 مجھے زندہ بچنے کیلئے خوف زدہ کر دیا تھا، میں کیلکشن کو اس سے
 بڑھ کر کچھ جانتا تھا کہ وہ ذرا غلطی سے گرفت کر کے لے گئے تھے
 اسی وقت ہفتہ بڑھا کر میرے ہتھ پڑے تھے وہ ہتھ لگنے کے محبوب کو
 روشن کر دیا اور کہیں کی دوسری جہاں لگ کر کے دونوں ہتھ لگوا
 کے اور گولہ انداز کوئی عمل پڑھنے لگا، اس کے ہونٹ تھوڑے تھے
 لیکن میں پوری توجہ سے دھن دھن کر رہا تھا اور ہاتھ لگنے کی
 پھیل کوئی آنکھیں بدستور کھڑے جہاں طرف منڈلا رہی تھیں۔
 کچھ دیر تک کہیں میں موت کی سی خاموشی طاری ہو رہی تھی
 روشن قریب اوپر کچھ پڑ چائیں اور پچھلے جھوٹے سے سامنے
 منڈلانے لگے، کیلکشن نے غالباً اس کو ہتھ پڑنے کے لیے
 کوشش کی تھی لیکن جیکب نے تیزی سے اسے گھور کر دیکھا، اس
 کی آنکھیں غور سے نظر آ رہی تھیں کیلکشن کو اس کوشش سے
 کاشا ہوتے ہوئے اس نے دوبارہ کھڑے ہوا اپنی نظریں جاری

”ایسی صورت میں اور زیادہ سخرے اور صحرانظر آدگے۔“
 ”سمندر میں چھلانگ لگا دوں۔“ جیکب بچ اٹھا۔
 ”پیلی بار تھنے ایک فائنل مندی کی بات کی ہے لیکن مجھے شبہ ہے کہ تم اس پر عمل نہیں کرو گے۔“
 ”یاد چل۔“ جیکب نے غصے سے کہا کہ کتنے ہونے انداز میں کہا کہ کیا تم کوئی ایسا طریقہ نہیں بتا سکتے کہ اس شخص کی فعلی باتوں سے کسی طرح میری جان محفوظ ہو جائے؟“
 ”سولہ سی بیسی کوئی دوسری ملک شکر کر کے کیا شکر کے بے پناہ دھو بھے یقین ہے کہ اس غریب کو تمھارا تو کیا خود اپنا بخشش بھی نہیں ہے گا؟ میں نے تجھ کی سے مشورہ دیا جیکب نے ایک مرد آدھ جھک کر سامان کی کمرٹ دیکھا پھر چپ اختیار کر لی۔
 ”وٹے پر کچھ دیر تک چل تھی کہ کس کے بعد پہلے اپنے کیبنوں میں آگئے۔ جیکب کی بات کر میں ہر چند کہ نہیں اس آڑا گیا لیکن اس نے خود بھی احساس برہم تھا کہ آڈر کی موت کے سلسلے میں جیکب سے معلوم کرنا چاہیے تھا۔ ہوسکتا تھا کہ اس کی حیثیت دیگر جان بیٹ خود اس کے خلاف خود میری ثبوت دیکھا کہ وہی نہیں ہم سے کسی کو بھی اس وقت اس کا خیال نہیں آیا تھا شاید اس لیے کہ جیکب نے ہمارے ذہنوں کو اس قدر الجھا دیا تھا کہ ہم آڈر کی موت کو کسی فردا محسوس کر بیٹھے تھے یہ بھی ممکن تھا کہ جیکب نے روحوں کے ذریعے آڈر اور مادوں کی اموات کے سلسلے میں ہماری زبانوں پر نامے ڈال دیے ہوں ہر حال میں نے اسے نہ سنا تھا۔“
 ”میری ملاقات میں جیکب سے پہلے بقدر سولوں کے ہواب ضرور طلب کر لیں گا خاص طور پر اپنے سفر کے انجام کے بارے میں۔“

بستر پر سونے کے ارادے سے لیٹا تو مجھے اپنی اس موٹی لاپی لاٹھی کی گتیا جس میں میں نے اپنی زندگی کی داستان کھنا شروع کی تھی کچھ سوچ کر میں اٹھ بیٹھا، گاڑی اور ٹنڈر کال کر مریہ آگیا اور اپنی المناک داستان کا بقیہ حصہ مجھے پیش کیا جانے کو کہ میری یہ محو ہوش تھی کہ جلد از جلد اپنے ماضی کے حالات کو نگاہ بند کر کے اسے حال سے ملا دوں تاکہ میرے دماغ کے بعد لوگوں کو میری زندگی کے ان افسوسناک واز کا علم ہو سکے جنہوں نے مجھے اپنی جاگیر اپنے وطن اپنی بے پناہ دولت و ثروت و شہرت اور خود اپنے آپ سے بھی بیکہ نہ بنادیا تھا۔ میں نے دیر سے انہماک سے قلم سنبھالا اور کھنا شروع کیا۔

شادی کا فیصلہ کرنا قطعی طور پر ایک فطری بات تھی۔

جائداد کا وارث بننا؟ کیا میرے دہی ویر و دشمن جو پہلے میرے والد کی موت کی دعا مانگتے تھے اور اب مجھے موت سے بہتاد کر لے گئے غضب اور بے چین تھے؟
 باپ کی حریت نے میرے کردار کے پیریں میں بڑیل ڈال دی تھیں وہ عیش و عشرت مجھے پسند نہیں تھے جو مجھ جیسے حیرانوں کے لیے تعصبات ہوتے ہیں مجھے تو ایک ایسے حسین ہمسفر کی ضرورت تھی جو موت میری ساتھی ہوگی زندگی کے ہر نشیب و فراز میں میرا ہاتھ تھامے۔ یہی میری داغدار ہوتی ہے کہ دل کی گھرائیوں میں جھانک کر میرے احساسات کو جان سکتی ہے میرے غموں کے بوجھ کو ہانک سکتی ہے غمگند ہو تو اور جب میں دنیا کے ہنگاموں سے تھکا ہوا ہوں تو اس کی گھر واپس آتا تو اس کی گھڑی اور دستکی زلفوں کی ٹھنڈی چھاؤں تلے آرام کر سکتا اس کی لیے پائیاں بستیں ڈھک کر نیا دنیا دہانیا سے بھر بوجھا۔ خواہوں کی حسین وادوں میں کہیں اس طرح غم بوجھا کر لے جاؤں اور اسے چھوڑ دے لیکن ایک ایسی شریک زندگی درکار تھی جو میرے درد کا دریا بن سکتی ہو میرے غموں کا دھارا کر سکتی اور میری دولت اور مایاؤں کے لیے وارث بن سکتی جو میرے پرچہ کا سہارا ہوتی اور میرے دشمنوں کے ارمانوں پر ایسی بقی بن کر فطرتی کران کے خواب بستر کے لیے جلی کرے کسری ہو جائے۔ لیکن میرا ایسا کر سکتا ہے؟ اور وہ نہیں کر سکتا تھا اس لیے کہ اس دنیا میں مٹا تھا اور میرے دشمنوں کی تعداد بے شمار تھی جیسے کہ ہم تمام پر دھڑکتے کے لیے کئی مائے بیٹھے تھے۔ میں میں گھر میں بھی شادی کا پیمانہ جھپٹتا میرے دشمن اس گھر کی خوشیوں کو بھی پامال کر لے میں کوئی ذوق و زکا داشت نہ کرتے۔ میں چوری چھپے شادی کر لیتا تو میرے اوپر بھر سے آنکھیاں پھٹی شروع ہو جاتیں میرے لیے لوگوں کی کوئی کمی نہ تھی والد کی موت کے بعد ہی سے میرے دشمنوں نے مجھے ایسی سیمیں ڈالیں کہ ان کی خوب صورت زلفوں کے کمال میں چھاننے کی ہر ممکن کوشش کی تھی میرے لیے ایک ہی بے شمار دشمن کی پیش کش تھی۔ یعنی۔
 رشتے داروں کے بیٹھے ہوس تھی، خود وطن تھی شادیاں چاہیں پوشیدہ تھیں میں نے ان تمام دشمنوں کو نفرت اور عداوت کے ٹھکانا دیا۔ دنیا سے کٹ کر میں نے خود کو اپنی سوئی ایک محو کر لیا تھا لیکن اب یہاں بھی تنہائی کا احساس مجھے ڈس رہا تھا۔ جیکب شادی کے مشورے نے میرے دماغ میں ایسی بھل بڑا کر دی کہ میرا جی ہر چیز سے اجاٹ ہو گیا، میں نے سر پر کیوں نہ سب کچھ چھوڑ کر گوتم بدھ کی طرح بن باس لے لوں کسی جنگل میں جا کر گیان حاصل کر لوں اور پھر جو جانتا ہر چیز سے کٹا

ای میں بڑا بیٹھ جوان پر ایک ایسا وقت خود آتا ہے جب میری سیمیں سانس کا احساس بڑی شدت سے ٹوٹ کر پڑتا ہے جیکب کی باتوں نے مجھے بھی میری تنہائیوں کا احساس دلا دیا ہے کہ میں ایک بار پھر اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی میں نے وہ حالت کا پیشہ ترک کر کے کھانا شروع کیا تھا حالات نے میرے قلم کی موٹائیوں کو پابندی عائد کر دی تھی میں نے وقت سے غافل کرنے کے بارے میں نہیں سوچا۔
 اگرچہ میں تھا میری شریاؤں میں نازہ اور گرم خون موجود تھا، لیکن ہاتھ آتھ نیا دلوں سے بغاوت کر سکتا تھا، ان کو مڑاؤڑا جاتا تھا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اس لیے کہ جو لوگ مجھ پر مشورے تنگ کر رہے تھے وہ مجھے تھے ان میں بہت سارے چرسے تھے۔ یہ میرے پسند تھے جو دشمن بن کر مجھے بڑا کر رہے تھے اور ان کی ناپاک اور گھناؤنی سازشوں کے خلاف میں ایک ہی جذبہ کار فرما تھا۔ وہ میرے دشمن اور میری دولت کے پیارے تھے۔
 والد صاحب نے اپنی زندگی میں جو مصیبت کھوئی تھی اس کی دوسری سیمیں سماتا اور کوئی ان کی چھوڑی ہوئی مایاؤں اس طرح نہیں ہو سکتا تھا، انھیں ہونا بھی نہیں چاہیے تھا اس لیے کہ وہ ہمارے قریبی عزیز وارانہیں تھے زندگی کے کسی لمحہ میں انہوں نے ہمارے دکھ و درد میں اپنے دل سے شریک نہ لے کر سس میں ہی تھی میرے والد کی موت کے بعد میں مانگی تھیں تاکہ وہ ان کی بے پناہ دولت اور مایاؤں کو مرہب کر سکتے لیکن میں نے جہنم کے کران کی آرزوؤں پر ال پیرو دیا۔ چنانچہ وہ مجھے سے محبت کس طرح کر سکتے تھے؟
 میرے خلاف ہر کچھ بھی کر رہے تھے اس میں حق بجانب تھے۔
 اس لیے کہ قدرت نے میری تقدیر اور میرے نصیب میں جو کچھ لکھا وہ آئی تم کر دیا تھا وہ ہر حقیقت پر پورا ہوتا تھا۔
 شہادت فی دہی کے حالات تو میں کچھ نہیں کر سکتا تھا پھر وہ سڑوں کے خلاف بھی لڑتا میرے لیے بے سود ہی تھا۔
 نکلنے سے میری حیثیت سے بڑھ کر نازا تھا مجھے دنیا کی ہر سادگی مینا کر دی تھی، کوڑوں روپے تنگ میں بیٹھ تھے۔
 لوگوں کی جائداد تھی عمارتیں عمارتیں آمدنی تھی رہنے کے لیے ان دار و سرملی تھی گھر مٹے پھرنے کے لیے کادیں تھیں قدرت کے لیے لازم ہر وقت میرے مایک اشائے کے منتظر تھے لیکن ان کے باوجود میں تنہا تھا، دولت جسم کو راحت دیا کر سکتی تھی لیکن روح کی تسکین کے لیے میرے پاس کیا تھا؟ میری زندگی کا مادہ کیا تھا؟ وہ وہ سڑا کر ان تھا جو میرے والد کی دولت لے

مہم جوئی فرار اور
 انسانی عزم و ہمت
 کی لازوال داستانیں

برف کا جہنم

انتخاب

طارق اسلیع سائر

قیمت :- 60 روپے

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

تقدیر سے حالات کے گردنے تانے پانے بننے میں ملوث تھی میں سیکھتی کی تلاش میں دنیا کی سیاست کو سمجھا تھا اور قسمت نے مجھے سیلون کی بھول بھلیوں میں الجھا رکھا تھا۔ کھیل میری زندگی میں اس قدر بے قدروں اور پروردگار سے دہل بھئی کہ میں سوچ بھی نہ سکا اس وقت جو کچھ بات میرے اختیار سے باہر ہو چکی تھی۔

پریم ناتھ کے علم کے بموجب کابل سے مجھے سیلون اور اس کے اطراف کے علاقے دکھانے شروع کر دیے ایک جہاز پر کابل سے جی بھر کر میری وہ جہاز ہی مجھ سے یوں گھل مل گئی جیسے ہم بیرون سے ایک دوست سے واقف ہوئے ہوں اور سالہا سال کی جدائی کے بعد دوبارہ ہماری ملاقات ہوئی ہو۔ میں چاہا جی کابل سے جدا ختم کر سکتا تھا۔ ہمارے تعلقات دیرینہ تھے اس لیے گھر میں کسی قسم کی روک ٹوک کا سوال ہی نہیں تھا اور پھر رکنے والا تھا بھی کون جی پہلے ہی سوچ گیا ہوں جو جی نہیں ہے چاہا جی انھیں اول تو اپنے سفارتی کاموں سے چھٹی نہیں ملتی تھی اور اگر کچھ وقت بچتا تو وہ اسے منڈت اور بہ جہازوں کے درمیان گزارتے تھے۔ اپنے دھرم کے معاملے میں وہ بے حد محنت اور کوشش کرتے تھے اور اکیان و جہان کی باتوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ان کے گھر کے ملازم بھی زیادہ ہندو تھے اور پریم ناتھ کی طرح وہ بھی پوجا پاٹ اور دھرم کے معاملے میں سیکھتے تھے۔

میں جانتا تھا کہ کابل سے میرا ملاپ ناممکن ہے میں اس سے محض دوستوں کی طرح بڑی اپنائیت سے ملتا تھا لیکن کابل نے تو مجھے میرے دل و دماغ پر جادو کر دیا تھا میری دنیا ہی بدل دی تھی اس کی سیاہ اور نیلی آنکھوں کا سحر مہر ہوئی تھی پر چھٹا چھٹا ادا اس کے ہاں ایک گلاب جیسے ہونٹوں کی مسکراہٹ میرا سب کچھ لوٹ لے گئی میرے پاس کچھ بھی باقی نہ بچا اس کی دھڑکن میں گھر میں کا ترنم تھا اور میں اس ترنم میں لوری طرح کھو چکا تھا جب جاگنے کی کوشش کی تو دل سے قہری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ کابل نے مجھے جو پایہ دیا تھا وہ میرے لیے زندگی کا سب سے بڑا مرحلہ تھا میں اس دولت کو چھوڑنا نہیں چاہتا تھا اس میں ہر دور سے اپنی تنہا زندگی کے سکونے گوشوں کو دکھانا سب میری زندگی کی سب سے بڑی آرزو تھی لیکن میں یہ بھی جانتا تھا کہ پریم ناتھ جیسا کہ ہندو اور دھرم قلمی میری خواہش کو بھی لوٹا نہ ہوئے تھے گا اور مذہب کی دیوار مجھے کابل سے بھی قریب تر نہ بٹھائے گی۔ میں نے اس سے پرہیز سنا میرا دل بہن اتنا ہی الجھا گیا۔

کے سامنے زبان نہیں کھول سکتا۔ میں تڑپ کر رہ گیا۔

ایک بات پوچھوں جمال؟

کیا تھیں اجازت کی ضرورت ہے؟ میں نے اسے ہرست سے دیکھا۔

اگر میں تم کو نہ مل سکی تو؟

کابل نے بڑی معصرت سے پوچھا۔

”تو... میں تڑپ اٹھا۔ شاید میں زندہ نہ رہ سکوں۔“

”اتنا یاد کرتے ہو مجھ سے؟“ وہ مسکرائی۔

”تمہارے ایک اشلے پر سب کچھ ترنم کر سکتا ہوں چاہے تو آزاد کر دیکھ لو۔“

”آؤ اشلے وہاں برقی ہے جہاں میں کھوت ہوتا ہے۔“ وہ بدستور مسکراتے ہوئے بولی۔ ”تم اپنا سن میلہ کر دو جمال پتا جی سے میں خود ہاتھ جھپکا کر اپنا ادھکار اٹھال گی۔“

”وہ تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ میں نے کہا۔ ہماری شادی کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔“

”میں جانتی ہوں۔ کابل نے خمیہ کی سے جواب دیا۔ اگر پتا جی سے میری بات نہ ملے تو تمہیں پانے کے لیے میں اپنا دھرم بدل لوں گی۔ مسلمان ہو جاؤں گی تو پھر دھرم کی ہواوی بھی ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں گی۔ ہمارے راستے کی مستام وہ نہیں۔“

اور پھر کابل نے جو کچھ کہا تھا وہ پورا کر دکھایا اس نے اپنے والد کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو پوسے گھر میں جیسے بھونچال آگیا پریم ناتھ نے یہی جواب دیا تھا کہ وہ کابل کو اپنے ہاتھوں سے موت کے گھاٹ تو اتار سکتے ہیں لیکن اسے مجھ سے شادی کی اجازت نہیں ملے سکتے۔ انھیں اپنا دھرم اور کی محبت سے زیادہ عزیز تھا، ہوا بھی چاہیے تھا۔ انھوں نے کابل کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تو کابل کا دل خاصا خوش ہو گیا۔ اس نے بت بڑھانے کی کوشش نہیں کی کسی ٹیڑھے ہوئے طوفان کی طرح وقتی طور پر چپ ہو گئی۔ پریم ناتھ جی نے یہی بھی کہ میں نے۔ کابل کو بکا کر ان کے گھر کا سکون برباد کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے وہ بچرے ہوئے زخمی درد سے کی طرح بچھڑ بچھڑا ہوا ہے میں گردن جھکانے ان کی باتیں سناتا رہا۔ وہ شے میں آپ سے باہر ہو رہے تھے جو ان کے منہ میں آیا کتھے چلے جائے تھے۔ میں کابل کو کچھ بڑا ناہنسیں چاہتا تھا اس لیے خاصا خوش ہوا پریم ناتھ اپنے دل کی بھڑاس نکال چکے تو میں نے دوتے دوتے دینی زبان میں کہا۔

”کچھ بھی تو نہیں۔ میں نے اس کا نرم دھام ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے بیٹے کی بات کہیں دھم دھم ہو گیا ہے۔“

”تمہیں میری سونگند۔“

میں کابل کے قدموں پر تڑپ اٹھا، کابل مجھے اپنی زندگی سے زیادہ عزیز تھی میں اس کی قسم کے آگے مجبور ہو گیا ہوا تھ لیش میرے ذہن میں آتش فشاں کی طرح اندر ہی اندر کبابے تھے میں نے وہ سانس کے سانس کابل کے سامنے بیان کر دیے وہ بکا بکا میری باتیں سنتی رہی میں نے اپنے دل کے سامنے دھنوں کو کھول کر رکھ دیا تو وہ کچھ دیر گرم گرم رہی ہوا اس نے نظریں اٹھی گرمی طوت دیکھا تو میں تڑپ اٹھی اس کی ہر نیون جیسی آنکھیں جھپک گئی تھیں میں نے جلدی سے وہاں نکال کر اس کے آئینہ تڑپ کیے چھوٹے اختیار اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا ہوا بولا۔

”کابل خدا کے لیے ان آفتوں کو روک لو ورنہ میں مر جاؤں گا۔“

”نہیں جمال ہم زندہ رہیں گے۔ اس نے اپنا ہاتھ میرے بازوؤں کے حصار سے نکل کر ڈیڑھی خمیہ کی سے کہا۔ میں نے جیون ہر ایک دوست کے تنگ تنگ سینے کا وعدہ کیا ہے ہم آزاد ہو جائیں گی۔“

”اگر میں دو چلے جائیں گے کسی ایسی جگہ۔“

”کابل نے میری باتیں ایک دوسرے سے جدا نہ کر سکیں۔“

”اس دھرتی پر ایسی کوئی جگہ نہیں کابل۔ میں نے یہ بات کہی۔“

”ہم اس دھرتی پر رہیں گے۔ وہ بڑے یقین سے بولی۔“

”محبت میں بڑی شجاعت ہوتی ہے۔“

”لیکن تمہارے پتا جی؟“

”میں جانتی ہوں۔ کابل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ ہوا میں گئے لیکن میں ایک نہ ہونے دیں گے اس لیے کہ اگر ایسا ہو تو دھرم کے نام پر کاک لگ جائے گی اور وہ اسے کبھی نہ نہیں کریں گے۔“

”میں جی ہی سوچتا ہوں کابل کہ چاہا جی کیا کہیں گے؟“

”میں نے اپنی زبان میں کہا۔ میں نے ان کے دشمن کو کھینچ لیا جی ہے۔ کیا دکھائوں گا ان کو؟“

”ایسا تم سوچ جمال ہم نے پریم کیا ہے کوئی پانی نہیں کیا؟“

”میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔“ پریم ناتھ نے کہا۔“

”تمہارے لیے تمام دنیا سے کھانسیاں ہیں مگر تمہارے چاہا جی

چاہا جی میں کاہل کو حاصل کرنے کی خاطر...
 - غریب دار چاہ چاہا وہ دوبارہ بھوک لکھے۔ میں کسی قیمت پر کاہل کو تیرے حوالے نہیں کر سکتا، پانی پر ادھی اگر تو میرے ستر (دوست) کا لڑکا نہ ہوتا تو میں تیری زبان گدی سے کھینچ کر اپنے ہرٹوں تلے روند ڈالتا۔ تیری بھلائی اسی میں ہے کہ جب چاہتے اپنا سامان لے کر میرے گھر سے چلا جاؤ۔ چنی بھاری ٹکڑے ہریلوں سے بھی دو دو چلا جائیں تو تیرے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔

میں ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلا جاتا ہوں چاہا جی۔
 - غریب دار جو تو نے اب مجھے چاہا جی کہا۔ وہ گرج کر بولے۔
 - جا۔ دور ہو جا میری نظروں کے سامنے سے۔

میرے لیے اب کچھ کئے سننے کی گنجائش نہیں تھی پر ہم نے ملازمین کے سامنے میری وجہ عذری کی تھی وہی بہت تھی شاید اگر میں مزید کچھ کہنے کی کوشش کرتا تو وہ مجھے دھکے دے کر اپنے گھر سے نکال دیتے چنانچہ میں نے جلدی جلدی مان سہا اور دہلی سے چل دیا۔ پریم ناتھ کے پڑھے ملازم دلم پشاد نے میرے ساتھ اتنی مرہابی کی تھی کہ میرے لیے ٹیکسی لادی تھی پھر جب میں ٹیکسی میں بیٹھنے لگا تو اس نے میری گردن میں ایک حلو تر کا کاغذ چھینکا اور پلٹ کر تیزی سے اندر چلا گیا۔
 ٹیکسی سے پہنچنے ہی میں پڑی میں نے دلاؤ کو اسی بول کا پتہ بتایا جہاں میں نے شروع میں قیام کیا تھا، رام پرشاد کا چھینکا ہوا کاغذ کا ٹکڑا میرے ساتھ میں جوتا میزوں پر ہی طرح دھولک رہا تھا، میں جانتا تھا کہ اس کاغذ کے ٹکڑے میں کاہل کا کوئی پیغام ہوگا، اسی لیے میں اسے کھولنے ہوئے ڈر رہا تھا، کاغذ کا وہ مختصر مختصر میری موت اور زندگی کا مسکن بن گیا تھا۔ کاہل نے باپ کے سامنے جس طرح خاموشی اختیار کر لی تھی اس کے ہی ظاہر ہوا تھا کہ وہ باپ کے خوف زدہ ہو چکی ہے لیکن دوسری طرف اس نے مجھ سے بھی محبت کے سیکڑوں میں ڈھل جال کیے تھے، بڑی دیر تک میں کاغذ کے ٹکڑے کو الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اسے کھول کر دیکھا، پیغام بڑا مختصر تھا۔ کاہل نے موت آنا کھی تھا کہ مہادی میں کوئی فیصلہ نہ کر بیٹھنا، میرا انتظار کرنا۔

سیلوں میں اب ایک منٹ کے لیے میرا دلکے کو جی نہیں چاہتا تھا، اگر کاغذ کا وہ مختصر میرے قدموں کی زنجیر بن جاتا تو شاید میں موسسہ ہی دن اپنی قسمت کی پھیسپیوں کو سینے دہاں سے کسی اور ملک کے لیے روانہ ہو جاتا لیکن کاہل

میں اندام سے انتقاد کی بات نہیں تھی اس نے انتظار کرنے کی تھا اور میں مرتے دم تک اس کا انتظار کرنے کو تیار تھا۔ میں نے خود کو بونک کے کمرے تک محدود کر لیا، مجھے ہنگاموں کا اندازہ نہ تھا، میری جتنی چار روز تک میں اپنے کمرے میں رہا، اس دوران تو کاہل نے کوئی پیغام بھیجنا نہ فون پر مجھے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ میری امیدیں ٹھوکر کھانے لگیں تھیں پھر میں نے سوچا کہ کاہل کو بھلا کیا خبر ہوگی کہ اس نے کہاں قیام کیا ہے، ہو سکتا ہے وہ میری تلاش میں مصبقتی ہو رہی ہو اس خیال نے میرے لیے سے سکون کو بھی بر باد کر دیا میری بھگ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کر دوں پریم ناتھ کے گھر فون کر لیا مگر دعوت دینے کے مترادف تھا اور اس کے سوا کاہل کا حال اس حال معلوم کرنے کا کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہ تھا۔

گزشتہ وقت کا ایک ایک لمحہ میرے لیے بڑا ذرا تھکا تھا میں نے دو روز انتظار کیا پھر مایوس ہو کر سیلوں کو تیرا دہ کا کاغذ کا لیا پھر دو روز بعد میں نے تہہ کیا اور کمرے تبدیل کر کے اپنی سیٹ تک کرنے کی خاطر بونک سے جانے کا ارادہ کر لیا، میرا انتظار کدو داز سے پودتک کی آواز سنائی دی۔
 - کون ہے۔ اندہ تھاؤں میں نے یہ سوچ کر کوئی بونک کاہل ہوگا بھلائے ہوئے مجھے میں کہا۔

وہ میری لمبے دروازہ کھلا اور رام پرشاد گھر آگیا ایسا کہ میرے سامنے ہو رہا تھا، میرا دل یک لخت دھڑکنے لگا۔
 - رام پرشاد تم چہ میں نے تیزی سے اس کے قریب جا کر اسے کہا۔ سب خیریت تو ہے؟

رام پرشاد نے لمبھی نظروں سے میرے چہرے کی سمت دیکھا پھر اپنی بندھی سے ایک لفافہ نکال کر میری طرف اٹھایا میں نے تیزی سے لفافہ کھلایا، اندر سے کاہل کا کھی ہوا پیغام ملا۔ ہمالیہ مجھے امید ہے کہ تم بھی میرا انتظار کر رہے ہو، کچھ خوبیاں تھیں جو میں تم کو پہلے کچھ نہ کھج سکی لیکن اب حالات استوار ہو گئے ہیں، رام پرشاد میرے بھروسے کا آدمی ہے اس لیے اس کو تمہارے پاس بھیج رہی ہوں کہ تم ہے اس کے زیادہ نہیں کھج سکتی میری بات دھیان سے سنو کل رشام ایک سات بیٹے بندہ کا وہ پر سامان بہت میرا انتظار کرنا، آئی سارا بندہ دست میں نے کر لیا ہے، تم زرا شرمست ہو جا، کاہل کو دنیا کی کوئی طاقت تم سے جلد نہیں کر سکتی۔ موت بھی نہیں۔

میں خط پڑھنے میں اتنا محو تھا کہ مجھے کسی بات کا ہوش نہیں تھا، کاہل کا خط پا کر میں آسمانوں پر اڑ رہا تھا، اس نے

مجھے زندگی کی نو دی تھی میں بار بار اس خط کو پڑھتا رہا پھر نظروں اٹھائیں تو رام پرشاد وہاں موجود نہیں تھا میں ہاتھ ملتا رہ گیا رام پرشاد سے میں اپنی کاہل کے ہاتھ میں بست کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن وہ غائب کچھ دیر تک کڑا پس چلا گیا تھا۔

کاہل کا خط پڑھنے کے بعد میری سرتوں کا کوئی ٹھکانا نہ تھا، غلاب کی گھڑیوں نے عارضی جلدی کے لمحات کو بڑا کھٹکے بنا دیا تھا، کل تک میں کتا اور اس کس قدر مایوس تھا لیکن محبت کے ایک تھیرپاؤ نے مجھے میرے مردہ جسم میں نئی روح چھوڑ دی تھی میں نے سوچا کہ کاہل کو فون کروں، خون وہ دیکھ کر کوئی تو دوچار باتیں کر لیتا، کوئی اور کال دیکھ کر تو میں فون بند کر سکتا تھا لیکن میں نے اپنے دل کو بھیجا، اپنی بے بسی بھی ابھی نہیں اور وقت گزرنے کے لیے اپنا سامان یک کرنا شروع کر دیا، میرے لیے ایک ایک ٹھکانا شکل ہو رہا تھا۔

غیر فدا کر کے وقت گزرا، اگلے روز میری بے بسی تابی تھی میں نے ساڑھے پانچ بجے ہی ٹیکسی منگوا لی پھر ٹھیک کچھ بجے بندہ گاہ پہنچ گیا، کاہل نے سات بجے کا کھی تھا میں سامان دکھ کر اسے جھجھ میں نکال کر لے لگا، مگر اس کے آنے میں ابھی دیر تھی بر حال میں نے یہ معلوم کر لیا کہ جو جہاز اس وقت کتا پر ٹنگا ملاؤ تھا اسے ٹھیک ساڑھے سات بجے بمبئی کے لیے روانہ ہونا تھا میں نے کاہل کے انتظار میں چل کر شہر کوئی میری نگاہیں بار بار دھوکوں کے بیچم کی جانب اٹھ جاتی تھیں وقت چوتھی کی رفتار سے گزر رہا تھا، مسافروں نے جہاز پر چڑھنا شروع کر دیا تو میرا اضطراب بڑھنے لگا۔ پونے سات بجے ایک نو وارد جو کوئی مقامی ہی ہائندہ لگا رہا تھا، اچانک میرے سامنے آکر دک گیا، اس کا انداز اس قدر عجیب تھا کہ مجھے غصہ آگیا، جن نظروں سے وہ مجھے گھور رہا تھا اس سے میری خاطر سرد ہوا تھا جیسے وہ کوئی مغز سار برادر میں کوئی عادی جسم جو اپنا ایک سنگے ہاتھوں چڑھ لیا گیا تھا مجھے اس کی حرکت سخت گراں گزردی میں نے تیردی پر بل ڈال کر اسے کھی نظروں سے دیکھا کچھ بولنا چاہا لیکن نو وارد نے پہل کر دی۔

کیا ستر حال مغرب ہی کا نام ہے؟
 - جی۔ میں اپنا نام سن کر جڑ کا۔ جی ہاں میں ہاں مٹا رہی لیکن آپ؟
 - مجھے یہ لفافہ آپ تک پہنچانے کا حکم ملا تھا۔ اس نے ایک لفافہ میری جانب بڑھاتے ہوئے کہا اس میں آپ کے کاغذات اور بحث موجود ہیں۔

”مشکوٰۃ“ میں نے لافلاس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بیٹھ گئی تھی۔
 سے پرچا ہوتی لوگ کہاں ہیں؟

”آئی ایم سواری نیچے باقی باتوں کا کوئی علم نہیں۔ اس نے
 سنجیدگی سے جواب دیا پھر تیزی سے گھوم کر مجھ میں گم ہو گیا۔
 میں نے سوچا کہ ہوسنے دل سے لاف نکھولا اس میں
 فرسٹ کلاس کے کپڑے کا بیسٹیک کلاکٹ موجود تھا بند گاہ
 پر لگے ہوئے اسپیکر کے بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ سافر پریشانی
 سے بچنے کی خاطر جلد از جلد اندر بلا طے مل کر جاز پر پہنچنے
 کی کوشش کریں میں نے دستی گھڑی دیکھی۔ سات بجنے میں
 دو منٹ باقی تھے۔ میں نے ایک بار پھر مجرم پر نگاہ ڈالی لیکن
 کامل کا دور دورہ نہ تھا کوئی نشان نہیں تھا، اچانک میرے ذہن
 میں ایک نیپال بڑی سرعت سے ابھرا۔ کیس ایسا تو نہیں کہ
 کامل کی آڈ میں پریم ناٹھ نے مجھے دھوکا دے کر سلیوں سے
 بھگانے کے لیے چال چلی ہو۔ اس خیال سے میرا دل ڈوبنے لگا
 لیکن پھر یہ خیال زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لیے کہ پریم
 کے گھر سے روانہ ہوتے وقت بھی دکان پریشانہ دلے کامل کا پیغام
 لے گیا تھا اور بند گاہ تک پہنچنے کا پیغام بھی وہی لایا تھا۔ میں
 نے اپنے دل کو سمجھا یا پھر اس خیال سے کہیں کامل پہلے ہی سے
 جہاز میں موجود ہوا اور اس نے مجھے دیر سے پہنچنے کی تاکید
 اس لیے کہ میرے بند گاہ پریم دونوں کا ایک ساتھ دیکھا جائے
 جلتے ہوئے پریشانوں کا سبب بھی بن سکتا تھا۔ میں نے جلدی
 بند گاہ کی طرف دوڑی لیکن کوئی اور سامان میرے اپنے نہیں
 میں آگیا لیکن کامل وہاں بھی نہیں تھی۔

میں سامان لیکن میں لکھو کہ باہر چل آیا میری لپٹوں میں یہ
 تھی میری نگاہیں جہاز پر اور نیچے کھڑے ہوئے لوگوں میں کامل
 کو تلاش کر رہی تھیں گزرتا ہوا ایک ایک پلی میری دھڑکن
 میں اضافہ کر رہا تھا پھر جب جہاز اور کامل کو کھانے والی بیڑیا
 بنائی گئی تو میں تڑپ اٹھی، جہاز کے روانہ ہونے میں اب صرف
 دس منٹ باقی تھے لیکن کامل میں نہیں آئی تھی میرا دل ڈوبنے لگا۔
 چکوں کے نیچے دایری کا گھپ اندھیر سے چھانے لگے، میرے
 ساتھ کہیں نہ کہیں کوئی دھوکا ضرور ہوا تھا لیکن میرا دل تسلیم
 کرنے کو تیار نہیں تھا کہ کامل نے میرے ساتھ دیدہ و دانستہ
 بلے دھانی کی ہوگی۔

ٹھیک ساڑھے سات بجے جہاز کو حرکت ہوئی اور آہستہ
 آہستہ وہ ساحل سے دور ہونے لگا سافروں اور بند گاہ پر کھڑے
 ہوئے لوگوں کے درمیان اور اسی سلام کا سلسلہ اچھی جاری تھا۔ اوتھ
 جو ہمارے ایک دوست کو رخصت کر رہے تھے میری امیدیں

میں نے شادی کے دو سکر دو کی کاشش اور جب تک کہ کوئی
 اس کی اطلاع نہ دی دیوانہ کی کہ پیغام روانہ کیا کہ کوئی کرنے
 سب سے آواز نہ کیا جائے۔ مگر درخشاں کا شان دار استقبال پر
 لکے۔ درخشاں کو پالنے کے بعد مجھے ایسا عکس ہو رہا تھا
 جیسے تمام کائنات کی خوشیاں اور خوشیاں میرے کمرے پر
 میں آگئی ہوں وہ جانتی ہوتی تو میں اس کے سامنے بھاگ
 کی پریشانی کرتا ہوتا۔ وہ سہجائی تو میں اس کے خواہہ جس کو
 ہوں اس طرح نکھار رہا جیسے وہ سب کچھ ایک خواب ہو۔
 میں درخشاں کے ساتھ لوہے پر بند دستان اور پوری دنیا
 کی سرکڑا چاہتا تھا لیکن درخشاں بے رحمی کے پہلے وہ اپنے
 اس گھر جانے کی پھر کوئی دوسرا پروگرام مرتب کیا جائے گا
 چنانچہ میں نے دیوانہ کی کہ اپنے پیچھے کا دوا نہ کیا اور تیرے
 ہی دو تھیں آباد پہنچ گیا جہاں کیکاش اور سیکھے توفیق
 سے بڑھ کر ہمارا نشان دار اور ہتھیار خیر مقدم کیا۔ سولہا نے سگی
 ہنوں کی طرح آگے بڑھ کر درخشاں کو گلے لگایا۔

دیوانہ میرے گھر کے کمرے میں حویلی کا نقشہ ہی مل
 والا تھا۔ ہر چہ کہ میں نے سر سے ترتیب دیا گیا تھا اور نہایت
 سلیقے سے سجایا گیا تھا میرے ملازمین بھی میری شادی پر بہت
 خوش تھے۔ میں ان سب کے بڑی گرم جوشی سے ملا پھر درخشاں
 اور لینے دوستوں کے ساتھ تھکا دیا گیا۔

جھانکنا مہم جہاں تم تو اصرار کے بجائے دلیوی اٹھالائے ہو۔
 کیکاش نے درخشاں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے تو
 سہنوں میں بھی نہیں پہچاننا میری بھابی اتنی مند اور کامل جو
 گ۔ جھگڑائی سدا تم دونوں کی بڑی بیانیے لکھتے۔
 ”کوتے کے جوج میں انگوڑی والی مثال صادق آ رہی ہے۔“
 بیکٹے سرورہ پھر کرشمی سے کہا کہ میں بھی تمھارے انتخاب کی
 داد دیتا ہوں اور یہ نصیحت بھی کرتا ہوں کہ بھابی کی قدر اس کی
 طرح کرنا جس طرح۔۔۔۔۔

خزدار جمال کیکاش تیزی سے ہل پڑا اس بادی
 کے سائے سے بھی دور رہنا وہ تم بھی خود کے غلام بن جاؤ گے
 ”پوت کے پاؤں پالنے میں نظر آجائے ہیں کیکاش
 ہی۔“ جبکہ سنجیدگی سے بولا میں تو خیر تو ہوں وہ ہوں لیکن
 ہمال۔ تم ان ملنے کو بھی دیکھ لینا، میلہ عوامی ہے کہ بڑی
 اتنی خوبصورت اور حسین ہوتی ہو۔۔۔۔۔
 ”مرد نہیں رہتا۔“ قادر جب تک بن کر بوی کے طور سے
 پائے لگتا ہے۔ کیکاش نے برجستہ کہا تو میں سکڑا دیا جب تک
 بھی جھینپ کر رہ گیا۔

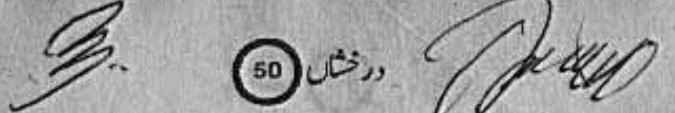
درخشاں اور سولہا بھی ہمارے قریب آگئیں سولہا نے
 بھی مجھے ہارک ہارک اور بڑی حسرت سے کہا کہ درخشاں اتنی
 خوبصورت اور حسین ہے کہ اس دنیا کی مخلوق نہیں نکلتی،
 یہ میں نے دیکھ کر راج کما دی گئی ہے درخشاں اپنی تعریف
 سن کر سکڑا دی پھر اس نے اپنے حسن اختلاف سے فوراً ہی
 کیکاش اور جب تک کہ کوئی اپنا گردہ نہ بنالیا، کچھ دیر بعد منہ
 کا ماحول ختم ہو گیا اور ہم سب مل جل کر ایک ساتھ یوں بیٹھے
 لگا ہے تھے جیسے برسوں سے ایک دوست کو جانتے ہوں۔

دوسرے روز جب تک اور کیکاش نے مل کر بادی و حرکت
 کا اہتمام کیا اس پر کھٹکھٹ غرت میں میں آباد اور کوئی کے
 خاص خاص لوگوں کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور کچھ سرکاری افسروں
 کو ان کے آباؤ اجداد سے بھی بلایا گیا تھا، رات گئے تک دعوت کا سلسلہ
 جاری رہا، میرے دوستوں نے مجھے اپنی پڑھوں مبارک باد
 اور قیمتی تحائف سے نوازا پھر وہ ایک ایک کر کے رخصت ہوتے
 گئے۔ میں کیکاش اور جب تک کے ساتھ مل کر ہماروں کو رخصت
 کرنے میں لگا ہوا تھا کہ دیوانہ بھی نے آکر مجھے ایک طرف بلایا
 پھر ہستہ سے بولے۔

”سرکار پتھر کوٹ کے ڈپٹی کمشنر صاحب آپ کو نیچے
 میں بلا رہے ہیں۔“

میں نے دیوانہ کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی
 اور ان کے ساتھ اندر چلا گیا جہاں ڈپٹی کمشنر آئندہ کار اور
 پنڈت اوم پرکاش ایک کمرے میں میرے منتظر تھے،
 آئندہ کار کو میں پہلے سے جانتا تھا، ہمارے درمیان کوئی مستقل
 راہ و رسم نہیں تھی لیکن جاگیر کے سلسلے میں دو تین بار ملاقات
 کے دوران اچھی خاصی سلام دعا ہوئی تھی پنڈت اوم پرکاش
 کو کیکاش نے مدعو کیا تھا۔ اس لیے کہ وہ کوئی کے سب سے
 بڑے پنڈت تھے اور ہندوؤں کے طبقے میں ان کو بڑی تودہ
 منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

میں کمرے میں داخل ہوا تو ڈپٹی کمشنر آئندہ کار نے نظر کر
 سکا کہ مجھے سے مصافحہ کیا لیکن پنڈت اوم پرکاش نے
 مجھے دیکھتے ہی کچھ ایسا کر دیا کہ اس نے انگریزوں کے میرا
 مانغا ٹھکے بغیر رہ سکا۔ میں نے زیادہ توجہ اس لیے نہیں
 دی کہ مجھے معلوم تھا کہ پنڈت بھادی مہم کے لوگ ملاتے
 ہوتے والی دعوتوں میں شریک ہونے سے انکار تو نہیں کر
 لیکن جہاں مسئلہ مذہب اور دھرم کا آجائے وہاں کچھ
 ہی جھجھوت چھات کا منہ پرہ شروع کرتے ہیں تاکہ اگر
 ملنے میں ان کی زیادہ شہرت ہو سکے۔



”میں آپ کو شادی کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں مگر جہاں ڈیڑھ کشتہ نے بڑی گرم جوشی سے مجھے مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔“

”مگر مشرّف آئندہ میں نے بھی مسکرا کر جواب دیا پھر پوچھا۔“

”اس خوشی کے موقع پر مجھے اپنی سرکاری حیثیت کا انکار کرتے ہوئے کچھ عجیب سا لگ رہا ہے لیکن میں آپ کے کچھ ضروری باتیں دریافت کرنے کے لیے مجبور ہوں۔“

”تکلف چھوڑیے آئندہ جی میں نے ڈیڑھ کشتہ کے لیے کی جھجک کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ آپ جو دریافت کرنا چاہتے ہیں خوشی سے دریافت کیجیے۔“

”آپ کی بوری کا نام کیا ہے؟ ڈیڑھ کشتہ نے سگریٹ نکال کر دلاتے ہوئے پوچھا۔“

مجھے آئندہ کا سوال پر ایسا لگا جیسے بھرے جیسے میں کسی نے میرے پرچہ آتا لیے ہوں میں نے حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے ہنڈت اوم پر کلاش کے چرسے پر نظر ڈال کر بدستور منہ پھیلانے بیٹھا تھا۔ آئندہ کا سوال کے ساتھ ہی ہنڈت جی کی کٹاؤن پیشانی پر لا تعداد آڑی ترچھی تسکینیں بھی ابھرا آئیں میں سمجھ گیا کہ سرسبز پریم نا تھ جی نے مجھے برساں کرنے کی خاطر غائب اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اس بات کا اندازہ میں نہیں تھا نہ انھیں

تھا کہ پریم نا تھ کو اس بات کی خبر ضرور مل گئی ہوگی کہ لاہور میں لاہور میں بھگت سنگھ کی موت ہوئی ہے اور اس بات کے علم میں آجائے کے بعد پریم نا تھ کو بات بڑھا کر خود اپنی جگہ بھگت سنگھ کی جگہ پر چاہیے تھی لیکن شاید وہ بھی اپنی دھرم برادری کے انھوں مجبور ہو کر حاکمیت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے ایک لمبے کو میں نروس ضرور ہو گیا لیکن پھر میں نے بڑی جھجکی سے ڈیڑھ کشتہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

”میں نے آپ کی بوری کا شیڈ نام دریافت کیا تھا آئندہ کا جواب یہ تھا۔“

”میرا خیال ہے کہ آپ نے حکومت نام پر پڑنے کی ضرورت سمجھی تھی ورنہ میری جگہ کا نام دریافت کرنے کی زحمت سے بچا جاتے۔ میں نے زبردستی ڈیڑھ کشتہ کو گھومتے ہوئے دیکھا تو وہ سہل کر دیا۔ ہنڈت اوم پر کلاش اپنی جگہ پر کھڑی ہوئی۔“

”آپ نے پریم نا تھ جی کا نام تو سنا ہوگا۔ ڈیڑھ کشتہ نے پتیل

مل کر کہا۔ بیٹوں میں میرے قریبی پر تعینات ہیں۔“

”خوب انجی طرح واقف ہوں۔ میں ہنڈت جگتے تھے بولا۔ وہ میرے والد کے بڑے بچے اور پرانے دوستوں میں سے ہیں۔“

”پھر تو آپ نے پریم نا تھ کی بیٹی کا ہل کا نام بھی ضرور سنا ہوگا۔ آئندہ کا نام لفظ چاہتے ہوئے دریافت کیا۔“

”جی ہاں۔ میں آئندہ تیرا بھائی ہوں گا۔ آپ میں کاہل کا ذکر کرتے ہیں وہ مسلمان ہو چکی ہے اس کا نام اب درخشاں ہے اور وہ میری بوری سے فرما رہی ہے کہ آئندہ دریافت کرنا چاہتے ہیں آپ۔“

”میں اطلاع کی ہے کہ آئندہ زبردستی کا میں تو مسلمان نہ رہا اس سے شادی کر لی ہے۔ ڈیڑھ کشتہ نے آواز اونچی اٹھانے کی کوشش کی۔“

”مشرّف آئندہ میں نے اسے خرخرناظر سے گھورا۔ اگر آپ میاں دنگ میں جھنگ ڈالنے آئے ہیں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں اور اگر آپ کا مقصد قانون کے دائرے میں رہ کر واقعات کی چھان بین کرنا ہے تو میں صبح آپ کے دفتر بھی آ سکتا ہوں۔“

”اپنی عزت پر میں آیا تو تم کیسے ناچ اٹھے۔ ہنڈت اوم پر کلاش نے اٹھتے ہوئے تیرا آواز دیا کہ تو دروازے کی طرف کا جی کچھ دھیان ہے نہیں۔“

ہنڈت جی۔ میں نے بڑی سہل سے اپنا عقد جھڑپ کر کے بوسے کہا۔ آپ کو میرے معاملات میں دخل دینے کا کوئی اختیار نہیں اگر آپ اپنی زبان بند رکھیں تو راہ و منزل ہوگا۔“

”کیا کرونگے تم میرا۔ ہنڈت نے لال پیلا جوتے ہوئے پوچھا۔ کیا ملازموں سے دھکے دے کر نکھو ادو گے؟“

”مشرّف آئندہ میں نے قدرے سخت لہجے میں ڈیڑھ کشتہ سے احتجاج کیا۔ ہنڈت جی کو دھکے کی کوشش کیے ورنہ میں بھی تلخ طعنے پر آمادہ ہو جاؤں گا۔ اگر آپ کوئی عزت ہے تو آپ کو میری عزت اور حیثیت کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔“

”حالات کی نزاکت کو سمجھنے کی کوشش کیجیے مشرّف جی۔“

آئندہ کھلنے لگا۔ مجھے ہے تاہم ہوتا دیکھ کر ہنڈت اوم پر کلاش کو رائے سے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے کہا۔ میرا پاس اس بات کی تحریری رپورٹ موجود ہے کہ آپ نے ایک ہنڈل کو کو روغلا کر پٹے مسلمان کیا پھر اس سے شادی کر لی۔ حیثیت ڈیڑھ کشتہ نے اعتبار ہے کہ واقعات کی چھان بین کر دیں۔“

”اور چھان بین کس لیے آپ نے اسی وقت کا انتخاب کیا

”میں نے غصے سے ہنڈت جگتے ہوئے سر آواز میں پوچھا۔“

”آپ کو اگر یہ وقت مناسب نہیں لگتا تو کل صبح آپ کو آواز دے دیتا۔ آئیں۔ آئندہ نے میری جھلپٹ دیکھ کر کہا۔“

”میرے لیے۔ میں دانت پسین کر بولا۔ کل میں آپ کے راز آجائے گا۔“

”اگر محنت نہ ہو تو اپنے ساتھ ثبوت کے طور پر ضروری اسٹا ورنٹ لے آئیے گا کہ بعد میں دوبارہ پریشانی نہ اٹھنی پڑے گی۔“

”ہل رائٹ۔ میں نے بات ختم کرنے کی غرض سے خون کے گھونٹ پیئے ہوئے سیاہ آواز میں جواب دیا۔“

”اگر آگوار خاطر نہ ہو تو اپنی مسرت کو بھی ساتھ لے آئیں مجھے ان کا بیان بھی دوں گا۔ آئندہ کا نام مسرت دے گا۔ وہ ادا رنگ پر تیل چھڑک رہا تھا۔ میں اس خوشی کے منہ پر کوئی دھڑکی نہیں چاہتا تھا لیکن مجھے یہ اندازہ بھی ہو رہا تھا کہ وہ آسانی سے تین تیس گے اور میں بات کو حقانیت نہ کرنے کی کوشش کر دیں گا وہ اتنا ہی شیر ہوئے جابیں گے جتنا پھر میں نے

”میرا سوچ کر کہا۔“

”مشرّف آئندہ۔ آپ شاید بھول رہے ہیں کہ میں بارہا مل

”اوہ۔ آئی سی۔ ڈیڑھ کشتہ جھجک رہا تھا۔ بات تو میں بھول ہی گیا تھا اچھا۔ اب اجازت چاہتا ہوں۔“

”ون منٹ۔ اس بار میں نے الفاظ چاہتے ہوئے کہا۔“

”آپ کو اگر زحمت نہ ہو تو اپنے دفتر سے میرے نام کا ایک نوٹس ضرور جاری کر دیجیے گا اس لیے کہ میں بغیر نوٹس کے کسی دفتر میں جا کر اپنا وقت برباد کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نوٹس اور سمن جاری ہونے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی فائل پر آجاتا ہے اور اس کی روادار اخبار والوں کو بھی یہ آسانی ملتی رہتی ہے۔“

”میں بھی نہیں۔ آئندہ کا نام لے کر سمجھتے ہوئے مجھے گھور دیا۔“

”میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی تھی جو سمجھ میں نہ آئے۔ میں تلخ آواز میں بولا۔ تالی ایک ہاتھ سے نکلیا ہوا

”اس کے لیے دوسرے ہاتھ کا لانا بھی ضروری ہوتا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر پریم نا تھ خود اپنی بدنامی چاہتے ہیں اور اپنی شہرت کا ڈھنڈے دار پیشا چاہتے ہیں تو پھر مجھے خاموش رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر قانونی نوعیت کی کوئی ذاتی دتا ورنہ بار کا جھگڑا نمٹانے کے لیے ایک بار اخبار

میں نمایاں طور پر شائع کرادی جائے تو اس سے دفا فائدہ ہوتے ہیں اول یہ کہ انسان بہت ساری ذہنوں سے بچ جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ اس سے دوسرے فریق کی شہرت کو بھی خاصی

پہلے ہی مل جاتی ہے۔ ایسی پہلے جو اس کے نام اور کارناموں کو راتوں رات بڑے اونچے مقام پر پہنچا دیتی ہے۔“

”اس سے نقص ان کا خطرہ بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ آئندہ کا نام پتلی یاد ہنڈت جگتے ہوئے جھجکی سے کہا۔“

”خوب میری رپورٹیں کو دیا بھی تو نہیں جاسکتا مشرّف آئندہ میں نے مسرت کے ہونے کا پھر مضبوط صورت بنا کر پوچھا۔ بھلاں

”جیسے کیا حکم ہے آپ کا۔ دوسری ملاقات کب اور کہاں مناسب ہے گی؟“

”میں آپ کے فون پر بات کر کے ملے کر ملے گا۔ آئی کا نام لے جھلاتے ہوئے کہا۔“

”جیسی آپ کی مرضی ڈیڑھ کشتہ صاحب۔ میں نے زبردستی سے جواب دیا۔“

آئندہ کا رپورٹ کرتے ہی سے باہر ملے لگا، ہنڈت اوم پر کلاش نے ذہنی طور پر اپنی زبان بند کر لی تھی لیکن اس کی نگاہوں سے نفرت اور حقارت کی چوکیاں ابل رہی تھیں جاتے جاتے اس نے مجھے ایسی نظروں سے گھورا جیسے

”کنا جانتا ہو۔ مالک۔ تم نے ہمیں جھجھکا رہا ہے۔“

”میں نے ہنڈت اوم پر کلاش کے منہ لگا کر کہا۔“

”میں نے ہنڈت اوم پر کلاش کے منہ لگا کر کہا۔“

”میں نے ہنڈت اوم پر کلاش کے منہ لگا کر کہا۔“

”میں نے ہنڈت اوم پر کلاش کے منہ لگا کر کہا۔“

کائنات

ایم اے راحت قیمت:- 100/-

کابل کو درختال کے روپ میں حاصل کر کے بے

برے عشق اور نکلان رنگ تھے۔ اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ اب جلال اور درختال ایک جان دو قالب بن چکے تھے۔ ہمدردی، نرسشیاں اور فہم مشترک تھے۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ جسم کے ایک حصے کو گزند پہنچا اور دوسرے کو مطلق احساس نہ ہوتا۔ جانے وہ کس انداز میں سوچ رہے تھے۔

میراثیاتی تھا کہ شادی کے بعد پریم و افتادہ فانی زندگی کا بڑے جیتے ہوئے خاموشی اختیار کر لیں گے۔ وہ بڑے کچھ تھے۔ سوجھ بوجھ رکھتے تھے۔ جب ہی تو اعلیٰ عہد سے پرہیزگارتی تھیں۔ کچھ لینا چاہیے تھا کہ تیرکان سے نکل چکا ہے اسے واپس لانے کی کوشش ہے۔ سوہنہ تھی۔ ان کا تڑکھ لڑیں بھی غالی ہو چکا تھا۔ انھیں ہتھیار ڈال دینے چاہیے تھے۔ کابل باغ تھی۔ ہوشیار تھی۔ حلیمہ فانی تھی۔ اس نے اپنی زندگی اور اپنے مستقبل کے لیے بڑھنے کے لیے بہت سوچ کچھ کر لی تھی۔ مرضی اور خوشی سے کیے تھے۔ دنیا کا کوئی قانون اسے اس کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کر سکتا تھا۔ یوں بھی کابل سے درختال کی کراس نے پائے دشمنوں کے درمیان مذہب کی دیوار حاصل کر لی تھی۔ مگر وہ شاید لوٹے ہوئے تھے۔ جب ہی تو ہمدردی زندگی میں خوشیوں کے جانے نہ ہر گھونٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔

پریم نے اپنے ہمدردی شادی کو کہنے دھوکہ دیا۔ ان کا منہ بنا لیا تھا۔ شاید اس کے منہ کے پھٹتے پھلجوں نے اس کا دیا تھا۔ دیوی دیوتاؤں کی لازوال اور الٰہی قوتوں کے احساس نے غالباً ان کی آنکھوں پر چٹیاں باندھ دی تھیں یا پھر محبت نے انھیں غیرت دلائی تھی اور اس بات کا دباؤ ڈال گیا تھا کہ جس طرح بھی ممکن ہو ہمیں ایک دوسرے سے میلہ دے کر دیا جائے۔ غرضیکہ وہ اچھا وار کرنے پر اتر آئے تھے۔

میں نہیں چاہتا تھا کہ درختال کو حالات کا ملم ہوا اور اس کا معصوم وجود خزان کی پیش محسوس کر کے کھٹکے گئے۔ اس لیے میں نے وہ توہین قبول کرنے کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔ میری جاگیر اور علاقے کے لوگ چاہتے تھے کہ مجھے دھوکہ دے دیں۔ ان کے لیے اسپتال کی تعمیر کے سلسلے میں جو کچھ کیا تھا وہ اس کا انھما مقصد تھا۔ مگر چاہتے تھے اس کے لیے انھیں ہونے کی تلاش تھی اور میری شادی نے وہ سوچ انھیں فراہم کر لیا تھا۔ مگر میں ان کے غلوں کو اپنے اندیشوں کے پیش نظر بڑی خوب صورتی سے ہٹا رہا تھا۔ کسی بات کا ہانہ کر کے دوتوں سے پہنچتی کر جاتا تھا۔ مبادا کچھ کوئی ایسا خوشگوار

واقعہ پیش نہ آئے جو درختال کے لیے بھی باعث پریشانی ثابت ہو۔

میں نے دیوان جی کے علاوہ دوسرے تمام حلازمین کو اس بات کی غمتی سے ناکید کر دی تھی کہ کسی ایسی ہی کو کوئی کی مدد میں میری اجازت کے بغیر نہ داخل ہونے دیا جائے۔ یہ ملاقات کا کوئی بھی کوئی کے باہر قائم کر دیا تھا۔ تاکہ وہ دست حویلی کے اندر نہ آسکیں جو ہمارے گلشن کے لیے سنوس ثابت ہو۔ اور ہمدردی بادلوں کو تاراج کر دیں۔ میں بھی جیتے رہا۔ ان باتوں کو درختال کے کانوں تک نہیں پہنچنے دینا چاہتا تھا۔ وہ وہ ہراساں ہو جاتی میری زندگی اسے اپنی زندگی سے بگاڑنا۔ وہ عزت تھی۔ اسی لیے اس نے اپنا دھن دولت و حرم اور گھر باغ چھوڑ کر مجھے اپنا لیا تھا۔ اس نے میری خاطر جو بڑا بھاری دی تھیں وہی بہت تھیں۔ بیرونی سازشوں سے آگاہ کر کے میں اسے بھی نئی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

کیا کاش اور حیکم حالی و عزت نے مجھے غلط پر ملنے پر مجبور کر دیا تھا۔ میں ڈیڑھ کشتہ آندھ کد سے مخالف نہیں تھا۔ اسے بھی میری حیثیت کا بھولنا اندازہ تھا۔ وہ بھی جلدی تھا کہ اگر معاملہ عدالت تک پہنچا اور درختال نے اپنی مرضی سے تسلیم ہونے کا بیان عدالت کے رویہ روضہ دیا اور عدم قبول کرنے کی مذہب پیش کر دی تو آندھ کد کی کرکری ہو جائے گی۔

آندھ کد افسانہ سچا اور ہوشیار تھا۔ وہ افسانہ کی وجہ سے کسی طرح دھوش دھڑلے سے کام نہ لے جاتا تھا۔ اسی لیے اس نے عزت کے درمیان مجھے ہراساں کرنے کی کوشش کی تھی اور آنکھیں لال پتیلی کر کے اپنا آئینہ دکھانا چاہا تھا۔ مگر جب میں بھی بخیر ہو گیا تو وہ پنڈت ام پرکاش کے کہنے کر خاموشی سے چلا گیا۔ بات بڑھ جانے کی مہودت میں اس کی شخصیت پر حریف بھی آنکھیں کھلیں۔ میں اس پر ہنگامہ عزت کا دعویٰ کر دیتا تو اسے جان بچانی شکل ہو جاتی۔ اس نے مجھے کی نزاکت کو جانپ لیا۔ اسی لیے تیزی سے چلا گیا اور اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ مجھے وہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مگر یہ گفتگوں ریزا اکل کے مصداق تھیں۔ کرتا وہ دباؤ کھن کر سکتے تھے۔ ان کی جرات نہ کر سکتے تھیں۔ وقت گزر چکا تھا۔ اب اس پر چھپنا نہ تھا۔ افسوس غائب کیا تھا۔ ہر حال میں نہ ملے کر لیا تھا کہ اگر وہ میری عزت پر چڑھ کر نہ لے کر کوئی کوشش کی تھی یا میری جیت سے کمر ہٹا کر بھاگ لایا تو میں بھی خاموش نہیں رہوں گا۔ اینٹ کا جوبل پچھتے دوں گا۔

میں نے آندھ کد اور پنڈت ام پرکاش والی گفتگو

مشہور ہو گئے تھے۔

دور دراز کے ملاقاتیوں تک شہباز خان کی دھاک بھی ہوئی تھی۔ کیا مجال تھی کہ کوئی پرندہ بھی اٹھائے کے بلے اس کے ملائے میں پر مار جاتا۔ شروع شروع میں اسے اپنی دھاک جملنے کیلئے بڑے پارٹیلے پر لے جاتا تھا۔ لیکن وہ لوگوں سے علوفہ پر لٹا تھا جو پلے سے اپنے قدم ہمارے ہوتے تھے۔ کسی کے منہ سے ترنوں اور چھین لینا بچوں کا کھیل نہیں۔ شہباز کو اپنا ہوا سترہ کے لیے اچھی خاصی محنت کرنی پڑی تھی، متعدد بار اسے حریفوں کے ہاتھوں گری ہوئی تھی۔ بڑا شست کرنی پڑی تھی۔ لیکن وہ دھن کا بچا تھا، اس نے بہت نہیں ہاری۔

دوسرے بڑے ہاشوں اور غنڈوں کی طرح شہباز تاویلی میں چھپ کر مار کرنے اور دشمنوں کا صفایا کرنے کا مادی نہیں تھا۔ وہ لاکھا کر اپنے دشمن پر حملہ کرنے کا مادی تھا۔ اس کا کتنا تھا کہ جو لوگ پشت سے مار کرتے، میں وہ مرد نہیں، نہ تھے ہوتے۔ میں جتنا شہباز کو مارنے کے لیے اچھی خاصی مدد جھمکنی پڑی تھی تب کہیں جاکر اس کا سکہ چھینا شروع ہوا تھا۔ بڑے بڑے بد معاشرہ نے شہباز کے نام کے آگے کان چڑھ کر تو یہ کر لی تھی اور اس کو بڑا مان لیا تھا۔

میں برسوں تک اس کے نام کا ڈھکا دور دور تک جاتا رہا۔ شہباز کی زندگی میں بھی ایک انقلاب آیا۔ شراب اور خمر کے ساتھ ساتھ اسے بھان اور خوب صورت لڑکیوں کی بھی لذت پڑی تھی۔ اس میدان میں بھی وہ خاصی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ بڑا لڑکی اسے پسنداتی تھیں۔ وہ اسے حاصل کیے بغیر نہیں لیتا تھا۔ اس کے ڈار اور خوشے شریف لڑکیوں نے گھر سے باہر نکلا چھوڑ دیا تھا۔ لیکن شہباز کے گھر سے اسے کسی نہ کسی طرح غریب بننا پڑتا تھا۔ کدالان گھر کے اندر ایک نئی کھلی نے مکنا شروع کیا ہے اور شہباز خان پہلی فرصت میں اس کھلی کو قبول بنانے کے منہ پر بنا شروع کر دیتا۔ اسے اپنے اردوں میں بھی لاکا کی کام نہ نہیں دیکھنا پڑتا تھا۔ بھلا کدوٹ درمیان میں آتی اسے شہباز کے گھر سے ٹھوکر مار کر دوڑ کر دیا کرتے تھے۔

شہباز خان کا نام اور کام زور و شور سے مل رہا تھا۔ والد صاحب کی جاگیر کے قریب ہی وہ ایک گاؤں میں دو کڑوں کے مکان میں تنہا رہتا تھا۔ اس کے بڑوں یا عزیز بھتیجے داروں کے ہاں نہ تھے۔ میں کسی کو کوئی خبر نہ تھی۔ ایک دو بار کچھ لوگوں نے اس سے دریافت کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن شہباز نے ہر بار انھیں ہٹا کر ایک ہی جواب دیا تھا۔ میں اسان سے

نہیں کرنا کاش یا حیکم کے دیہ و دانستہ نہیں کیا میں حالات ایک دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن قیاس تھا کہ ام پرکاش کی کاشی اور عزت حال سے ضرور مطلع کرے گا۔ کیا کاشی میرا دوست تھا۔ میں وہ برہمن ہندو تھا۔ کچھ لوگوں کے لیے دوستی دینا کے تمام اہل سے زیادہ اہم ہوتی ہے۔ دوستی کی غلطوہ سب کچھ لڑائی کر دیتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ مذہب کو دوسری تمام باتوں پر جانے کے عادی ہوتے ہیں۔ میں کیا کاش کو زانا چاہتا تھا۔ اور کاش شہباز قتل میں ہے۔ حویلی کے ایک حصے میں میرے ہاتھ لپٹنے اور دوستی کے مقدس رشتے کی بنا پر بھی وہ مجھ سے کچھ زیادہ قریب تھا۔ وہ چاہتا تو بڑی آسانی سے رات کے کپ اندھیرے میں مقبے میری پشت میں چھو گھسپ سکتا تھا۔ میرے سب سے بڑے کاش کے سلسلے میں سوچنا چاہیے تھا۔ اس نے ایسا نہیں کیا۔ مجھے اپنی دوستی پر اعتماد تھا۔ اور اس نے اسی اعتماد کو اٹھانے کے لیے خاموشی اختیار کر رکھی تھی۔

دیوان جی جاگیر کے سب سے پرانے اور قابل اعتماد ملازم تھے۔ والد صاحب بھی ان پر اندھا اعتماد کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی دیوان جی کو جاگیر کے کاموں کے سلسلے میں مکمل طور پر کام سپرد کر دیا تھا۔ کاش بنا دیکھا تھا۔ ہر معاملے میں مجھے مشورہ دینا پڑتا تھا۔ مجھے تھے اور میں ہر بار یہی جواب دیتا تھا کہ وہ اس سب سے کچھ کر رہی میری طرف سے کلی اعتماد ہے۔ دیوان جی کا اس نام خان شہباز خان تھا۔ ہمدردی ملازمت اختیار کرنے پہلے وہ پولیس میں بریڈ لاسٹیل کے عہدے پر تعینات تھے۔ اپنے سرکاری عہدے اور امتیازات سے متنازعاً وہ دیوان جی کے اٹھا لیا تھا۔ وہ شاید ہی کسی اور نے اٹھا یا ہو سکتا تھا۔ شہباز خان صرف نام ہی کے نہیں کام کے بھی شہباز تھے۔ انھوں نے اپنے علاقے میں بھی جرم کو پرمان چڑھنے کی اجازت نہیں دی۔ بڑا مذہب اور وہ بڑے بھقان کا لیکن دوسرے علاقے میں بیشتر جوئے کے آؤٹے ہاں شراب خانے اور کالے وجہ لہان شہباز خان ہی کے دم سے زندہ تھے۔

والد صاحب کے کہنے کے موجب خان شہباز خان بڑا بہ عزت اور جان واد آدمی تھا۔ ایک وقت میں بھی اس کا ہم ٹرٹ تھا۔ لیکن کوئی ٹھوس ثبوت نہ دینے کی وجہ سے اس پر کوئی آنچ نہیں آئی تھی۔ وہ خود بھی کہتا تھا وہ دوسروں کو بھی کھلانے کا مادی تھا۔ لیکن کسی کی دھوش اور تیزی و طاقت کو اس کے اصول کے خلاف تھا۔ اسی وجہ سے افسوس ہی ان کے من گھٹتے سے گزر کر تھے تھے۔ اور یہی وجہ تھی جو تھا نہ چاہیے کہ ہمارے شہباز خان دیوان جی کے ہاں سے پڑے علاقے میں

کا ارادہ کر لیا تھا میں ان کو باہر نکالنا چاہتا تھا اگر انھوں نے میری جانب ایک اینٹ پھینکی تو میں اس کا جواب دے دیتا۔ میں نے دوں لاکھ پانچ سو روپے اور سونے کی توتوں کا معاملہ کر لیا۔ اس کے بدلے میں زیادہ تجربہ نہیں تھا مگر میں نے اتنا فراوان دیکھا کہ ان گنتی طاقتوں کا مقابلہ بھی ممکن ہی تھا۔ انھوں نے کیا جاسکتا ہے۔ کم از کم اس وقت تک میرے علم میں یہ بات تھی۔

میں نے آباد سے روانہ ہونے کے تقریباً دو گھنٹے بعد میں ڈیجی کشتہ آفس میں موجود تھا۔ میں نے پھر اسی کے ذریعے اپنا وزٹنگ کارڈ اندر بھجوا دیا۔ میرا خیال تھا کہ آئندہ کچھ دنوں کی کوشش کرے گا یا پھر مجھے اپنے دروازے کے باہر اٹھارہ لاکھ روپے اور سونے پر اپنی برتری کا رتبہ جانے کی کوشش ضرور کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا اس نے مجھے فوراً ہی اندر بلا لیا۔ دوایرہ دے گا ڈی کا دروازہ کھولا تو میں نیچے اترا آیا۔ ڈیجی کشتہ کے دفتر میں میرے کچھ واقف کار بھی موجود تھے جو میرے استقبال میں آئے کھڑے ہوئے۔ میں گردن کے اٹکے سے ان کے سلام کا جواب دیتا اور اندر پہنچا تو آئندہ کا اپنے کمرے میں تنہا نہیں تھا۔ اس کی کٹھنی پر ہی زملا بھی وہاں موجود تھی جس نے بڑی گرم بوشی کے ساتھ سکوائی نظروں سے میرا استقبال کیا۔ مجھے اس بات کا اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی کہ میری قوی طبیعت اس دل و دیر زملا تھی۔ غالباً آئندہ کا میرے یہ طاقت منورہ و مرقعہ تھی کہ اس نے زمین کا میرے ریلے میں بلکہ بتا دیا تھا چند روزہ زملا لے دیکھنے کے لیے۔ یہ جہاں پر گئی اور اسی کی ایما پر مجھے قریب طلب کر لیا گیا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر آئندہ کا میرے لیے بھی ناگوار کی بجائے اپنے دل کے اثرات نمایاں ہوتے۔ جیسے جیسے مجھ سے دھم لاتے وقت بھی آئندہ کا نے سرد مہری کا مظاہرہ کیا البتہ زملا لے دیکھنے کے بعد اس سے دیکھ رہی تھی میں کسی پریمیتھ کیا تو آئندہ کا نے اپنی نشست پر کھسکتے ہوئے نہایت سرد اور خشک لبے میں پوچھا۔

”فریڈیئر شرمال کیسے زحمت کی آپ نے؟“

”میرا خیال ہے کہ میں ناوقت آ گیا ہوں۔“ میں نے آداب فضل کا لحاظ دیکھتے ہوئے جان پر کھ کر زملا کی سمت دیکھا تو آئندہ کا ایک لمحے کو زملا لگا لیکن پھر فوراً خود پر قابو پاتے دیکھنے لگا۔

”میری سہیل، کمادی فرملا۔ آئندہ کا نے کمادی پر غصا زور دیا تھا۔

”نوشی ہوئی آپ کے دل کرتے ہیں نے براہ راست زملا کو مخاطب کیا۔

”مجھے بھی آپ کو مجھے کا بڑا شوق تھا۔“ زملا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ آئندہ اس وقت جلدی میں تھے لیکن میں نے آپ کا کارڈ دیکھ کر آپ کو اندر بلا دیا اور سناٹے آپ کے دلالت کیوں پھر وہاں پھر رہا مطلب ہے کہ میں نے اس بات میں کھمبہ بزمی کے مقابلے میں آپ کی شان وادبیت کی ترسیل دیکھی تھی۔ میں نے بعد میں یہ جان کر دیکھ ہوا کہ آپ اپنا کچھ پرکھیں کر پیشہ کے لیے ترک کر دیا۔

”اس وقت حالات کا آقا مناسی تھا کہ میں اپنا پیشہ ترک کر دیتا لیکن اب میں نے ڈاراک کرکما۔ سوچی۔ دہریوں کو دوبارہ پرکھیں ششروع کروں۔“

”اوہ شہرہ شیرہ۔“ زملا نے بے تکلفی سے کہا پھر منی نیز لے میں بروی۔ میرا خیال ہے کہ پرکھیں دوبارہ شروع کرنے کا خیال آپ کو شادی کے بعد آیا ہے؟

”جی ہاں۔“ میں نے کسی پرستہ سے جواب دیا۔ ”میرا خیال انسان کو بہت کچھ کر گزرتا ہے جو مجبور کر دیتی ہے۔“

”آپ بڑے دلچسپ اور زندہ دل معلوم ہوتے ہیں۔“

”فرملا سکوائی۔“

”فرملا فرملا ہے آپ کی۔“ میں نے غافلانہ کہا پھر کینٹیننگ میں آئندہ کا دیکھتے ہوئے بولا۔ میں اس وقت آپ کو ایک چھوٹی سی زحمت دینے کے ارادے سے حاضر ہوا تھا۔ اس کی تقریری شکایت کی ایک نقل دیکر اسے پھر آپ کی عدالت میں سے خلاف نمائندہ ہونے کا بھی پتہ چل گیا تھا۔

”جی۔“ آئندہ کا پھر پھر پھر پھر بول کر بولا۔ میں نے فریڈیئر پریم کا تھکا لاکھ نام کب لیا تھا؟

”خیال ہے میرا۔“ میں نے لپکاؤالی سے جواب دیا۔ ”نقل ملے گی تو اصل آدمی کی نشان دہی بھی ہوجائے گی۔“

”فی الحال میں سلسلہ اس زحمت کے بدلے میں کوئی آفری فیصد تیس کیا۔“ آئندہ کا نے سپاٹ لے لیے میں جواب دیا۔ ”اگر کوئی کارڈ اس کی ضرورت محسوس کی تو آپ کو نوشی دے کر برا لیا جائے گا۔“

”دروغ اس کی نقل کے ہاتھ میں کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں آپ؟ میں نے نرم لبے میں دریافت کیا۔ اگر اس کی ایک کاپی مل جائے تو میں بھی ذرا جوا لیا کر ڈاؤن کی کچھ تیار کر لیتا۔“

”ابھی اس شکایت کو باقاعدہ قائل پر نہیں لایا گیا ہے اس لیے نقل کی فراہمی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔“ آئندہ کا کی آواز میں افسردہ ہو رہی تھی۔

”گو غالب تک سب قاعدہ کی سے لایا گیا ہے۔“ میں نے

”میں یہاں آپ کے اتفاق کرتا ہوں لیکن صرف اس حد تک کہ ان فسادات کا کوئی نیک نہیں ہوتا۔ جو فساد و فتنہ والہ ہوتے ہیں ان کے نیچے یقیناً کچھ گندے عوامل کارفرما ہوتے ہیں کچھ ایسے سیاسی یا ذاتی اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جو کہ نے ذہنوں کی پیداوار ہوتے ہیں ان جھگڑے فساد میں بہت سے لوگ اپنا الگو بھی سیدھا کر لیتے ہیں کچھ بد موت مانے جاتے ہیں لیکن دونوں ہی صورتوں میں ذہن کے بیج دلوں کے اندر بڑے پلے جاتے ہیں جو رفتہ رفتہ پروان چڑھتے رہتے ہیں۔ میری یہی مثال لے لیجئے۔“ میں نے آئندہ کا دیکھتے ہوئے سپاٹ آواز میں کہا۔ ”پریم کا تھکا لے گا میرے بڑے بھلے اور پھر وہی ہیں یہ فسادات و فتنے۔“ میں اتنی سوچ رہا تھا کہ میں نے کھلے ہوئے ہیں کہ دلوں کے دوشال ہوجانے کے بعد وہ قانونی طور پر بے بس ہو گئے ہیں لیکن جس قسم کے ایچے والدان کی جانب سے کیے جا رہے ہیں اسے آپ کیا کہیں گے؟

”کابل۔“ زملا نے چند دلیتے ہوئے کہا۔ ”اؤسٹریا کتنا خوب صورت نام ہے۔“

”خود بھی وہ اپنے نام کی طرح خوب صورت ہے۔“

”گریت۔“ زملا نے تیزی سے کہا۔ ”آپ پہلے آدمی ہیں جس کے منہ سے میں بروی کی تعریف سن رہی ہوں۔“

”اوہ۔“ آئندہ کا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ ”میرا بھی اس میں کوئی برائی ضرور تلاش کر لی جاتی ہے۔“

”اپنے اپنے فرت اور اپنی اپنی سوچ کی بات ہوتی ہے۔“ زملا دہری۔“ میں نے منہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ ”وقت اور کام نکل جانے کے بعد انھیں پھر لینا آج کل کے موزوں کا شیورہ بن چکا ہے۔“

”سرمہ جال۔“ آئندہ کا نے جلدی سے درمیان میں لیتے ہوئے مجھ سے کہا۔ ”لوگوں کی سوچ اور ان کے ذہن براہین ہوتے۔“

”عظیم باقت۔ اور مہاں آدمی کے درمیان ہر حال کوئی نہ کوئی فرق ضرور ہونا چاہیے۔“ میں نے خند کے ساتھ بولا۔

”دولت اور شہرت پاس ہر انسان کو اپنی عزت کا احساس بھی زیادہ ہوتا ہے۔“ آئندہ کا نے نہایت تجویزانی مثال دی۔ ”ایسا شخص مہربان کر اپنی انا کا مسئلہ بنالیا ہے۔“

”محمد بن کالایع بھی اکثر انسانوں کو ان کی سطح سے گزرتا ہے۔“ میں نے ترکی پر ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ ”میرا کچھ کوئی ایسا مایہ بھی ایجاد نہیں ہوا جو عزت و شہرت اور دولت کو نقل کر اس کا کوئی معیار مقرر کر سکے۔ بلکہ ہے ایک فریق جو

”پر لاداد محسوس لے میں طنز کیا۔“

”سرمہ جال۔“ اس بار زملا نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ہاتھ بٹا دیا۔ ”آپ نے کسی ہندو لڑکی سے شادی کر کے اسے منگوا کر لیا ہے؟“

”پیشے کے اعتبار سے آپ مجھے اس وقت بھی بڑا شرمیل کہہ سکتی ہیں۔“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”قانونی باتوں میں غلطی لالٹ پھر خاصی احمیت لکھتا ہے اس لیے میں آپ کی امانت کے لیے خود ہی کسی ترمیم کرنا چاہوں گا۔“ میں نے بس لڑکی سے شادی کی ہے وہ پہلے مسلمان ہوئی تھی اس کے بعد بہت سے نکاح میں آئی ہے۔“

”عورت ہر حال میں عورت ہی رہتی ہے۔“ دھرم بدل جانے کے اس سن میں کوئی کمی نہیں آ جاتی۔“

”لیکن کچھ شیشوں میں بال ضرور آ جاتا ہے۔“ میں نے مسکرا کر آئندہ کا پر جوت کی کچھ لوگ اسے اپنی انا کا مسئلہ بنالیتے ہیں اور کچھ لوگ بلا وجہ دین میں آپس جاتے ہیں اور اپنی اپنی بنائی سادھ کا استہناس کر لیتے ہیں۔“

”آئندہ کا کتنا ہے کس لڑکی کو زبردستی مسلمان کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔“ زملا نے نہایت سلیکے لبے میں کہا۔ ”میں نے شادی کو کوئی عیب نہیں سمجھتی لیکن کسی لڑکی کو مجبور کرنا میرے نزدیک مردانہ نہیں ہے۔“

”میں آپ کے خیال کی قدر کرتا ہوں۔“ زملا دہری آ میں نے زملا کی تائید کرتے ہوئے جواب دیا۔ ”مجھے نہایت لائے نا پھر اگر اسی جاتے آپ میری بروی سے تصدیق کر سکتی ہیں کہ اسے زبردستی مسلمان بنایا گیا ہے یا وہ اپنی مرضی سے مسلمان ہوئی تھی۔“

”فرملا آؤں گی۔“ زملا مسکراتے ہوئے بولی۔ ”مجھے ایک لکھ میں آپ سے کچھ مشورہ کرنا ہے۔“ آپ کی سہرے ملاقات میں ہوجانے کی۔“

”مجھے آپ آئے کی دل مرتب ہوگی۔“

”سرمہ جال۔“ زملا نے کچھ توقف سے کہا۔ ”آپ کو کیا خیال ہے کہ اگر بہت سی عورتیں کوئی ذات یا ذاتی دھرم بڑا ہے؟“

”شادی بیاہ کے معاملات میں یہ بائین میرے نزدیک اہمیت کے سوا کچھ نہیں۔“ میں نے کہا۔ ”دونوں کا ملاپ حتمی ہلے دنیا والوں کو انسا برا کیوں لگتا ہے۔“

”جہاں دھرم کی بات آجائے وہاں لوگ جذباتی بھی ہو جاتے ہیں۔“ آئندہ کا نے بائیں جھلاتے ہوئے کہا۔ ”فرقے دارانہ فسادات حق تعالیٰ تو نہیں ہوتے۔“ ان فسادات اور جہوں کے لکھ کر کوئی دھرم فرم دیتی ہے۔“

اپنے آپ کو دوست رفیق کے مقابلے میں زیادہ دولت مند اور شہرت یافتہ سمجھ لو اس سے کہیں زیادہ کمتر ہو ایسی صورت میں آپ کیا کہیں گے ؟

” میں آپ کے ساتھ بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ آئندہ کماؤ لگا کر انفسرانہ شان برقرار آئے۔ بہر حال میرا مشورہ ہے کہ اگر موجودہ معاملے میں آپ غصہ سے دل و دماغ سے کام لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔“

” گویا وہ سب لفظوں میں آپ مجھے بھینٹ دینی کوشش یہ شروع ہے میں کہہ کر دلائی کے لوگ میرے منہ تلخ کی کوشش کریں اور میں خاموش رہوں غصہ کے نام پر شہرت باری کیسے دے دے باری لوگ میرا سکون برباد کرنا چاہیں اور میں چپ بیٹھا دیکھتا رہوں مجھ سے طاقت کے نام پر یہ مطالبہ کیا جائے کہ میں اپنی بوی کو زبردستی گھر سے دھکے مار کر اس لیے نکال دوں کہ اس کے باپ کو یہ رشتہ پسند نہیں میں بکلیت تیز ہو گیا۔ دینی کوشش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گرجاؤ اور آواز میں بولا ” اگر کوئی ایسا ہی مطالبہ آپ سے کیا جائے تو آپ کے دل پر کیا کرے گی ؟“

” میں کبھی نہیں مڑتا ہوں۔ آئندہ کیا کرے گا میں نے فرماتے ہوئے

” یکنے پوچھ لیا کیا پریم ناتھ جی یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی دھرم

” یہی تو ان کی خاطر چھوڑ دوں ؟“

” جی ہاں۔ دوسری صورت میں مجھے حیات میرے اوپر تنگ کر دیا جائے گا میں زیر سبطے ناگ کی طرح بل کھا کر بولا۔

” پریم ناتھ اور اس کے ماتحت افسروں نے قابو لے لیا۔

” سبھی نکالے گئے۔“

” آئی سی ۔ فرماتے اپنے شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

” یہ تو پریمی ناتھ کی بات ہے آئندہ۔“

” میں قانونی پوزیشن سمجھ لو ہوں مسٹر جان آئندہ کارنے پہلی بار قابو نہ ملا کی وجہ سے ایک اہم حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا ” دنیا کا کوئی قانون کسی باغی کو اس کی مرضی کے خلاف زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کر سکتا اور ایسی صورت میں کہ جب اس نے اپنا دھرم بدل کر باقاعدہ شادی بھی کر لی ہے۔

” کچھ قوانین اور بھی ہیں مسٹر پوچی کوشش میں نے دانت پتے ہوئے سب سے بڑی سے کہا ” ہندو متی بھائیوں کو قانون تو ہندو اور دھرم شا لاؤں میں دلی دیوتاؤں کے نام پر دھرم کی آؤ لے کر وضع کیا جاتا ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کا قانون جو پرتو مرگ پھالا (پاک صاف کرے) ہے اس کو دھرم کو تباہ و برباد کر کے لے لیا ہوتا ہے۔ اور عقلی قوتوں کا قانون جو گندے لہجوں

کی گندی پیدا کرتا ہے لیکن دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار دے لیتا ہے آپ ہیں قانون کی بات کر لیتے ہیں مگر آج وہ بھی اندھا ہوتا ہے لیکن پھر بھی ان قوانین سے ہتھیارتا ہے جن کی مثالیں میں نے دی ہیں مگر آپ کا قانون ان کو سے قوانین کے خلاف کوئی ذوق ہر عام نہیں کر سکتا میں نے کہا ” میں سمجھا نہیں نہ دینی کوشش نے بھلائے ہوئے میری آواز میں سے کاٹ دی تو آپ کتنا کیا جاہ ہے میں ؟“

” میں آپ کو قبل از وقت حالات سے بخبر کر رہا ہوں جناب والا۔ میں نے پیشہ ورانہ لب و لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا ” ہو سکتا ہے کہ کل حالات اچانک غراب صورت اختیار کر لیں اتفاقاً کوئی بلا دوسری ایک طرف سے شکایت پیدا ہو جائے۔ میں اس عمل کی وضاحت چاہوں گا۔ آئندہ کماؤ لگا لگا دینا چاہتے ہوئے افسرانہ انداز میں کہا۔

” ہندو ام پر کاشمیر جو آپ کے ساتھ میری طرف سے ہیں جی آپ کیلئے گھٹیا طریقے اختیار کرنے کے منصوبہ بنا رہا ہے۔ میں دینگ اور آواز میں بولا ” اس وقت دعوت میں اس نے آپ کی موجودگی میں بھی مجھے گتھی کی کوشش کی تھی اور اب۔ اب اس نے مزید کوشش سے مل کر یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں اپنی بوی کو اس کے گھر واپس بھیج دوں بصورت دیگر انجام بہتر نہ ہوگا۔“

” کیا سرجن کی کاشمیر خوری طور پر اپنا بیان دے سکتے ہیں ؟ میں فی الحال اپنے کسی دوست کو آڈیشن میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ البتہ اگر آپ چاہیں تو میں جمال ہفت روزہ یا ریٹ لایا کہ باقاعدہ تحریری بیان دینے کو تیار ہوں اور ان چوروں کی نشان دہی بھی کر سکتا ہوں جو یہ ہاتھ کے گندے منہ میں اس کا ساتھ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے اس بار سخت بلے میں کہا پھر فوراً ہی سستی نینا انداز میں آئندہ کماؤ کی دھمکی دے دے دے دے بولا ” بات اگر آگے بڑھی تو میں جی دھرم کے نامی کو بے نقاب کرنے سے گریز نہیں کروں گا۔“

” آپ جیٹنا نہ کریں جمال صاحب۔ آئندہ کماؤ کے بجائے فرماتے تنہا ہی کے جواب دیا ” میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ اس معاملے میں آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔“

” شکوہ فرمادوئی ” میں نے غصے ہوئے کہا ” میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ انصاف نہ کیا جائے تو یہ انصاف سے بھی گریز کیا جائے میں اگر دھرم کی مجبور ہوں کہ کچھ ہوں تو دھرم کا بھی فرض ہے کہ وہ ان حالات کو کھانہ کی کوشش کریں جو ان کو مجبوراً شرافت کو خیر باد کہہ کر

اور اعتماد کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔“

” ستری مرد کی عزت ہوتی ہے اور اپنی عزت بچانے کی کوشش سب کچھ کر دیتا ہے۔ فرماتے مسکراتے ہوئے کہا ” ایسا میں نے نزدیک پایا نہیں بکھر رہا ہے۔“

” بہت بہت شکوہ فرمادوئی میں صرف یہی چاہتا ہوں کہ میان حاضر ہوا تھا ” میں نے فرمادے ” شکوہ کرنے والوں سے کچھ نہیں کہا پھر ٹیٹ کر سجدہ کی سے آئندہ کماؤ کی سمت دیکھا جو آئندہ جاب پر انداز ہی انداز ملتا رہا تھا مجلس کر دے گیا تھا لیکن ہاتھ نہ مڑا چکا کہ چپ ہو جانے کے وہ اور کمری کیا سکتا تھا اس کی سب سے دیکھ کر سترت زبردستی تھی۔

” میں اب اجازت چاہوں گا مشر آئندہ ” میں نے دینی کوشش کر کے ہوئے سجدہ کی سے کہا ” یہ میرا وعدہ ہے کہ میں اپنی جانب سے نہیں ہوگی لیکن اگر میرے سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی گئی تو اپنے بچاؤ کے لیے اور زندہ رہنے کے لیے میں ہاتھ پاؤں باندھ پڑیں گے۔“

پھر میں آئندہ کماؤ سے مصافحہ کر کے واپس آگیا اس کی طرف سے چلنے والا طریقہ میں سے لیے بڑا تسکینی بخش ثابت ہوا۔ میری کھری کھری باتیں سن کر وہ ابھی گھبراہٹ کا ایک اشارہ کرتا تھا۔ غصے میں اس نے وہاں مڑ کر دیکھا اس کی ذمہ داری اس کی حالت سے مجبور ہو کر اس نے اس خیر ذمہ داری کا ثبوت دیا۔ اس نے فرمادے ” اس کے لیے اب سزا دینا گناہ تھا۔“

” آئی میں شاید وہ بھول گیا تھا کہ جمال ہفت روزہ یا ریٹ لایا تھا اور وہ کالٹ سے ملے ہوئے اختیار کر لیتی تھی لیکن وہ مڑا نہیں۔ زندہ تھا۔“

آئندہ کماؤ کے کسے سے نکلنے وقت میں نے خاص طور پر اس کے بارے میں تفرات کو پڑھا تھا۔ میری اچانک آمد اور کچھ پاک اس نے اسے ذمہ داری طور پر اٹھا دیا تھا لیکن فرماتے اس کی طرف سے کچھ باتوں میں الجھ کر اپنے جسم کی تڑاؤ کی اور چہرے کی شکل کو تفرات میں کرنا چاہتی تھی میرے کسے سے نصحت کے وقت بھی اس کی سب سے پاک اور مسکراتی نظروں نے دروازے پر اصرار کیا تھا ان نگاہوں میں کسی اہمیت کا نہیں تھا۔ اہمیت کا انکار تھا شاید وہ جیسے اور سادہ نظر میں ہو رہا تھا۔ اس سے اپنا سبب اور سبب تکلفی کا انکار کرنے کی عادی ہو گئی تھی۔

” اچانک مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے میرے کہیں سے دھماکا

گنگا کے

پجاری خاگ

اے حمید

جس دیش میں گنگا جیتی ہے۔ اس دیش کے
 پر اسرار بت خانوں کیلاش پر بت کے
 مندروں جنوبی بھارت کے ہوس پرست
 پجاریوں کی خفیہ عشرت گاہوں اور
 بدھیا چل کے خطرناک جنگلوں میں ایک
 پاکستانی لوجوان کے حیرت انگیز ایڈوینچر سفر کی
 جی داستان

قیمت: حصہ اول = 150/-
 حصہ دوم = 200/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور

پہر کوئی آہستہ آہستہ دستک ہے اور میں غیر اعتدالی طور پر
 اٹھ کھڑا ہوا۔ علم کا پانی بند کر کے جلدی سے امدادی میں دکھا کر
 بستر پر بیٹھ کر دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔ مجھے خود بھی اپنی
 اس منظر کی کیفیت پر تعجب ہو رہا تھا کہ دروازے کی آواز سن کر مجھے
 وہی طور پر دروازے کے قریب مانا جا بیٹھے تھے مگر نہ جانے
 وہ کون سی قوت تھی جو مجھے دروازے کے قریب مانے سے
 روک رہی تھی۔

جری عقاب آہستہ آہستہ جھپکے۔ لے رہا تھا جس
 کا دل اچھے مطلب ہی تھا کہ باہر سڑک کی گزریں میں ظالم موجود
 ہے جس نے دیوار پر مٹی گھڑی پر نظر ڈالی اس وقت بات
 تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکی تھی۔ میں ڈائری لکھنے میں اتنا متفرق ہو
 گیا تھا کہ وقت کا اندازہ نہ دے سکتا تھا۔ لیکن دستک کی وہ آواز دہم دہم
 کے باوجود اس قدر پراثر تھی کہ میری عریضی فریاد تھی۔

میں بستر پر بیٹھا دروازے کو کھینچ رہا تھا۔ میرا یہ فعل
 یقینی طور پر اعتدال اور بیگانہ تھا۔ اس لیے کہ باہر اگر کوئی تھا
 تو دروازہ کھلے بغیر نظر نہیں آ سکتا تھا۔ پھر میں جلد دروازے
 کو کھولنے کی بجائے اندر سے کھول رہا تھا۔ باہر سے سڑک کی شور بھی
 صاف سنائی دے رہا تھا۔ دستک کی آواز میری دہم دہم کی ہر سانس
 میں نے اپنے ذہن کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ ڈائری میں میں
 نے اپنی مامی کی داستان جہاں تک کم کی تھی اس کے آگے جو
 باتیں اور حادثات لکھا ہوئے تھے وہ آج بھی میرے لیے
 قابلِ فہم تھے۔ اگرچہ پراسرار اور حیرت انگیز واقعات کا ذکر کسی
 اور نے کیا ہو تا شاید میں تمام زبانوں پر یقین نہ کرنا سیکھ
 وہ سب کی سب سے سادہ تھیں۔ میری آنکھیں ان ہل ناک
 واقعات کی پیٹھ پر پڑ گئی تھیں۔ میں ان پر اسرار ہاؤں کو جھلایا
 فراکش کر سکتا تھا۔ انھوں نے آج تک مجھے کرب اور اذیت
 دو جا رہی تھیں۔ ان حادثات کا ایک ایک نقش آج بھی
 میرے ذہن کے نمایاں خانوں میں محفوظ ہے۔

شاید ان ہی قابلِ توجہ واقعات کا اثر تھا جو میرے
 لاشعور میں بٹھے ہوئے دہم دہم کے اس دستک کو کھینچنے سے
 میں بیدار ہو گیا تھا۔ وہ یقیناً میرا وہ تھا جس نے خود کو کبھی نہ
 پہچانے کی لاش آت کر کے کھینچنے کے احوال سے بستر پر
 دروازہ ہولناکیاں بھر رہی تھیں۔ جری عقاب سے محکم کر شراب
 شراب کی بجائے آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ وہ لوری کی کریم
 کالوں میں گونج رہی تھیں۔ پھر آہستہ آہستہ غمزدگی جلدی ہو
 گئی میری آنکھوں کے ہونے پر بھلے ہوئے کے اندر کا خارج
 تھپ تھپ کر سارا رہا تھا کہ دستک کی آواز پھر میرے کانوں

اور مانی فاصلہ شکل اس فٹ دم ہو گا۔ وہ مجھے اپنے سانس
 کو کھینچنے کا انداز میں پھینکا رہا تھا اور سارا دم تھا کہ میں
 حصار توڑ کر اندر داخل ہونے سے قاصر تھا۔ میں نے ہل کر دھڑکنا
 پر تیار ہوتے ہوئے ہسپتال پہنچی۔ گرفت مضبوط کی جلدی سے نہ چپ
 کے میں کاٹنا لیا۔ مگر وہ دانا جانتا تھا کہ ایک سخت ہسپتال پر
 میری گرفت واصل ہو گئی۔ میرے نفس کی رفتار تیز ہو گئی۔
 میں ہسپتال پہنچی۔ کچھ دیر میں سے سانس کے سچے کو دیکھنے لگا جس کے
 اندر مجھے اپنی درختان کی جیتی جاگتی صورت نظر آ رہی تھی۔ وہ
 موت کے برساٹے کے چھن میں مجھے محسوس ہو کر دھڑکی تھی۔ وہ
 میری درختان ہی تھی جسے میں لاکھوں میں شناخت کر سکتا تھا۔
 میں کوئی غراب نہیں دیکھ رہا تھا حقیقت سے دوچار تھا میری
 نظریں مجھے دھوکا نہیں دے رہی تھیں پھر درختان کے پتوں کو
 جھینٹت ہوئی اور اس کی مانوس آواز میرے کانوں میں گونجنے لگی۔
 "ہال! اس قدر سانس کیا دیکھ لے رہا ہے ہر کیا نفیس ابھی
 لگا ہوں پر یقین نہیں آ رہا ہے۔"
 "درختان... میں... تم... سانس... میں نے بڑا
 الفاظ بولنے شروع کر دیے۔"
 "ہال! جلال! تم نے سانس کے لیے انھیں ایک نظر دیکھنے کیلئے
 مجھے طرح طرح کے روپ اختیار کرنے پڑتے ہیں لیکن یہ روپ
 مادہ بہ... یہ مادہ سانس کے آکر کھو... ہال! اس قدر
 ہل کر ہم اسی دنیا میں ایک بار پھر ملیں گے۔"
 "درختان! اس نے اپنے ہونے کا یہ یقین دکھائے تھے
 کرتے ہیں بہت شک گیا ہوں۔"
 "بہت سے نام و جمال! ہم بہت جلد ایک ہو جائیں گے۔
 اس نے جری اپنا سانس سے کما چھڑکا بہت بھرپور سانس لے لیا۔
 تم مجھے اتنی دور کیوں کھڑے ہو... ابھی انھیں شاید میرا
 روپ اپنے نہیں آیا۔"
 "درختان... درختان... میں نے اپنے ہل نوچتے
 ہونے کر بے ناک لہجے میں کہا۔ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ درختان...
 "میرے قریب آؤ جمال! ذرا نہیں..."
 "درختان! آواز سن کر میرے دل کی کیفیت ڈانڈاں
 ہو رہی تھی میں نے ایک قدم آگے بڑھا یا پھر غصہ کر دیا
 گیا یہ سانس دل نے کہا۔ اگر وہ درختان ہے تو ہمارے اندر
 آئے کہ میں گریز کر رہی ہوں۔ اس سے پہلے بھی وہ میرے قریب
 آچکی تھی پھر آج میں چھپکا رہی تھی! ایک ہی سانس میں
 میں خوف کی ایک سرور لہر دو گئی۔ مامی میں بھی سانس نہیں

لے لے ان گنت قریب لے تھے میری معصوم درختان بھی ایک
 ایسے ہی ذریعہ کا شکار ہو کر موت کے چنگ میں جا بیٹھی تھی اس
 کی موت کے بعد سے گدی کی طاقتوں نے میرا بیچا چھوڑ دیا تھا
 لیکن شاید اب ایک بار پھر وہ میری اور درختان کی ملاقات کے
 درمیان حائل ہونا چاہتے تھے۔ درختان نے مجھ سے دور دراز سفر
 کے بعد موت کے روپ میں ملے کو کہا تھا پھر وہ سانس کے روپ
 میں کیوں آئی تھی؟

سیاہ سانس کی حقیقت کو آڑنے کے لیے میں نے اپنا کھ
 اپنے چہرے پر کڑی سخی کے تاثرات نمایاں کر دیے۔ اندر ہسپتال اٹھا کر
 دوبارہ اس پر تان لیا۔ میری اس اپنا ایک حرکت پر درختان کی
 آنکھوں میں بھی خوف کی جھلکیاں ابھرا تھیں اور مجھے یقین ہو گیا
 کہ وہ میری درختان نہیں بلکہ کوئی سفلی طاقت ہے جو درختان
 کے بعد اب مجھ کو موت قریب سے کھینچ رہی ہے۔ بلکہ اگر
 چاہتی تھی مگر وہ ہر حال درختان کا روپ دھار کر سانس آتی
 تھی اس لیے میں نے غور کرنے میں جلد بازی نہیں کی بلکہ کافی
 ہوئی سزا آوازیں بولا۔

"اگر تم درختان ہو تو اندھا ہواؤ۔ وہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔"
 سیاہ سانس خنجر ناک ہو کر زمین پر چھن لگا۔ مامی
 کے خیال نے اسے سروانے پر مجبور کر دیا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ
 وہ میرا کوئی مینا ناخوش ہے جو مجھے درختان کی پریشانی سے بھی دور
 رکھنے کیلئے ابھی تک میرا صاف کردہ غما میری آنکھوں میں
 خون اترا رہا ہے۔ میں نے اللہ کا نام لے کر شریک باؤلیہ ناخوشی آواز
 کے ساتھ ہی سانس قریب کر لیا۔ پھر وہ ایک میری نگاہوں سے
 اوجھل ہو گیا۔ میں نے کہیں سے باہر نکل کر اس کا تعاقب کرنے
 کی طاقت نہیں کی تھی مامی کے بے شمار واقعات اپنا ایک سانس
 ذہن کے پردوں پر بھر کر آپس میں لگد مٹ ہونے لگے۔ میرے سانس
 کی دھوکینیں پورے شباب پر تھیں آنکھوں کے سامنے تاریکی
 پھیلنے لگی تھی۔ میں نے بڑھ کر کہیں کے دروازے کو دوبارہ لوٹ
 کیا پھر لوٹ کھڑا ہوا اپنے بستر پر آگیا۔ میرا تمام جسم لیٹنے سے شراب
 ہوا رہا تھا۔ میں نے آہستہ سے خود کو پھر سمجھانے لگے کہ یہ
 آنکھیں موند لیں۔

صبح آتے کی میری ہر جھپک خلافت توفیق خاموشی نظر آ
 رہا تھا میں نے کھانسی کے واقعات طلب نظروں سے دیکھا
 لیکن اس نے اشارے سے مجھے یہی کچھ دے کی کوشش کی کہ
 میری جھپک کی خاموشی کی وجہ سے لاٹم ہے۔ سوچ کر کرک
 وہ دلت ویریک جگتا رہا ہوا۔ نیند کا خوار ابھی کھانا
 ذہن پر موجود ہوئے۔ اسے چھوڑنا مناسب نہ

پر میں ابھی ہوا تھا ذات والا سیاہ و سانپ ابھی تک میرے
ذہن میں کندلی مائے بیہوش تھا اور میں اسے غضبناک انداز
میں جھٹکاتے سن رہا تھا۔

ایک عرصے بعد جرمی مائی کے ذمہ مازہ ہونے لگے۔ مئی
باقی کے قریب بے لگے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ بحری
غلاب پر میری کوئی دشمن ضرور موجود ہے کوئی ایسا واقعہ کار
دشمن جو میری سابقہ زندگی کے واقعات سے بخوبی واقف تھا
اور مجھے درخشاں سے دور رکھنے کے لیے میرے خون کا پیاسا
ہو رہا تھا لیکن وہ کون تھا؟

جیکبسن - میرے ذہن میں اچانک نامب کیتان کا
نام ابھرا۔ وہ تو پرامن شخصیت کا نام تھا۔ دوسروں کو ہلانے
کا شل جانتا تھا۔ پلان پیٹ کے ذیلیے ہر بات کا جواب
طلب کر سکتا تھا لیکن میرے دشمنوں نے سلون سے
روانگی کے وقت اس کی خدمات حاصل کر لی ہوں اور اب
وہ آہستہ آہستہ مجھے اپنے خیال میں پھانسی دے رہا ہے۔ حریف کے
ذیلیے وہ نہ صرف میرے ماضی کو کھنگال سکتا تھا بلکہ وہ جنگ
میں دریافت کر سکتا تھا جہاں درخشاں نے ایک نئے انداز
اور ایک نئے رویے میں مجھ سے دوبارہ ملنے
کو کہا تھا۔ یقیناً وہ جیکبسن ہی ہو سکتا تھا جو میری موت کا
نہایت پسند تھا۔ میرے دشمنوں نے اس کی خدمات حاصل
کرنے کے لیے تلاش کیا اور وہ میری موت کے لیے ہر بات پر
مجبور تھا۔ مئی کو گزشتہ رات لٹاری نے بھی کسی بدوح کی ہڑتال
کا نوٹس نہیں لیا، اب میرے سامنے کیا ہے؟

میرے ذہن میں آمدھیان چلنے لگیں حالات نے مجھے
اس بار میں سمجھنا دیا تھا اس سے بچ سکتا تھا۔ میرے
دشمن تھا۔ بحری غلاب پر جیکبسن کی دھمکی مچی ہوئی تھی۔
مارج سے ملے کو کیتان تک سب ہی اس سے دشمنوں کے
عمل کی وجہ سے کتراتے تھے۔ بات فحش شدہ گاؤں یا ملک کی ہوتی
تو میں زندگی بچانے کے لیے وہ دھوکہ پر سکتا تھا۔ ایک جگہ
سے دوسری جگہ فرار ہو سکتا تھا لیکن میرے دشمن نے اسے
جہاز کی دنیا بڑی محدود ہے اور جیکبسن اس دنیا کا بلا شکر تیرے
بادشاہ تھا۔ میں پوری طرح اس کے دھوکہ پر پھانسی کی بات
اس لیے کہ اسے اندھنی جو تو غلامی کے بچوں میں کھلونا میں
ماتا ہے وہ دل بھر کر اس سے کھیلتی ہے ایک طرف کو آزاد
نہ ہوتی ہے وہ سہما سہما ہوتا ہے پھر زندگی کو موت
میں ڈالتی ہے۔ بچانے کی خاطر ایک جگہ کھڑا ہوتا
تھا وہ نہیں ملتی تھی ایک ہی جہت میں دوبارہ

اسے اپنے نیکلے پنجوں میں بلون کر ڈھال کر دیتی ہے اور یہ
بھول اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک جلی کا دل نہیں
اکٹا جاتا اس کے بعد وہ ایک ہی وار میں اپنے شکار کو موت
کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔ میری حالت بھی ایسی ہی تھی۔
جیکبسن ابھی مجھ سے کھیل رہا تھا۔ خوف زدہ کر کے دھکیلنے
رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ میرے لیے پناہ کی کوئی محفوظ جگہ
نہیں ہے۔ میں راہ فرار حاصل کرنے سے قاصر تھا۔ پوری طرح اس
کے دھوکہ پر تھا لیکن اب شاید وہ موت اور زندگی کے اس
کھیل کو تیز کر دیتے۔ میرے مجبور ہو جانے کا۔ اس نے گزشتہ رات
جس روح کو سانپ کے روپ میں میری موت کا ہرکارہ بنا کر
بھیجا تھا میں نے اسے زخمی کر دیا تھا۔ جگہ شکار سے بھی کوئی
دشمنی نہیں رہی لیکن آنا ضرور جانتا تھا کہ چوٹ کھا یا ہوا
شکار ہمیشہ خطرناک انداز میں پلٹ کر حریف کو آتا ہے جیکبسن بھی
اب مجھے فحش رعایت کا مستحق نہیں سمجھے گا اس کا دوسرا وار
یقینی طور پر نیا تھا اور بھرپور ہو گا۔

مستے سے فارغ ہو کر ہم غصے پر آگے بڑھنے کی کوشش
میں اس وقت بھی درمیان وجہ کا اشتراک موجود تھا لیکن آنا
زیادہ بھی نہیں کہ ہم جیکبسن کے سامنے پہنچ رہی تھیں۔ پر نہ
پہنچ سکتے۔ ہوا فحش تیز اور خشک تھی۔ آسمان بالکل صاف
تھا۔ غصے پر آہستہ آہستہ زندگی بیدار ہو رہی تھی۔ بحری غلاب
کے حملے کے اثرات ابھی تک رہ رہے تھے۔ اس میں خوف ہو رہا تھا۔
"کیا جیکبسن سانپ سونچ گیا ہے؟" جیکبسن نے جیکب
کی طویل خاموشی سے آگاہی کرتے ہوئے کہا۔ سانپ کا نام سن کر میں
بھی چونک اٹھی۔ کیا جیکبسن بدلتا ہو گیا ہے؟ گھوٹنے لگے بولا۔
"کچھ پتہ تو چلے کر آخر بات کیا ہے؟" کیا سیاسی عورت نے کل
رات پھر شہر غلابی کے لباس میں مجھ سے دروازے پر
دنک دی تھی؟

"نہیں۔" جیکبسن نے ایک سزاوارہ جھجکاؤ میں کہا۔
مجھے دنک کی آواز نہیں سنائی دی تھی لیکن میں بڑے شوق
سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ سیاسی بولا ہوا ہے۔ میرے بے حد نفوس
نہایت ہوا ہے۔

"بیر خیال ہے کہ تمہارا مارچ بالکل ہی چل گیا ہے؟" جیکبسن
مجھ کو بولا۔ بلا وجہ کسی کے پیچھے چلنا اخلاق کے خلاف ہے۔
"کیتان ایٹھ نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اس ہڑتال کو اگلی
ہفت روزہ پر بحری غلاب سے آگاہی کے لیے میں نے گفتگو میں
حصہ لیتے ہوئے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ہم دور دورہ فی جہت
پرست گراماں ہوں گے۔"

میں روپ غلام سے یہی دعا کروں گا کہ وہ آسانی اور
کوشش سے گزر جائیں۔

"بھائی جیکبسن - کیا جیکبسن نے ہونٹ پہناتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔" میں نے کہا۔ "جیکبسن نے کہا کہ وہ غلامی ہو جا جائے۔ پر
وہ ہم نے اسی طرح منہ چلائے ہیں۔ اور کرتے رہو گے؟" اس
کو بہت سے کہہ دو روز کے لیے اپنے سین میں بند کر دیا۔
"تم سرجن جیکبسن دوست ہر بات کی نفی کرتے ہو گے۔
"میں نے کہا۔ "سانپ کو درمیان میں گھسیٹ لاتے ہو اس لیے تم
کو کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ گھسے ہو گے۔ جیکبسن نے کہا۔
"ہاں۔" میں نے کہا۔

"خداوند میں اتنا پروردی نہیں ملتی میرے بھائی۔"
"جیکبسن نے بڑی برکتی سے جواب دیا۔" جیکبسن کے آگے میں
"ہاں۔" میں نے کہا۔
"مقل کے مقابلے میں تم جیکبسن کو بھی حساست کے اعتبار
بڑا مانتے ہو اس لیے مجھ سے سامنے زبان سے کوئی بات
کہا ہے۔ سو وہی ہے۔" جیکبسن نے کہا۔

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو کل رات پھر جیکبسن کے
کوئی حادثہ گزرا ہے؟" میں نے کہا۔ پھر براہ راست جیکبسن سے
پوچھا۔ "کیوں جیکبسن؟"

"تمہارا اندازہ بالکل درست ہے لیکن میں یہ سانس
"سیدی حریف یا کوئی بات ہے؟" جیکبسن نے کہا۔
"جیکبسن کی گردن پر ایک ہاتھ سے گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہا۔
"اگر اب تم نے میری بیٹی کیل سانس کی نشان میں ایک صحت
میں کا گردن توڑ کر رکھ دوں گا۔"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "گردن تو چھوڑ دو۔" جیکبسن نے تیزی سے کہا۔
"جیکبسن کا ہاتھ جھٹکا۔ گردن سہلاتے ہوئے بولا۔ "کل رات
میں نے اپنے بڑے بھائی کوئی ایک کوئی میرے سین میں سے
اس طرح نکال دیا تھا جیسے فٹے میں دھت ہو رہا ہے۔ پر
کوئی بات کی آواز سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ پہلے میرا اندازہ
سو فیصد ہی تھا کہ وہ گھسے گا کوئی فرد ہو گا جس نے مزدور سے
زیادہ پانی ہو گا اور نئے میں برکتیں دوسرا گم کر کے میرے
سین سے نکال دیا۔ ہر گھسے میں بعد میں مجھے اپنے خیال کی توبہ کرنی
پڑی اور پھر۔ پوری رات میں نے جاگ کر گزار دی ہے۔"
"کیوں؟" جیکبسن نے دھیمی لہجے میں پوچھا۔ "کیا
کل رات وہ شب غلابی کے لباس کے بغیر ہی تھی؟"
"وہ برقی ترقیقین ناموں میں کل رات ہی اس کا کھلا کھڑ
کر رہے تھے۔ اس کی سخومت سے نجات حاصل کر لیتا۔"

انسانی تاریخ کا ایک انوکھا سفر نامہ

عاطون

اے حمید

چار جلدوں میں پیش کی جا رہی ہے

اہرام مصر سے فرار 150/-

اندلس کی آخری شمع 125/-

برہ کی ناگن 125/-

عاطون موت کے دروازے پر 200/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

بھرتہ میں نے جب تک وہ ایسا ہی تھا رات بھر گئے رہنے کی وجہ کیا تھا۔
 بھرتہ یہ طاقت مرزا ہو گئی کہ میں نے اچھے کرکین کا دروازہ کھول دیا تھا۔ جب تک بھرتہ کے جانے کیوں بھر جھری تے تے لکنا۔ وہاں میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے جو لے میں صحت ہو چکا ہے میں نے سوچا تھا کہ اس کے کہیں تک جا کر چھوڑ آؤں گا مبادا کہ وہ اس کیفیت میں سمندر کی لہروں پر چل قہر کی لڑاؤ نہ کر لے لیکن جلتے ہو چکا ہوا تھا۔
 کیا ہوا تھا میں نے تیزی سے پوچھا۔ ایک شخص کے ہوش پر سکرانٹ کھیل رہی تھی وہ جب تک کوٹھڑے جا رہا تھا۔
 وہاں مجھے کوئی ذی روح نظر نہیں آیا۔ جب تک نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ البتہ کسی کے کراہنے کی آواز برف واضح طور پر میرے سر کاٹیں میں اس کی تھی میں نے اوجھڑا دیکھا لیکن وہاں کسی کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔
 ممکن ہے کوئی اپنے کہیں کے اندر کرا رہا ہو چکا تھا۔
 نے تیزی سے کہا۔ تم مزے گاؤ دی اور تھی ہوتی سی بات سے ڈر کر رات بھر جا گئے تھے۔

رب عظیم کی قسم وہ میرا وہم نہیں تھا۔ جب تک تم کھاتے تھے جواب دیا۔ وہ آواز میرے کہیں کے بہت نزدیک سے آ رہی تھی میں نے اس آواز کا تعاقب بھی کیا تھا۔ خدا نے ہم کو اس آواز سے بہت دور رکھا۔
 مجھے کوئی میرے کہیں کے دروازے کے باہر جاننا لوار سے لگا جھٹکا ہلے ہولے کراہ رہا ہو مجھے وہ نہ تھی دہرا اور اس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہوں اسی لیے وہ مجھے دیکھنے سے تھر لقا میں دوست نہ تھا۔ اس کی آواز میں سننا دے بھرتہ میں نے دل پر جبر کر کے اس ناویدہ زخمی کو قتل طلب کرتے ہوئے لایا۔
 کہیں ہے؟ اور پھر۔ جب تک وہ بارہ بھر جھری لے کر کیا کاش کو گھومتے ہوئے کہا۔ کیا تم یقین کر سکتے کہ میرے ہلکا رہے ہی وہ آواز ایک گھنٹہ مستم ہو گئی تھی؟

جب تک کی بات کی کر کیا کاش کے ہونٹوں پر ہلکا تھرتھرا ہوا آئینہ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں میں اس سانپ کے بائیں میں ہو کر نہ لگا جو رات میرے سینوں کی گولی سے زخمی ہو کر جا رہا تھا۔ وہاں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ میں جس وقت فائری کھٹاؤ کر کے اٹھا تھا اس وقت ڈیرہ کا عمل تھا۔ جب تک وہ چہ پہنے ہوئے کے عمل کا حال دیا تھا اور۔
 میرا کہیں بھی جب تک کے بائیں ہاتھ پر واقع تھا۔ اتنی ساری باتیں محض اتفاق تھیں پرستی نہیں جب تک جو کچھ کہہ رہا تھا صرف

جو درست تھا وہ ناویدہ قوت جو سانپ کا دلپ۔
 اختیار کر کے مجھے ڈنٹے آئی تھی میری گولی سے زخمی ہوئی تھی۔
 لگا ہوں سے اوجھل ہو گئی اس کے بعد غالباً وہی پراسٹا خافت جب تک کہیں سے ہو گئی اور جب تک کراہ کی آواز نہ تھی وہ بھی اسی ناویدہ قوت کی دہی ہوئی۔ لیکن وہ کون کا قوت تھی؟ کیا وہ جیسے ک شرارت تھی؟ میرا دل زلزلہ سے دو ٹوک رہا تھا۔
 میں یقین بنی گئی سے ایک مشورہ وہاں کو بٹھک کر تھامے ملائی نہ سمجھو۔ کیا اس لطیف شرارت کو تنیدگی میں تبدیل کر کے ہوسے جب تک کہہ۔ پچھلے عرصے کے لیے یہ بھول مابو کر تم باہر جا۔
 بھرتہ
 سنسنی خیز آواز کے پراسٹا ڈولے کھٹا شروع کر دیا۔
 یقین ہے کہ جھینٹ ڈولہ بنگار تم زیادہ کا مایاب ثابت ہو سکتے ہو۔

”نعت ہو تھاری سنجیدگی اور تھانے مشورے پر جب تک تم لگا کر لولا پھراؤ کہہ لے کہیں میں چلا گیا کیا کاش اس کی جھلا بٹھ پر سکنا مارا۔
 میرا خیال ہے کہ جب تک جو کچھ کہہ رہا تھا وہ صرف مذاق نہیں ہے۔ میں نے آمیز سے کہا۔
 کیا تم بھی اس قسم کی فضولیات پر یقین رکھتے ہو چکا تھا۔

”کہیں کیا تم بھول گئے ہو کہ مانی میں اس قسم کے شرارتا ذات میرے ساتھ تھیں آپ بچے ہیں؟
 وہ نہایت بجا رویوں اور سخی کرنے والوں کی شرارت تھی۔
 کل رات جب تک نے جو کچھ محسوس کیا وہ بھی پر اسے واقعات کے سلسلوں کی ایک کردی ثابت ہو سکتی ہے۔
 لیکن اب انھیں تھاری ذات سے کیا دلچسپی باقی رہ گئی ہے؟

میری ذات سے میری لیکن درخشاں کی ذات سے ان کی دلچسپی بڑا مال ختم نہیں ہو سکتی۔ میں نے سر آہ بھر کر جواب دیا۔ تم کو یاد ہو گا کہ اس نے مرے وقت کیا کیا تھا۔ ہم اسی دیتا میں بہت جلد دوبارہ پھر میں گئے۔
 میں نہیں مانتا۔ جب تک تیزی سے بولا۔ تم نے شادی سے قبل وہ درخشاں نہیں کاہل تھی۔ ہو سکتا ہے مرے وقت اسے آواگون کے عقیدے کا دھیان آگیا ہو اور اس نے تمھارا دل بدلانے کے لیے وہ بات کہہ دی ہو۔
 اگر وہ بات صرف میرا دل دیکھ کر کسی کی ہوئی تو پھر

سے دشمن مجھے کل رات موت کے گھاٹ اتارنے کی کوشش کی کرتے تھے۔
 کیا پچھلے کاش اچھل پڑا۔ وہ نہایت سنجیدگی سے مجھے۔
 کہنے لگا۔
 ”ہاں میرے دوست۔ میں نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔
 کاش میں ناویدہ قوت کی کراہ کی آواز سنی تھی وہ میرے دل کی گولی سے زخمی ہوئی تھی۔
 کیا کاش کے احوال پر میں نے گزشتہ رات کے واقعے کی تفصیل دلائی وہ بڑی دیر تک خاموش رہا۔ میں نے پوچھا کہ اس پر پہلو بدلتا رہا۔
 مبادا اس نے مجھے ایسی نظروں سے بھی گھورا جیسے اسے کسی کی مرنی پر شہید ہو چکا ہو پھر کچھ سوچ کر بولا۔
 ”اگر تھاری بات تسلیم کر لی جلتے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تم اب تک زندہ کس طرح ہو رہے ہو۔ طلب ہے کہ وہ درخشاں کو تم پر موت کو حملہ آور ہونا چاہتی تھی وہ ان کی باتیں بھی نفرت کے بغیر نہیں ختم کر سکتی ہے۔
 اس کا جواب بھی وہی گندی تھیں تھیں تھیں میں جو سترے درے آزار ہیں۔ میں جھلاتے ہوئے بولا۔ ہر حال میں بات تمھاری ہے کہ وہ مجھے اس صفر سے باز رکھنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

”جہاں یہ کیا کاش نے بڑی اپنائیت سے کہا یہ اگر تھارا ہوا ہے تو بھرتہ۔ البتہ۔۔۔ آواز بھرتہ کا۔ آواز۔
 اگر تھارا کر دینا چاہیے ایک دوست کی خشیت سے میں بھی اس کی مشورہ دوں گا۔
 شکریہ۔ میں نے ذہن خیز سے جواب دیا۔
 کیا مطلب؟ کیا تمھیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے؟
 موت بڑی ہے میرے دوست جہاں اور میں گھڑی کر رہی تھی ہے انسان اس سے غم مائل نہیں کر سکتا۔ میں نے اٹھ کر کنارہ لڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ رہا میری زندگی کا سوال تو تم جانتے ہو کہ وہ درخشاں کی صورت میں مجھ سے ملے جاتی ہے۔

”ہم جیسے مستقبل کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں۔
 کاش نے تھوڑے وقفے سے مشورہ دیا تو میں اس کی بات کی تہذیبوں کو محسوس کر کے سکڑا دیا۔ وہ مابود ٹوٹا اور مستقبل میں وہ کوئی فضولیات میں شمار کرنا تھا لیکن میری آواز آج وہ خود مجھ جیسے سے ملنے کا مشورہ دے رہا تھا۔
 اگلے پیر بھری نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 اٹھ اٹھ کر تصویر اپنی نگاہوں سے دیکھ لینے کے بعد میں

شیو سینا کے
 دہشت گرد
 اے حمید ایدو پھر قلم سے
 بھارت میں ایک محب وطن پاکستانی کی
 لرزہ خیز اور سنسنی خیز داستان

چار جلدوں میں
 قیمت: مکمل سیٹ = 600 روپے
 ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

بھی اس کا قائل ہو گیا ہوں !
 • بیچارہ کی کلاش : میں نے اسے مالتے ہوئے کہا۔
 • گزری ہوئی باتوں کے بارے میں کچھ بتا دینا اور بات ہے
 کیونکہ مستقبل کے بارے میں سوائے خدا کے اور کوئی کچھ نہیں
 بتا سکتا !
 • ان راجا اور لڑائیوں کو کیا کہو گے جنہوں نے اپنے آپ کو
 مطمئن کرنے کے لیے ہر شے ہر شے غریبی جوتشی اور عقل کے ماہر
 پال گئے ہیں ؟
 • وہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں مصلحت
 ان کی نگاہوں میں روشن ہوتا تو وہ دوسروں کی ملازمتیں کرنے
 کے بجائے خود اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوئی سبیل تلاش
 کرتے اور راجا جادو جادوؤں کی طرح بھابھو سے زہ کی گزار
 دے دیتے ہوتے !
 • پھر بھی ہر سکتا ہے کہ جسکے ہیں ہمارے سفر کے بارے
 میں کچھ بتا سکے !
 • ایسے کے آملنے سے ہمارے درمیان جسکے کا مسدود
 ہو گیا۔ میں خود بھی اس ضمن میں کی کلاش یا جسکے کے نہیں
 کہا جاتا تھا ذاتی طور پر میں نے سنے کہ لیا تھا کہ جسکے کو
 نکلے بنا آدم سے نہیں بچیں گے گا۔ اگر وہی میری جان کا لاگو
 تھا تو میں اسے بتا دیتا تھا کہ وہ میری لفظوں سے پوشیدہ
 نہیں ہے میں نے اسے بھان لیا ہے یہ راجا کلاش کے
 سلسلے جاکر اسے شہر رکھ دینا چاہتا تھا۔ میں نے ماضی میں
 اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا تھا۔ میں کی کلاش کو
 گونہ رات کے واقعات بھی سمجھتی نہ بتاتا لیکن مجھے جسکے پر
 دم آگیا تھا میں کی کلاش کو مطمئن نہ کرنا تو کسی دلوں تک وہ
 ناویدہ قوت کی زخمی کواہ کا حوالہ ہے کہ جسکے کی عافیت
 تنگ کرنا رہتا۔ ایسے نے اس وقت اچانک نمودار ہو کر میری
 ایک بڑی شکل مل کر دی تھی۔
 • کی کلاش کی کیفیت میرے برعکس تھی وہ ایسے کی قوت
 مخالفت پر مملو کر دیا تھا شاید اسی لیے اس نے ایسے کو آتا
 دیکھ کر ہی اپنی توجہ دوسری جانب مبذول کر لی تھی لیکن میں
 نے جان بوجھ کر ایسے کا غیر مقدم مسکرائی نظروں سے کیا۔ یہ
 کے اٹھنے سے میں نے اسے غالی کو کسی پر بیٹھنے کی دعوت دی
 تو وہ ایک لمحے کی کلاش کو دیکھ کر کھٹک پھر کر سی پر بیٹھنے
 ہونے لگا۔
 • میرا خیال ہے کہ اس وقت یہ وہ لوگوں کیلئے
 کسی مخالفت کا سبب نہیں بنی ہو گا

• ان سرشاریلے آدم : کی کلاش نے اس کی آواز سن کر
 چونچنے ہوئے اس کی طرف دیکھی پھر سرکوتے ہوئے کہا : میں
 تم کو یہ یاد کرانا تھا، اگر کلاش اپنے اندر وزن رکھتی ہیں
 یقیناً تمہاری عمر بہت طویل ہوگی !
 • "میرے لائق کوئی خدمت ہے؟" ایسے نے کی کلاش
 بڑی گرم چوٹی سے ہاتھ ملاتے ہوئے پوچھا۔
 • کوئی خاص بات نہیں وہاں میں تم سے سرف کے
 میں گفتگو کرنا چاہتا تھا !
 • "آج آپ کے ساتھ فادو جیکب نظر نہیں آ رہا ہوگا
 ایسے نے کی کلاش کی بات کو بڑی خوبصورتی سے نظر انداز
 کرتے ہوئے کہا : "انھیں اب تو ساری باتوں سے کوئی شکایت
 نہیں۔ ویسے میں نے ان دونوں میان بڑی کو تشبیہ کر دی
 کہ وہ آئندہ ممتاز رہیں !
 • "تم نے ہر کیا سرشاریلے : کی کلاش بولا : ایک اچھی ماحول
 تفریح کے لیے انھوں سے جاتی رہی ہیں تو سوچ رہا تھا
 سیاہی خاتون کو کسی طرح اس بات پر آمادہ کر لیا جاتا کہ وہ
 جیکب میں اپنی دلچسپی کا اظہار شروع کر دیتی۔ پھر ان کی
 سونگہ سفر نہایت دلچسپی اور آسانی سے گزار جاتا !
 • اور یہ بھی ممکن تھا کہ یا تو جیکب خود مکند رہیں
 لگا کر اس سے گویا ماضی حاصل کر لیا یا پھر اس عورت کو
 سے لانا آنا ہر شے سے آگاہ !
 • "میرا ذاتی اندازہ بھی یہی ہے کہ فادو جیکب نہایت
 تیکل اور پر بزرگ شخصیت کے مالک ہیں لیکن اسے
 خیال ظاہر کیا پھر موضوع ہلتے ہوئے بولا : میں اس وقت
 دراصل آپ لوگوں کو شکار کی دعوت دینے کی غرض سے حاضر
 ہوا تھا بشرطیکہ آپ حضرات پسند کریں !
 • "شکار : کی کلاش نے تعجب سے پوچھا : کیا بھری تھا
 اس وقت کسی شکار اور گھنے جنگل کے درمیان کے گرا
 • "آپ دلچسپ آدمی ہیں سرزمین کی کلاش : بولا :
 بڑنگائی کی بات نہ جواب دیا : شکار سے میری ملاوٹ
 شکار تھی ہم اس وقت کمزور تھے جس شخص سے گورنر
 چھوٹی دھکیل سے بھرا پلکے پھیلے شکار دیر آپ
 ہے اس لیے میرے ساتھیوں نے بطور خاص آج اس
 انہماک کیا ہے اگر آپ بھی شریک بننا پسند کریں تو یہ
 خوش قسمتی ہوگی !
 • کیا خیال ہے حال ہوجائے شکار ؟
 • "تم ہر شے شوق سے شکار کھیلو میں اتنی دیر میں

اہم کام غماض لیتا ہوں : میں نے کی کلاش کو مالتے کی خاطر
 کہا : البتہ تم جیکب کو ضرور ساتھ لے جاؤ اس لیے کہ اس کے
 بغیر تعین مزہ نہیں آئے گا !
 • اور اگر جیکب کو دیکھ کر پھیلے دل میں بھلنے سے
 انہماک نہ ہو تو کی کلاش نے بپتے ہوئے کہا پھر وہ جاکر جیکب
 کو زبردستی بھولایا تھا۔
 • کی کلاش اور جیکب ایسے کی دعوت پر شکار کھینے
 حشر کے سائے والے شے کی جانب بھاگے تو میں نے اطمینان
 کا سانس لیا کچھ دیر کے لیے میں ان کے اپنے کہیں میں چلا گیا
 • "کی کلاش : جیکب میں سے کوئی خود بخود کسی وجہ سے بچے
 دیکھتے تھے تو میری بات غلط ثابت ہو گئے ملو گئے کو مل
 پھلی کا شکار جس قدر دلچسپ اور فرصت طلب ہوتا ہے۔ یہ
 لیے جسکے سے تنہائی میں ملاقات کرنے کا یہ بہترین موقع تھا۔
 میں اس سے مل کر اپنے ذہن کی کچھ اچھی گرمیوں کو سنبھالنا چاہتا
 تھا یہی اندازہ لگا چاہتا تھا کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اس
 میں ساتھ جو پراسرار اور حیرت انگیز مادہ پیشین آتا تھا اس
 میں جسکے کا کسی قدر دلچسپی !
 • نصف گھنٹہ اپنے کہیں میں گزارنے کے بعد میں باہر نکلا
 اور تیز تر قدم اٹھاتا جسکے کہیں پر چاہتا لیکن مجھے اپنی
 حالت کا احساس اس کے کہیں پر پہنچنے کے بعد ہی ہوسکا تھا۔
 • "یہ کون سا جگہ ہے؟" میں نے سوال کیا : "اب وہاں
 بات تھی چنانچہ اس وقت وہ کمزور دل دم ہی میں تھا میں نے
 ایک لمحے کو سوچا کہ وہاں جاکر کی کلاش اور جیکب کے ساتھ شکار
 میں مصروف ہو جاؤں لیکن پھر اس ارادے کو ترک کر کے میں
 کمزور دل کی جانب قدم بڑھانے لگا۔
 • جسکے دل میں تھا نہیں تھا بھری عقاب کا فرسٹ انجنیر
 باہر بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان کے درمیان کسی بات پر
 زوردار بحث ہو رہی تھی جو میرے پہنچ جانے سے ختم ہو گئی۔
 • جیکب نے مجھے دیکھ کر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
 • "میرے دشمن : آپ کیا آپ کو شکار سے کوئی دلچسپی
 نہیں ہے ؟
 • "اپنی تفریح اور شوق کی خاطر کسی کو جان سے لانا میرے
 نزدیک نہ رہی ہے سرزمین : میں نے مرگنے کی مناسبت سے
 قلم چبھتے ہوئے بے میں کہا۔
 • "اپنا اپنا نظریہ ہے میرے عوارض : جسکے نے ایک نظر
 سر باطن پر ڈالتے ہوئے جواب دیا : کچھ لوگ دوسروں کی
 جان لیا گناہ سمجھتے ہیں اور کچھ پیشے کے اعتبار سے کسی کی روح

کرنا اپنی شان سمجھتے ہیں !
 • "تم اپنا شمار کس صنف میں کرو گے؟ میں نے جیکب کا جواب
 سن کر چونچتے ہوئے دریافت کیا : "میرا مطلب ہے کہ کسی
 بیماری معاملے کی امید تعین کسی دوسرے کی جان لینے پر
 کیا سکتی ہے ؟
 • "ابھی تک کسی ایسے تجربے سے میرا واسطہ نہیں پڑا : جیکب
 مسکراتے ہوئے بولا : "مگر یہ مگر ہی رقم کی لالچ لے گا ہر گز
 بھی نہ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کسی انسان کو قتل کر دینا سب سے
 بڑا اور ناقابل معافی گناہ ہے اور دولت کی ہوس کی خاطر کسی کی
 موت کے گھاٹ آنا ہم سے نزدیک ذہنی قلاشی کی دلیل
 ہے۔ ان اگر بات حیرت اور ان کی آجائے تو پھر استعمال انسان
 کو آدم خورد و زند سے بھی زیادہ خوفناک اور بے رحم بنا دیتا ہے۔
 • "میں کی موجودگی میں جسکے سے کھل کر بات نہیں کی
 جاسکتی تھی اس لیے میں ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا پھر سب
 باطن کچھ دیر بعد چلا گیا تو میں نے جیکب کی اختیار کرتے ہوئے کہا۔
 • "سرزمین : میں کسی وقت بالکل تنہائی میں تم سے ملاقات
 کرنا چاہتا ہوں : ملاقات طبعی تھی اور ذاتی نوعیت کی ہوگی
 میں یہی چاہوں گا کہ اس ملاقات کا علم میرے دوستوں کو
 بھی نہ ہو سکے !
 • "اگر میں آپ کے کسی کام آسکا تو یہ میری خوش قسمتی
 ہے : میں نے سرسبز سے ان کو یہ کہہ کر
 کرکشن کرتے ہوئے کہا : کیا آپ کو کوئی اہم مسئلہ پیش ہے ؟
 • "ہاں : میں نے گری جیکب کی اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔
 • "اس مسئلے کا تعلق میری موت اور زندگی سے ہے۔
 • "نہیں : جسکے نے جواب سن کر چونکا : "آپ : میرے
 ساتھ مذاق فرمیں کر رہے ہیں ؟
 • "یہ مذاق نہیں حقیقت ہے میرے دوست : میں نے
 اس کے چہرے پر نظر پڑھتے ہوئے کہا : "یہ میری
 خوش قسمتی ہے کہ میں اس وقت تھا کہ سائے موجود ہوں !
 • "وہ میں لیکن تھا کہ گندی طاقتیں مجھے کل رات ہی ستم کر
 چکی تھیں !
 • "میرے دشمن : آپ کیا فرماتے ہیں ؟ جسکے کے چہرے
 پر پھر نے والا اضطراب طبعی طور پر صنعت و بناوٹ سے پاک
 تھا اگر وہ ادکاری تھی تو پھر مجھے یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ وہ
 بچوں کا کاری میں اپنا شافی نہیں رکھتا ہوگا۔ ہر حال وہ میرے
 برائی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بولا : میں آپ کو تعین
 دیتا ہوں کہ بھری عقاب پر آج تک ناویدہ قوتوں نے۔ لیکن

اگر کسی موت کے ذریعہ دشمن سے ملاقات ثبوت پیداکر سکے ہے
جو ہم ثابت کرنا چاہتا تھا۔ جسکے لئے کسی پر پہنچنے کے لئے
کمانداروں نے اپنی موت سے ایک روز قبل میسے دھوکوں کو
غلبہ کرنے والے مل کا مذاق اڑایا تھا اور یہ بات سب ہی
جانتے ہیں کہ میں اپنے اس مل کے سلسلے میں کوئی مذاق برداشت
کر سکے گا اور یہی نہیں ہوں اور ایسا کرنے والوں کو ہمیشہ کسی کتاب
لاٹ نہ مانا جاتا ہے۔

۔۔۔ دن بھر تک میں نے کچھ سوچ کر چننے ہوئے
پوچھا: اگر تمہاری بات درست ہے تو اس کے دو مطلب تھے
پہلی چلائی کہ سارے دشمنوں کو اس بات کا علم ہو گیا
تھا کہ ان کے لئے مذاق اڑایا گیا اور دوسرا۔ دوسرا یہ کہ وہ
سازشی اس وقت بھی جاری تھا اب پر موجود ہیں کیوں میسے
دوست بنانا اور مذاق غلط تو نہیں ہے؟

۔۔۔ میں آپ کے خیال کی تردید نہیں کروں گا میسے بہتر
جسکے ذہن سے بولا پھر اپنی دلی گھڑی دیکھ لگا۔ اس بار
میری نظر بھی اس کی گھڑی کی جانب انھونی جرات کے
سارے نو کا اعلان کر رہی تھی۔ نہ جانے کیوں مجھے احساس ہو
رہا تھا کہ کوئی پرانے واقعہ پھر رونما ہونے والا ہے جس کا علم
جسکے کردہوں کے ذریعے ہو چکا ہے اور شاید اسی لیے وہ
بار بار اپنی آگے گھڑی پر نظر ڈال کر وقت کا اندازہ لگا رہا تھا۔

میرا دل چاہتا تھا کہ میں بھی اسے کہوں کہ میں نے اپنا
اور وہ کر دیا۔ ہوسکتا تھا کہ بار بار گھڑی پر نظر ڈالنا اس کی
عادۃ بن گئی ہو جسے میں نے پہلے محسوس نہ کیا ہو۔

۔۔۔ اگر میرا وہ دشمن اسی جہاز پر موجود ہے تو ہم اس سے
واقف بھی نہ ہو سکتے ہیں۔ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔
۔۔۔ میسے کا یہی میسے بہتر۔ جسکے بہتر پر اعتماد
انداز میں بولا: آج کی رات بحری قہار پرتیم لینے والی
گندمی سازشوں کی آخری رات ہو گی۔

۔۔۔ لیکن۔۔۔ وہ کون ہے؟ میں نے فطری بے چینی کا
مذاق کرتے ہوئے سوال کیا: اب میری ذات سے اس سے کیا
کیا وابستگی ہے؟

۔۔۔ میں نے غصے میں جانے کی کوشش نہیں کی تھی
دھوکوں کے لیے یہی بتایا ہے کہ وہ آپ کو اس سفر سے باز
دکھنا چاہتے ہیں۔

۔۔۔ سفر سے باز دکھنا چاہتے ہیں؟ میں نے جسکے کے تیل
کو میسے سے وہ پایا۔

میری حالت غیر ہونے لگی۔ درختال کے کچھ بڑے الفاظ

جسکے کا فون میں گرنے لگا اس نے ہونے سے کہہ
برائے سکون اور اعتماد کے ساتھ کہا تھا: وقت
سے حال نہیں ہے مترجم۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ میری
پریشان نہیں ہوگے۔ مجھے ویجنو میں اس وقت تک
نہیں۔ اس لیے کہ ہم دوبارہ بہت جلد ملیں گے۔ تم میری
ایک دورہ وار کے سفر پر روانہ ہو گے۔ اس سفر کے
پر تم ایک نئی مریز میں قدم رکھو گے جہاں میں تمہاری
کڑی ہوں گی۔ شاید کچھ بدلے ہوئے وہاں میں ملے
لیجے اپنے دل کے بارے میں وہ دھوکوں سے بچنا نہ
رہے کہ میں تمہاری درختال ہوں۔

۔۔۔ جسکے کو بھی دھوکوں نے یہی بتایا تھا کہ میسے
مجھے اس سفر سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ تو کیا درختال
کچھ کہتا تھا وہ درست تھا؟ کیا میں اسے دوبارہ
کر سکتا تھا؟ اگر نہیں تو پھر دوبارہ تو قیاس لے لیں
کیوں روکنا چاہتی تھیں؟ میسے وہاں میں سب سے
سوالات ابھرنے لگے۔ غلطی کے باوجود میسے بہتر
کے غلط ابھرنے۔ جسکے خاموشی میں چھ جرات
کیفیت کا اندازہ لگا رہا تھا۔ میں اس سے اپنے سفر کے
میں دریافت کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوت گریانی
سلب ہو گئی تھی میرا دل بے اندہی اندر ڈوبتا جا رہا تھا
میں بات نہ کر سکتا تھا۔ میں نے اپنے دل میں
ہوئی تھیں لیکن میسے وہ جو یہ کراخا اور آہستہ آہستہ
بڑا رہتا تھا۔

۔۔۔ میں نے اپنی دلی گھڑی پر نظر ڈال کر
ایک لمبے لمبے گھڑا کر دیا۔ شاید وہ گھڑی آن ہو گئی
کا وہ منظر تھا اس کی آنکھوں میں ابھرنے والی ایک بڑی
بھیاں اور خوف ناک تھی اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے
نہجی سے کہا۔

۔۔۔ میسے بہتر۔ اٹھی اور خاموشی سے میرے پیچھے آگیا
جسکے کا یہ کتا ہوا اور اسے کی سمت بڑھ گیا اور
مشینی انداز میں انھوں کو اس کے پیچھے چلایا۔
کی بات مانتے ہوئے رہتا تھا۔ مجھے وہ اپنی پر اسرار
مجھے پوری طرح تسخیر کر چکا تھا۔



جسکے

کی آواز میں حرقا، جس کسی معمول کی طرح اس
جسکے کے پیچھے چلے گئے۔ وہ اپنا تار مار میسے
اس وقت بھی درختال کی آواز کیوں دور سے ابھری محسوس
ہو رہی تھی میں جیسے غراب بیدار کی کیفیت میں سے دو جا رہا تھا۔
موتے سے ہو کر جسکے میسے کر کے سامنے پہنچ کر کہ گیا۔ باہر
پاؤں کی آہٹ سن کر اندر سے مانی نے جو کتنا شروع کر دیا تھا۔ وہ
جا رہا تھا، لیکن میسے رافضی میں ابھی تک جاگ رہا تھا۔ مانی
کے جو کتنے کی آواز سن کر میسے ذہن پر طاری غم کو کی گمانت
چھٹ گئی میں نے چوک کر جسکے کو دیکھا وہ اس وقت بے مد
پراسرار انداز میں تھا مجھے اس کی باتیں یاد آئے گیوں میں نے اسے
گھومتے ہوئے پوچھا۔

۔۔۔ میسے جسکے کیا ہم آج رات اسی طرح غم غم کر رہے ہیں گے؟
۔۔۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ مانی کو ساتھ لے لیں۔ جسکے
میسے سوال کو کھیر لپٹا کر کہنے ہوئے نہجی سے کہا: وہ
ہماری شکل بہتر طور پر آسان کر دے گا۔

میں ہونٹ جھا کر کہ گیا۔ جسکے کا دروازہ کھول کر میں نے
مانی کو ساتھ لے لیا۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے جو کتنا بند کر دیا
تھا جسکے مانی کو معنی خیز لگا ہوں سے دیکھ رہا تھا پھر وہ کھٹے
کے مل میں کھڑا اس کے سر پر جھپٹ سے ہاتھ چھیرنے لگا اور بار بار اس
کے کانوں کو جوڑنے لگا۔ مانی سے اس کی محبت میسے لیے کوئی
نہ مانا تھا۔۔۔ بند پھر بند۔۔۔ وہاں سے اس نے پھر پھر۔

غریب پیش گریبان کی تھیں وہ جب بھی مانی کو دیکھتا اس کی
نگاہیں چمک اٹھتی تھیں لیکن نہ جانے کیوں اس وقت مجھے مانی
سے جسکے کا دلہانہ عشق کچھ اچھا نہیں لگا۔

۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔ میں نے
نشک اور تیز لے لیا۔

۔۔۔ میسے بہتر۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں تھیں تکلیف
دے رہا ہوں لیکن کام کچھ ایسا ہی ہے کہ ہم کچھ نہیں دھمتے
پر مجبور ہو گئے۔
۔۔۔ تم۔ تم اندر کیے آگے؟ لا سائے جو کتنے کہا۔ جسکے
کو میں نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے بولٹ کیا تھا۔
۔۔۔ تمہارا خیال ہے میسے بہتر دوست۔ جسکے بولا: اگر
درازہ بند ہوتا تو ہم اندر کس طرح آتے؟
۔۔۔ یہ تو میں سوچ رہا ہوں۔ لا سائے اپنا نیلا ہونٹ
چبائے دھتے بولا پھر عورت کو گھومتے ہوئے پوچھا: وہ کیا
کیا کرتے دروازہ کھولا تھا؟
۔۔۔ نہیں۔ سیامی عورت نے تیزی سے جواب دیا: میں تو
مقات زبانی کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھی۔

مجھے کسی حکم یا اشارے کا منظر ہو۔

میسے صبر کا پیمانہ لبریز ہو کر چھلکے والا تھا، میں نے
جسکے کو فٹے سے دیکھا۔ وہ ابھی تک جسکے کے دروازے کان
گٹھنے کھڑا تھا اور اس کے ہونٹ تیز تیز مل رہے تھے شاید وہ
کچھ بڑھ رہا تھا، میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے شانے کو چھوا تو وہ
اس طرح اچھل پڑا جیسے موت نے اسے دبوچنے کی کوشش
کی ہو خوف سے اس کی ہشتیا پر پھینکے گئے تھے قطرے
چمک اٹھے۔

۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں نے اسے مخاطب کرتے
ہوئے سرور آواز میں پوچھا۔

جسکے نے میری بات کا کوئی جواب نہ مانا سب نہیں
سبھی آہستہ سے جسکے کے دروازے پر ہاتھ دیکھ کر اسے کھولا اور
ایک کماندہ داخل ہو گیا میں اور مانی بھی جسکے کے ساتھ
اندہ داخل ہو گئے۔ ہماری نظروں کے سامنے سیامی جڑا کھڑا
ہیں جیسے پتھر بن چکا ہوں سے دیکھ رہا تھا، عورت میں دیکھ کر
سم گئی تھی لیکن مرد کی آنکھوں سے حقارت ابل رہی تھی وہ
جسکے کو لکھا جانے والی نظروں سے کھٹکی باز دھونے لگا ہوا
تھا پھر اپنا کام اس نے چوک کر جسکے کے دروازے کی سمت
دیکھا اور اس کی نگاہوں میں بھی ثروت ابھرا تھا، میں نے تیزی
سے ملٹ کر دروازے کی سمت دیکھی لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا
بھ۔۔۔ غصہ جو بہا کر۔۔۔ ہٹا۔۔۔ چمک اٹھا۔۔۔

کس غصے سے لایا تھا؟ میں ابھی ان سوالوں پر غور کر رہا تھا کہ
معاشرہ نگاہ سیامی مرد کے باتیں باز پر مڑی جہاں جی بندھی
ہوئی تھی، اسی لیے جسکے کی سپاٹ آواز کیوں میں سرسرا رہی ہوئی
سنائی دی۔

۔۔۔ میسے لائے افسوس ہے کہ اس وقت میں تھیں تکلیف
دے رہا ہوں لیکن کام کچھ ایسا ہی ہے کہ ہم کچھ نہیں دھمتے
پر مجبور ہو گئے۔

۔۔۔ تم۔ تم اندر کیے آگے؟ لا سائے جو کتنے کہا۔ جسکے
کو میں نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے بولٹ کیا تھا۔
۔۔۔ تمہارا خیال ہے میسے بہتر دوست۔ جسکے بولا: اگر
درازہ بند ہوتا تو ہم اندر کس طرح آتے؟
۔۔۔ یہ تو میں سوچ رہا ہوں۔ لا سائے اپنا نیلا ہونٹ
چبائے دھتے بولا پھر عورت کو گھومتے ہوئے پوچھا: وہ کیا
کیا کرتے دروازہ کھولا تھا؟
۔۔۔ نہیں۔ سیامی عورت نے تیزی سے جواب دیا: میں تو
مقات زبانی کی مرہم پٹی کرنے میں مصروف تھی۔

یہ مقدار ذاتی منکر ہے لاسا۔ جسکے نے غوس اور شکر
آواز میں کہا۔ میں ایک خاص مسئلے میں تھکادی مدینے کی فزنی
سے آیا ہوں۔

میری مدد۔ لاسا چوک انجانے میں سمجھا نہیں سکی تھی۔
مستزائے نے تم کو بحری عقاب پر تیار کر کے کراہان
کیلے۔ کیا تم اس احسان کا بدلہ نہیں چکاؤ گے؟ جسکے کے
لبے میں گرا طفر تھا۔

میں دیکھ بھلا کر چلا گیا۔ جسکے اور لاسا کو دیکھ رہا تھا
ان کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں البتہ لاسا کے بازو کا زخم
نہ جانے کیوں لگے وہ وہ کہ کھٹک دہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا
میں اس زخم سے میری ذات کا کوئی گرا تعلق ضرور ہے۔ باقی
کی نظر بھی لاسا پر تھی جوئی تھیں وہ خطے میں بڑی تیزی
سے اپنی دم بٹا رہا تھا لیکن مجھے حیرت تھی کہ اس نے ابھی
تک ایک بار بھی جھونکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

میں مسکاتے کہ اس احسان تمام آدمی یاد رکھوں گا۔
لاسا نے ہونٹ چبانے سے کہا کہ اگر میں آپ کے کسی کام
آسکتی تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔

تھیں ہمارے کہتے تھے زیادہ مشورہ حال اصرار کا شکر گزار
ہونا چاہیے اس لیے کہ بحری عقاب کو انھوں نے دو ماہ تک لیے
کولے پر حاصل کر رکھا ہے۔

میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں مشورہ حال۔ لاسا نے میری

خجے نفرت اور عقارت کے کھٹے کھٹے تاثرات نظر آئے تھے۔
شاید وہ میرا دم ہی دبا ہو۔

مگر ششہ رات ایک سیاہ ناگ نے مشہرہ حال اصرار کو دے
کی کوشش کی تھی لیکن جمال صاحب نے زخمی کر کے ہٹا دیا۔
جسکے نے لاسا کو گھونٹے سے پکڑ لیا جس چاہتا ہوں مشر لاسا کہ
تم اس ناگ کو بھڑے میں میری مدد کرو۔

لاسا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ جسکے کو نروں خواہ
نظروں سے گھونٹے لگا اور تب اچانک میرا زخم جاگ اٹھی۔
لاسا کے بازو کا زخم اس کی آنکھوں میں اچھوٹے والے نفرت
اور عقارت کے خاندے اور پھر اس کا جسکے کو خطرناک نظروں
سے گھونٹا۔ میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں میری نگاہوں
میں خوں اتر آیا۔ میں لاسا کو تھرا تو وہ نظروں سے گھونٹنے لگا۔
میری نظروں کی کیفیت بھی برعکس جاری تھی مگر وہ بدستور
فراموشی سے اپنی دم کو تیز تیز حرکت دے رہا تھا۔

تم نے میری وہ خواہش کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جسکے

میں نے ٹٹ کر لاسا کی طرف دیکھا، اس کا لباس تازہ اور چمکا تھا
اور ہم لوہان نظر آ رہا تھا۔ وہ بے پوشش ہو چکا تھا۔
"جسکے میں نے وہ دیکھتے ہوئے دل سے جسکے کو کافی
کھٹے ہوئے کہا۔ کیا لاسا مر گیا۔"

یہ مرے گا نہیں میرے غمزدہ دوست البتہ نامی کے انہوں
کا ہراس کی یادداشت اور عقلی طاقتوں کو مرے کے لیے ڈنگ
اور فزونی کے گا۔ جسکے نے برے الطیمان سے کہا۔ اب
میں نے تھپی بے ضرر ہو گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا زخمی
ان ہی غمزدہ جیسے ایسی صورت میں ہیں اسے باندھ کر رکھنا
پڑے گا۔

کیا تھیں یقین ہے کہ وہ سیاہ ناگ اسی کا دو مراد پ
ہاں میں نے لاسا کی طرف نفرت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"روپا تا اچانک جسکے کی آواز میں پھر وہی خوابیدہ سحر
دار ہو گیا جو میں نے اس کے کہیں سے اچھے وقت غمزدہ سحر
دار میری بات کا جواب دینے کے بجائے وہ دیا کی طرف دیکھ
اٹھا جو بدستور کہیں کی دہانے سے کھڑی جھٹی جھٹی نگاہوں
لاسا کا حسرت ناگ انجام دیکھ رہی تھی لیکن جسکے کی آواز
اس کی اس طرح چوکی۔ جسے طویل منہ سے اچانک بیدار ہوئی
اسے میرے قریب آ کر دیا۔ جسکے نے اسے نرم آواز میں
دیا اور وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھائی اس کے قریب جا کر کھڑی

ہوئی نامی سے قریب آ کر میرے قدموں میں خاصا خوش
گوار کیا تھا۔

مجھے وہ سب کچھ ایک خواب سا لگ رہا تھا۔ جسکے میری
احسان سے کہیں زیادہ پرہیز اور طاقت و شہادت ہو رہا تھا
اس انداز میں اس نے تمام فتنوں کو اپنے قابو میں کیا تھا وہ
مستزائے تھا۔ یقیناً اس نے میرے نامی
دعاوں میں بھی کوئی سحر چھوڑا تھا جو وہ بھی اس کا مطیع
ہو رہا ہو۔ اس نے کیا تھا اور اب وہ رہ چکا ہے اور اپنی ناوید پر ہزار
ہزار کا زار رہا تھا۔

روپا۔ جسکے نے نرم اور غسوس آواز کہیں میں ابھری۔
لاسا کو کبے جانتی ہو۔ تمھارے اور اس کے درمیان کیا
رہتا ہے؟

میں اس کی داسی میں روپا نے یوں بولنا شروع کیا
وہ خواب میں بڑبڑا رہی ہو۔ ہماری ملاقات بنا اس
کوئی تھی میں بدبوی دشن کے لیے وہاں کے برے خندہ کنی
اور لاسا کے چہروں میں دل دار مچتی۔
لاسا نے کل رات ناگ کا روپ کیوں اختیار کیا تھا؟

جسکے نے بدستور وہاں کی نگاہوں میں جھانکے ہوئے سوال کیا۔
"وہ اس وقت (بدستور) کو مانا چاہتا تھا کہ ایک
ویاں آتا (بے چین روح) کا بیچا کر رہا ہے۔ وہ پانے جواب
دیا۔ لاسا کو ایک نمان بھاری نے حکم دیا تھا کہ وہ اس کام
کو تیز (جلدی) مٹانے کی کوشش کرے لیکن کل رات
وہ خود زخمی ہو گیا۔

کیا بھاری لاسا نے تم کو بھی جنتز متیر سکی لکھے ہیں؟
جسکے نے سنجیدگی سے پوچھا۔
"نہیں۔ میرا کام کیوں۔۔۔ اپنے شریک کی مدد سے
لاسا کا من بدلانا ہے۔"

روپا۔ کیا تم جانتی ہو کہ لاسا اس وقت کہاں اور کس
حال میں ہے؟

"ہاں۔ روپا نے جکیں جھپکاتے بغیر کہا۔ اس سے وہ
میرے پاس اسی کہیں میں ہے۔ اسے ہمارے مسند سے
نامیب کہتے تھے زخمی کر رہا ہے اس زخمی شخص پر کتا چھوڑ
دیا تھا۔ جس نے میرے ہاتھ کے ایلے تھری کو جو بھونٹا لایا ہے
نہیں۔ اچانک جسکے کی آواز غمزدہ اور بھاری
ہو کر ابھری۔ تم کو حالات کا کوئی علم نہیں تھیں کچھ نہیں
معلوم کہ لاسا کی زخمی ہوا۔ میری بات وہاں سے سفودا کی
روپا۔ تمہارا کہ زخمی ہو کر اسے ہمارے ہاتھ سے

حم لاسا کے پہلو میں بے خبر سو رہی تھیں صبح تھادی آج
کھلی تو لاسا نہیں زخمی نظر آیا۔ کیوں کیا تم میری بات سمجھ
رہی ہو؟

"ہاں میں سمجھ رہی ہوں۔ روپا نے خوابیدہ لہجے میں
جواب دیا۔ تمھیں لاسا کے زخمی ہونے کا کادن میں معلوم
صبح میری آنکھ کھلی تو میں نے اپنے دل کو زخمی پایا تھا۔
تم بہت مند ہو رہا۔ سب تھیں منہ آ رہی تھیں۔ تم
سب کچھ بھول کر سو جاؤ۔ گری منہ۔ جسکے نے بدستور
ڈپا کی آنکھوں میں جھانکے ہوئے کہا پھر اس نے آگے بڑھ
کر وہاں ایک بازو سے سہارا دیا اور دوستانہ ہاتھ سے اس
کی آنکھوں کو آہستہ سے بند کر کے فرش پر لٹا دیا۔ اور تم
باہر گئے۔

جسکے نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ اب لاسا میرے خلاف
کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا۔ مجھے اس کی باتوں پر یقین کر لینے
کے سوا کوئی حارہ بھی نہیں تھا۔ جسکے کی پرہیز شخصیت میں
انداز میں اچانک ابھر کر میرے ذہن پر مسلط ہوئی تھی اس
نے مجھے اس کی باتوں پر اعتماد کر لینے کو مجبور کر دیا تھا۔

میرے کہیں ایک چھوٹے سے بدودہ بڑی بے پرواہی سے سیٹی
 پر کوئی دھن بجانا ہے کہیں کی جانب چلا گیا۔ جانے سے
 پیشتر اس نے مجھے سختی سے تاکید کر دی تھی کہ میں ان باتوں کا
 ذکر نہ کروں اور اسے بڑوں اپنے دوستوں سے بھی نہیں دہن وہ
 دوبارہ میرے کسی کام نہیں آئے گا اور میں نے مدتی دل سے
 اس سے ہر بلب لینے کا وعدہ کر لیا اس لیے کہ وہ میرے لیے
 آئندہ بھی بہت کارآمد ثابت ہو سکتا تھا مجھے ابھی اس کے
 اپنے سفر کے بارے میں اپنی دوستانہ باتوں کے بارے میں بہت
 کچھ معلوم کرنا تھا۔

اس رات میں بڑی دیر تک اپنے لیٹر پر لیٹا جیکب
 کی پراسرار شخصیت کے بارے میں سوچتا رہا جیکب نیند نہ
 آتے تھے بڑھ کر مجھے اپنی آنکھوں میں لایا اللہ کب میں دنیا و
 مافیہا کے ہنگاموں سے بے خبر ہوا، مجھے اس کی مطلق کوئی خبر نہیں
 دوسری صبح میری آنکھ دیر سے کھلی کیکش اور جیکب
 بھی دیر سے اٹھے، کھیل کے شکار کی تھکن اس وقت بھی ان
 دونوں کے چہروں سے عیاں تھی جب ہم ناشتے کے لیے فائننگ
 روم میں جمع ہوئے۔ خاص طور پر جیکب کا حال قابلِ دید تھا۔
 جس انداز میں وہ ناشتے کی میز تک آیا تھا اس سے بھی ظاہر
 ہوا تھا جیسے وہ اپنے وجود کو زبردستی اپنی ناسگوں پر گھسیٹ
 رہا ہو پڑے ہر سہرے پر کرب ہی کرب نظر آ رہا تھا۔ کیکش
 بھی تھکا ہوا تھا۔ وہ کہیں نہ کہیں کھینچ کر کھینچ کر
 مذاق اڑاتا شروع کر دیا تھا اور اس طرح بڑی حد تک اپنی
 تھکن کو بھول گیا تھا۔ ناشتے کے دوران بھی اس نے جیکب کا
 پیچھا نہیں چھوڑا۔

میں سوچ رہا ہوں کہ کیا ان ایٹلے سے ایک بار پھر شکار
 کا بندوبست کرنے کی درخواست کروں؟ کیکش نے سنجیدگی
 سے کہا: "کیوں بڑوں جیکب تمہارا کیا خیال ہے؟"
 "بڑا نیک خیال ہے۔ جیکب بولا: "لیکن اس بار میں
 آٹم کروں گا اور حمل تھا ہے ساتھ ہو گا۔"
 پھر وہی بات کیکش نے اسے گھومتے ہوئے کہا۔
 "میں جیکب سے ہی بتا چکا ہوں کہ حال کو بڑوں پر مدد اور
 درمندانہ کے شکار سے کوئی دل چسپی نہیں ہے۔"
 "جانتا ہوں کہ جیکب مجھے دیکھ کر بولا: "لیکن آبی مخلوق
 کا تجربہ حال کے لیے یقیناً دل چسپ ہو گا۔"
 "ہو سکتا تھا۔ لیکن مقامی حالت دیکھ لینے کے بعد
 میرے فرستے بھی اس تجربے کی حماقت نہیں کریں گے۔
 میں نے سوچا کہ بڑے جواب دیا۔

"مجھے بھی کوئی دل چسپی نہیں تھی مگر شخص مجھے زبردستی
 گھسیٹ کر لے گیا۔ جیکب نے کیکش کی سمت اشارہ
 کرتے ہوئے کہا: "یقیناً مانو حال جوڑو ملے درد کے
 چھوڑا ان گیا ہے۔ میں مر رہا ہوں اور اس مرد آدمی کو مذاق
 سوچ رہا ہے۔"

"شکار کیا رہا ہے؟ میں نے کیکش سے پوچھا۔
 "ایٹلے اس میدان کا خاصا پڑا اور تجربہ کار کھلاؤی
 معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے وہ مجھ پر برتری لے گیا۔ دیئے ہیں
 فڈ درمیان ساز کی پھلجلیوں کے سپیش میں نے بھی تیز سے
 چاک کر لیے البتہ جیکب مزور بال بال بچ گیا۔"
 "کیا مطلب ہے؟ میں نے وضاحت چاہی۔ کیا جیکب نے
 شکار میں شمولیت نہیں اختیار کی تھی؟
 "نہیں۔ کیکش نے سنجیدگی سے ایک ٹویل سانس لے کر
 جواب دیا۔
 "گو یا یہ صرف شکار یوں کے ساتھ ساتھ تھے۔ میں
 نے جیکب پر فقرہ چیت کیا۔
 "جو کم کہہ رہے ہو وہ بھی یقیناً ہوتا لیکن یہ مرد و قور
 شکار کے وقت آتھا ہاں میں اور مصمم صورت بنائے بیٹھا رہا
 کیکش نے جیکب کا مذاق اڑاتے ہوئے نہایت سنجیدگی سے کہا
 "میں نے جو وہی وقت کی تو جانتے ہو اس نے کی جواب دیا۔
 "میں نے اس سے ریپر سکرٹسے ہوئے پوچھا۔
 "کتنے لگا پھل جو کچھ ٹوٹ رہی ہے اس لیے اس کی
 غلامی بھی فرم ہے۔ کیکش نے کہا پھر خود ہی جھٹکا کر دیا۔
 "یاد رہے اس شخص کی مطلق میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ سلویا کی
 بات اور تھی لیکن تمام ٹوٹ چڑوں کی غلامی۔"
 "جیکب نے بے غصہ کا واسطہ دیا۔ جیکب نے اپنے دل سے انداز
 میں کہا: "اب میرا بچھا چھوڑو اور اگر بڑے کو کوئی ایسی دا
 تجویز کرو جو مجھے بڑوں کی مصلحت سے نجات دلا دے۔
 مقدس، بچل کی قسم جیسا بھی دو بھر بڑا ہے۔"
 "مقامی تھکن اور بڑوں کے درد کا بہترین علاج وہی
 سیالی جیمنز ہے جسے تم شخصوں کو ان کی جگہ ہو۔"
 "نعت بھیجیو۔ وہ برا راستہ بنا کر بولا: "اگر میرے اعتبار
 کی بات ہو تو ان دونوں کے کھسکے کے کھیل کھیل کے آگے
 ڈال دیتا ہوں۔ کیکش نے ہنسنے پر آمادہ ہو گیا۔
 "لاسا اور بڑوں کے ذکر سے پر مجھے بھی سنجیدگی اختیار کرنا
 پڑی تھی کہیں کی پراسرار قوتوں نے لاسا کو جس انداز میں اپنے
 لیے فریئر کرنا ہے کی خاطر جارحانہ کارروائی کی تھی وہ آستانہ

کا شس۔ جیکب مجھے پتل لگاتا ہوتا۔ اس نے سرجا میری
 اس کی حماقت اس وقت پرکھی ہوئی جب میرے دھنسن
 درخشاں کو کچھ سے چھین لینا چاہتے تھے ان کی اداؤں تو میں
 میرے سکون کو بڑا کر کے دے دیتے تھیں میرے دھنسن مگر
 گنہگار نہ تھی، میں درخشاں کو اپنے بازوؤں میں سینے سمیت
 کے آہنی اور سرد ہتھوں سے بچانے کے لیے شہر میں شہر جاتا
 پھرتا تھا، میرے لیے دنیا کی وسعتیں ان نادیدہ شہر کی قوتوں
 کی وجہ سے بہت تنگ ہو گئی تھیں اور پھر۔ میں تھک کر نہ ہوا
 ہو گیا، درخشاں کے قدموں میں ایک نئے وجود کی کوڑوں نے بیڑاں
 ڈال دیں وہ چلتے پھرتے کے قابل نہ رہ گئی۔ غریب جگہ دوڑا اور
 پریشانیوں کے بعد جب اس کی خوشیوں نے بیدار ہو کر اس کے
 وجود پر اپنی نرم اور خندہی چھائیں کاسایہ کرنے کی کوشش
 کی۔۔۔ تو نہایت بجا یوں کے ہنسنے اس کی خوشیوں سے گمن
 بن کھٹکھٹا۔ اندھی اندر چاٹ گئے۔ کیکش۔ کاکش۔
 جیکب کی رفاقت مجھے اس وقت حاصل ہوئی تو شاید یہی
 کاشکار نہ ہوتا۔ درخشاں مجھ سے شرمیلی جاسکتی اور شاید آج
 میں لیں تمہارا اور اس نہ ہوتا۔

"جمل۔ جمل۔ یہ مجھے تم کہاں فائدہ ہو گئے؟
 "آں۔ آں۔ کچھ بھی نہیں۔ میں نے جیکب کی آواز پر جھپٹے
 ہوئے کہا: "تم دونوں کی جھڑب سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔"
 "دوسرا کون؟ جیکب نے مجھے گھومتے ہوئے کہا۔
 "کیکش کو تو وہ شخصوں کو تھکا کر لے گئے تھے کیا تھیں اس
 کے تھکے کی خبر بھی نہیں ہوئی، کہاں کھو گئے تھے؟
 میں نے سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لیا، کیکش واقعی
 وہاں موجود نہیں تھا، جیکب کھینچنے کے لیے بڑا کر اسے
 ساتھ لے گئے تھے قانا لاسا کے علاج کے لیے مگر مجھے مطلق
 خبر نہ ہوئی، شاید میں جیکب کی شخصیت اور اپنے ماضی کے لئے
 باتوں میں الجھ کر اتنا غمو ہو گیا تھا کہ وہ بڑے بڑے اور کیکش
 کے جانے کی خبر بھی نہ ہو سکی تھی جیکب کو غمیں کرنے کی
 خاطر ملدی سے بولا۔

"رات میں دیر تک جاگتا رہا شاید اسی لیے کچھ دیر کو
 میری آنکھ کھلی لیکن کیکش۔۔۔"
 "وہ شخص عورت کو پریشان کھیل رہی تھا یا آتی تھی؟
 جیکب نے برا راستہ بنا کر کہا: "اس نے کیکش کو بتایا کہ رات
 وہ اور اس کا مرد بڑا سکون اور آں سے گری نیند سوئے
 تھے لیکن صبح وہ بیدار ہوئی تو کہیں کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور
 لاسا اسے خون میں لت پت نظر آیا۔ کیکش نے سنے ہی ان

کا شس۔ جیکب مجھے پتل لگاتا ہوتا۔ اس نے سرجا میری
 اس کی حماقت اس وقت پرکھی ہوئی جب میرے دھنسن
 درخشاں کو کچھ سے چھین لینا چاہتے تھے ان کی اداؤں تو میں
 میرے سکون کو بڑا کر کے دے دیتے تھیں میرے دھنسن مگر
 گنہگار نہ تھی، میں درخشاں کو اپنے بازوؤں میں سینے سمیت
 کے آہنی اور سرد ہتھوں سے بچانے کے لیے شہر میں شہر جاتا
 پھرتا تھا، میرے لیے دنیا کی وسعتیں ان نادیدہ شہر کی قوتوں
 کی وجہ سے بہت تنگ ہو گئی تھیں اور پھر۔ میں تھک کر نہ ہوا
 ہو گیا، درخشاں کے قدموں میں ایک نئے وجود کی کوڑوں نے بیڑاں
 ڈال دیں وہ چلتے پھرتے کے قابل نہ رہ گئی۔ غریب جگہ دوڑا اور
 پریشانیوں کے بعد جب اس کی خوشیوں نے بیدار ہو کر اس کے
 وجود پر اپنی نرم اور خندہی چھائیں کاسایہ کرنے کی کوشش
 کی۔۔۔ تو نہایت بجا یوں کے ہنسنے اس کی خوشیوں سے گمن
 بن کھٹکھٹا۔ اندھی اندر چاٹ گئے۔ کیکش۔ کاکش۔
 جیکب کی رفاقت مجھے اس وقت حاصل ہوئی تو شاید یہی
 کاشکار نہ ہوتا۔ درخشاں مجھ سے شرمیلی جاسکتی اور شاید آج
 میں لیں تمہارا اور اس نہ ہوتا۔

"جمل۔ جمل۔ یہ مجھے تم کہاں فائدہ ہو گئے؟
 "آں۔ آں۔ کچھ بھی نہیں۔ میں نے جیکب کی آواز پر جھپٹے
 ہوئے کہا: "تم دونوں کی جھڑب سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔"
 "دوسرا کون؟ جیکب نے مجھے گھومتے ہوئے کہا۔
 "کیکش کو تو وہ شخصوں کو تھکا کر لے گئے تھے کیا تھیں اس
 کے تھکے کی خبر بھی نہیں ہوئی، کہاں کھو گئے تھے؟
 میں نے سنجیدگی سے حالات کا جائزہ لیا، کیکش واقعی
 وہاں موجود نہیں تھا، جیکب کھینچنے کے لیے بڑا کر اسے
 ساتھ لے گئے تھے قانا لاسا کے علاج کے لیے مگر مجھے مطلق
 خبر نہ ہوئی، شاید میں جیکب کی شخصیت اور اپنے ماضی کے لئے
 باتوں میں الجھ کر اتنا غمو ہو گیا تھا کہ وہ بڑے بڑے اور کیکش
 کے جانے کی خبر بھی نہ ہو سکی تھی جیکب کو غمیں کرنے کی
 خاطر ملدی سے بولا۔

"رات میں دیر تک جاگتا رہا شاید اسی لیے کچھ دیر کو
 میری آنکھ کھلی لیکن کیکش۔۔۔"
 "وہ شخص عورت کو پریشان کھیل رہی تھا یا آتی تھی؟
 جیکب نے برا راستہ بنا کر کہا: "اس نے کیکش کو بتایا کہ رات
 وہ اور اس کا مرد بڑا سکون اور آں سے گری نیند سوئے
 تھے لیکن صبح وہ بیدار ہوئی تو کہیں کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور
 لاسا اسے خون میں لت پت نظر آیا۔ کیکش نے سنے ہی ان

کے ساتھ چلا گیا۔
 "کیا تمہیں اس حادثے سے کوئی دل چسپی نہیں تھی؟
 تیری ساری زندگی کا نشانہ بن گیا تھا۔ کوئی چیز ہوتی ہے جس سے
 دوست ہو سکتا ہو۔ میں بھی چاہتا تھا کہ اس سے چاروں پر
 کیا گزری ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے باہر نکل گیا۔
 میرے ذہن میں گزشتہ رات کا ایک ایک منظر گھوم
 گیا رہا ہے وہی بیان دیا تھا جس سے جس نے ذہن نشین کر لیا
 تھا لیکن میں قریب ہی کھڑا تھا کہ حادثہ لہا لہا چلا گیا تھا،
 روپاک کی طرف سے میرے دل میں کوئی خدشہ نہیں تھا لیکن لاسا۔
 جس نے اسے بے ہوش کی حالت میں چھو لیا تھا، اس کا خیال
 تھا کہ لاسا بکوش میں آنے کے بعد اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے گا
 نامی کے واقعات کا ذکر اس کے جسم میں ساریت کر کے اس کی...
 یادداشت الٹ چلتی کر کے لگے گا۔ لیکن یہ ضروری تو نہیں تھا
 مضبوط اعصاب والے افراد اپنے اندر بڑی سے بڑی ٹوٹ
 چوٹ بھی برداشت کر جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں لاسا تو
 گندی طاقتوں کا مالک تھا، ہر سکتا تھا کہ کسی کو قوت لے
 لے بڑھتی کی حالت میں بھی اس کی مدد کی ہر اور اس کے ذہن کو
 محفوظ رکھا ہو۔
 میں تیرے تہ ذہن آگیا تھا تو اسے پر آگیا لاسا کے کہیں کے سامنے
 اچھا خاصا جہم ہو چکا تھا۔ اس سے اس کی چیخوں کی آوازیں
 بھائی کی سے بڑی نہیں تھیں۔ میں نے اپنی رفتار اور تیز کو دھماکا
 نو پیرا ہوا انداز میں ہر تیزی سے بھائی کی اصل چٹین لاسا کے
 جسم پر وہی لباس تھا جس نے رات پہن رکھا تھا اور اسے
 میری نظروں کے سامنے ٹامی نے اپنے تیز جانسن سے تار تار کر
 کھالائی تھی اس وقت وہ لباس ثابت نظر آ رہا تھا البتہ اس
 پر خون کے جھپٹے تھے۔
 لاسا کو ہمارے کے ٹیلے کے دو افراد نے بکھڑا رکھا تھا۔ اس کی
 پیشانی پر زخم کا فاسا بڑا نشان نظر آ رہا تھا اور وہ ہاتھوں کی
 طرح دایہ تیار ہی کب رہا تھا۔ اس کی ذہنی رو بیک بچی تھی یہ
 اس لیے تو نہ نہ آدمیوں نے اسے مضبوطی سے بکھڑا رکھا تھا اور
 کیکشس قریب جیٹا اس کا معائنہ کر رہا تھا۔ میں ابھی چھٹی چھٹی
 لگا ہوں سے لاسا کی وحشت اور دیوانگی کا مشاہدہ دیکھنے میں مصروف
 تھا کہ میکس میسے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اس وقت بھی
 قطعی باطل اور بے پروا نظر آ رہا تھا۔ میں نے غیر اعتدائی طور
 پر اسے مخاطب کرنا چاہا۔
 "مستر میکس کل رات...
 میں کن پچھلے دنوں میرے محترم۔ جس نے ٹیٹ کر میری

ند کو سکا لیکن اس کی قسمت اچھی تھی جو یہ دیکھ کے لوہے سے
 چھو کر رک گیا پھر میں نے دو دو کر اسے کھڑا کیا ہوا تو شاید دوسرے
 جیلے میں سے لہروں کے درمیان پڑا ہو گا۔ ہاتھ دیا۔ پیشانی
 کے زخم اور ضرب کی جگہ پر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ میں نے
 اسے اٹھا کر واپس اس کے کہیں میں ڈال دیا تھا۔ لیکن اب
 یہ ہاتھوں کی طرح شو کیوں پی رہا ہے؟
 "یہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہے سڑاٹھے۔ کیکشس نے
 اٹھتے ہوئے سیدھی گئی ہے کہ اسے اچھی ہندو گاہ تک نہیں لے سکا
 کر لکھنا ہو گا۔
 "باندھ دو۔ باندھ دو۔" ایٹے نے اپنے آدمیوں کو پکار کر
 سے حکم دیا۔ رانی کی کچی خواب زیادہ مقدار میں پی لی جانے تو
 کھوپڑی اسی طرح چلتی کر رہی تھی کہ وہ دو قہقہوں میں
 آپ ہی آپ ٹھیک ہر ملے گا۔
 ایٹے کے حکم پر لاسا کو اس طرح دوسروں سے بکھڑا دیا گیا کہ
 وہ ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلا سکتا تھا، کچھ دیر میں یہ خبر ہمارے
 ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیل گئی کہ لاسا کثرت سے
 نوشی کی وجہ سے پاگل ہوا ہے۔ وہ انتشار جو کچھ دیر پیشہ عملے کے
 افراد کے ذہن پر طاری تھا ایک سخت یادوں کی طرح چھٹ
 گیا اور اب وہ دل کھول کر لاسا کی دیوانگی کا مذاق اڑا رہے
 تھے۔ البتہ پائنتے کی حالت سے دو چار تھی اور کھلکی باندھے
 اس کے گھٹنے پر رہی تھی۔
 ہر لاسا کے کہیں سے نکل کر دوبارہ عرشے پر آئے تو کچھ
 اجازت لے کر نرمل دل رام کی سمیت چلا گیا، کیکشس کو نہ مانی
 لی تو اس نے سیدھی گئی کہ اسے یاد حال۔ یہ لاسا والا کہیں بھی
 میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔
 "کیا مطلب؟ میں نے وضاحت چاہی۔
 "یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ وہ اپنا ذہنی توازن
 کھو بیٹھا ہے لیکن اس کی وجہ شراب نہیں کھا رہا ہے۔
 "کیا لاسا کی پیشانی کا زخم تشویش ناک نہیں ہے میرا مطلب
 ہو سکتا ہے کہ زخم کی وجہ سے اس کے ذہن کو ہچکچا لگا ہوا اور
 اس کی یادداشت متاثر ہو گئی ہو۔ میں نے کیکشس کو مطلع
 کرنے سکھایا۔ پتا خیال ظاہر کیا کہ دیوانگی اور پاگل پن قہقہے
 ہو سکتا ہے۔
 "شاید۔ کیکشس نے ہرٹ لکھتے ہوئے بڑا مختصر سا
 جواب دیا۔ اس کا ذہن اب بھی ٹھیک لاسا میں اٹھا ہوا تھا
 لیکن جب وہ اپنے کہیں میں داخل ہوا تو کیکشس کو دیکھ کر
 اس کے چہرے پر اچانک شرمیلا ہوا تھا۔ بھراؤنی۔ میں بھی

اپنی منہی ضبط نہ کر سکا۔
 جیک کیکشس کے کہیں میں آنکھیں بند کیے کھڑا نہ
 ہی منہ میں کچھ بے بار اٹھا اور بار بار ہاتھ سے اپنے پرچم
 کے نشان بنا رہا تھا، ہمارے قدموں کی آہٹ اس کے اس نے
 آنکھیں کھول دیں پھر کیکشس کو دیکھتے ہوئے سیدھی گئی
 سے پوچھا۔
 "کیسی حالت ہے اس شخص کی؟ زندہ ہے یا قلعہ پاک
 ہو گیا؟
 "مگر زخم ہو گیا کیکشس شوخی سے بولا۔ تب راتے
 کا لٹا ہوا کیکشس کے کہیں میں لاسا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے
 لیکن اس کی تینوں و قبیل ہوئی رو پائے بغیر و عاقبت ہے اور
 اچھا دہی خیریت اب ہم لوگ خدشے تک چاہتے ہیں۔
 "تمہیں آپ عظیم کی قسم، ٹھیک ٹھیک بناؤ۔ کیا بات
 ہے؟ جیک نے کھلم کھلائے ہوئے پوچھا۔
 "لاسا کو آج صبح اچانک اس بات کو علم ہو گیا تھا کہ اس
 کی بڑی نے ایک رات لیٹنے کے کہیں کے دروازے پر ضرب
 خرابی کا باریک لباس پہن کر دستک دی تھی چنانچہ وہ یہ صدر
 برلاشت کر سکا اور...
 "پاگل ہو کر ہلاک ہو گیا۔ اور زیادہ منہ سیت پھیلانے کیلئے
 زندہ ہے۔ جیک بھلاتے ہوئے بولا۔
 "یہ تمہارے لیے ساری موقع ہے فائدہ جیک۔ کیکشس
 نے کہا۔ یہ پاکی دیوٹی کے لیے اس وقت نہیں اس کے پاس
 ہونا چاہیے۔
 جواب میں جیک نے کوئی تلخ اور سخت بات کہی جا ہی
 تھی لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور ہمیں کھانے
 والی قمار کھانوں سے گھورتا ہوا کیکشس کے کہیں سے
 باہر نکلا۔ جیک کے چہرے کے بعد کیکشس نے پھر لاسا کی
 دیوانگی کے سلسلے میں سیدھی کی اشتیاق کرنی جا ہی لیکن میں اس
 ڈر سے بچنا چاہتا تھا کہ اس کے کچھ دیر بیٹھا لیٹ ہی جاں ہو کر
 رہ جائے اور اسے کہیں میں آگیا۔
 جس نے جو چاہا تھا اور میں انداز میں سو رہا تھا تب
 کچھ ایسی طرح ہوا کہیں میں آکر میں بہت دیر تک اس کے پاس
 بیٹھا رہا۔ پھر میرا ذہن وہ نشان کی طرف چلا گیا۔ مجھے ایک
 مسلمان کی حیثیت سے یقین نہیں تھا کہ وہ مجھے کسی دنیا میں
 دوبارہ مل سکے گی لیکن واقعات اور حالات سے یہ سب ممکن ہے
 یا نہیں کہ سب تھے۔ پڑت بجاریں اور ہر گونہ نے درختان
 کی زندگی میں بھی میرے سوا پر آدم خور گدگدوں کی طرح لینا کر دی

وہ خود کو خندا رکھنے پر مجبور ہو گیا۔

انہما کے آتش سے نکل کر میں سیدھا حویلی کی طرف واپس ہوا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ آج کا کام کل ہی نہ کر لوں اور پندت ام پر کاکش سے بھی دودھ دلا دھو کر نہ چلوں لیکن حویلی سے میری زیادہ دیر بھر جا سکتی تھی اور پشیمان کر سکتی تھی اس لیے میں نے ام پر کاکش سے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ بول بھی میں وہ پر کے کھانے سے قبل حویلی پہنچنا چاہتا تھا لیکن ذرا دیر کی جا بکھرتی اور برقی رفتار سے باوجود میں بولنے دیکھتے پہلے حویلی میں پہنچ سکا۔ میرا اندیشہ غلط نہیں تھا۔ درخشاں میرے لیے سخت پریشان تھی۔ میں جاگیر کے کام کا بنا نہ کرکش چکا تھا۔ درخشاں مطمئن ہو گئی۔ اس نے ذری حویلی پر چڑھ کر کھانے کا دل آویز مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھر کر میرا استقبال کیا۔ لباس تبدیل کرنے میں میری مدد کی۔ چھرب میں اس کے ساتھ میز پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا تو اس نے وہی زبان میں کہا۔

جمال۔ میری بھی یہی خواہش تھی کہ آپ جاگیر کے کام میں دل چسپی لینا شروع کر دیں لیکن ایک درخواست ہے میری۔ ہم دو درخشاں۔ میں نے اسے پیادے دیکھتے ہوئے کہا۔ درخواست کا لفظ تھا ذرا زبان پر چھٹا نہیں۔ مجھے اپنا مقام معلوم ہے جمال۔ وہ مسکرا کر بولی۔

میرا جیسا آپ کے تذکرے میں ہے، مجھے وہاں پہنچنے سے تم قدموں میں ہو گئی تو آنکھوں سے فانی ہو جائے گی۔ وہاں کن لے گا۔ آپ کو اختیار ہے۔ اس نے شرارت سے میرے جواب دیا۔ کسی اور کو آنکھوں کی زینت بنالیں ہیں اور حق نہیں کر سکتی۔ میں نے اسے لہلہا ہاتھ سے اس کا ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔ میں اور تمہارے سوا کسی اور کے ہاں میں سوچوں۔ خدا کرے اس سے پہلے۔ میں بستی کرتی ہوں۔ وہ یکدم گھبرا کر بولی۔ ایسی بری باتیں زبان پر نہ لائی میں بھی نہ لایا کیجیے۔ چلو گھٹی ہو گئی۔ معاف کر دو اور یہ بتاؤ کیا چاہا۔ وہی نہیں؟ میں نے اسے پیادے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ حویلی سے کہیں باہر جا کر لیں تو مجھے بتا کر جایا کریں۔ اس نے آہستہ سے کہا۔ اس طرح مجھے بھی اطمینان ہے گا۔

اطمینان۔ میں کبھی نہیں؟ میں نے پوچھا کہ درخشاں کو رونا سخت غلب نظر سے دیکھا میرا دل اچانک دھڑکنے

درخشاں۔ میں کانپ اٹھا۔ کیا تمہیں اپنی غلطی پر اللہ مجبور ہے۔

چھری بچی کی طرح سوچنا شروع کر دیا، اس نے میرے پر کے اثرات پر پڑے تو پیادے میرے کلاں پر چسکی پڑے ہوئے شرمیلی سے بولی۔ اگر مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو تمہارے چسکے سے تمہیں چھوڑ کر پھر بوجھتی مگر ایسا نہیں ہے۔ میں نے تمہیں کی گواہیوں سے لڑ کر کہا ہے اپنی مرضی سے اپنا دھرم بدل کر پیادے دشمنوں سے منسوب کیا ہے۔ تمہیں پانے کے لیے اپنا دھرم ترک کیا میں اپنا جیون بھی ملیدان کر سکتی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ جذباتی ہوئے گی۔

ایک بات کہوں جان کن۔ میں نے اس کی بھینگی ختم کر کے کی خاطر اسے چھوڑا۔ بخدا دی زبان سے بندی کے لفظ بڑے بھنے گئے ہیں۔

میری طرف سے اپنے دل میں ایسا خیال بھی نہ آنے دیا۔ یہ میری اندر سے پیادے کی توہین ہو گئی۔ اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے میری ہاتھ کو نظر انداز کر کے آہستہ سے کہا۔

اچھا! نہیں سوچوں گا ایسی باتیں۔ میں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا پھر اسے گھوڑ کر لایا۔ تم بڑی جاہل! وہ بات پھر بڑی خوب صورتی سے مال گئیں جو کھانے کی میز پر شروع ہوئی تھی۔

جمال میں چاہتی ہوں کہ تم کہیں جایا کر دو مجھے بتا دو کہ میں پریشان نہ ہو کر ہوں۔ وہ بھینگی سے میری ذوق دیکھتے ہوئے بولی۔ اس کے لیے میں مختار تھی، اپنا اختیار تھی اور اس کی جھین جھین گری سننے کی آنکھوں میں بے بسی لے جایا۔

یہ پانہ نظر آ رہا تھا۔ پریشانی سے تھا ہی کیا ملا ہے۔ کیا میں بچے ہوں جو رزق پر کھینچے کھینچے، مگر ہر جان کا یہ کوئی مجھے نانی کی لٹکے لے کر اٹھائے جائے گا؟

تم مجھے کی کوشتی کیوں نہیں کرتے؟ درخشاں نے میری طرف جھکتے ہوئے کی پھر میرے ہاتھوں میں اپنی آنکھوں کو کھینچتے ہوئے بولی۔ تو تم تازہ ہر زور اور تڑپ کا احساس زیادہ نہیں ہوتا لیکن۔ خدا کرے کہ درخشاں میں نے اچھے ہوئے کہا۔ ہر کچھ کتنا ہے ایک بار کہہ دو تو زیادہ پریشان نہ کرو۔ میں تمہیں ڈیڑی اور دن کے پندت پندتوں کے جتنے کے ہاں میں بتا چکا ہوں۔ وہ بھینگی سے بولی۔ تو تم ان لوگوں سے واقف نہیں ہو میں جانتی ہوں کہ وہ اوپر سے جتنے

ایسے اہم صاف نظر آتے ہیں اندر سے اتنے ہی میلے اور سیاہ ہیں۔ مجھے ان لوگوں سے کیا لینا ہے؟ میں بڑی کھیر کس خیال سے کہیں میری بات سے درخشاں کی دل آزادی نہ ہو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے جو کہ لینا تھا وہ لے چکا اب ان لوگوں سے مجھے کچھ نہیں چاہیے، بھول جاؤ انھیں۔

میں انھیں بھول بھی ہوں حال لیکن وہ۔ وہ ہیں اسانی سے نہیں بھولیں گے۔ درخشاں نے بھینگی سے کہا۔ ڈیڑی کے حلقے کے لوگ انھیں سین سے نہیں بیٹھنے دیں گے پھر کے کھاتے دیں گے۔ پھر کے دیں گے۔ وہ ہر وقت پر مجھے تنہا ہی زندگی سے واپس نکال لے جائے گی کرکش کریں گے۔

اور تھا رکھا خیال ہے؟ میں ہاتھ پر ہاتھ کے دور بیٹھا تماشہ دیکھتا رہوں گا۔ میں نے ہونٹ چبائے ہوئے جواب دیا۔ انھیں کھل کر سامنے آنے دو، خدا کی قسم میں ان کو جین کر موت کے گھاٹ اتاروں گا، میری زندگی میں وہ تم کو ہاتھ بھی نہیں لگ سکتے۔

وہ اپنے دھرم کی ان کی خاطر اس سے بھی زیادہ دور کی سوچ سکتے ہیں۔ درخشاں ہاتھ ملنے ہوئے بولی۔ وہ کالی کے منہ کے بجائے ہیں، دلوی نے انھیں چھوٹے سے رکھی ہے۔ وہ خود کو اپنی کافی قوتوں کی وجہ سے بہت بلوان سمجھتی ہیں لیکن جا بجا اور تہلیل سے ان کو منور کر دیا ہے۔ اپنی طاقت کے آگے وہ کسی اور کو کچھ نہیں سمجھتے، بیٹھا اور جا بجا کر کے انھوں نے جڑ سے جڑ سے لے لیا۔ میں اس سے ایک گیند پیادے جان۔

میں ذوقی ہوں کہ کہیں وہ تمہیں اکیلے میں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں؟ وہ بڑے پیچ میں گری سے گری حرکت کر گرنے سے بھی روکتے نہیں کریں گے۔

ایک بات پر مجھوں گا میں نے درخشاں کو کرتے کی خاطر پر چھتا۔ ہندی شادی کو آج پورا ایک ماہ ہو چکا ہے تمہیں آج ہی ان باتوں کا خیال کیسے آ رہا ہے؟

طلسم زادی

☆ ایم۔ اے راحت

روشنی کی دنیا سے دور پراسرار دنیا کی کہانی، جہاں مافوق الفطرت زندگی کا دور دورہ تھا۔ دو دشمنوں کی عجیب داستان، جنہوں نے جب ایک دوسرے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا، تو ایک ناقابل یقین کہانی نے جنم لیا۔

حصہ اول قیمت - 150/-

حصہ دوم قیمت - 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور نمبر 2

سحر و اسرار کی روئنے کھڑے کر دینے والی داستان

خبثیت

انکا 'اقابلہ' سونا گھاٹ کا بیماری، غلام روہیں جیسی لازوال کہانیوں کے خالق انوار صدیقی کی ایک نئی اور چونکا دینے والی کہانی۔
قدم قدم ایک منظر حیرت انگیز، لمحہ لمحہ رنگ بدلتے اطوار
گناہ کی داسیوں کی مستیاں، حرم و حوس کے پجاریوں کے چہرے

پانچ حصوں میں مکمل سیٹ قیمت - 200/- روپے

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور نمبر 2

ایک ایسی جاکر بیٹھی تھی، احمد علی کی اچانک موت نے میسے ذہن پر گرا کر کیا لیکن قدرت کو شاید یہی منہ نہ تھا۔

میرا خیال ہے کہ کتنا یہ اس غریب کی حرکت قلب اچانک ہو گئی ہوگی۔ اس نے اس آواز میں کہا: یہ بھی قسمت ہو کہ خدا کا ہسپتال قریب تھا ورنہ مجھے زیادہ دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

کہاں سے آئے تھے پھر کیا شش نے پوچھا۔
میرا گھر کے ایک طرف کا کمرے میں کچھ لوگوں سے مل کر رہتا تھا۔ میں نے دوسرے کوئی سے کام لیتے ہوئے کہا: میرا یہ احمد علی کی موت کے بارے میں تھا اور کیا خیال ہے؟
ڈاکٹر عارف نے اسے آئینہ کیا تھا، وہ جی تقصیل رپورٹ لکھ رہے ہیں۔

میں نے ہسپتال کے ایک آدمی کو بھیج کر گریج سے منتری کو بلوایا اور اپنی گاڑی بھجک کرنے کے لیے اس کے حوالے کر دی۔
میرا دل لگتا تھا کہ ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا اور دو نشان کو بھی اپنے دل سے باخبر کر دیا تھا البتہ احمد علی کی موت کی خبر کو چھپا دیا تھا اس لیے کہ درخشاں بھی مرنے والے کو بہت عزیز رکھتی تھی۔
کیا شش اور میں بیٹھے اس کے پاس میں بائیں کرسی پر تھے کہ ڈاکٹر عارف بھی کمرے میں آئے۔

کیا رو کر پوچھا: کیا شش نے پوچھا: مرنے والے کو موت کو سزا دے گا۔ ڈاکٹر عارف نے کہا: ڈاکٹر عارف نے یہ جہ ہے۔

کیا مطلب تھا میں نے پوچھا: پوچھا۔
ماں کے دماغ کی شش میں اچانک کسی دباؤ سے بھٹ گئی تھی اور غم گم گیا تھا اس لیے اس کی موت واقع ہوئی۔
آپ نے رپورٹ تیار کر لی۔ کیا شش نے پوچھا۔
جی ہاں۔

ڈاکٹر عارف کے جانے کے بعد کیا شش نے دیوان کی کوبلر کی شش کی تجزیہ و تحقیر کے لیے مزید ہدایتیں دے دیں پھر وہ میری دھم سے پہلے کی تیاری کرنے لگے۔ میں تو شش میں احمد علی کی موت کے بارے میں خود کو تڑپا رہا، وہ مجھ کو زندہ کرنا اور ہسپتال میں احمد علی کی ششوں کو دھوم دھن سے کامیابی سے تھام لیتے ہوئے ایسی کہ بات شش میں تھی جسے اس کی پریشانی یا ذہنی دباؤ کا سبب نہیں ہو سکتا، اس کی تنخواہ بھی مناسب تھی، وہ درخشاں نے ششوں کو کراس میں تھوڑا اضافہ بھی کر دیا تھا، وہ حویلی کے اس مرنے میں دہشتا تھا جہاں ملازموں کے کورڈر بیٹھے تھے تنہا آدمی تھا اس لیے میں نے اس کی آسانی کے لیے بطور قاصد اس کے

کھانے کا بندوبست بھی حویلی کے قاصد یا دوجی خانے سے کر کے تھا۔ بظاہر وہ بڑا خوش حال اور مطمئن نظر آتا تھا۔

کیا شش اپنی تیاری مکمل کر کے تقریباً نصف گھنٹے بعد دوبارہ کمرے میں داخل ہو کر کھڑا کھڑا اٹھ اٹھ اور غم سے نظر آتا تھا۔
"اگر یقین بیان کچھ ضروری کام ہیں تو میں تمنا چلا جاتا ہوں حویلی کا قاصد ہی کتنا ہے۔ میں نے کیا شش کی انجمن کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے ڈاکٹر عارف کو ضروری ہدایتیں دی ہیں یوں بھی آج مجھے فرصت ہی فرصت ہے۔ کیا شش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر میسے ساتھ باہر آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا، گاڑی ہسپتال کے احاطے سے نکل کر گلی سڑک پر آئی تو اس نے حقوڑے توقف کے بعد ٹری جمی کی سے مجھے مخاطب کہتے ہوئے کہا: جمال کیا تم تنہا سکتے ہو کہ احمد علی کو ایسی کم سن سی پریشانی لاحق تھی جو وہ بڑے پیر کی طرح لگتا تھا۔
"یہی بات مجھے بھی پریشان کر رہی ہے۔ میں نے غمزدہ کی حالت میں جواب دیا: جمال تک میرا خیال ہے وہ ہر طرح سے آسودہ حال تھا۔

پھر اچانک ذہنی دباؤ کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟
"اس کا اندازہ تو تم مجھ سے بہتر کر سکتے ہو۔

"کچھ بائیں انسان کی سمجھ سے بالاتر بھی ہوتی ہیں۔ کیا شش نے اسے سڑک پر نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا: میں کل سسٹم

اداری طوائف کے ذیلیہ پیش آنے والی اموات کو میں نے ہی بہاری اصطلاح میں موت دوم کی ہوتی ہے، طبعی اور غیر طبعی اودان دونوں اقسام میں مختلف قسم کی اموات کے مختلف نام اوداس کی وجہ بھی ہوتی ہے لیکن...."

"تم آخر کتنا کیا چاہ رہے ہو؟ میں نے کیا شش کی گفتگو سے اچھے ہوئے پوچھا: کیا احمد علی کی موت اداری توہوں کا نتیجہ ہے؟

"ہاں۔ اوداس کی وجہ جانتے ہو؟ کیا شش پوچھ رہی تھی۔
"کیا مطلب تھا میں نے حیرت سے پوچھا: پوچھا۔
"جمال کیا یہ درست ہے کہ تم کوڑی کے بڑے مندر میں پنڈت آدم پر کیا شش سے ملے گئے تھے؟

"ہاں۔ میں انکار نہیں کروں گا میں نے حیرت سے پوچھا: پوچھا۔
"پنڈت آدم پر کاشمیر نے احمد علی کو اپنی پراسرار طاقتوں کا نشانہ بنا کر یقیناً آئندہ کے لیے ہر شیا دہنے کا اشارہ کیا ہے۔
"اوہ۔ میں ہنست چباتے ہوئے بولا: تمہیں کیسے معلوم

جہاں میں رہے مند گلیا تھا
 جس وقت میں ہسپتال سے روانگی کی تیاری کر رہا تھا اس وقت ہنٹ اوم پر کاش نے اپنے ایک چلے کو سیر پاس بھیجا تھا کہ وہ مجھے احمد علی کی موت کا سبب بتا دے۔
 کیا کاش نے سنجیدگی سے کہا: میں ان باتوں کو نہیں مانتا لیکن احمد علی کا میرے ہسپتال کے قریب ہی سچ کھاتے سے دو چار ہوا اور ایک بریلہ ہیرج کیا تم ان باتوں کو اتفاق کہو گے۔
 کیا کاش میں نے غصے سے اپنا مہوٹ کاٹے ہوئے پارچہ کیا تھا ہے ہنٹ اوم کو کاش نے میرے لیے پھر کوئی پیغام بھیجا ہے؟
 میں اس کا چیلانے صرف احمد علی کی موت کا کالان بنا کر لے دوسرے واپس چلا گیا تھا۔
 تمہارا کیا مشورہ ہے؟ میں نے کاش کو کرشنے کی کوشش کی۔ کیا پہلے ہی قدم پر میں اپنی شکست قبول کر لیں کیا ہنٹ اوم پر کاش کے اشارے پر خوف زدہ ہو کر درختوں سے زبردستی کنارہ کوئی اختیار کر لیں؟
 میں کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرنا چاہیے گا یہاں بہت کا کوئی ایسا راستہ جس سے سانب بھی مر جائے اور لاگتی کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔ کیا کاش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
 جہاں تک مجھے کوئی چھوڑنے کا سوال ہے تو میں اگر تھادی بچہ ہوتا تو موت کو ترجیح دیتا۔
 زبردہ یاد میں نے اپنی مسرت کا انہار کیا۔ میں تھادی نزل سے میں ایک درختنا چاہتا تھا۔
 لیکن تم نے ہنٹ اوم پر کاش کو چھڑ کر رکھا نہیں کیا۔
 کیا کاش رولہ تم نہیں جانتے کہ اس نے تمہیں چسپاؤں کے ہڈی مٹی میں شکنجیاں پرانت کر لی ہیں اس کی نظروں کا ایک بلا ہوا اشارہ قیامت بن سکتا ہے اس کی پیشانی کا ایک ہل کسی کی موت کا سبب بھی بن سکتا ہے احمد علی کی مثال تھا۔
 سامنے ہجو رہے۔
 موت برحق ہے میری جان۔ میں نے کیا کاش کو دیکھ کر مکرانے کی کوشش کی۔ ایک ڈاک بزن تو جانا ہی ہے پھر بزدلی سے کیوں نہاد ہی سے غم غم ہو کر اور دھن کے بات کچھ کہنے کے بعد کہیں نہ رخت سفر نہ چاہیائے۔
 ناشی مندی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ کیا کاش تھلا کر لہلا۔
 اور دھن مندی اسی میں ہے کہ وہ درختوں کے سامنے ان باتوں کا کوئی حکم نہیں کرے وہ نہ وہ پریشان ہو جائے گی۔
 میں نے بے پروائی سے کہا۔
 میں کوئی کے اندر داخل ہوا تو درختوں نے ہنگے بڑھ کر

مجھ پر سوالوں کی بوجھاد کر دی اسے احمد علی کی موت کی ہر ہل گئی تھی۔ میں نے اس سے وہ بات چھپانی چاہی تھی لیکن کاش نے اسے بتا دیا تھا کہ مرنے والا ایک ایک ایک چیز متوقع حال ہے۔
 قشاکر ہو گیا ہے۔ میں نے درخشش کو بھی نے کی کوشش کی کہ احمد علی کی موت پر ہیرج کا نتیجہ ہے کیا کاش نے اسے کوشش کے بیان کی تصدیق کر دی اور درخشش کا برعکس ہر گئی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں کی الجھن اس بات کی غازی کو بری تھی کہ وہ کیا کاش یا میری بات کے علاوہ کوئی بات سوچ رہی ہے۔ ہم آؤں کرنے کی غرض سے جب احمد علی کے میں گئے اس وقت بھی وہ بھی بھی نظر آ رہی تھی مہلے کی خیالوں میں غرق تھی۔
 وہ کہہ تم ان درخشش میں نے بے پروائی سے کہا تھا۔
 مجھے بھی بے حد مزین تھا لیکن بادی اس کا کیا کرنا ہے۔
 واپس تو نہیں لاسکتے۔
 وہ کہہ تو جاتا ہے اپن کے پھر جانے کا۔ درخشش لہلہ۔
 انسان جانو پالتا ہے تو اس کے مر جانے پر بھی ادا کس پر جاتا ہے۔
 تم ٹھیک کہتی ہو لیکن....
 جمال۔ درخشش نے میرا جلد کاٹ کر سوا لہ نظروں میں جی جانب دیکھا۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ احمد علی بریلہ ہیرج کا شکار ہوا ہے؟
 کیا مطلب۔ میں نے قدرے کھینچنے کے انداز میں کہا۔
 کیا تمہیں میری اور کیا کاش کی باتوں پر بھی یقین نہیں آتا؟
 خدا کرے ایسا ہی ہو۔ اس نے میری بات پر ہر آواز بھر کر کہا۔
 تم کیا کچھ رہی ہو؟ میں نے اسے کرشنے کی کوشش کی۔
 میری باتوں کا برا نہ مانا جمال لیکن میں یہ سمجھ رہی تھی کہ شاید تاجا نے اپنے چیلے چارے میدان میں چھوڑ دیے ہیں۔
 بہت خوب۔ میں نے درخشش کی بات کو نہیں سنا۔
 اٹھنے کے کہا۔ گویا تھا راجیل ہے کہ احمد علی کو تھلا کر دیکھ کر کسی ہنٹ پر مجاہد نے ہمارے لیے کہیں کیسے؟ جس وقت وہ حاشیہ پریش آیا اس وقت میں مرنے والے کے ساتھ تھا۔
 اسے کس طرح مارا گیا؟
 تم ان گدی طاقتوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔
 سنجیدگی سے بولی۔ جنرل منتر جانے والے ہنٹ بھلا گیا۔
 جہاں شکیتوں کے ملک ہوتے ہیں سین سنس مہنے وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں وہ سیلوں اور بیکو جی اپنے جنہوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں میں نے تو یہاں

اس مناسبت سے کہ وہ مادہ کی ہڈی بھی اٹاتے ہیں جو درخشش کے ہمارے برادر کو تھی ہے۔
 اور غائب اس ہڈی میں کسی بھی بھری ہوئی ہوگی جو اسے اٹاتی ہوگی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بے اختیار درخشش کو اپنی کوشش میں لے کر لہلا۔ جان میں یہ سب طاقت کی باتیں ہیں۔ قسمت میں ہوگی ہے بریلہ میں پورا ہوتا ہے پھر اور ہر پریشان ہو کر اپنا خون جلا نے سے فائدہ؟
 بے صوف تھا دی فکر پریشان کیے رہتی ہے جمال؟
 میں نے مسکراتے ہوئے کہہ کر لہلہ۔
 گھبراہٹ میں مجھے کچھ نہیں ہوتا۔ میں نے شوخی سے کہا ہر ہوتا ہے مختلف ہاں ہوگا۔
 خیر۔ درخشش نے برے بابے کہا پھر میری خوش حال کر رہی تھی ہونے دو سہ کرے میں جلی گئی۔
 مجھے خوشی تھی کہ میں درخشش کے ذہن سے احمد علی کی موت کے بارے میں کہہ کرے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن دوسری جانب کاش کی باتوں کا یقین بھی آگیا تھا۔ احمد علی یقیناً گدی لہلہ کا شکار ہوا تھا۔ درخشش نے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا تھا۔
 اس کا ایک کھیل شروع ہو چکا تھا۔ ہنٹ اوم پر کاش نے ہنٹ اوم کوئی نہ کوئی نہنگی حکم کے مطابق جنگ کیا تھا۔
 میں نے کاش کے قہقہے ایک بار تیرا در کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کی قریب لانا میں اور اگر میں نے اس کی باتوں پر تسلیم نہ کیا اور درخشش سے دست بردار نہ ہوا تو میرا انجام بھی احمد علی سے مختلف نہ ہوگا۔ وہ دور در کوئی ایک چھڑے بنا ہے بھی موت کے گھاٹ آتا سکتا تھا لیکن۔
 اگر وہ ایسا کر سکتا تھا تو پھر اسے اس قدر کس بات کا تھا؟
 اس کے بعد درخشش آزاد ہوئی، پھر وہ اسے واپس لے کر اپنے تھے وہ بارہ اپنے دنگ میں دنگ سے تھے اپنے سانچوں کے اوپر سے تھے مگر نہیں۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔
 اس کے دل میں میری جنت کی جڑیں بست گئی اور مفہوم ہوا کہ وہ انہیں آسانی سے نہیں اکی ڈنکتے تھے میری موت کے بعد درخشش کی نفرت ان کے لیے دھند ہو جاتی، وہ اس بات کی بات واپس جانے سے انکار کر دیتی تھے جو کر اس کے لیے لہلہ لہلا کر اس کا شکوت درخشش کے دل میں ایک کچھ بھرا ہوا تھا۔
 وہ ہر نہیں کر سکتے تھے۔ پھر۔ وہ کیا چاہتے تھے؟ شاید وہ چاہتے تھے کہ میں درخشش کو کھلا دوں اس سے منہ موڑ لیں۔
 وہ ہی چاہتے تھے میری محنت نفرت میں تبدیلی ہوتی تو اس کے دل پر جوت گئی شاید وہ اس کو کچھ بزدلت

کر سکتی، مجھ سے دل بڑا تھ۔ ہونے اور پھر چارو ناما پار اپنے رلے گھر کی سمت واپس چلے جاتی، وہ یقیناً ایسا ہی سوچ رہے تھے۔
 جہی تو میرے زور پر رادراست وار کرنے سے گریز کر رہے تھے۔
 وہ نہایت مکار اور چال باز تھے دغا بازی سے کالے کو درخشش کے دل میں میری نفرت کے بیج بونے کی کوشش کر رہے تھے۔
 درخشش کو شکار کرنے کے لیے میرے کھانے پر بندھن کو کر دینا چاہتے تھے۔
 میں بڑی دیر تک خیالات کے تانے بانوں میں الجھ رہا تھا۔
 مجھ پر ایک بات واضح ہو چکی تھی، وہ مکمل کر کے نقصان نہیں پہنچاؤں گے اور اس خیال نے مجھے ایک نئی قوت بخش دی۔
 ہیرج سے ایک بار پھر اترا گیا لیکن اسی شام ایک طرف نہ۔
 ہمیں آگئی جس نے میرے ذہن کے وقتی سکون کو بھر پور کر دیا۔
 درخشش کے ساتھ شام کی چائے پینے کے بعد یوں ہی چل قدمی کرنے کی غرض سے اپنے باغ میں آگیا۔ درخشش بھی میرے ساتھ آتا چاہا تھی لیکن سویا کے آجانے سے اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ سویا کو لے کر ڈرائنگ روم میں چھپی گئی تھی۔
 باغ کا ایک چوکھٹا کر میں واپس چلی کی جانب آ رہا تھا کہ مجھے سامنے سے اپنے کوی لے لے کے کالی جہن لال لہلہ ان جہاں کے ساتھ ہو کر آ رہا تھا۔ جہاں لال کو فائنل تو قہقہے میں آ رہے ہیں دیکھ کر میرا تھا ٹھنکا اس لیے کہ صبح ہی میں اس کی بیٹی ماسی سے برے منہ میں مل چکا تھا۔ وہ شاید بچہ ہی گودھاری لال نے ہنٹ اوم پر کاش کا کوئی ٹیپا پیام نے کیرسٹو پاس آیا تھا۔ اس خیال کے ذہن میں ابھرتے ہی میرے تیرے دل گئے۔
 مجھے اس وقت ملان جی پر بھی غصہ آ رہا تھا۔ میں نے غصے سے ہر شخص کو منع کر دی تھا کہ کسی کو میری اجازت کے بغیر میری کے اسطے میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ شاید دیر لوان ہی اسی لیے جہن لال کے ہزارے میں بھون بھون کر کہ جہن لال کو نفرت بھر نظر دے دیکھتے لگا۔
 پڑہا ملک قریب آکر جہن لال نے ہاتھ جوڑ کر مجھے سلام کیا۔
 کیا بات ہے؟ میں نے گردن کی نفیہ جنبش سے سلام کا جواب دیتے ہوئے پوچھا۔ تم اس وقت سین آ رہے ہیں کیا کر رہے ہو؟
 میرے پاس آیا تھا چھوٹے سر کا داد۔ میں اسے مدھاپ کے پاس بچہ لایا۔ وہ لوان جی تیزی سے بولنے اس کے چہرے پر بڑی گہجہ رنجیدگی مسلط تھی جہن لال نے دیر لوان

ہی کو روکا دیکھ کر مہدی سے اپنی نظریں جھکا میں بات نہینیا
بہم تھی۔

کیا بات ہے دیوان بی تو میں نے دیوان کو وضاحت طلب نظر سے لگا کر
"باہر سے نکال دیں تو مجھے چھوٹے سرکار دیوان آ رہا ہے
باتیں ہوں گی۔ دیوان مجھ سے سوئی کی سمت دیکھتے ہوئے کہ تو
میری انجلی کو بڑھ گئی، شاید وہ کچھ ایسی ہی بات تھی جسے
درختال سے پوشیدہ رکھنا ضروری تھا۔ چند لمحے میں نے مزید
وضاحت مناسب نہیں سمجھی اور جیون لال کو گھوٹا ہوا اس
ملاقاتی کمرے کی سمت قدم بڑھانے لگا جو حویلی کے احاطے سے
باہر تھی، اسی لیے چھوٹی کی گئی تھا کہ ضروری لوگوں کو حویلی سے
دور رکھی جائے، کیا کاش اور سبک دالی وصحت کے بعد سے میں
بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا، میں ملاقاتی کمرے میں اگر بیٹھی تو
دیوان جی نے جیون لال کو گھوٹتے ہوئے قہر سے سخت اور خوشگوار
لیٹے میں کہا: "چل ضرور ہو جا، جو کچھ تو نے مجھے بتایا ہے چھوٹے
سرکار کے سامنے بھی منہ سے اگلے نے خبردار اگر تو نے چہرہ پر کرنے
کی کوشش کی تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا۔"

جیون لال تیس نے دیوان جی کے بگڑے ہوئے منہ کو دیکھ کر
مال سے پرچھا: کیا بات ہے تم کیا کہنا چاہتے ہو؟
"مالک میں آپ کے ایک منہ سے کہنے آیا ہوں۔ جیون لال ہاتھ
باندھ کر بولا: "مجھے اپنی ملازمت سے جواب دے دیجیے؟"

اس کی ملازمت سے پہلے اس نے بڑی سے ملازم
ملازمت نہیں کرنا چاہتا تو خود استعفیٰ دے کر چلے جاؤ کسی جانے
سے جیتنے میں تم سے یہ ضرور معلوم کرنا چاہوں گا کہ ایک شخص
میری ملازمت چھوڑنے کا تہیال کیسے آگیا، کیا تمہیں مجھ سے یا
میرے کسی کارکن سے کوئی شکایت ہے؟

"آپ دیوانا میں مالک میں آپ کے چہروں کی دھول بھی
نہیں دہاؤں جوڑے ہوئے بولا: "مجھے کسی سے کوئی شکایت
نہیں ہے مالک لیکن میں چہرہ جی منہ سے کہنے آیا ہوں کہ آپ مجھے دھکار
کر لیتے چہروں سے دھو کر رہیں؟"

"کیوں تہ میں نے جیون لال کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے
سبید کر کے کہا: کیا یہ ضروری ہے کہ میں تمہیں ملازمت سے ہٹا دوں؟
"مالک تو اس نے سخت زہر لیے میں جواب دیا: "اگر
یہ خبر تو وہ جی کبھی ختم نہیں کرے گا وہ میں۔ مرصاؤں کا لیکن
آپ کے ساتھ تک حوالی نہیں کروں گا۔"

دیوان جی: "میں سب کیا چکر ہے مجھ میں نے لکھتے ہوئے
دیوان جی سے دریافت کیا: "یہ جیون لال کیا کہنا چاہتا ہے؟"
"میں نے پہلے ہی کہا تھا چھوٹے سرکار کو یہ پندرت بخاری

شکم زلات ہوتے ہیں ان کو متنبی ڈھیل دی جائے (غباری
ملا کر آتے ہیں۔ دیوان جی نے عقارت سے ہونٹ چبائے ہوئے
کہا: "جیون لال کی ترجمانی کرتے ہوئے یہ کر دی کے برے
ہم کے بچاؤ کی گروہادی لال نے اسے آج مندر بولایا تھا اور
اب ایسا کام اسے سونپا ہے جو کسی قیمت پر کرنے کو تیار
میں ہے اس کے بچاؤ کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ آپ
اس کی طرف سے کسی شکلی کا تحریک بچ کر ملازمت سے ہٹا دیں
اور اس نے خود ملازمت چھوڑ دی تو وہ کچھ جانیں گے کہ یہ ان
کے سر سے انکار کر رہا ہے۔"

"اس نے کیا سوچا گیا ہے؟ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے
سوال کیا۔
"اس نے گروہادی لال نے اسے منہ سے کہا ایک پتلا دیا ہے جس
کے ہم میں سونیاں چوست ہیں دیوان جی نے رانی میں گروہادی
لال کی شان میں ایک گالی چھینتے ہوئے غصے سے کہا: "اور وہ
"جیون لال کو بیان لاکر آپ کی حویلی میں کسی ایسی جگہ منہ
میں دباؤ تھا جہاں سے آپ کا اور اتھن کا زور ہوتا ہو۔"

"منہ کا پتلا آیا میں نے جو کچھ کہ جیون لال کو دیکھا، میرے
دل کی دھڑکنیں بکھرتی تیز ہو گئیں میں نے بزرگوں سے
سہارے رکھے تھے اگر منہ کا پتلا چڑھی ہوئی سونیاں سمیت کہیں منہ
کو دیا جائے تو اس وقت تک اس آدمی کو کسی کوٹ اپن نہیں
دیا جائے۔"

"اب اس نے پتلا دیا ہے؟ حالانکہ وہ اس میں
ابھی ہوئی سونیاں واپس نہ نکال لی جائیں جتنے عرصے پتلا منہ
بنا ہے۔ پتلا کا بیشکل کر بے فائیت سے دو بار پھینکا جاتا ہے۔
گو اب احمد علی کے بعد وہ میرے سر پر چھ گھٹنے لگے تو میری
ان کی کوزہ دھو کر دیکر دیکھا جاتے تھے۔ میں کچھ دیر تک ہونٹ
لاتا رہا پھر میں نے دیوان جی سے پوچھا: "وہ پتلا کہاں ہے؟"

"میں اسے میں باؤ تھکا کر نہی میں بہا آیا ہوں اس کا
میں تو مناسب تھا چھوٹے سرکار نے دیوان جی بولے میں بھی
اس میدان کا پراٹھا کھڑی ہوں گروہادی کو تو ایسا زہر بچھو تو گا
کہ وہ دم مرنا دیکھے گا۔"

"جیون لال تیس دیوان جی کی بات نظر انداز کرتے ہوئے
لا لاکر گروہادی نے تمہیں کیا بات دی تھی؟
"اس نے یہی کہا تھا مالک کہ میں پتلا آپ کی حویلی میں
دل کروں پتلا لال نے ہاتھ باندھ کر کہا: "اس نے مجھے سات
دلوں کی دولت دی ہے مالک اور۔"

"اور کیا؟ میں نے تیزی سے سوال کیا: "تم کچھ لکھتے کتے
کہا کہ میں نے؟"

"اس نے کہا تھا مالک کہ اگر میں نے اس کی آگیا کا پالوں
دیکھا تو وہ مانتی کے کوئل اور قیلے خیر کو گھٹا کر کے اسے کوٹے
پر بچھا دے گا اور مجھے ایسا سزا ہے کہ میں سارا زمین تروپ
تروپ کر گزراؤں گا۔ جیون لال نے مدھی ہوئی آواز میں بولا۔
"اسی کا دن میں منہ کر رہا ہوں مالک کہ آپ مجھے نوکری سے
نکال باہر کریں۔ میرے بچاؤ کا کیل ہی ایک آپ نے ہے۔
"تم گروہادی سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ تم نے وہ پتلا
حویلی میں دفن کر دیا ہے۔ میں نے ایک تجویز پیش کی: "اگر
خرچ مختاری ملازمت بھی رچ جائے گی اور گروہادی کو تم سے
کوئی شکایت بھی نہیں ہوگی؟"

"یہ طریقہ نہیں چلے گا چھوٹے سرکار۔ دیوان جی نے ہاتھ
نلتے ہوئے کہا: "گندی خاتونیں گروہادی کو بتا دیں گی کہ جیون لال
جھوٹ بول رہا ہے اور پھر اس غریب کی منہ اور زیادہ
پلید ہو جائے گی۔" میرے پاس سے اسے دوچارہ زہر میں کسی
سے چٹا کیے دیا ہوں، اس کا اتمام تو فنا وادی اور
نکال سلائی کے صلے میں اس کی تحفہ اس کے پاس پہنچا ہے گی۔
"کوئی اور مناسب اور خوش طریقہ سوچو دیوان جی۔ میں
نے اٹھ کر کمرے میں نلتے ہوئے کہا: "جیون لال کے بعد گروہادی
کسی اور کو بھی اس کام پر تعینات کر سکتا ہے۔"

"حویلی کے احاطے کے اندر وہ آپ کا بال بھی بکھینچیں
کہہ گا۔ ان میں سے بڑے پتلا دیا ہے۔
"ایک چھوٹا ایک بڑا پتلا بھی دفن کر لے جائیں تب بھی
آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔"

"کیا مطلب؟
"میرے سرکار نے پوری سوئی کو احاطے سمیت ایک پیچے
ہوئے بزرگ عالم سے بکھڑا دیا تھا۔ دیوان جی نے کہا: "کچھ دھمکن
نے انھیں بھی پریشان کرنے کی کوشش کی تھی چھوٹی موٹی
خاتون اور چھوٹا چھوٹا ڈکرتے تھے اس لیے آپ کے والد کے
ایک تنہا بزرگ عالم نے کچھ کیوں پر آیت الکرسی اور سورہ
یٰسین پڑھ کر چاروں کنوؤں پر پھونک دیا تھا، اس جھانکے
اند کوئی بھی گندی طاقت آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

"یہ اطلاع میرے لیے نئی ہے دیوان جی لیکن نایت
سکون میں بھی ہے۔ میں نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا:
"میرے لیے کیا حکم ہے چھوٹے سرکار نے دیوان جی ہونٹ
چبائے ہوئے بولے: "آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر دوسری طرف
سے پل کی کئی تو پھر بے اجازت ہوگی۔"

"دیوان جی مجھے آپ کی وفاداری اور محبت پر مکمل یقین
ہے۔"

پیدائش اور علم نجوم

75/-

اکرام العی

75/-

آغا

جہاد پاکستان

100/-

ڈپٹی خیر احمد

60/-

ڈاکٹر صاف

75/-

غلی احمد

150/-

نواب ذوالقادر جنگ

100/-

عظیم مدیر عظیم

125/-

ڈاکٹر حیات علی خان

100/-

مقامین فرحت

125/-

پروفیسر علم الدین

125/-

مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور 2

بولتا: یہاں تو اندر ہی اندر کچھ دیر پہلے ہی تھی اور کسی کو کان نہ
 کان نہ سمجھی نہ ہوئی۔
 ”ہیں اندیشہ تھا کہ تم کو ہمارا تعویذ کر دے نام اپنے نہیں آئے گا
 میں نے سنجیدگی سے کہا۔

مرا اور مجھے یہ خطہ تھا کہ اس نام کی اصلیت یہاں تھے
 جی تم جیسے سے اکھڑ جاؤ گے۔ کیونکہ اس بولہا بہر حال مختار
 املا سے توتا پڑے ہیں کہ ہم نے تمہارا نام شرعیہ مساد
 لکھا ہے۔

یہ کیا ہوتا ہے؟ درخشاں نے جواب بھی تک میٹھی شرابی
تھی چونکے ہوئے سوال کیا۔

”میں بھی آج پہلی بار یہ نام سن رہی ہوں۔“ سلویا بولی۔
 ”وہیے رومانیک لگتا ہے۔“

۲۰۔ رہا تنگ نہ ہوتا بھائی تو تم اسے ایک منٹ بھی اپنے قریب بیٹھے دیتیں۔ گدا کش نے مسکرا کر سولہ کو مخاطب کیا تو وہ بھی جیکب کو دیکھ کر مسکرا دی۔

یہ کیا مطلب ہوتا ہے۔ شتر بے ہمارا کا ہے درخشاں
نے پوچھا۔

۔ یہ بیکل اونٹ کو کہتے ہیں۔ جب تک بے براسا منہ بنا کر جواب دیا تو درد خشاں بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی۔

میں نے جو کہتا ہے، اس کی بڑی کڑواہٹ ہے۔ یہ تو میرے لیے ایک نیا تجربہ ہے۔

کے مشورے کے بموجب میں پہلی فرصت میں والد صاحب سے ملنے کے کسی بزرگ کال سے مل کر اپنے حق میں دعا کرنے کی درخواست کروں گا۔ مجھے یقین تھا کہ اگر کوئی پیرو مجھے مل گیا تو میری تمام پریشانیوں اور انجمنیں دور ہو جائیں گی۔ ذہن کا کچھ بھلا ہوا تومیسے، جن پر بھی مشورہ کی جاسکے، مگر میں نے دو خصال کے خواہدہ حسن پر ایک جبرور نفرت ڈالی پھر آہستہ سے کڑوٹ بدل کر انہیں بند کر دیں۔

آہستہ آہستہ میرے اوصاف پر سکون ہونے لگے۔
 کاخدار مجھے اپنی کشتی وہ آنکوش میں نے کر چھپکیں دینے لگا اور
 پھر۔ پھر میں نے دیکھا کہ والد صاحب کا قبرا یا حجرہ میری
 نظروں کے سامنے ہے وہ سرسے پاؤں تک سفید لباس میں
 بیٹھ کر میرے سامنے کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھ میں سبز دانیاں
 کی تسبیح تھی جس پر ان کی کثمت شہادت آہستہ آہستہ حرکت کر
 رہی تھی۔ ان کے رونق متحرک تھے شاید وہ کوئی غلیظہ بڑھ
 رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں میرے لیے محبت اور شفقتوں
 اور کامیوترن تھا۔ میں نے والد صاحب کو اتنے قریب مجھ
 پایا تو پیالے سے آگے بڑھ کر بولا۔

وہ بابا جانی، آپ تو بہادی دنیا سے منہ موڑ گئے تھے؟
 سہیل: کیس توہدی پریشانی تھی وہاں سے کھینچ لائی۔ والد
 صاحب کی نرم آواز میں سکھ کا لڑن میں گونجی۔

مذکورہ میں جہاں کہہ دے آزاد ہونے کے بعد بھی اپنا
سب ڈپ و بارہ اختیار کر سکتی ہیں پھر میں نے توڑے ڈسٹے
سوال کیا۔

کفر مستبحر جمال : وہ پرہیز سے بولے اور وحشیانہ ہے
 باز کرنے کے بعد دنیا سے بے تعلق ہوجاتی ہیں صرف غیبتی
 حق اور تصوراتی رابطہ مرزا درمیان ہے

... بابا جانی تیس نے دبی زبان میں کہا : حالات کی تتم
خیزوں نے تجھے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے ۔

درخشاں 99

وہ بچے میں حجاب دیا۔ ویلان جی کا مشورہ ہے کہ میں
بچے کے ملنے کے بزرگوں سے رابطہ قائم کریں۔

۹۔ بزرگوں کی صحبت سے ہمیشہ فیض ملتا ہے ایمان تازہ
 ہوتا ہے روبرو ہو جاتی ہے لیکن بندے کو براہ راست
 نصیحتیں دینا حقیقی سے غمناک ہے والد صاحب نے فرمایا اس
 کی مثال دیر ہے لیکن اندھیر نہیں ہمیں اس کی روشنیوں اور
 ان کی نظر رکھنی چاہیے نا

وہ ناشائستہ عزیمتوں اور اچھے وار پر اترے ہیں۔ میں
 ان کا متے ہوئے بولانا انھوں نے احمد علی اور جیوئی لال
 کے قصور مار ڈالا۔

مرتب برحق ہے۔ قدرت اس کیلئے ایک وقت
 ایک جگہ اور ایک انداز مقرر کر دیتی ہے جسے کوئی نہیں
 بدل سکتا۔

۔ لیکن وہ کہیں میرے اوپر غم نہ میا تـ تنگ کر دینا
ہوتے ہیں تو میں ٹرپ اٹھا ۛ میں نے ان کو کیا بگاڑا ہے۔
” جمال بیٹے ۛ والد صاحب نے اک سرد آہ بھر کر کہا۔

مہم۔ میں سمجھا تیس بابا جانی۔ میں نے چمن کے لئے کہا۔

ہاں برسوں میں میں نے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ والد صاحب نے گلہ گیر آواز میں کہا۔
 اسے سنا کہ لڑکھو حال وضع ہے۔

میں۔ میں سعادت کا خواست کاروں بابا جانی۔
گھبراؤ نہیں ہادی وعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ والد
ماستہ بچے کو دے کر کہے۔

میں نے۔ آپ کے دوست پریم ناھ کی بیوی کا گھر ہے
 وہ ہی کرنی ہے۔ میں نے ڈوٹے ڈوٹے کہا۔ وہ مسلمان ہو گئی ہے
 اس کا نام دو خٹاں ہے۔

ہیں وہ درختوں کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں :-
"مجھے معلوم ہے :-

مجھے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے بابا بھائی۔ میں
نے والد صاحب کی نگاہوں میں جھانکتے ہوئے بڑی عاجز سی گما-
"اللہ پھر دوسرے کرو۔ وہ ہنسنے لگا۔ والد صاحب کی
آواز میں کراہٹوں میں گونجنے والی پھر دوسری خبر۔ انداز میں کہ
گما کہ بائیں جانب دیکھنے لگے۔

والدہ صاحبہ کے نورانی چہرے پر انہیں اور پریشانی کے
بے جگہ تاثرات و کچھ کر میں تڑپ آئی۔ وہ کچھ مضطرب نظر
آہستہ تھے، میں نے ان کی نگاہوں کے تعاقب میں بائیں دست

دیکھا تو اپنی ہی خواب گاہ کو دیکھ کر چہرہ اٹھا۔ پھر منامیری
نظر دوڑاں پر بڑی جوشب خروانی کا بدلکا آسمانی رنگ کا لباس
پہنے اپنے آئینہ آہستہ قدم اٹھاتی خواب گاہ سے باہر ماری پھنی اس

کا چہرہ اس وقت سیاہ نظر آ رہا تھا اور بچے کا انداز تیار ہوا تھا کہ وہ اس وقت اپنے ہوش و حواس میں نہیں ہے اس کی جھپٹی جھپٹی نگاہیں بالکل سی پے نور دکھائی دے رہی تھیں جیسے

ان میں زندگی کی کوئی حرارت باقی نہ رہ گئی ہو جیسے وہ خواب میں پل رہی ہو۔

نگتراش

اَقِیْمِ عَلَیْمِ قِیْمَتِ 300

درخشاں کا میں آدمی رات کے بعد اپنی خواب گاہ پر چڑھ کر
کی طرح لیٹے قدموں پر لیٹ کر میرے لیے جیتے بغیر تھا۔ آنکھ
کھلنے سے پیشتر میں جو خواب دیکھ رہا تھا اس کا اقرار بھی نہیں کر سکتا
زیر کہ باقی تھا خلیفہ عالم صاحب ہی نے میری نوبت خواب سے
تعمیقات کی دنیا کی سمت پھیر دی تھی میں درخشاں کو آنکھیں پھاڑ
تعب سے دیکھتا رہا وہ دروازہ کھول کر باہر راہ داری میں گئی تو
میں غصہ نہ کر سکا ایک جھٹکے سے اٹھا اور لپکتا ہوا راہ داری
میں جا کر درخشاں کے سامنے اس کی راد کی دوا دیں گی۔ اس نے
مجھے دیکھا تو اس کے بڑھے ہوئے قدم لکھ گنگے لیکن اس کی چٹائی
پیشی نظریہ جذبات سے تعویذ داری نظر آ رہی تھی مجھے اپنے
رہنے میں حامل پاکر اس نے کسی روز کل کا انداز نہیں کیا کنگل باہر
مجھے جیتے سے یوں دیکھتی رہی جیسے وہ درخشاں نہیں بلکہ اس
کی کوئی بھینس تھی جس نے پہل بار مجھے دیکھا تھا اور دیکھ کر شناخت
کر کے کسی کرشمہ کشی کر رہی تھی۔

درخشاں کی نگاہوں میں اپنے لیے جذبات کا
احساس دیکھ کر میں تڑپ اٹھا میں نے اسے آہستہ سے زیر سے
میں مخاطب کیا۔

متم۔ اس وقت۔ اتنی رات گئے کہاں جا رہی ہو؟
میری آواز سن کر درخشاں کے چہرے کے بخیمہ اثرات کچھ
اور گہرے ہو گئے اس نے میری بات کو کوئی جواب نہیں دیا
جند لے گئے خالی خالی لفظوں سے سمجھ رہی تھی وہ مشنہ نا اہل
آہستہ سے چلتی اور دوبارہ خواب گاہ کی جانب قدم اٹھانے لگی
میں اس کی ایک ایک حرکت کا بغور جائزہ لے رہا تھا میرے دل
کی دھڑکیں ہر لڑتیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھیں آج پہلی بار میں
نے درخشاں کو اس حالت میں دیکھا تھا وہ نا لبابہ کی حالت
سے دو چار تھی اس کی پٹھن پٹھن آنکھیں سامنے کی جانب اٹھتی
ہوتی تھیں اور اس کے قدم جھلنے پھلانگتے استوں پر اٹھ رہے
تھے خواب گاہ میں پہنچ کر اس نے دروازے کے پورٹ کو اندر سے
بند کیا پھر نہایت اطمینان سے آگے بڑھ کر بستر پر لیٹی اور آنکھیں
بند کر لیں۔

میرے لیے سب کچھ نا قابل یقین تھا میرے ذہن
میں آنکھیاں مائل رہی تھیں طوفان آنکھ سے تھے میں نے درخشاں
کی بے انتہائی کوئی قدر رنگ میں محسوس کرنے کی کرشمہ کشی نہیں
کی مجھے علم تھا کہ میرا واسطہ جن دشمنوں سے ہے۔ وہ مجھے قسطنطنیہ انقلاب
اور بے رحم واقعہ پر سے تھیں لیکن وہ اپنی سطح سے اس حد تک
گہرے تھے کہ میں نے خواب میں بھی اس کا اندازہ لگنے کی کرشمہ کشی

Handwritten signature

طنز و مزاح

انگور کھائے ہیں	اعتبار ساجد	100/-
غالب کی آبرو	اعتبار ساجد	100/-
ایمر بنی دارو	اعتبار ساجد	100/-
منہ شگافیاں	اعتبار ساجد	75/-
جائیل اسے مار	اعتبار ساجد	15/-
اس طرح تو ہوتا ہے	اعتبار ساجد	50/-
غالب ہمیں بھی چھیڑ	اعتبار ساجد	100/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

تاریخی ناول

ابلیس مصر	الماس ایم۔ اے۔	100/-
را بنگماری	الماس ایم۔ اے۔	150/-
نور الدین زرنگی	الماس ایم۔ اے۔	250/-
سلطان عادل	الماس ایم۔ اے۔	150/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

نہیں کی تھی۔

احمد علی اور جہون لال کی موت کے بعد میرا خیال تھا کہ وہ
مجھے سوچنے کی حمت ضرور دیں گے۔ تھوڑا انتظار کروں گے۔ میرا
دو عمل دیکھنے کی زحمت گوارا کریں گے اور پھر گوان کو دوبارہ
ماریسی ہوئی تو وہ براہ راست مجھے نشانہ بنانے کے بارے میں برا
کر لیں گے لیکن درخشاں۔ میرے ذہن میں وہ لمحہ جو تیرے
ایک سوال وہ رہ کر میرے دماغ میں بکھر کے لگا رہا تھا۔ اگر
درخشاں اس حصار سے باہر مل جاتی تو میری گردن میرے سر پر

متم کس نیت پر پہنچے تھے ہیں نے پٹا لے میں دیانت کیا
بظاہر تو یہ خواب بیداری کا کس معلوم ہوتا ہے۔
کیکاش نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اس مضمون میں مرصعہ خند
کی حالت میں بھی باطل جہان کے بونے انسانوں کی طرح آنکھ کر
چلتے پھرتے ہیں لیکن ان کا شعوری طور پر دنیا سے کوئی تعلق
نہیں ہوتا اس کیفیت میں وہ جو کچھ بولتے دیکھتے یا محسوس
کرتے ہیں بیدار ہونے کے بعد جیسے فراموش کر دیتے ہیں اور
ان کے سامنے اس ذکر کو چھینا جائے تو ان کے ذہنوں پر برا
اثر پڑتا ہے۔ ایک بات اور یاد رکھنا۔ جس وقت جبانی
خواب بیداری کی کیفیتوں سے دو چار ہوں اس وقت جبانی
برکس میں لانے کی کرشمہ کشی بھی کرنا ایسا کرنے سے مرصعہ کے
ذہن کو اتنا شدید جھٹکا لگتا ہے کہ وہ اکثر اپنا ذہنی توازن بھی
کھو بیٹھا ہے۔

لیکن کل رات جھپٹے درخشاں باطل ٹھیک تھی۔ میں
نے سنجیدگی سے جواب دیا کیکاش نے مضمون کی جھوٹیت بتائی
تھی اس نے مجھے مزید ابھارا دیا تھا۔
میں بھی ممکن ہے کہ تم کو کل رات پہلی بار اس کی بیداری کا
علم ہوا ہو کیکاش نے جواب دیا کہ ہر حال میں اس اب زیادہ
اعتیاد کی ضرورت ہے میں بھی آہستہ سے خواب کا اندر
سے متعلق کر کے سونے کا مشورہ دوں گا لیکن اس کے ساتھ
بھروسہ اسے کہ تم اس کے جانی کسی ایسی جگہ رکھو گے جس

کا علم جانی کو نہیں ہونا چاہیے۔
میں سمجھ رہا ہوں میں نے آہستہ سے کہا پھر کچھ سوچتے
ہوئے بولا کیکاش کیا تم یقین نہیں ہے کہ درخشاں کو خواب
بیداری کا مضمون لاحق ہے۔ میرا مطلب ہے کہ کوئی اور بات
تو نہیں ہے؟

اور بات سے تمہاری کیا مراد ہے کیکاش نے مجھے
وضاحت طلب نظروں سے دیکھا پھر خود ہی میری بات کا مضمون
سمجھتے ہوئے تیزی سے کہا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں فی الحال
کل رات والی کیفیت کو بذاتِ چہادوں کی شرارتوں سے منسوب
نہیں کرنا چاہیے۔
کیوں؟

اس لیے کہ تم کو کرا بھی بذاتِ چہادوں کے جواب اور
جنر منتر کے بارے میں کچھ نہیں معلوم کیکاش نے سنجیدگی
سے جواب دیا۔ اگر کل رات کسی بذاتِ چہادوں کی شرارت کو ذہن
ہو تو تو جانی میں یقین دیکھنے کے بعد خاموشی سے واپس جا کر اپنے
بستر پر بھی غور خواب نہ ہوتیں بلکہ یقین نقصان پہنچانے کی کرشمہ کشی

والد کے بزرگ عالم دوست نے قائم کیا تھا تو کیا ہوتا؟
میرا خود سرتاپا لڑ رہا تھا میں متضاد کیفیتوں سے دو چار
ہو گیا میرے اپنے سے خراب و بد تھا اور میں اپنی جگہ
پر کیا رہا تھا جیسے مجھے شدید مروتی لگ رہی ہو میری
لاہور نے درخشاں کو جس حال میں دیکھا تھا اس کا ہر منہ دی
دکھائی تعلق نہیں ہو سکتا تھا وہ مجھ سے اس قدر بے نیاز
ہیں ہو سکتی محبت کی شدت میں اتنی جلدی نفرت اور متنازعات
کا شکار کر رہی تھیں جسے کسکی نہیں۔ وہ نفیقا بذاتِ چہادوں
کہ جنر منتر کا شکار تھی میں نے سوچا کیا پریم ناتھ بھی کسکیوں
ان کی کشت خفت جہول کر درخشاں کی زندگی کا دشمن بن گیا ہے؟
کیا وہ اور اس کے ساتھی اخلاق اور مذہب کی تمام سرسیدی
ہلا کر کرستیں میں گئے گئے ڈوب چکے تھے؟ ان کے تیر
راہ ہو چکے تھے وہ انسانیت کو جہول کر درندگی پر کمر بستہ ہو
گئے تھے خود اپنے لوہے اپنی پیاس بجھا جاتے تھے۔

میں نے شلے شلے چلت کر درخشاں کی سمت دیکھا۔ وہ
خواب تھی اس کے چہرے پر پھر میری کا تقدیر اور فرشتوں
کی پاکیزگی نظر آ رہی تھی میں آہستہ سے اس کے قریب گیا۔
پراس کے بالوں کو اپنے چہرے پر پھیر کر آنکھیں موند لیں
اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو گیا۔

صبح میری آنکھ کھلی تو درخشاں حسبِ معمول روزمرہ کے
مردانہ لباس پہن کر کھڑا تھا۔
اور شگفتہ نظر آ رہی تھی رات کی باتوں کا ایک ہلکا سا عکس
میں تو نہیں نظر آ رہا تھا اس کے چہرے پر جیسے وہ ہر خیال
سکینے نیاز تھی جیسے رات کی باتیں محض ایک خواب تھیں جس
لاشعیت سے کوئی تعلق نہیں تھا میں نے بھی ان باتوں کا
ذکر و مناسبت نہیں سمجھا میں اس کے ذہن کو کرید کر اسے
پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ناتھ کے بعد میں کیکاش کی طرف چلا گیا میں نے
اسے درخشاں کی رات والی کیفیت بتائی تو وہ بھی گہری سوج
میں ڈوب گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے مجھے سوالیہ نظروں سے گھورتے
ہوئے پوچھا۔

کیا تم نے جبانی سے رات والی کیفیت کے سلسلے میں
کوئی باز پرس کی؟
نہیں۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا۔
وہ اندیشہ کا لہر اٹھاتا بھی یہی ہے کہ تم ان باتوں کا ذکر
جبانی کے سلسلے نہ کرنا ورنہ ان کا ذہن شعوری طور پر بھی
ابھرا جائے گا۔

کڑمیں :-
 "ہو سکتا ہے کہ پریم ناتھ جی کے گردے اور خوشاں کو حویلی
 کے احاطے سے صرف باہر نکالنا چاہتے ہوں۔ میں نے دیوان
 لکھا کہ بتائی ہوئی بات پر غور کرتے ہوئے کہا۔
 "میں سمجھا نہیں۔ کیا کاش نے مجھے میرے سے گھوڑے
 پر سوار پوچھا۔
 "کچھ نہیں۔ یوں ہی خیال تھا میرا۔ میں نے جلدی
 سے بات بنادی۔
 "کیا کاش میرا جگہی دوست تھا لیکن حالات کے
 پیش نظر میں نے اس سے بھی امتیاز ضروری سمجھی میں نے اسے
 حویلی یا اس کے گرد قائم حصار کے باہر سے کچھ نہیں بتایا اور۔
 کچھ میرا ہوا دھڑکیا کہ میں نے اس کے بعد واپس آگیا۔ خوشاں
 یہ سہرا ملازمین کے ساتھ گھر کے کاموں میں مصروف تھی۔ مجھے
 دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھرائی۔ میں نے اس
 کے قریب جا کر برسے پار سے پوچھا۔
 "رات نہیں بھر سے کوئی شکایت تو نہیں آئی؟"
 "اوں بھر نہ۔ اس نے شرتانے ہوئے شوقی سے کہا۔
 "کل رات میں بڑے سکون کی نیند سوئی ہوں۔"
 "آج کا کیا پروگرام ہے؟"
 "مجھے بچوں کی طرح مونیوں سے گے اور۔۔۔ میں۔۔۔
 اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ پندرہ روز کی چھٹی آپ پٹلی منظور
 کر چکے ہو۔"

"وہ بات تو غلطی سے میری زبان سے پھسل گئی تھی۔
 "بری بات ہے جلال۔ اس نے مجھے دیکھ کر ہنس کر کہا۔
 "مرد کی زبان سے نکلی ہوئی بات پتھر کی پیر بننا چاہیے۔
 "اچھا بیان اس۔" مہربانی سے میری طرف سے جواب دیا۔
 "میں نے جواب دیا پھر مولا۔ اگر جناب کی اجازت ہو تو دو مہین
 گھنٹوں کے لیے باہر کا فن جا کر کے کچھ کام دیکھنے ہیں۔
 "برسے شوق سے جانے لیا۔ کلائی کون ڈنڈو کر گئے۔
 "دیوان جی۔ میں نے انھیں کل رات ہی جرات کر دی
 تھی کہ کسی دوسرے معقول فنڈیور کا انتظام ہوتے بہت دیر
 بھی انھیں انجام دینا ہوگی۔"

"یہ برا اچھا کیا آپ نے۔ درخشاں نے سکون کا سانس
 لینے لیا۔ دیوان جی نہایت ایلان وارماں تیار آوی ہیں۔
 درخشاں نے خوشی خوشی میرا لباس نکالا۔ میں تیار ہو
 رہا تھا کہ ملازم نے اطلاع دی کہ دیوان جی آگئے ہیں۔
 ہاں تبدیل کر کے درخشاں کو روک دیا۔ باہر آکر گاڑی میں بیٹھ

لک جا رہی ہو گئے۔ مجھ پر آمینہ آہستہ رفت طاری ہوئے
 لی تو میں نے آہستہ سے قریب دوڑا تو بیٹھ کر گردن
 لٹائی۔ یہ گویا ندامت کا اظہار تھا۔ میں ماں کی مقدس روح
 کے معافی کا طلب گار تھا کہ ایک ماں کی میری نظروں کے سامنے
 ان کا قصداً ہی غرضانی چہرہ ابھرا یا اور پھر مجھے یوں غم میں
 بیٹھ جانے آگے بڑھ کر بڑی محبت اور شفقت سے میرے
 سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا۔

"جہاں بیٹے۔ پریشان مت ہو خدا کی مہربانیوں اور کرم
 لازماً پر نظر رکھو میری دعاؤں سے ساتھ ہیں۔
 میں نے انھیں کھول دیں میری آنکھوں سے بہت
 دیر بعد یہ تھے میں نے فخر پر ہر گز سے پر ہاتھ پھیرا
 ہر گز کہ سرت جہری نظروں سے دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
 برسے زمان نکال کر اسنو خفا کیے۔ باپ کی قہر کو دیکھا پھر
 اس کی جھلک کر احاطے سے باہر آگیا اور وہ بارہ اس کی گڑبڑ
 ہو گیا تو پریشان کے چہرے کی طرف لکھا ہی جاتی تھی
 ہی میرے والدین کی قبر سے پچاسک کا درمیانی فاصلہ مشکل
 میں چالیس گز نہ ہو گا۔ میں اپنے نیا لوں میں ڈوبا والدین
 کی جڑی کا احساس لیے قدم بڑھا رہا تھا کہ ایک لمحے لپٹ
 غم میں ہوا جیسے الٹی ہانگ کی پتی ٹوٹ کر دو حصوں میں
 تقسیم ہو گئی ہو وہ ضرب اتنی ہی شدید تھی کہ میں ملبھا ہوا
 ہانگ پر گر کر پڑ گیا پھر تھرا تھرا نظروں سے اس پاگل کو
 گھورتے دکا جس نے ایک آری مہی مڑی سے اپنا

میری ہانگ کو تختہ نشین بنایا تھا اور اب نیچے درخت
 سے دو قدم دوڑ کر مجھے دیوانوں کی طرح پلکیں جھپکا جھپکا کر
 دیکھ رہا تھا۔

اس کا ملباس کی دلوانگی کی غمازی کر رہا تھا، اس کے
 ہم پر صرف ایک میل سے چٹکن ہوا پا جامہ موجود تھا۔ ہر
 جگہ جگہ سے چھٹ چکا تھا اس کی فاضلی اور سر کے بال
 خود دھوا لویوں کی طرح بے تماشا برسے تھے۔ اسے
 اپنے ان گندے بالوں میں بھی دنیا جہاں کی غلامی نظر
 آ رہی تھیں اس کے ہم پر میل کی مونی تھیں موجود تھیں
 شاید اس نے برسوں سے نہانے کی زحمت نہیں گوارا کی تھی
 اس کے سینے پر پائیں جانب زخم کا ایک گہرا نشان تھا جس کے
 اطراف گاڑھا گاڑھا خون جمانظر آ رہا تھا۔ اس کی بڑی بڑی
 آنکھوں میں خون کی سرخیاں میری دیکھی تھیں وہی ہتھیں
 اسے روز روشن میں دیکھ کر پہلی بار مجھے بھی ہیر جھری آگئی
 اگر میں نے اسے رات میں دیکھا ہوتا تو شاید موت سے چیخ

ہانگ بھولا
 اقلیم علیم قیمت = 5/

اٹھا، اس کی مہبت کچھ ایسی ہی مہبت اک اور
 آج میں نے اسے اپنی بادشاہت میں دیکھا تھا۔ گرا گئے
 پہنی کر وہ جس دل چسپ انداز میں دو کھڑا میری تکی تو میں
 تماشہ دیکھ رہا تھا اس نے براغون کھولا دیا۔ میں لپٹ کر دیا
 نظروں سے گھورتا۔ دو کی قدرت کو بشکل پروا شکو کی تھی۔
 کرنا ہوا اٹھا تو وہ مسخروں کی طرح دونوں پیروں سے بکھڑے۔
 پھٹکنا ہوا چار چہرہ قدم اور چھپے ہٹ گیا پھر میری ہانگ
 سے ہٹا ہوا خون دیکھ کر بچوں کی طرح اپنا ڈانٹھ ران پر ملنے
 بہنے پولا۔
 "ہو گیا۔ ہو گیا۔ زخمی ہو گیا۔"
 "بجائے بند کرنا میں زور سے گرجا تو وہ سہم کر ایک قدم
 اور پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "اور"

میرے سر پر۔
 "تو تو کیا کرے گا پلٹ کر مجھے مائے گاہے دہلنے
 نے میرا مضامینا لائے ہوئے کہا۔ شکل سے چڑی مار گتا ہے۔
 میری ٹیڈی کٹ گئی؟
 "غیل کے پیچے۔ پیر میں بتاتا ہوں تھے۔ میں نے
 ستارت سے کہا پھر ایک قدم آگے بڑھایا میری تھا کہ کراہ کر
 رہ گیا میرے زخم میں جیسے آگ لگ رہی تھی۔
 "وہ مارا ملے کر۔" یاگل نے میری کراہ س کر خوشی سے
 مالی جھلکے ہوئے کہا۔ اب گر کر زمین پر لوٹ نکلے گا۔ بڑی
 مار کی دم۔
 "میں۔۔۔ ترانوں ہی بی باؤں گا۔ میں نے پاگل کو
 گھورتے ہوئے غصے سے کہا۔ "میرے تو جابا بخت۔"
 "خون پیے گا۔" وہ مجھے زبان کال کر چڑھانے لگا۔
 بولا پھر برسے معنی نیزانہ ازیں گردن آگے کے کہا۔ "جاٹ
 لے۔۔۔ تھوڑا سا خون جاٹ لے۔۔۔ پھر اٹھ کر دوڑ لگے۔
 سر پٹ۔ ایڑا دکا دکا۔ بکلت۔"

کرمیں :- میں ملحق کے بی بیخا تو دیوانہ اچھل کر ایک
 ہو سکتا ہے عراس سے بڑے عجیب و غریب انداز
 کے احاطے سے دیوان کے پھانک کی جانب دیکھا جہاں
 لچکی تانی ہوئی باسن کرتی تیز قدم مانتے چلے آئے تھے۔
 میں بھی نہ پاگل نہ بے گھومتے ہوئے کمانہ دوسرے
 ہونے لگی تھی۔ ساخون اسے بھی پتا نہ تھی پھر سر کے بل اٹھا
 ہاتھ تپسوں بجا کر تہ
 سے بات بنا بہ بخت میں تھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں
 کیا کرو دیوان جی ایک لمحے کو رک گئے پھر ان کی نظر
 پیش نظر سے بے ہوش خون پر پڑی تو وہ تھوڑے سرکار
 عری یا اٹنے لگے۔

کچھ دیر دیا نہ جلدی جلدی گردن کھمک کبھی میری طرف اور کبھی
 بہ ستروں کی طرف دیکھنے لگا پھر اچانک اس نے ایک اور غلط
 دیکھ کر تانی کھنکھار کر میری طرف تھوکا پھر اچھل کر بھاگتا
 کے ایک تناور درخت کی آڑ میں ہو گیا اس کے تھوک کی
 ہیئت سے میرے منہ پر پڑی تو میں اور غضب ناک ہو گیا دیوان
 جی سے قریب آ کر گھر سے خیریت دریافت کی تو میں نے انھیں
 پاگل کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ دیوان جی نے قریب و جوار کا
 کوہ کوہ چھان مارا لیکن وہ کہیں نہ ملا غائب وہ ہشت کی چادر
 دیوانی چھلانگ کر جنگل کی سمت بھٹک گیا تھا جو بڑھتے ہوئے
 غشی دیوانہ کے ساتھ ساتھ دور تک پھیلنا ہوا تھا۔

پر بانہ دیا پھر مجھے سالانہ کرکٹ گاہی تک لے کر میری
 اہلی بیویوں کو جو خون سے جھگڑ رہی تھی اس لیے میں نے
 بزرگ عالم کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ میدان کھلاش
 کے ہسپتال چکا گیا جہاں ڈاکٹر عادت نے میرے رگم کی دیم
 پٹی کر دینی دہلنے لے رہے تھے اگر میرا پرچم اور موڑ دیوان
 یہ جوہر کر دیتے تھے موجودہ حالت میں نہ تو میں بزرگ کی خدمت
 میں حاضر ہی نہ سکتا تھا نہ عری واپس جاسکتا تھا میرا زمین
 بر سر طرح چھلکا ہوا تھا۔

کیکاش کچھ دیر بعد ہسپتال پہنچا اس نے میری حالت
 دیکھی تو ایک لمحے کو پریشان ہو گیا پھر اسے حادثے کی تفصیل
 معلوم ہوئی تو بے انتہاء رقتہ رقتہ لگائے ہوئے بولا یا دیوان
 انتہا سے آج کل ہاتھوں سے زیادہ محنت سے بنی ہندت
 بجا دی کیا کچھ کباب دیوانوں نے بھی تھا دیوانی ٹانگ بھڑکتا
 شروع کر دی
 "مجھے تو یہ بھی ہندت بجا دیوں ہی کی حرکت معلوم ہوتی

"قانون کی باتیں آپ سمجھیں چھوٹے سرکار میں تو صرف
 انہی باتوں کو میری زندگی میں دنیا کا کوئی مانتا آپ کی
 جانب سے نہیں بڑھ سکتا۔ دیوان جی سپاٹ آواز میں بولے ان
 کے لیے میں بے پروا ہوں تھی۔
 میں مانتی سے براہ راست ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے
 حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا دل جی کر مانتی سے ملنا نہیں ہوگا۔ دیوان
 جی نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ البتہ اگر آپ جہاں میں تو
 اسے عری لاکر آئیے ملنا سکتا ہوں۔
 آپ نہیں سمجھ سکتے دیوان جی میں نے انھیں مانتی ہوئی
 آواز میں کہا۔ میرا مانتی سے ابھی اور اسی وقت ملنا۔
 نہایت مزور سی ہے۔

"آپ کی مرضی چھوٹے سرکار۔ دیوان جی نے سپاٹ
 ہوا منتا کر کیا پھر گاڑی کا رخ دوبارہ حسین آباد کی سمت موڑ
 دیا۔ انھیں شاید میرا اصرار ناگوار لگا تھا، میں نے بھی کوئی بات
 پھر دینا منسوب نہیں سمجھی انھیں بند کے مانتی کے سوال پر
 جلدی سے غور کرتے رہا۔

راستہ بڑی خاموشی سے طے ہوا لیکن یہ خاموشی کبھی
 اٹھنے لگتی تو خان کا پیش خیمہ ہوگا، میں نے یہ بات خرابوں
 میں جی نہیں سمجھی البتہ ایک اضطراب تھا جو مجھے پریشان
 کر رہا تھا۔ مانتی کا دیوان جی کے گھر پر نہایت سے خیال میں

احساس تھا اس لیے جیون لال مادانی لوگوں کا لاشہ
 ی بکا تھا۔ اوم پرکاش اور بجا دی گڑھاری لال نے
 اسے غلط فہم کیا تھا ادب مانتی ان کے لیے ترنوار تھی
 وہ دیوان جی اٹھا لائے تھکات آگے بڑھ جاتی تو بہت د
 سرفشا کر کے آسانی ہوا دی جا سکتی تھی لیکن بھی ہو گندی
 مانتی جیون لال کو دور بیٹھے بیٹھے موت کے کھاتے آواز سکتی
 تھیں مانتی کے ذہن کو چلت کر ہمارے خلاف نہ ہر گھنٹے پر
 بھی جبرور کر سکتی تھیں اور مانتی کا بیان اگر ہمارے خلاف ہوتا تو
 ہم بے گناہ ہونے کے باوجود غلط تھے چلیں سکتے تھے، آئندہ
 ہر ایک باحوالات کی نزاکتوں کو سمجھ کر کرنے میں خاموش
 ہو گیا۔ مانتی کے بیان کے بعد شیر ہو سکتا تھا، دیوان جی
 کی ضمانت ہونا بھی مشکل ہو جاتی۔

مجھے دل ہی دل میں دیوان جی کی طاقت پر غور رہا تھا۔
 وہ نہایت دلیر تھا اور جیالاک شخصیت کے مالک تھے مگر اپنی
 کے سلسلے میں انھوں نے بے شکین کا ثبوت دیا تھا لیکن ہے کہ
 کی دہ مانتی کی خوب معجرتی ہو۔ دیوان جی کی جوانی خرد و وصل

شیو میلنگ و ہشت گرد

اسے حمید قیمت 600

بچی تھی لیکن شاید مانتی کی خوبصورتی اور نہایتی خدخال
 نے دیوان جی کے مانتی کو براہی ہوا وہ دل کے ہاتھوں مجبور
 ہو کر مانتی کو اپنے گھر لے آئے۔

میں ان ہی خیالات میں غرق تھا راستہ تک گزرا مجھے
 اس کا مطلق کوئی احساس نہ ہوا لیکن جب گاڑی کی تویں
 نے آنکھیں کھول دیں دیوان جی نے دانش مندی کا ثبوت دیا
 تھا جو گاڑی اپنے مکان سے نعت فلاںک دور کی تھی۔
 میں نیچے اترنے کے لیے پر تھلا رہا تھا کہ دیوان جی بول پڑے۔
 "چھوٹے سرکار میں ایک بار پھر یہی مشورہ دے دوں گا کہ
 آپ کا میرے گھر پر مانتی سے ملاقات کرنا منسوب ہوگا۔
 "دیوان جی میں نے دیوان جی کو تیز نظروں سے گھومتے
 ہوئے کہا۔ کیا آپ کو احساس ہے کہ مانتی کو گھر لاکر آپ نے
 کس قدر طاقت کا ثبوت دیا ہے؟

میرا جواب تھا دیوان جی نے جو تک کر مجھے دیکھا ان
 سے بہت سے جہان سہا زخان لی جوانی کا رہا ایک ہاتھ
 کو ابھرا لیکن پھر فوراً وہ خود پر قابو پاتے ہوئے پرسکون ہو گئے۔
 ہوش کھٹے ہوئے بولے۔
 "چھوٹے سرکار میرا خیال ہے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے وہ
 عین صلحت ہے۔

"اگر مانتی کا بیان ہمارے خلاف ہوا تو طے ہے کہ کیا ہوگا؟
 میں اس مسئلہ کا بہت پرانا کھلاڑی ہوں جہاں ملنے
 دیوان جی اس بار بزرگ کا انداز اختیار کرتے ہوئے سجدگی سے
 بولے۔ میں جانتا ہوں کہ مانتی کی ٹانگ کھو پڑی ہندت
 بجا دیوں کے گندے عمل کے آگے نہیں پیڑ سکتی اسی لیے میں
 اسے اپنے گھر لے آیا ہوں۔

"آپ کتنا کیا چاہتے ہیں؟ میں نے انھیں وضاحت
 طلب نظر سے گھورا۔
 "مجھے کی کوشش کیجیے چھوٹے سرکار۔ دیوان جی بولے۔
 "مانتی اگر میرے گھر سے برآمد ہوئی تو سارا الزم میرے ہی
 سر آئے گا۔ دوسری شکل میں گندگی کی چھینچھین جو مانتی کے اپنے

ہم کو بھی خراب کر سکتی ہیں۔

۱۰۱۔ میں چوسکا، میل سردیان می کی عظمت کے آگے
 بھگونے لگا۔ دیوان می نے میرے غلط حواریان میں کرتے
 کی کوشش کی تھی وہ بے مثال تھی۔ میں اپنے لب و لہجہ پر
 شرمندہ ہوا تھا۔

آپ کو تشریف لے جائیں چال میل میں دیوان عجب نے
 دنیا زبان میں کلمات باقی نہیں بچے پھر چھوڑ دیں میں آپ کو
 یقین دلانا ہوں کہ میرے رہنے آپ پر یا آپ کی عزت پر
 کوئی آنچ نہیں آپ نے کی

ماحولی اور دنیا پر طاقتوں کے سنگے آپ بھی بے بس ہو جائیں گے دیوانی بھی۔ میں نے ماٹھے تلے ہوئے جواب دیا پھر فیصلہ کن لمحے میں کہتا: میں یہاں تک آگیا ہوں تو راجہ جی سے بغیر واپس نہیں جائوں گا۔

دیوان جمی نے نظریں اٹھا کر مجھے غور سے دیکھی پھر شانے
پچھلے رہنے قدم آگے بڑھانے لگے، نصف فلاں گ کا خاصہ
پہیلے کرنے کے بعد ہم نے مطلوبہ مکان کے احاطے میں
قدم رکھا تو دیوان جمی ٹھٹھک کر رک گئے، مہندی کی بازو کے
قریب ہی ایک شخص اوندھے منہ کچی زمین پر پڑا تھا، دیوان
جمی نے تیزی سے ایک کراسے سیدھا کیا تو میں جمی چوبیس بغیر
توڑ سکے۔ وہ دیوان جمی کا نائب والا روزنا تھا جس کا وقت
پچھلے تھا۔ — اب اس کا جسم پر زخم باجوت کا

مولیٰ واضح نشان لڑ میں اڑا تھا لیکن جسے کہی بلدی
جیسی رگت بنا دی تھی کہ اس وقت وہ ہر شے میں نہیں
ہے۔ دیوان جی نے ایک نظر بھر کر لا اور مرزا کو دیکھا پھر جیسے
پھر قدم اچھل کر میرے قریب آئے ہونے کی زبان کس کما۔

• چھوٹے سرکار اذدیکچر گروہ پر معلوم دیتی ہے کہ اب تک کوئی
نئے کوجرہائی کی سمت لڑو وگاہ ہوا میں نہیں اس مافی کے مال
کو دیکھتا ہوں جس نے شیر کی کچھا میں جس کر شکار کرنے کی
کوشش کی ہے :-

پلٹ کر تیزی سے مکان کی سمت دیکھا پھر نہایت برقی
لفظی سے بچوں کے بل جھپٹے ہوئے اندر چلے گئے۔ غائب
لتی کسی خطرناک سیرایش سے دو جاوہری ایسی حالت میں
دورانِ جی کو تباہ چھوڑ کر جلا جانہ امراتنگی کے خلاف نگاہ دلاؤ
کو سب سے ہرکس دیکھ لیتے کے بعد لیل بھی میرے نرمل کی
گودش تیز ہو گئی تھی چنانچہ وہ سہی سے لیں بھی وہ سب
تدمل مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ غصے وہ کہہ نکاش کر لے
کوئی دشواری پیش نہیں آئی جہاں سے صبح کی آواز ابھر
تھی دروازہ پوری طرح کھلا ہوا تھا۔ اندر سے ایسی آوازیں
آجی اٹھیں جیسے کسی کو گلا گھوٹ کر سسک سسک کر کہہ رہے
پر شور کیا جا رہا ہو میں احتیاط کو بلائے فاق لیکن
بے دھوکے تھے دروازے سے اندر داخل ہو گیا پھر تو کچھ میری
گندہ نظروں نے دیکھی اسے دیکھنے کے بعد میں ایک جھپٹے
کر گیا۔

میری نگاہوں کے سامنے کڑی کے بڑے مندر کا عجیبی
گر دھاری لال موجود تھا۔ بالائی بیسی کی حالت میں گول
لال کے سنجھن میں چھپی بھڑ بھڑا رہی تھی۔ ترمز جاری
ایک ہاتھ کو کسی کے قریبے گھما کر بالائی کی نرم و نازک فورا
میں چھپا رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے بالائی کے
سیدھے ہاتھ کو جود رکھا تھا کہ وہ خود کو بھی ایک موت کے
ہوا یا ایک لہر سے اس کے لکڑی سے لے کر بالائی کا
غریب مولت اور سحرانجیز آنکھیں ملقوں سے اُٹتی پڑ رہی تھیں
وہ لے ہد بھی ایک نظر آرہی تھیں اس کے حسین چہرے
کوتے کے کرب تک اس کے منہ لایے تھے اس کا پورا
جسم یوں کا تپا رہا تھا جیسے موت کے منہ ہاتھ اسے آہستہ
مستند نہ کی کی سرحدوں سے دور لے جائے ہوں۔

گروہاری لال کے مکروہ چہرہ پر حجابین دھن کر
 کی تھیں شاید وہ اپنی فتح کا جشن منانے کی خاطر اسے موت کے
 احاطہ آلودہ چامٹا سختی لیکن مجھے اس ایک سامنے دیکھ کر وہ اکابر
 کے کچھ کچھ بچا جس کے گدے سے ہونٹوں پر بڑی غریفانہ مسکراہٹ
 بھر کر بھڑکی چلی گئی۔ مجھے تعارت بھری نظروں سے گواہ
 ہوئے وہ ہوا۔

تو بھی آگیا میرا تاج بھی یقین تھا کہ تو ضرور آئے گا۔
 لیکن اب تیرے ہاتھ گزے برتن ہی آئیں گے میرا بھاری منہ
 بھرنے کے گا۔

”گر وہادی اللہ میں نے کشت آواز میں اس سہمے
مے بیاری کر لیکارا یہ خوب مصورت اور کمزور مصورت

کا احساس بھی تھا کہ میں تنہا ہوں! وہاں تو قلوب کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن گروہ دھاری کی باتوں نے میرے نغموں کی گروہش کو تیز کر دیا۔ میں نے خدا کا نام لے کر فیسٹر بدلا دیا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ گروہ دھاری کسی آہنی پٹیلان کی طرح سینہ مانے کھڑا مجھے مضحکہ خیز نظروں سے گھور رہا تھا لیکن پھر ایسا ہکا ہی اس کی مسکراہٹ کرب میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے یلغوت اپنے ہونٹ سختی سے جھینچ لیے تھے۔ اس کے ہرے پر بڑی کرب، ایک اذیت منور اور ہرور ہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ ہاتھ پھیلانے اپنے قدموں پر گھومنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کی قوت جواب دے نہیں۔ وہ تیرا کر گرا تو میں اس کی مشیت پر طیلان جی کو کھڑا دیکھ کر پوچھا گروہ دھاری کے اوٹھے منہ زمیں برس رہے ہی تھے وہ مجھ پر بھی نظر اگیا جو روتے بہک اس کی پیٹھ میں اتر چکا تھا۔

”دیوان جی۔ میں نے حالات کا اندازہ لگاتے ہوئے
 بنیدگی سے کہا۔ یہ آپ نے کیا کیا ہے
 ”ایک پاگل کے کمارویا۔“ دیوان جی نے گرو حادی کو
 گھورتے ہوئے سرو بے میں کہا۔ اس کا یہی علاج تھا۔
 ”لیکن اب آپ.....؟“

• میں ہاتھ باندھ کر درخواست کرتا ہوں جہاں میل
آپ گاڑی لے کر سوئی چلے جائیں، باقی باتیں مجھ پر بھروسہ
ہیں۔ دیوان بی لے بڑی عابری کے کھانا کے پیستہ
طوفان کی شدت میں تھم رہی تھیں۔

”میں عہدہ ملوں دیوان جی لیکن آپ ذرا ہاتھ پاؤں
بھا کر کام کئے گا۔“

”آپ میری نیکوئی کریں سرکار“۔ دیوان جی بڑی مسکاک
آواز میں بولے : ”ابھی تو صرف مرحوم احمد علی کی روح کو سکون
ملا ہوگا۔ جیون لال اور ماسی کا قرض تو ابھی چھٹکا کرنا باقی ہے
اور پھر لاڈ مرزا کی بے بروہی کا حساب بھی تو کسی کھاتے میں
کھانا ہے گا۔“

”کیا۔ مالتی بھی پائیں نے حیرت سے مالتی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔“

”فدہ کے لیے چھوٹے مالک۔ آپ عینی جلدی ممکن ہو
 یہاں سے چلے جائیں یہ دیوان بھی ہرنٹ چاہئے مجھے بولے۔
 ”بڑھیں اب شروع ہوا ہے وہ آپ میرے شریف آدمیوں
 کے کھینچے کا نہیں۔ اچھا ہوا ہو گردِ حجاز نے براہِ راست شہباز
 غاں کو چھوڑ دیا“

دیوان جمی کو میں نے اس روز سے پہلے کبھی اتنے غصناک

افغانستان کا شیوہ نہیں ہوتا، اگر مرد تو بالائی کو چھوڑ کر میرے
مقابلے پر آؤ پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ مرد خاکی کے کتے ہیں۔
"سن، یہی ہے بالائی: گودھادی نے بالائی کو مخالف
کہنے سے باز رہی، انداز میں کہا: تیرا بڑا تیری مدد کو آگیا
ہے، تیرے کا دل یہ دیوی دیوتاؤں کے چرنوں کے داس
گودھادی سے مقابلہ کرے گا۔"

پھر گرو جی نے بالائی پراپنی گرونت دھیلی کی تودہ
 ی کئے ہوئے نازک پوسے کی طرح زمین پر ڈھیر ہو گئی۔
 اس کی آنکھیں بدستور کھلی ہوئی تھیں لیکن جسم مظاہر زندگی
 کی حالتوں سے عادی نظر آ رہا تھا۔ یہ خون پوشش ماننے لگا
 اس اکسے کو دلوان جی کو بھی بھول گیا جو مکان میں داخل
 اس کے بعد نہ جانے کس کونے کھدے میں دھک کر چھپ
 گئے تھے۔

”گواہی دے کہ میں نے حضرت سے دانت پیسے لئے۔“
 چوڑی کی موت قریب ہوتی ہے تو اس کے پر نکل آتے ہیں
 اور وقت بھی قریب آگیا ہے۔“

”جھوٹا چھوڑ دے۔“ گروہادی غضب ناک آواز میں
 ”اڑتے ہوئے بولا۔ آگے بڑھ اورو تو بھی اپنے من کی حسرت میں
 اڑتے ہیں وہیں دیتا ہوں کہ تیرے مقابلے میں اپنی آدمی
 شکست سے کام لوں گا۔“

ہاں سے نو دھاری سے نا پاں ہم کو پاؤ تھو لگا نا سر سنان
بگئے بگئے حبیب میں پاؤ تھو ڈال کر بڑی چھرتی سے اپنا
دلوا دل نکال دیا۔

”کہتے ہیں عقیقت سورت میں وانت پتے ہوئے بولتا میں
 ہر جسم مچھلی کر کے رکھ دوں گا۔“

گروہادی میسرے ہاتھ میں دیوالیہ دیکھ کر ایک لمحے کو
 ہانکا پھر اس نے اپنا اٹا پاؤں اٹھا کر زور سے زمین پر ہاتھوں
 دیوالیہ سے شعلے ملنے ہونے لگے۔ میں نے بول کھلا کر دیوالیہ دور
 پیٹیاں دیا، گروہادی نے نونفع کے نزاکت بھانپتے ہوئے جڑت
 کوئی منتر آزمایا تھا۔ دیوالیہ میسرے ہاتھ سے مکمل کر دوں گرا تو
 وہ مسکراتے لگا۔

”کھلونے سے کھیلنا چھوڑ دے نادان! اس نے میرا مفکرہ
الایہ ہے کہا۔ مردانگی کا دعوٰی ہے تو شہریر کی کسائی بھی اڑلے
پراستان یا دکن کا کزنو گئے گروہادی کو چھیر کر ان مصیبتوں
کا دوا دے جو اب مجھے سارا جیون چین سے نہیں رہنے
دے گی۔“

میرا جود دیکھتی بھٹی کی مانند سنگ رہا تھا مجھے اس بات

انڈاز میں نہیں دیکھا تھا مگر عہداری کی موت اس قدر اچانک اور تیزی سے واقع ہوئی تھی کہ خود گروہادی کو بھی اس پر حیرت لانا پڑا۔ مرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ اگر اسے سنبھلنے کا موقع مل جاتا تو شاید وہ اپنی گندمی تو قوں کو بروئے کار لا کر سیالہ پلیٹ چکا ہوتا لیکن دیوان جی نے اس کے مقابلے میں زیادہ مہارت اور ہوشیاری کا ثبوت دیا تھا۔

میں محسوس کر رہا تھا کہ دیوان جی کے اندر سو یا ہوا شہساز خاں کی میند میں بیدار ہو کر تھلا اٹھا تھا، جھنجھلا رہا تھا۔ چڑچڑاہوا تھا۔ پناہ میں نے اس وقت کچھ بولنا مناسب نہیں سمجھا۔ ایک نظر مالتی کے سر پر ڈالتا ہوا باہر آگیا پھر بڑی جھلٹ سے گاڑی میں بیٹھ کر کوئی کی سمت روانہ ہو گیا۔ درخشاں نے مجھے دیکھتے ہی اپنے یا قوتی لبوں پر ایک دل آویز تبسم جمایا، اسے میرے صلیبی واپس لوٹ آنے کی ترغیب دیتی تھی لیکن دیوان جی کی تبدیلی زیادہ ویرانہ اس کی نفوس سے اوچھل نہ رہ سکی اس نے جو تک کر تپوں کو دیکھا تو میں نے سبے اختصار فقہ لگانا شروع کر دیے پھر میں نے اسے تبرستان میں ملنے والے پاگل کے ہاں میں بتایا تو وہ بھی سننے لگی۔ زورم پر کی گئی جینڈیج نے اسے مطمئن کر دیا تھا۔ بات آتی گئی ہو گئی۔

درخشاں دوپہر کے کھانے کے لیے خانا ماں کو ضروری ہوتا دیکھ کر تھوڑا سا حیران رہا۔ مالتی کو دیکھا تھا کہ وہ اس کی خاطر خراب گاہ میں آگیا مگر عہداری اور مالتی والے حالات نے میرے ذہن کو بوجھ کر دیا تھا۔ دیوان جی نے سچ کہا تھا مجھے مالتی سے ملنے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔ اگر میں وہاں نہ گیا ہوتا تو شاید بساط مہمی اور انداز میں ملیٹی جاتی۔ دیوان جی نے یقیناً مجھے پہلے ہی کی خاطر انتہائی قہم اٹھایا تھا۔ مالتی کو بھی وہ اسی وجہ سے اپنے گھر لے گئے تھے کہ اگر حالات محدود و مشروط اختیار کرتے تو میں محفوظ رہتا۔ تمام تر عہداری دیوان جی کے سر جاتی۔

میں بڑی ویرانہ بگڑے ہوئے حالات پر غور کرتا رہا۔ تبرستان میں ملنے والے دیوانے نے سارا پروگرام جو سوٹ کر دیا تھا اور وقت کی گزشتہ اچانک تیز ہو گئی تھی، برصغیر کے گروہادی لال کی موت کا میرے سرا کوئی دوسرا عینی گواہ نہیں تھا لیکن قیدیت اہم پر کا کس اور اس کے کر کے یقینی طور پر میری ذات پر شبہ نہ کریں گے۔ مرنے مند جا کر میں نے جس برصغیر مند اور عزت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی تھی وہی میرے لیے موجودہ حالات میں پریشانی کا سبب بھی بن

سکتا تھا میں تمام رات یہی سوچتا رہا کہ دیکھیں اور کس کس کوٹ بیٹھا ہے۔ درخشاں نے میری پریشانی اور خاموشی کی وجہ دریافت کی تو میں نے پاؤں کی جوت کی تکلیف کا بساط کر کے اسے مطمئن کر دیا۔ اس رات جبکہ اور سو یا بھی زیادہ دیر نہیں لکے تھے، کیکشش کی مرصع کو دیکھ گیا ہوا تھا اس لیے میں کھانا کھانے کے کچھ دیر بعد درخشاں کے ساتھ اپنی خراب گاہ میں چلا گیا۔

دوسری صبح میری آنکھ دیر سے کھلی شاید جوت کی جھلکوں کی شلت تھی یا پھر میں رات ویرانہ ڈرتی جتنا تک کر رہا ہوا تھا، سر پر جھل بوجھل بودا تھا۔ درخشاں نے ناشتے کے بعد دو کپ گڑ گرم کانے کے پلانے تو فواصا سکون ملا، کیکشش میری مزاج پر سی کے لیے آیا تو غلات توقع کچھ غبیہ نظر آ رہا تھا۔ میرا ہاتھ جھٹکا، صبح ہی صبح کیکشش کے جوت پر غلط فہمی والی کچھ بھینچیدگی یقینی طور پر کوئی معنی رکھتی تھی میں نے درخشاں کو ایک فائل لانے کے بہانے سے اسٹیج میں بھیجا پھر تنہا ملے ہی کیکشش سے پوچھا۔

”کیا بات ہے۔ تم صبح ہی صبح اس قدر بوجھہ کیوں نظر آ رہے ہو؟“

”تم نے شاید ابھی تک اخبار نہیں دیکھا۔ کیکشش نے سپاٹ آواز میں کہا۔

”جو گئی ہیں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ کیا ہے آواز لال کی میند میں مالتی اور بھاری گروہادی لال قتل کر دیے گئے؟“

”قتل؟ میں نے تھوکر نکلے ہوئے کہا۔“ تفصیل کیا ہے؟“

”جہاں یہ کیکشش نے میری بات نفرا انداز کرتے ہوئے بھینچیدگی سے پوچھا۔ تم نے کل ہسپتال میں گئے کسی دوا کے کی کمی نہ مانی تھی؟“

”ہاں۔ کیوں؟“

”کیوں پوچھا؟“ گروہادی سے تو نہیں پوچھا تھا کہ کیکشش نے مجھے مشکوک نفوس سے گھومتے ہوئے پوچھا۔ کیا ہے آواز لال کی مطلب ہے؟ میں نے کیکشش پر اپنی برہمی کا انداز کرنے کے لیے کہا۔ کیا تھیں میرے بیان پر یقین نہیں ہے؟“

”مجھے پورا یقین ہے۔ میرے دوست لیکن تم نہیں سمجھ سکتے کہ گروہادی کی موت اس آگ پر پھول کا کام بھی کر سکتی ہے جو تھیں دشمن تھا اسے لیے جھڑکا جاتا ہے۔ میں نے ہدی جاگیر میں ہونے والی اموات کا کوئی

دیکھ یا ڈرنا ہی نہیں لے دہی ہے۔ میں نے قہارت سے جوت لال میں قہم کھا سکتا ہوں کہ میں نے گروہادی یا مالتی کو قتل نہیں کیا لیکن میرے ذہن میں اگر ایسا سوچتے ہیں تو سوچتے رہیں میرے پاس ان کے وہم کا کوئی علاج نہیں۔“

کیکشش کچھ کہتا چلتا تھا لیکن باہر سے درخشاں کے آنے کی آہٹ ابھری تو اس نے بڑی خوب صورتی سے بات بنادی اور اجازت لے کر چلا گیا۔ میں چند لمے اس فائل کے کاغذات کو جلد پر نوٹی لاشا پلٹا رہا پھر درخشاں کا کاج کے سلسلے میں لال کو ضروری ہدایات لیٹے لکھی میں گئی تو میں تیزی سے اٹھ کر باہر لال پر آگیا جہاں صبح کے اخبارات موجود تھے میں نے پہلی سے ان کا مطالعہ شروع کر دیا۔ کیکشش کی اطلاع لے کر میں تندر پریشان کر دیا تھا اخبارات کی تفصیل نے مجھے اسی قدر مطمئن کر دیا۔ میں دل ہی میں دیوان جی کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔

اخبارات میں شائع ہونے والی کافی بڑی دل چسپ اور مربوط مالتی اور بھاری گروہادی کی لاشیں گروہی کے ایک ہاٹلے تالاب کے کنارے سے دستیاب ہوئی تھیں۔ دونوں کچھ بڑی ملت پت پائے گئے تھے اس لیے پولیس کے لیے فائل کے شہادت تلاش کرنے میں خاصی دشواری پیش آ رہی تھی۔ کاشش کی اطلاع کو ہی کے ایک جاہل نوجوان لال نے پولیس کو

گروہادی کا کاشش کی نظر لاشوں پر پڑی جس کی اطلاع اس نے فوری طور پر قریبی پولیس چوکی تک پہنچا دی تھی۔ لاشوں کی ابتدائی طبی رپورٹ کے مطابق بھالوں مالتی کرامت کے گھٹات آنانے سے پیشہ عصمت صبیہ گورنر تالاب سے خود کر دیا گیا تھا پھر قاتل نے اسے گلا گھونٹ کر جاکر کیا تھا مالتی اور گروہادی کی لاشیں جس انداز میں پولیس کو دستیاب ہوئی تھیں اس سے ہی ظاہر ہوا تھا کہ گروہادی زیر کوسستی مالتی کو ————— اٹھا کر پانے تالاب پر لے گیا۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جانے کے بعد اس نے مالتی کو موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن اسی وقت کسی تیسرے شخص نے قاتل گروہادی پر غصے سے بھرو بھرو جھڑکا اور ایک ہی وار میں اس کا قصہ پا کر کر دیا۔ گروہادی کی لاشیں مالتی کے قدموں کے اوپر اونڈھے منہ بڑی ملی تھی پولیس کے ذرائع کے مطابق گلا کے دستے پر سے بھی کسی قہم کے نشانات نہیں مل سکے تھے اور اس خزانہ ہونے والے قاتل کے سلسلے میں پولیس کے پائل

موت ایک ہی نام تھا اور وہ نیک بھالوں مالتی کے باپ جیون لال

کا تھا۔ مالتی کی لاش برآمد ہونے کے بعد پولیس نے حالات کے پیش نظر سب سے پہلے جیون لال سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن گروہی یا اس کے قرب و جوار کے علاقے میں کہیں نہ مل سکا پولیس کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق جیون لال ہی قاتل تھا اس نے اپنی بیٹی کی عصمت کا داغ بھاری گروہادی کے خون سے دھو ڈالا پھر خود موقع واردات سے فرار ہو گیا۔

میں نے ایک ایک کر کے تمام اخبارات تفصیل سے پڑھ ڈالے دیوان جی کی ذہانت اور دود اندیشی قابلِ داد تھی انھوں نے نہ صرف یہ کہ موقع واردات کو بدل دیا تھا بلکہ جیون لال کی موت کو بھی گروہادی اور مالتی کی موت کے ساتھ بھی کر کے پولیس کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کر دی تھیں جیون لال کی شہادت اسے قاتل ثابت کرنے کے لیے کافی تھی دیوان جی نے کال ہوشیاری سے ایک تیر سے دوڑا کر کرنے کی کوشش کی تھی اور پوری طرح کامیاب بھی رہے تھے۔ اصلیت کیا تھی۔ نہ صرف میں جانتا تھا یا پھر کیکشش کو بھی اس بات کا علم تھا کہ جیون لال ایک نیک لڑکا تھا قاتل کو کھانا دے دیا تھا۔ کیکشش کا نام ذہن میں ابھرتے ہی میں جو تک اٹھا۔ کیکشش نے مجھے گروہادی اور مالتی کے سلسلے میں اخبار کا حوالہ دے کر کہنے کی کوشش کی تھی میں ایک لڑکھو پریشان ہو گیا مگر پھر میں نے اس پریشانی کو جھٹک کر ذہن سے نکال دیا اس لیے کہ کیکشش مراعات عمودہ مرہم تھا اور مجھ کو مراعات تھا۔

میرے ذہن پر جو بوجھ گزشتہ اٹھارہ مہینوں میں بھنٹوں سے طاری تھا وہ اخبارات میں شائع ہونے والی تفصیل پڑھتے ہی چند لمحوں میں اتر گیا۔ ایک کامیاب برسرِ شکی حیثیت سے میں نے ان تمام واقعات کی ایک ایک گروہی کو قانونی اعتبار سے پوری طرح چیک کر لیا تھا۔ ان واقعات میں کہیں کوئی جھول نہیں تھا اور سب اہم بات یہ تھی کہ کاشش کی اطلاع ایک با حیثیت بندہ جاہل سے دی تھی جو مقامی لوگوں کے لیے قابلِ اعتماد تھا۔ دیوان جی نے جو حالات پیدا کر دیے تھے وہ ہر چند کہ نقل تھے لیکن اصل سے زیادہ محسوس نظر آتے تھے میں انجی ان ہی خیالات میں گم تھا کہ دیوان جی کی آواز نے مجھے جھڑکا دیا۔ میں نے لڑکھو گھما کر دیکھا۔ وہ میرے بائیں جانب نہایت سعادت مندانہ انداز میں کھڑے تھے ان کے سر پر کوئی تاثر نہیں تھا، وہ ویسے ہی نارمل نظر آ رہے تھے جیسے ہر روز دیکھا کرتے تھے۔

”دیوان جی۔ میں نے جذباتی لہجے میں انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ نے اخبارات دیکھے ہیں؟“

کوئی نمبر ہے چھوٹے سرکارہ دیوان جی نے ایسے مہنتی انداز میں پوچھا کہ میں سیکھا گیا۔ ان کے چہرے پر ہلکی مضمونیت اور سکون طاری تھا۔

”میں آپ کو آپ کی شاندار کارکردگی کی داد دیتا ہوں۔ میں نے دیوان جی کو تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پولیس کے فرشتے بھی مانتی یا گردھاری کے سلسلے میں جاننے اوپر شک نہیں کر سکتے۔“

”کوئی اور بات کیجئے چھوٹے سرکارہ۔ دیوان جی بولے۔ ہمیں ان نیچ ذات لوگوں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیے اور پھر مرنا جینا تو لگا ہی رہتا ہے۔“

”آپ بہت گھبرائے ہیں۔ میں مسکرایا۔ ہمارے زمین لال کے درمیان میں آجملے سے صورت حال اور بہتر ہو گئی ہے۔ پولیس کو کچھ دشواریاں بھی پیش آ رہی ہیں۔ دیوان جی ادھر ادھر دیکھ کر سرگوشی کر رہے ہوئے بولے۔ ”نہل رات کسی مشکل سے بے چارے زمین لال کو بھی ٹھیک لگا دیا۔“

”کیا پتا میں یہ شہر سے اچھل پڑا۔ زمین لال کو جس نے مارا۔“

”اب جیون لال کا حساب بھی چیک کر لو۔ دیوان جی نے دہلی زبان میں کہا۔ ایک دلاور مرزا کی بے ہوشی کھاتے میں باقی رہ جاتی ہے مگر اس کی منہ سے کہ اپنا صاحب کتاب وہ خود ہی نمٹانے کی کوشش کرے گا۔“

”میں دیوان جی۔ میں۔ میں نے ہاتھ ملے۔“

”زیادہ کشت و خون ہو تو وہ بھی چونک اٹھیں گے۔ بات بڑھ جائے گی۔“

”میں گاڑی لے آیا ہوں۔ دیوان جی میری بات نظر انداز کرتے ہوئے بولے۔ آپ کو شاید اپنے والد کے بزرگ عالم دوست سے ملنے جانا ہے۔“

”ہاں۔ اب یہ ملاقات بہت ضروری ہو گئی ہے۔ میں نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ آپ میرا انتظار کریں میں لباس تبدیل کر کے آتا ہوں۔“

”میں جیسے ہی اپنے اپنی کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ ایک ملازم دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے مجھے خبر دی کہ آندھکار اور پولیس کے کچھ افسران مجھ سے فوراً ملن چاہتے ہیں۔ میں پولیس کی آمد کی اطلاع سن کر ایک لمحے کو گھبرا گیا مگر دیوان جی کے اٹھنے پر ملازم سے کہا وہ آندھکار اور اس کے ساتھیوں کو عزت سے اندھے آئے۔“

ملازم کے حملنے کے وقت بعد ہی دہلی کٹر آندھکار

ایک ڈی ایس بی اور دو مسلح سپاہیوں کے ساتھ آنا نظر آیا۔ ان کے ساتھ پولیس کی ایک عورت بھی تھی جسے دیکھ کر میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ غالباً وہ مفروضہ لال کو میری حویلی میں تلاش کرنے کی غرض سے آئے تھے ان کا خیال تھا کہ جیون لال جو کو میرا پانا مال تھا اس لیے میں نے اسے اپنی حویلی میں پناہ دے رکھی ہوگی۔ میرا اندازہ غلط نہیں ثابت ہوا۔ آندھکار نے قریب پہنچ کر بڑی گرم جوشی سے مجھ سے معاملہ کیا پھر جگہ کی سے بولا۔

”مسٹر جمال ہم آپ کو تھوڑی سی خدمت دینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔“

”فریضہ! اگر میں آپ کے کسی کام آسکا تو یہ میری خوش قسمتی ہوگی۔“

”آپ نے غالباً آج کے اخبارات میں گردھاری لال اور مانتی کو پوشیل آنے والے حادثے کی تفصیلات پڑھ لی ہوگی۔ صرف سرسری طور پر سرزنشیں دیکھی ہیں۔ میں نے سب پر والے سے دریافت کیا۔ یہ کوئی خاص بات ہے۔“

”پولیس کا خیال ہے کہ گردھاری کا قتل آپ کے مالی جیون لال سے کیا ہے۔“

”اوہ۔ آئی سی۔ میں نے بات کو سمجھنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ آپ اس ضمن میں مجھ سے کیا تعاون چاہتے ہیں؟“

”پولیس جیون لال کو گرفتار کرنے کے لیے متعدد چھاپے مار چکی ہے لیکن وہ ابھی تک گردھاری و دسترس سے محفوظ ہے اور۔“

”گوشہ رات اس نے ہمارے تجربہ زمین لال کو بھی ٹھیک لگا دیا۔“

”میرے سربراہ نے۔ میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ بظاہر تو جیون لال بڑا ایک اور شریف معلوم ہوتا تھا۔“

”کبھی کبھی حالات انسان کو درندگی پر آمادہ کر دیتے ہیں۔ آندھکار نے ہنر چاہتے ہوئے کہا پھر اس مقدمہ کی طرف آتے ہوئے بولا۔ ہم نے تمام علاقے کی ناکر بند کر رکھی ہے۔ بظاہر خیال ہے کہ قاتل ابھی تک یہیں کیس رو پڑش ہے اور۔“

”اور آپ جیون لال کے سلسلے میں میری حویلی کو بھی لگا لگا چاہتے ہیں کیونکہ آندھکار میں نے تیزی سے دہلی کٹر کی بات پوری کر دی۔“

”میں مجبور ہوں اور آپ کے خیال سے اسی لیے خود آ گیا ہوں کہ آپ کہیں اس تلاش پر کسی اور انداز میں سوچنے کی کوشش نہ کریں۔ آندھکار نے جلدی سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لیے میں سچائی کے علاوہ فراموشی کی انجام دہی کی

میری باتوں کی کات کو محسوس کرتے ہوئے خود بھی نہایت بے تکلفی سے ایسی باتیں شروع کر دیں کہ آندھکار کا یہ شک بھی دودھ ہو گیا کہ وہ زبردستی اپنا دھرم بدلنے پر مجبور ہوئے ہے۔ آندھکار بار بار بغلیں جھانک رہا تھا پھر اس کی نظر خلاصی اسی وقت ہوئی جب ڈی ایس بی اور اس کے ساتھیوں نے آکر بتایا کہ جیون لال انہیں حویلی میں نہیں رہتے۔

آندھکار کو رخصت کرنے کے لیے درخشاں بھی میرے ساتھ حویلی کے دروازے تک آئی تھی۔

دو تین روز تک میں نے خود کو حویلی کے اعلیٰ تک خود روکھا۔ درخشاں نے گردھاری لال اور مانتی کی موت اور جیون لال کی پراسرار گم شدن کی خبریں اخبار میں پڑھ لی تھیں۔ حویلی کی تلاشی کے بعد سے اس نے مجھ سے اس سنے پ کوئی گفتگو نہیں کی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر پینٹ پھیلنے کی موت کے بارے میں۔ عداوت کی کڑیاں ملائے ہیں ابھی ہوئی ہے میں نے ایک آدھ بار دہلی زبان میں کر دیا بھی مگر وہ بڑی خوب صورتی سے ٹال گئی۔ میں نے اسے زیادہ چھڑنا مناسب نہیں سمجھا۔

مجھے یکلاش کی طرف سے بھی اس بات کی تفریق تھی کہ وہ جیون لال کے بارے میں مجھ سے باز پرس ضرور کرے گا۔

”جیون لال آپ دن بے دن پڑھتا ہے۔“

”کاشکار ہوا تھا دو سے دن اسے مانتی اور گردھاری کے علاوہ زمین لال کے قتل میں ملوث کر کے مفروضہ قرار دیا گیا اور پولیس اس کی تلاش میں کر دی حسین آباد اور اس پائس کے تمام علاقوں میں تھوڑے چھاپے مار رہی تھی۔ کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال تھا کہ جیون لال نے کسی نہ میں پھلانگ لگا کر یا کوئی میں کو دکر خودکشی کر لی ہے مگر ابھی تک پولیس کی ٹولیاں اس کی تلاش بھی دریافت نہیں کر سکی تھیں۔ دیوان جی نے جس حدت سے ایک ہی چال میں پوری بسا د کا نقشہ بدل دیا تھا وہ قابل تائس تھی۔“

”نوع کر میں نے دیوان جی کے کٹر سے یہی خود کو حویلی کے اعلیٰ کے اندر تک خود کر لیا تھا۔ تمام دن میں گھر طوکام کاج کے سلسلے میں درخشاں کا لٹکا ہوا پھر اشد ڈیو میں بیٹھا تھا لوں کا مطلقہ کتا شام کو ہم دونوں پائیں باغ کی سر کرتے اور پھر یکلاش اور جیکب کے ساتھ رات کے تک اودھم جو کر دی تھا، درخشاں اور سونو ابھی ہمارے ساتھ شریکا رہیں لیکن جب ہمارے درمیان زیادہ بے تکلفی سے بھلا اٹھا

جولیاں بھی شامل تھیں پھر اس نے جیسے تلاشی کا باقاعدہ وارنٹ نکال کر مجھے دکھانے کی کوشش کی تو مجھے ہنسی آگئی۔ آندھکار کو شاید اب میری حیثیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

”جب آپ تشریف لے آئے ہیں تو اس کاغذ کے پر کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے مزاح وارنٹ پر نظر ڈالتے ہوئے دوشا ناند زبیں کہا۔ آپ بڑے شوق سے حویلی کی تلاشی لے کر اپنا اطمینان کر لیں۔“

”تمکے مشر جمال۔ اس بار آندھکار کے بولے ڈی ایس بی نے کہا۔

”میں دہلی کٹر کو لے کر آ گیا۔ مجھے صرف یہی خیال تھا کہ درخشاں پولیس کی اچانک آمد اور حویلی کی تلاشی سے پریشان ہوگی چنانچہ میں نے پہلے درخشاں کو آندھکار کی موجودگی میں حالات سے آگاہ کر دیا۔ دیوان جی کو پولیس والوں کے ساتھ جیکب کو گرفتار کر لیا۔ دو میں آگیا۔ آندھکار بھی ہمراہ تھا اور۔

”درخشاں کو بار بار پانکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ وقت سے لاندہ اٹھا کر درخشاں کے سلسلے میں ان باتوں کی تصدیق کر رہا تھا جو میں نے اس سے کر رکھی تھیں۔

درخشاں خانہ تلاشی کی اہمیت سمجھ لینے کے باوجود کچھ الجھی الجھی نظر آ رہی تھی۔ کچھ دیر وہ اسی گھنٹن سے دوچار رہی پھر اس نے اچانک چمکتے ہوئے آندھکار سے پوچھا۔

”کیا یہ سب سچ ہے؟“

”میں آپ کے ساتھ پولیس کی پیش دیکھ کر کچھ گھبرا گئی تھی۔“

”خلف کی کیا ضرورت ہے۔ آندھکار نے مسکرا کر جواب دیا۔ اس وقت میں آن دہلی ہوں۔ کچھ بھی آؤں گا تو اطمینان سے بیٹھ کر کھا پی لوں گا۔“

”ایک بات پوچھوں آندھکار جی۔ درخشاں دہلی زبان میں بولی۔ آپ کو اس بات کا شبہ کیسے ہو گیا کہ ہم نے قانون سے بھگے ہوئے کسی قاتل کو اپنی حویلی میں پناہ دے رکھی ہوگی؟“

”آندھکار نے اپنے فرائض سے مجبور ہیں درخشاں۔ میں نے جلدی سے کہا پھر چھپتے ہوئے بے میں بولا۔ اچھے اس طرح وہ شبہات بھی دور ہو جائیں گے جو حالات نے پیدا کر دیے ہیں۔ میں نے اس کے جواب سے نکلے تو آندھکار بھی اندر کھنکشی اور در در جی رہی ہے۔“

”آپ مجھے شرمندہ کرتے ہیں مسٹر جمال۔ آندھکار جھینپ مٹاتے ہوئے بولا۔

”تقریباً ایک گھنٹہ تک ہم دوڑنگ دم دم میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ درخشاں کچھ دیر بعد مائل ہو گئی تھی پھر اس نے

میں باتیں شروع ہو جاتیں تو درخشاں اور سلویا اٹھ کر سلاقی ہوئی دوسرے کمرے میں پہلی باقی تھیں۔

اس رات بھی کھانے کے بعد ہم سب ڈرائنگ روم میں جمع ہو گئے۔ وہ زمر کی طرح ہمارے درمیان مہمانی مذاق ہوتا رہا پھر جیکب نے اچانک نہ جانے کیوں درخشاں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے شروع کر دیے حسن صورت و سیرت کے سلسلے میں ایسی ایسی مثالیں دیتی شروع کیں کہ ہم ادا کیا کاش دونوں حیرت سے جیکب کا منہ دیکھنے لگے۔

”تم شاید میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو گے“ جیکب مجھے مخاطب تھا۔ لیکن یقین جانو میرے دوست کریم بھاری — بوری جنت کی عورتوں کے مقابلے میں بھی زیادہ ترش پوش اور سلیقہ مند ثابت ہوئی ہے۔

”کیا مطلب؟“ کیا کاش نے کہ ہم بھید کی اختیار کرتے ہوئے پوچھا۔ کیا تم نے جنت کی عورتوں کا لباس بھی دیکھ لکھا ہے؟ کیا کاش کے چلے پر درخشاں اور سلویا دونوں مسکرائیں۔

”تم بھاری ہیں چونکہ بلوڑاؤ و افوں اور اسپرٹ کی تیز دھک سے بروقت پر گئے رہتا ہے اس لیے تم میری لطیف باتوں اور مہربانی کی بات کو سمجھنے سے قاصر ہو۔“ جیکب نے کیا کاش کو سرزنش کرتے کے انداز میں گھورا۔ اور ایسی صورت میں کہ جب انسان عروق و حالات اور اس قول کے ساچوں میں غم کرنے سے قاصر ہو یا تعلیم اور تجربے کی کمی اس کی لپٹ کٹی کو حماقت کی

... وہ انسان سے ہے ہر صوبہ ہو جاوے یا نہ ہو مناسب ہو جاتا ہے۔ میں یقین بھی یہی مشورہ دوں گا میرے سر پر دوست کہ اگر غم کو گھٹانے سے قاصر ہو تو کم از کم زبان کو تار میں دھکھو مباد کہ وہ قلمی ترجمانے جو تم نے اپنے جھوٹے وجود کو چھپانے کے لیے اپنی اصلیت پر چڑھا رکھی ہے۔

”یاد جمال — یہ بے غل و تلوار آج بڑے شہر میں بولی رہا ہے۔“ کیا کاش نے کسی پر پہلو بہ لیتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے کہ آج بھالنے اس کی نیل چھوڑ دی ہے۔

”ایسا بھی نہیں ہے۔“ سلویا جلدی سے بولی۔ یہ درخشاں کی تعریف کر رہے ہیں اس لیے میں خاموش رہی تھی اور خاتون کی بات کوئی توہین نہیں اس طرح بولنے کی اجازت کبھی نہ دیتی۔

”تو میں یہ کہہ رہا تھا میرے دوست جمال کہ خداوند پر گرا برتر سے تمہاری انگشت حیات کے نیلے ایک ایسا جگمگ لٹاؤں اور نایاب ہیرا فرما کر دیا ہے جس کے نام اہل نہیں تھے۔“ جیکب نے سلویا کی بات کو کیسر نظر انداز کرتے ہوئے کہا پھر درخشاں کی

طرازی ہے جو فرشتوں سے بھی زیادہ قابل احترام اور محترم ہے۔ یہی زیادہ — بلند و بزرگ نظر آتی ہے نہیں۔۔۔

”لیکن کیا؟“ میں نے جیکب کو گھورتے ہوئے کہا۔ ”تم نے بولے تھے جیکب کیوں ہو گئے؟“

”ہر سکتا ہے میری بات یقین کر دی گئی لیکن میں اس بات کو نہیں ماننا کہ قدرت نے کسی ایک شخص کے حصے میں دو ایسے آفریں عرشیاں ہی خوشیاں رکھ کر دی ہیں۔“

”جیکب — کیا کاش نے فریسی سے بولی پڑا ہے؟“ یہ تم نے کہا تھا کہ اس کی باتیں شروع کر دیں۔

”میرے دوست — میں نے جیکب سے زبردستی کہا تم نے کہا میرے اندر وہی حالات سے واقف نہیں ہو درخشاں نے اس لیے بھی مخالفتیں برپا کر دی ہیں۔“

”تم — تم کہنا کیا چاہتے ہو؟“ کیا کاش نے جھجکا کر پوچھا۔ ”میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جمال کو بھی اپنے حصے پر پھر ضرور اٹھانا ہوگا۔ اس کی کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے۔“

”یاد جمال — یہ کڑی کڑی کوئی کوئی محتاج ہو جائے۔“ جیکب نے میری طرف دیکھتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ”برانہ مانا میرے دوست — یہ بھی ممکن ہے تمہاری دولت، عزت اور شہرت میں دو چاند لگا دیں جو جمال کا بوجھ کسی اور انداز میں نہیں ملے۔“

”جیکب کی بات سن کر میں گنگ رہ گیا۔“ سلویا نے اندری دہریے جھپٹے لگا۔ درخشاں کی عداوت کے عقیدہ ہی نے میرے کوشش و حواس گم کر دیے تھے میں سکتے کی حالت سے دوچار

ہو کر بھی چٹنی لگا ہوں سے جیکب کو دیکھنے لگا۔ میرا وجود جیسے آہستہ آہستہ سرد ہو رہا تھا۔ پھر کیا شش کی تیز اور سخت آواز جیسے کانوں میں گونجی وہ جیکب سے کہہ رہا تھا۔

”یقین کوئی حق نہیں۔“ جیکب کو دو سروں کے بالے میں اس قدر نمکس اور بے ہودہ قسم کی فریسی باتیں کر دی۔ اگر تم میرے اور جمال کے کلاس قبلہ اور دوست نہ ہوتے تو شاید میں سب سے پہلے تمہارا گھٹن کر تمہاری روح کو عالم بالا کی طرف روانہ کر دیتا۔“

”میرے دوست — میں نے جیکب سے زبردستی کہا تم نے کہا میرے اندر وہی حالات سے واقف نہیں ہو درخشاں نے اس لیے بھی مخالفتیں برپا کر دی ہیں۔“

”تم — تم کہنا کیا چاہتے ہو؟“ کیا کاش نے جھجکا کر پوچھا۔ ”میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جمال کو بھی اپنے حصے پر پھر ضرور اٹھانا ہوگا۔ اس کی کوئی صورت بھی ہو سکتی ہے۔“

”یاد جمال — یہ کڑی کڑی کوئی کوئی محتاج ہو جائے۔“ جیکب نے میری طرف دیکھتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ ”برانہ مانا میرے دوست — یہ بھی ممکن ہے تمہاری دولت، عزت اور شہرت میں دو چاند لگا دیں جو جمال کا بوجھ کسی اور انداز میں نہیں ملے۔“

”جیکب کی بات سن کر میں گنگ رہ گیا۔“ سلویا نے اندری دہریے جھپٹے لگا۔ درخشاں کی عداوت کے عقیدہ ہی نے میرے کوشش و حواس گم کر دیے تھے میں سکتے کی حالت سے دوچار

ہو کر بھی چٹنی لگا ہوں سے جیکب کو دیکھنے لگا۔ میرا وجود جیسے آہستہ آہستہ سرد ہو رہا تھا۔ پھر کیا شش کی تیز اور سخت آواز جیسے کانوں میں گونجی وہ جیکب سے کہہ رہا تھا۔

”دو کوئی کے پوری کیا کش آپ سے باہر ہو گیا۔ اگر ہم حقیقت اور راست گوئی کو آنا ہی پسند کرتے ہو تو پھر میری ایک بات سنی گو میں باندھ لو، دوستانہ بھائی کی صحت بھی ان کی صورت اور سیرت کی طرح قابلِ تحسین ہے اس لیے مستقبلِ قریب میں ان کے جمال سے روٹھ جانے کا کوئی امکان نہیں البتہ بھتیجی بیوی دل کے ایک ملکِ عارضے میں فوراً مبتلا ہے اور ایسے مریض چار پانچ ماہ سے زیادہ اپنی حیات کا لوٹھ اپنے ناتواں کا نہ ہوں پر نہیں گھسیٹ سکتے۔ یہ ایک مریض کا بڑا بول رہا ہے۔ اب کہو کیا اس حقیقت کا انتخاب تھا کہ اپنے دلخ اور اوقات اک نہیں کر لیا اور سلوی کا ساتھ بڑا مختصر اور سیرت کے اس ٹیلے کا نہ ہے جس کی وقت بھی مجھے نکالنا ہے۔ کیا کش۔ میرے دوست اگر خدا نے بزرگ و برتر کی یہی مرضی ہے کہ وہ سلوی کی محبت اور لافقت کو مجھ سے چھین لے تو میں اس سے کوئی شکوہ یا تکرار کرنے کے بجائے اس کی رضا کے آگے نہایت تقدیر سے مرعوب و موجد ہو جاؤں گا۔“

”تم۔ تمہا تنہا ہی تھکی کر لڑھ مغز اور بد معقول شخص واقع ہوئے جو یہ کیا کش مجھ سے لایا ہوا اچھ کھڑا ہوا۔“

گفتگو نے بڑی تلخ صورت اختیار کر لی تھی لہذا میں نے فوراً باغیٹ کی اور کیکاش اور جیکب کے دو میلان نہ صرف یہ کہ صلح و صفائی کر لی بلکہ انہیں ملے جی ملادیا۔ جیکب کی

چھٹ گیا پھر دوستان اور سلویا جاتے ملے مشروب است کر اُس نے تو فضا گنگی بدل گیا۔ میں نے دل پر جبر کر کے نفسیاتی شروع کر دیا، جیکب کو چھوڑا، اور کیکاش پر بھی جلے جست کرتا رہا۔ بظاہر میں نے خود کو باطل کر لی تھا لیکن جیکب کی بات نے مجھے ملے کیوں ملاری کہ با دامیر کے دل کی گڑبڑوں میں مجبور رہی تھی۔ مجھے وہ رو کر یہی خیال تار تھا کہ جیکب نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں ہے۔

دوسرے روز میں تیار ہو کر حرمی سے نکلا۔ ویران جی کی
دہائی مجھے باہر کی تمام باتیں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔ پولیس کو
ابھی تک جیون لال کی تلاش تھی لیکن اب انھوں نے اندھا
دھند چھوڑ دی تھی اور گھڑوں کی تلاش کا سلسلہ بند کر دیا تھا۔
ایسا برا انھوں نے یہ بھی مشورہ کر دیا تھا کہ جیون لال نے خودکشی
کر لی ہے اور اس کی مڑھی لگی لاش ایک پرانے اندھ کنویں
سے برآمد کر لی گئی ہے لیکن حقیقت صرف مجھے معلوم تھی شاید
اس طرح وہ ڈھیل دے کر اچانک مجرم کی منتقلی سے فائدہ
اٹھا کر اسے اپنے جال میں دلوچھ لینا چاہتے تھے لیکن وہ جواب

دیکھ لے تھے وہ نماز، زندگی جیون لال کو گرفتار نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے کہ وہ ان کی دسترس سے بہت دور جا چکا تھا۔ وہ امن تھے، جراثیمی تک سادہ لباس اور مختلف طریقوں میں گلی کو چوں اور دروں پر بیٹھ جگہ گھات لگائے بیٹھے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ جیون لال ان کی لسٹ پر کس سے ملے، سی ویلون جی کے ہاتھوں میں منوں منوں کے پیچھے نہیں جا چکا تھا۔ میں گاؤں کی کچھیلی نشست پر بیٹھا حالات پر غور

کڑا دل۔ دیوان جمی امتحانی فاقہ موتی سے اسٹیز کہ سنبھالے
 ہوئے تھے میں پہلی فرصت میں والد صاحب کے بزرگ عالم
 دوست سے ملنا چاہا وہ مل تھا۔ جبکہ کی باتوں نے لہجے لہجہ
 تقاضے پذیرات اوم پر یکا کش کی خاموشی پر بھی جیتنے ہو رہی
 تھی وہ اگر زمانہ نستکیوں کا مالک تھا اور فاصلوں کی قید سے
 آزاد ہو کر دلوں کے احوال پر حلقے کی فاقہ دکھتا تھا تو اب
 ہمک اسے جان لینا چاہیے تھا کہ گردھادی لال کی موت کی
 اعلیت کیا تھی بیومن لال بھی گدی طاقتوں کا قکار ہوا تھا
 ممکن ہے اسے گردھادی نے موت کے گھاٹ اتارا ہو۔ شاید
 اوم پر یکا کش کے صورت حال کا علم نہیں تھا یا پھر اس کی فاقہ
 میں بھی کوئی راز تھا۔ کوئی خط مالک مصلحت پر مشدہ تھی جو وہ
 قبل از وقت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کسی مناسب وقت کا انتظار کر
 رہا تھا۔ ہو سکتا ہے وہ میرے عرونی سے باہر نکلتے ہی لا منتظر

میں نے آنکھ کھول کر دیکھا۔ ہم مشافاتی علاقے کی ایک چھوٹی سی
بستی کے قریب تھے۔

۱۰ یوں ہی ہمیں نے غزوہ کو بلانے کی خاطر یوں ان میں سے
 آپسے کہا تھا کہ یہ نیند پر مجبور یٹری شیطان کی قوتوں
 کے مالک ہوتے ہیں اور لوگوں کا جسد بھی جان لیتے ہیں یہ
 یہی بلانے سے مراد ہے۔

ہر نہایت اہم پرکاش کے بارے میں آپ کو کیا خیال ہے؟ میں نے دریافت کیا۔ کیا وہ حالات کے بخیر و برکت زیر مطالعہ کیا کہ اس نے اپنے دفتر منتر کے ذریعہ اصل معاملے کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کی کہ مروجہ ہے؟

”مزدور کی ہرگز نیکیں شیطانی قوتیں نہ مٹا سکتیں کہ گناہ
 ہمیشہ پس جو جاتی ہیں یہ میرا ایمان ہے۔“ وہ ان عجیبے کام
 اپنے اپنے بازو پر ہاتھ دالتے ہوئے پرس و اعتماد سے بولے۔
 ”میں نے ایک میاں جی کا تعویذ یاد رکھا ہے جو تھوڑے سا کڑوا
 بجائیوں کے باپ بھی میری ہوا جیسے پاسکین گئے ہاں اگر اوپر
 سے کھو دی گئی ہے تو یہ شش ماہ کا کرفشتہ ہے۔“

三

”مجھ سے دل چسپی ہے جوئے کا، شاید اسی لیے
 راحہ دی تھی ہے اور پر کوئی جزو منہ میں آزا کا تھا۔
 میں نے اسے سنبھلے کا موقع کہاں دیا تھا۔
 تمہارا دل بھی ڈرا ہے، میں نے تعریف کی۔ خجور کا
 گل رندھا دی کے دل میں ترازو بگایا تھا اسی لیے وہ جاں پر
 لڑا۔“

میں جو کہ سچے ہیں، زندہ گوں کی جڑوں کا عقدہ سے جوئے
 راز و دیوان کی بولے، وہ میاں جی اللہ کو پیارے ہو گئے، جنہوں
 نے عقیدہ و باحقا و ذہ ہوئے تو میں آپ کو یہ حال ہی کے
 اسے جانا۔ رشتہ ازداد جلد ہی کام کرتے تھے، صورت دیکھتے
 یا اللہ! بابر کی تمام کیفیت، لمحوں میں جان لیتے تھے۔ شاد
 صاحب بھی بڑے پیچھے ہوئے، ہیں جس کے حق میں دعا کروں
 اس کے والے نیلے، جو جلتے ہیں۔
 ”شاد صاحب کون؟“

۔ جہاں میں آپ کو اس وقت لیے چل رہا ہوں۔ دیوان
لے کر وہاں کرتے ہوئے کہ: پورا پورا توجہ اور اہم شا
ہیں لیکن برٹن میں شاہ صاحب کے اسے مشورے دلاور
آلاتا دیکھا کہ ایک بار وہ بدبخت بھی شاہ صاحب کے تہ
ہیں اس کے خواست کے کہ حاضر ہوا تھا لیکن اسے سچے سچے
وہ دیکھا دیا۔

”میں سمجھ نہیں دلاؤ مرزا نے ایسی کیا درخواست کی تھی
اے دھنکار دیا گیا؟ میں نے حیرت سے پوچھا۔

اب آپ کسمائے زبان نہیں کھول سکتا جمال میں۔
 زبان عجی نے وہی زبان میں کہا کچھ آنکھوں کی خرم و حیا بھی
 کسمائے مڑتی ہے رعبے کا خیال بھی ہوتا ہے۔

”بچہ بھی کچھ تہ تو چلے کو بات کیا تھی؟ میں نے دل چاہی
 دلا کرتے ہوئے کہا: ”آپ کو تو معلوم ہوگی اس کی دوسری حالت۔“
 ”میں تو فلاں دوسری لڑکی رگ رگ سے واقف ہوں۔“ ولولہ

لیا کہ یہ بڑا چلق مرزد ہے جتنا اوپر سے دیکھی فی دیتا ہے۔
 ایسی آمد بھی ہے دیکھنے میں مرل لکڑا تا ہے لیکن اس کا
 دھس میں نکلا بھری سو فی ہے کرنے آتا ہے تو مرزد

اور داخل کا پتہ پانی کو دیتا ہے لیکن جہاں اس کے اندر مٹی کی
 وہاں ہیں وہاں ایک خرابی بھی ہے۔ ٹھنڈی کا بڑا ٹکڑا اور
 اس کے کچھ اندر واقع ہوا ہے۔ تو کچھ ٹکڑا اور

اسلام کرانے کے لیے شاہ صاحب کے پاس تعویذ لیے پہنچ گیا تھا۔

جاکر شاہ صاحب کے پیش پر سر رکھ دیا تب کہیں ان کا غصہ
 ٹھنڈا ہوا ورنہ اگر جلال میں کوئی بد و عاصی سے کھلی جاتی تو
 ملا و مرزا کے ساتھ ساتھ میری عمر بھی آجاتی۔

یہ دلاور مرزا کتنا کیا ہے؟
 میری خدمت کرتا رہتا ہے چھوٹے مددگار دیوان گی
 بڑے پیار سے بولے اس کے آگے پیچھے کوئی بھی نہیں ہے
 ایک بار مجھ سے محفلینہ کے گھنٹہ میں بیٹھ رہا تھا
 زخمی ہو گیا تھا اس وقت اس کی نہیں سمجھیں ہوئی تھیں
 کسی کے گھنے میں آکر موت کو دعوت دے بیٹھا تھا مجھے ترس
 آیا تو میں اسے اپنے پاس اٹھا لیا وہ سو سال پرانی بات ہے۔
 تب سے میرے ہی ٹھکانہ کا جو کردہ گیا ہے مجھے اپنی اولاد
 کی طرح عزیز ہے؟

دیوانی مجھے دلاؤ میرا دل کی کافی سانسے سے پہچانوں
سنے ایک چمچہ مکان کے قریب گاڑی رکھ دی جہاں نیم کے
دروخت کے نیچے ایک تنہیدیش بزرگ چٹائی پر ایک کھس بند کیے
بیٹھے تھے ان کے سانسے دل بارہ حقیقت سندن کا مجمع دم
سافے فراموش بیٹھا تھا۔

میں نے گاؤں سے اتر کر ایک نظر شاہ صاحب کے گورانی
چیمبر ڈال دیا پھر لڑیں بھٹکے جانے قدموں کے بڑھا اور مجھ
کی پھل قطار میں منگی زمین پر استی پالستی بالکونیاں منجھ گیا۔ دو مہار

خطری بڑی جا بجا! اچھے چہرے بھاپیں چہرے ہوں ہی کی اجڑے
 سے ترسے برابر بچھ گئے۔ بندہ منٹ تک شاہ صاحب
 مراقبے میں رہے پھر انھوں نے ایک فوت آکھیں کھول دیں۔

ان کی انھیں نوادی چوسے کوئی مطابقت نہیں دھنسی
تھیں ان میں خون تیرا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے انھیں
وہی نیند میں بھیجھو کر زبردستی جگا دیا گیا ہو میں ان کے دل پہ

ہاتھ کی جانب ذرا مٹ کر پچھلی قطار میں بیٹھا تھا لیکن سمجھ کر کھولتے ہی انھوں نے جس انداز میں گردن کو قلم سے کراہوٹا میری طرف دیکھا اس سے یہی ظاہر ہوا جیسے انھیں میری آمد کا

اسلام ایک بڑا تہذیبیاتی نظام ہے جو ہماری زندگیوں میں چاروں پہلوؤں پر ان کی جڑوں سے لگا ہوا ہے۔ اس کے بغیر ہماری زندگی بے مقصد ہے۔

کی ہمیشہ نے ایک آگ سی لگا دی جو ہم سے دل کی دھڑکنیں
 ہر سے فار سے باہر ہو رہی تھیں، مجھ پر ایک عجیب سی ہوش
 دلاہستی کا جذبہ طاری ہو رہا تھا۔

”تم آخو کار بیان تک کہے۔“ شاہ صاحب کی نرم اور نھویں
وازمیں سے کانوں سے بھرنی۔ دوبارہ تیار راستہ روکا گیا تھا۔

بزرگی کا دل مجھ سے مخاطب تھے لیکن میری محبت نہیں ہو رہی تھی کہ نظریں اٹھا کر ان نگاہوں سے نگاہیں جاکر سکتا جن کی چھین اچھی تک میں اپنے تن بدن میں محسوس کر رہا تھا۔
 "جمال میاں! دیوان بھی سنبھلے کسی سے ٹھوکا مٹانے کے لئے دوبارہ سرگوشی کی کہ نظریں اٹھائیے۔ شاہ صاحب آپ ہی سے مخاطب ہیں۔"
 میں نے بہت کر کے مشکل جبر واد پچایا۔ اڑتے دھڑکتے نظریں اٹھا لیں لیکن شاہ صاحب دوبارہ مراٹھے میں جلد چلے گئے۔
 تھے سر میں ان نگاہیں بار بار میری جانب اٹھ رہی تھیں۔ شاید انھیں میری سرکش ممتعتی پر رشک آ رہا تھا کہ میں اتنی جلدی شاہ صاحب کی نظر غائبیت۔ سختی کیوں کر ہو گیا ان میں سے کچھ نگاہوں میں نفرت بھی تھی۔ اود میری سیاہ بیتی پر نام لگاں تھے، میری بد بیتی کا طلال کر سکتے تھے کہ ایک پر مراد و بزرگی کا دل نے مجھے مخاطب کیا اور میں انہیں بھوکا لے رہا تھا۔
 وہ مجھے بھی اپنی حماقت کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا لیکن میں مجبور تھا میری قوت گویا فی سلب ہر گھنٹی تھی تو میں زبان محسوس طرح بلاتا۔ میری نظریں آپ ہی آپ جھک گئیں اور اب وقت گزر چکا تھا۔
 شاہ صاحب دوبارہ مراٹھے میں چلے گئے تو مریدوں نے ایک ایک کمرے کے دیوان سے اٹھنا شروع کر دیا۔ وہ آہستہ سے اپنے اپنے دیوان چلے گئے پھر مروجہ روضت لایا۔
 کے طور پر چھلکاتے اور آہستہ سے پلٹ کر واپس چلے جاتے وقت تیزی سے گزرتا رہا، وہ ہر کافوت ہوا تو دیوان بھی نے سنبھلے کھانے کا یاد دلایا لیکن میں نے دیوان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا چھلکی بانڈے شاہ صاحب کو دیکھا کہ وہ ہر کے بعد شام آئی اود بھی گزرتی۔ اجالوں کی بجائے جیسے جیسے گئے تو ایک محسوس ہونے لگی ہوئی لالین لاکریم کے تنکے قریب رکھ دی اور چپ چاپ واپس ہو گئی شاہ صاحب بدستور روضتے میں تھے اور میں بھی اپنی جگہ جیسے چتر کا بن گیا تھا نفقت اور لہجہ کا سبب جیسے نہ میں سے مرث چکا تھا۔
 میری نظریں اس فوٹائی چہرے پر جمی ہوئی تھیں کہ کسی اود دنیا میں متفرق تھا۔
 "جمال میاں! دیوان بھی نے مجھے شانے سے بیکر کر کہا۔
 "میری میں سب لوگ پریشان ہوں گے۔ اندھا بھیل چکا ہے۔
 میں نے دیوان کی آواز سنی تھی مجھے ایسا لگا جیسے کوئی دور سے مجھے مخاطب کر رہا ہو لیکن اس آواز پر بار بار دیوان نہیں آیا پوری توجہ ادا انہماک سے غصے بانڈے شاہ صاحب کو دیکھا

مجھے دعا کے ساتھ ساتھ دعا کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے انہماک سے گندی طاقتوں کا زور بڑھا جا رہا ہے۔
 "میں سب جانتا ہوں میں ان پر زور لگایا۔ جو بہت دیر ہو کر کچھ پیش آنے والا ہے لیکن جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ بر حال میں پورا ہو گا۔"
 "مجھے سکون کی تلاش ہے۔ میں تڑپ کر رہا ہوں۔ میں پتہ لاریوں کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہوں۔"
 "دھم کرنے دو۔ یہ ناموس رہیں گے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت انھیں پریشان نہیں کر سکتی گی۔ شاہ صاحب نے معنی تیز انداز میں جواب دیا۔
 "میں سمجھتا ہوں کہ میرے محترم چہ میں نے کہا۔ آپ کس قسم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟
 "افسوس۔ افسوس! اپنا شاہ صاحب! مجھے ملنا شروع کر دیا۔ ان کی حرکتوں میں اضطراب کی شدت میں موجود ہیں پھر وہ آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر بولے۔ تیری زبان ہے میرے ملک جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے۔
 "میں اب بھی کچھ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ میں نے الجھے ہوئے کہا۔ میری رہنمائی فرمائیے۔
 "ماں کی فرم جلدی جلدی حاضری دیا کر۔ تیری مراد وہیں سے پوری ہو گی۔ شاہ صاحب نے جیسی سے جواب دیا۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ کوئی بات ان کی زبان تک آئے ہے وہ ہاں سے یہ سن کر ہر وہاں سے سے تین رو بہ میں گنت آجاتی تھی۔
 "قبل محترم! میں نے عاجزی اختیار کی۔ کیا میں بیان سے خالی ہاتھ واپس چلا جاؤں؟
 "شاہ صاحب میری بات سن کر پھر تذبذب کی کیفیتیں سے دوچار ہو گئے۔ کچھ دیر تک ہاتھ ملنے لپے پھر آنکھیں بند کر لیں۔
 "میں میرے محترم۔ نہیں۔ میں جینج اٹھا۔ آپ سے مرحوم والد کے دوست ہیں۔ میں دوستی کے اسی مقصد کے لئے کی ڈور تھانے میں اب تک آیا ہوں خالی ہاتھ نہیں مائلوں گا ادا کر۔ مایوسی میرا مقدر بن چکی ہے تو پھر میں میں اپنا سر پھونڈ کر مر جاؤں گا۔"
 "نہیں۔ شاہ صاحب نے جلدی سے آنکھیں کھول کر میرے اضطراب کا اندازہ لگایا پھر نہ تک آواز میں بولے۔ ضد مت کر۔ میری بات مان لے اپنی والدہ کی فریاد بار بار حاضری دیا کر جو طے پانے میں سے لگا ہے۔"

دل پانگل میری راہ میں روٹے اٹھاتے ہیں پھر پھونکتے ہیں اور میری مائیں پر کلڑیاں پرسلتے ہیں۔ میں نے تڑپ کر کہا۔
 "تو نہ تو ادا ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب جیسے پورا چاہتا تھا مہال آگیا۔ جب تک تیری بیانی بحال نہیں ہوتی تو بھگت لپے گا۔"
 "مجھے آپ کی بد معافوں کی نہیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ میں نے بزرگی کا دل کے جلال کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔ میں اس آستانے سے خالی ہاتھ نہیں جاؤں گا۔"
 "میں کہتا ہوں جا۔ چلا جا۔ شاہ صاحب نے مجھے دھکا دے ہوئے کہا۔ ایک مانگے صلا ہے اود بھٹی چھو لے لیے گھر دیا۔
 پہلے جا کر اس کو روک لے۔
 "میں پانگل ہر ماؤں کا میرے محترم۔ میں سب کا اٹھا۔ میں اس آستانے کے چتروں سے سرگوشی کر رہا ہوں میں ان کی لیکن خالی نہیں جاؤں گا۔"
 "شاہ صاحب جیسے پر شدہ غم غصے کی ملی کیفیت طاری تھی وہ میری محسوسات پر غصا ہوئے تھے میں اس کی تہر تک پہنچنے سے ماری تھا پہلے انھوں نے مجھ سے بڑی شفقت سے گفتگو کی تھی پھر یک طلت پھر لگ اٹھے اود مجھے دھکا دے لگے مگر میں نے طے کر لیا تھا کہ ان سے کچھ لے بغیر نہیں ملوں گا۔
 میری تقدیر میں اگر سر پھونڈ کر مرنا ہی لکھا تھا تو مجھے یہ بھی منظور تھا۔ شاہ صاحب نے سخت نظروں سے گھونٹے لپے ان سے پھر پانگل رہا۔ اود بولے۔
 "اٹھا کر اوتی دن پر ملتے تھے اود بے چینی سے یوں سر جھکے گئے جیسے کسی شہید ہوئی تھی مغلشاہ میں مبتلا ہوں کسی اندر فی کثرت محسوس سے دوچار ہوں کبھی نظریں اٹھا کر آسمان کی سمت

روایتی ناول

زینب	حمیدہ جبین	75/-
شاہ خدیوہ	حمیدہ جبین	75/-
حناء اور پتھر	حمیدہ جبین	75/-
گیت یہ میرے	حمیدہ جبین	75/-

مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور 2

دیکھتے اور ہنست جاتے کبھی ان کی آنکھوں سے ایک ٹپکے
گتے پھر وہ بچے سن سرن فطرتوں سے گھومتے ان نگاہوں میں
نفرت اور محبت کا جلا جلا احساس سرزد ہوتا تھا۔ تو یہ کیا آدھے
گئے تھیں وہ ان ہی متضاد کیفیتوں سے دوچار تھے پھر جھلک کر
اپنے ہاتھ میں دی ہوئی تسبیح زور سے میری طرف پھینکی اور اس کے
سے بچے دھککارتے ہوئے ایک بار پھر رات بے میں چلے گئے۔
میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے تسبیح اٹھا کر ہونٹوں سے
لگائی آنکھوں سے ملا پھر شاہ صاحب کو دیکھتا ہوا اٹھا اور
گاڑی میں آکر بیٹھ گیا۔ مجھے خوشی تھی کہ میں غالی ہاتھ وہاں
سے نہیں آیا تھا شاہ صاحب کی تسبیح میرے لیے کسی تیرس
سے کم نہ تھی میں نے بڑی عقیدت سے اسے چوم کر شریفانی کی
اندوہنی جیب میں رکھ لیا۔ دیوان جی نے گاڑی کی رفتار تیز کر
رکھی تھی مجھے اب احساس ہوا تھا کہ حویلی سے میری طویل غیر
حاضری نے یقیناً سب کو پریشان کر دیا ہوگا۔
شہر ہے ذرا بعد میں توئی کے علاقے میں قدر کا تو درخت لکے
ملا وہ جیکب سلاوا اور کیکلش میں میرے منتظر تھے۔ ایک
دو ملازم بھی پریشانی کے عالم میں ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔
دو نشان کی نظروں میں میرے لیے لاتعداد سوالات چل رہے تھے
کیکلش مجھے وضاحت طلب اور معنی خیز نگاہوں سے گھورتا
تھا سلاوا نے مجھے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا لیکن جیکب نے
اس وقت بھی حافقت سے کام لیتے ہوئے کہا۔

اب بتاؤ کیکلش جی۔ سسر ہارن لاجپتھرس کے ساتھ
چل رہے ہیں؟
ہاں جیکب۔ کیکلش تھلا کر ہلا۔ کبھی تو موقع مل دیکھ
کر بات کر لیا کرو۔
اور تم جی اس روز میری بری کی مہم کو میں مجھے مارا
کے ساتھ تھی کہہ رہے تھے۔ جیکب منہ بنا کر ہلا۔ کیا وہ مذاق
مناسب تھا؟
میں جیکب کو کیکلش کو آپس میں الجھتا چھوڑ کر اندر
آؤں دو نشان نے مجھ سے کوئی باز پرس کرنے کے بجائے جیسی
جنت سے کہا۔
آپ چل کر مل کر رہیں۔ میں لباس لے کر آتی ہوں نہانے
سے دن بھر بنگلان دور ہو جائے گی۔
دو نشان۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کے شانوں پر
ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔ تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں دن بھر کہاں
غائب رہا؟
مجھے آپ پر مکمل اعتبار اور بھروسہ ہے جمال البیتہ آج

آپ نے اتنی دیر لگا دی کہ مجھے چل اٹھنے لگا تھا۔ دو نشان
مسکرا کر پیارے جواب دیا تو میری دن بھر کی مکان دور ہونے
میں وہاں اپنے والد کے ایک پرانے بزرگ دوست
کے پاس چلا گیا تھا۔ میں نے صاف گوئی سے کہا کہ وہاں نے
وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔
آپ نے بہت اچھا کیا ہواں میں بھی آپ کو مشورہ دیتے
والی تھی کہ آپ بزرگوں اور پرانے کی صحبت میں اٹھا بیٹھا
ہیں شرف سے کی کوئی مقولہ جو بھی ہوگی پھر میں نے
مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔
ہو سکتا ہے حالات نے مجھے وہم میں مبتلا کر دیا ہو
میرا دل بار بار یہی کہتا ہے کہ کیا جی اور ان کے دوست ہیں
پہچاری ہیں سکھ اور چین سے نہیں رہتے ہیں گئے۔ دو نشان
نے اداس لہجے میں کہا۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ وہاں کے
زادہ دلوں ایک ہاتھ سے سلسلے میں پناہ نہ لے سکوں گی اور
گندی طافیں مجھے تم سے دو کرنے کے لیے موت کے گھاٹ
آمانے سے بھی دریغ نہیں کریں گی۔
دو نشان۔ میں تیغ اٹھا لیجئے جیکب کے بڑے بیٹے یا
آگے۔ میں نے دو نشان کو زور سے شدت سے اپنی باتوں میں
سینے سے لگا کر خدا کے لیے ایسی باتیں نہ بن لایا کرو۔
میرا دل تمہیں کے احساس ہی سے چھٹ جلتے گا۔ میں یہاں
بٹھ رہا ہوں۔ لا تقدر حمہ۔ ہم کو کس۔ عموں ایک۔ لا تقدر وہیں
کے ایک ساتھ جہیں گے ایک ساتھ مریں گے۔ وہاں کر
دل سے نکال دو دو نشان جذبات جاری ہوا کچھ نہیں بگاڑ سکے
کہ انہوں نے اپنے پیر یا کو تمام باتیں بتا دی ہیں؟
دو نشان نے معصومیت سے پوچھا۔ وہ کیا کہتے ہیں؟
انہوں نے بھی یقین دلا ہے کہ گندی طافیں ہلا کر
نہیں بگاڑ سکیں گی کچھ وقت پریشانیوں میں ضرور گرنے کا شکیں
اس کے بعد راحت ہی راحت ہو گی۔ میں نے دو نشان کو تسلی
کا ایک بات پر چھوٹا ہلا۔ دو نشان نے میری آنکھوں
میں آنکھیں ڈالنے ہوئے بڑی اطمینان سے کہا۔
پوچھو جیاناں۔ میں تمہیں مجازت کی کیا ضرورت ہے۔
آپ کو میری جہان کی تمام کوئی بات چھپانے کی کوشش
نہ کیجیے گا۔ دو نشان نے مجھے اپنی قسم دی پھر لمبی بیگز چلائی
لال ہاتھی اور جیون لال کی موت کا کیا قصہ ہے۔ دو نشان نے
نور ہادی حویلی کی تلاش لینے کیلئے کیوں ہلا چلا آیا تھا۔
دو نشان کے کاسس اپنا ایک سوال نے ایک لمحے کے لیے
بوکھلادیا۔ اس نے مجھے اپنی جہان کی قسم لے کر عجیب مجھے

ال دیا تھا کچھ دیر تک میں فطرت میں نہ دل پر ہر
لے شروع سے آخر تک کی تمام تفصیل دو نشان کو سنائی۔
مجھے یقین تھا کہ ایک ایک دن کسی رسمی طرح اسے حالات
والے روز ہو جائیں اس روز وہ مجھ سے سکھ اور شکایت کر سکتی
تھی اس لیے ابتدا ہی میں اس کا حالات سے باخبر ہو جانا
زیادہ مناسب تھا۔ وہ دوسروں کے مقابلے میں مجھے بہتر طور
پر مشورے کر سکتی تھی۔ میں نے شاید اب تک اس سے تمام
باتیں پوشیدہ رکھ کر غلطی کی تھی میرے ذہن پر جبر لہ تھا وہ
دو نشان کو راز دار بنالینے کے بعد بڑی حد تک کم ہو گیا۔
دو نشان نہایت تنجید کی اور غور سے میری باتیں سنتی رہی پھر
بڑی بے پروائی سے مسکرا کر بولی۔
"فی الحال آپ نماز ہو کر تازہ دم ہو جائیں کھانا کھا کر
پکوری آرام کریں پھر رات کو اطمینان سے باتیں ہوں گی۔"
رات کو مجھے ساتھ ساتھ تنجید دہنا پڑا وہاں سے۔ میں
نے دو نشان کو چھیڑتے ہوئے کہا۔ تمہارے عادتیں جو خواب کر
رکھی ہیں۔
شریک ہیں کے۔ دو نشان نے میری نگاہوں کی گہری سے
گچل کر شرف سے ہوئے کہا پھر وہ میرا لباس لینے چلی گئی تو میں
لگتا ہمارا منہ خلع میں گھس گیا۔



کیوں کے دروازے پر چلنے والی تیز دھنک کے ساتھ ہی
جیکب کی آواز بھی میرے کانوں سے بخاری تھی میں نے گھڑی
پر نظر ڈالا اس وقت شام کے پانچ بجے تھے ڈائری کو نہ دیکھ
میں نے جلدی سے اماری میں لٹکا پھر جیکب کو دروازہ کھول
دیا۔ جیکب آندھی اور طوفان کی طرح دندنا ہوا کہ میں وہاں
ہوں اس کے چہرے پر زور لگا کر کیکلش کا مذاق اڑاتے ہوئے
سرخ آنکھیں مجھے آتش نشان کا منظر پیش کر رہی تھیں
گڑے ہوئے منقش اور غصے کی شدت کو کمزور کرنے کی
خاطروہ دانتا ہوا آگے بڑھ کر میرے سینے پر میچو گیا۔
جیکب کی وحشت قابل دید تھی۔ میں نے کیوں سے باہر
چھاپ کر دیکھا۔ کیکلش وہاں موجود نہیں تھا اللہ بابر کا
سماں بلے حد پایا لگا ہوا تھا نیلا کھلا آسمان اٹھتی ہوئی
ہوا کے جھونکے اور وہاں تک پھیلا ہوا نیلگوں سمند میں کی لہریں
جگا لاتی ایک دوسرے سے ہمراہ خوش ہرودی تھیں عموں
پر دیکھ کر کیوں کے سامنے کوئی بھی نہیں تھا میں نے سوجھ
یقیناً کیکلش نے پھر جیکب کی کسی دھمکی دگ کو چھیڑ دیا ہوگا

میں نے جلیٹ کر اسے دیکھا وہ ابھی تک اپنی ہلکی ہلکی سانسوں
پر قابو پانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔
کیا بات ہے میرے دوست؟ میں نے پوچھا۔ یہ تم
اس قدر وہم برہم ہو کہ کس لیے نظر آتے ہو؟
"مم... میں... اسے کوئی یاد دل گیا۔ جیکب نے مجھے میں
بکھلانے ہوئے کہا۔
"کیکلش کی بات کر لیتے ہو تو میں سکڑا دیتا۔
"وہ بھی قابل گردن زدنی ہے۔ جیکب نے پستور ہاتھ
تھے جواب میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن
بے پردہ مذاق کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مقدس سچ کی قسم اگر وہ
بے لباس ہمارے سامنے آئی تو میں اس کا خون پی جاؤں گا۔
کیا مطلب ہے۔ میں چونکا۔ کون تھا جسے سامنے بیٹھا
آسنے والی ہے۔
"روا۔ جیکب نے تھلا کر کہا۔ کیکلش نے اسے بھیجا ہے
کہ اگر میں لاسا کے حق میں صدق دل سے دعا کروں تو اس
کی ذہنی حالات اعتدال پر آسکتی ہے۔ وہ دوبارہ اڑل
ہو سکتا ہے۔
"اوہ۔ میں زیر لب سکڑا دیتا۔ جہاں تک دعا کا تعلق

غزوہ مزار

منتخب مزاج پارے	فیاض ساہو	100/-
ممتاز ادیبوں کے منتخب خاکے	فیاض ساہو	120/-
منتخب شگفتہ شہ پارے	فیاض ساہو	200/-
سر جیکل وارڈ	فیاض ساہو	100/-
مزاج مزے کا	فیاض ساہو	150/-
منتخب شاہکار مضمون خاکے	فیاض ساہو	90/-
منتخب مزاحیہ مضامین	فیاض ساہو	120/-

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور نمبر 2

کیا ایک دہائی میں بستی کوئی ہوں کہ اسے بے ہوشی کا جیکر لگا کر شہر کو روک دے۔ اس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ میں سارا جیون فقرا پر احسان یاد رکھوں گی۔

کیکاش نے ایک نظر میری جانب دیکھی پھر خاموشی سے روپاکے ساتھ ہولیا میں بھی ایٹلے کے ساتھ لاسکے کہیں کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ پرتگالی کپتان کے چہرے پر ابھرنے والے ناخوش گواہانہ زلت لاسا کی خبر کی کچھ اور گھبرائے گئے تھے۔

”جہانے وہ کون سی مٹھوس گھڑی تھی جب میں نے اسے جہاز پر بٹھا دینے کی ہائی جبری تھی۔ وہ بڑ بڑلتے رہتے ہولاء۔“ فادر جیکب نے اسے پہلے ہی دن پانچویں دن نظروں سے دیکھا تھا۔ ”اب ان باتوں سے کیا فائدہ میرے نزدیک دوست۔“ میں نے ایٹلے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ صرف ایک رات کی بات اور ہے۔

”مال میسر عزیز۔ لیکن کبھی کبھی ایک لمحہ بھی انسان پر ہمت بھاری ثابت ہوتا ہے۔“

میں نے اس بات ایٹلے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کیکاش اپنا اہم جیسی بیگ لیے تیزی سے ہمارے قریب آ گیا۔ روپاکے جلدی سے کہیں کا دروازہ کھول دیا ہم ادا کی کاش ایک ساتھ ہی اندر داخل ہوئے ایٹلے ہمارے ساتھ گیا تھا، شاید وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے افراد وہاں بھیجی کی صورت میں

لاساکا جہر رسید میں بچھا ہوا تھا اس کی حالت خاصی ایز نظر آ رہی تھی وہ ہمیں بادی پانکوں کی طرح دیکھ رہا تھا وہ دیکھتا رہا پھر اس انداز میں گلا بچھا کر قہقہے لگانے لگا جیسے ہم اس کے لیے پاگل ہے ہوں ذہنات کیوں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اس وقت لاسا کی ذہنی حالت پہلے کے مقابلے میں بدتر ہو چکی تھی اس کے قہقہے مجھے عجیب لگ رہے تھے یوں جیسے وہ جہاں مذاق اڑا رہا ہو۔ مجھے اس کی آواز بھی کچھ بدلی یہ نہ سی محسوس ہو رہی تھی۔

کیکاش نے اس کے بڑھ کر اس کا سر میری معائنہ کیا لیکن وہ ہنسنا رہا۔ آج اس نے نہ تو کوئی کوئی نہ پاگلوں کی طرح اپنا سر سر سے ہٹانے کی کوشش کی تھی کیکاش اس کا معائنہ کرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی شاید میری طرح وہ بھی لاسا کی کیفیت میں حیرت را بخیز تبدیلی کو محسوس کر چکا تھا۔ روپا بھی بچھی بچھی نظروں سے لاساکو دیکھ رہی تھی۔

”ہمارے آنے سے پہلے یہ کیا وادی تباہی کا رہا تھا؟“ کیکاش نے لاساکو گھومتے ہوئے روپا سے سوال کیا۔

”یہ۔۔۔ یہ کہہ رہا تھا کہ اس کا سرے پورا ہو چکا ہے وھرق سے آنا تو ڈر کر کاش کی طرف اڑنے کو کہہ رہا تھا اور نہ جانے کیا کیا الٹی سیدھی بھوس کر رہا تھا۔ روپا نے لاساکے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ یہ کہہ رہا تھا کہ اس کی آتماں وقت تک شناخت نہیں ہوئی جب تک یہ ناگ کا روپ دھار کر دوبارہ اپنے دشمنوں کو ڈس نہیں لے گا۔“ بار بار چینگ چینگ کرکالی کرکالی کر رہا تھا۔

کیکاش بہت کم گوشت خاں لیکن ناگ کے روپ کا حوالہ اس کر میں حیرت سے اچھل پڑا اور ٹھیک اسی وقت لاسا نے میری طرف دیکھ کر پرے سے زبردستی انداز میں ہنسنے لگا۔

”تو اب بار بھرا نے علم اور چالاکی کے باعث پہنچ گیا ہے لیکن آنا یاد رکھ کہ کالی کے بہاری ورنج کے دروازے تک تیرا بچا نہیں چھوڑیں گے۔“ دشمن کے فادامے ایسی آفتیں دیں گے کہ تیری روح تک لاپس ایٹلے کی زمین کے کسی حصے پر بھیجے ہم سے پناہ مانگ سکے گی۔ لاسا کی آواز حیرت انگیز طور پر بدلی ہوئی تھی کیکاش بھی چونک اٹھا۔ روپا ڈر کر لاساکے قریب ہی گئی۔ ”میرے سر تاج اتم ٹھیک ہو گئے۔“ وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ ”آخر بھگوان نے میری سرن کی۔“

لاسا نے اس کی طرف توجہ دے بغیر اپنی بات ہماری رکھی۔ تو نے لاساکا اچھو صرف ایک روپ دکھائے، اکٹھا کر۔ ہمارے عجیب قدم پر ایسے رکھے دکھائیں گے کہ تیری روح بے چین ہو جائے گی بڑی بات یاد رکھنا۔ تیری تقدیر میں کیا کھا ہے۔ یہ تو مجھے وقت ہی بتائے گا۔ پھر جو کچھ ہوا اس نے کیکاش کے اوسان بھی خطا کر دیے لاساکے جسم سے اچانک شعلے بلند ہونے لگے تھے روپا نے بچنے کی کوشش کی لیکن مادمائی قوتوں نے اسے بھی آگ کے جہنم میں دھکیں دیا۔ شعلوں نے تیزی سے پھرنے کو روپاکے جسم کو بھی پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پھر۔۔۔ اس سے پیشتر کہم کوئی کاروائی کر پاتے لاسا اور روپاکے جسم کو کوئی کفرش پر ڈھیر ہو گئے۔

میں اور کیکاش کہیں کے فرش پر گنگ کھڑے ہوئے۔ اس کے دو بے جان عیسوں کو بچتی بچتی نگاہوں سے گھورتے تھے۔

”انکا“ ”اقابلہ“ ”سونا گھاٹ کا پجاری“

”غلام روہیں“

جیسی لازول کہانیوں کے خالق

انوار صدیقی

کی ایک نئی اور چونکا دینے والی کہانی

سحر اسرار کی رونگٹھیں کھڑے کر دینے والی

داستان

خبیث

پانچ حصوں میں مکمل

قیمت: مکمل سیٹ = 200 روپے

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور

لاساکا اور روپا کی پراسرار موت نے ہماری عقاب کے اگلے میں خوف و ہراس کی لہر دوڑا دی تھی۔ ہر چند کہ کپتان ایٹلے نے ان دونوں کی موت کو لڑ رکھنے کی کوشش کی مگر وہ واقعتاً اپنا ہولناک اور ناقابل یقین ہتھاکر خود ایٹلے بھی انگشت بدندان نہ گیا۔ ہر حال اس نے اپنے خاں لہروں کے ذریعے ہی وقت روپا اور لاساکے جسموں کو جو کھٹے کے ٹھتوں میں تبدیل ہو چکے تھے بھٹو کر سمند کی موجوں کے حوالے کر دیا۔ اور کہیں کو منتقل کر دیا۔

کیکاش میرے ساتھ بھی کبھی شے پر دیا لیکن تھا کھڑا سمندر کی موجوں کو بچتی بچتی نظروں سے بچھ رہا تھا۔ لاساکو پیش آنے والے حادثے کا اس کے دل و دماغ پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ میں نے اسے چھوڑنا مناسب نہیں سمجھا اس لیے کہ خود میری حالت بھی ٹھیک نہیں تھی میں بڑی سیدھی سے سوچ رہا تھا کیا بخیر و خوبی یہ سفر پورا کر سکیں گا۔ لاساکے وہ الفاظ ابھی تک میرے ذہن میں صدا دے باز گشت بن کر گونج رہے تھے جہاں نے شعلوں میں ہمیں بھرنے سے کچھ دیر قبل کہے تھے۔

اس نے مجھے یاد کرنے کی کوشش کی تھی مگر محنت کی مہربانی سے مجھے اسے حساب سے بھات و دہوی ہے میں نے زندگی کی ضمانت نہ سمجھوں اس لیے کہ نادیدہ گندمی قوتیں مرنے والے تک میرا تعاقب کرتی رہیں گی۔ کالی کے نام پر ہر سے افراتفر عرصہ حیات تنگ کرنے سے باز نہیں آئیں گے۔ مجھے ایسی نافرمانی سے دوچار کیا جائے گا جس کی آفتیں مرنے والے تک برقرار رہیں گی۔ لاسا نے جو کچھ کہا تھا وہ حرف بحرف درست تھا۔ اگر جیکسن نے بروقت میری مدد نہ کی ہوتی اور بھوں کی پر لہر تو توں سے لاسا کی گندی قوتوں کو قہر نہ کیا ہوتا تو میری موت یقینی تھی۔ میں ادا کی لاش اپنے اپنے خیالات میں مومٹھے کہ ایٹلے نے اسے قریب آتے ہوئے کہا۔

”میرے عزیز! جو کچھ ہوا وہ میری اٹھارہ سالہ سندی زندگی میں اپنی نوعیت کا عجیب غریب حادثہ ہے لیکن کیا یہ سب نہ ہو گا کہ ہم اس خوش حالے کی یاد کو اپنے ذہنوں سے جھٹک لینے کی کوشش کریں۔“ علی کے افراد بے حد خوفزدہ ہیں اور ایسی صورت میں اگر ہم نے وہ اندیشی سے کام نہ لیا تو وہ لوگ

جلیسن چند تائے میری نگاہوں میں نگاہیں ڈالے مجھے
 گھورتا رہا۔ اس کی تیز اور پراسرار نظروں کی ہمیشہ مجھے اپنے
 جسم کی گہرائیوں میں محسوس ہوا ہی تھی۔ غالباً وہ اپنا مکمل
 شروع کر چکا تھا اور اپنی نادیدہ قوتوں کے ذریعے میرے دل
 کا بھید جلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اپنی نظریں اس کی
 تیز نظروں سے بچانا چاہیں لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اسی پہلی بار
 مجھے فہم ہوا کہ وہ شاید نیلی چمکی کے فن میں بھی ماہر ہے۔
 اور اپنی ساحرائے قوتوں سے میرے وجود کو تسخیر کر رہا ہے۔
 کچھ دیر تک کہیں میں ہماری ماسوں کی ملی جلی آواز
 سرسراہتی رہی پھر جیکبسن نے کافی غمزہ کر کے اپنی نظر میرے چہرے
 سے ہٹائی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اچانک ہلکا ہو
 گیا ہوں کوئی نادیدہ بوجھ میرے جسم سے اتر گیا ہو۔
 میں دوبارہ اپنی شستہ پیرسٹیکل کر بیٹھ گیا۔ البتہ میں نے
 یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جلیسن کی تیز نظروں سے ہمتی الامکان
 بچنے کی کوشش کروں گا جتنا وہ مجھے اپنا محمول بنا لے۔
 مگر میں بچا ہوا کافی کا آخری ٹھونٹ ختم کر کے میں نے
 اپنے تیز کے نیچے فرش پر رکھ دیا پھر اسے زانو پٹیا سوال دوہرایا۔
 جیکبسن نے میری بات کا جواب دینے کے بجائے مفید گلوب کو
 روشن کیا پھر حسب معمول اس کے ہونٹ تیز حرکت کرنے
 لگے۔ شاید وہ زخموں کو گلانے کا عمل پڑا رہا تھا۔ اس کی
 نظروں پر بھگد بھگد لہر دوڑ رہی تھی۔
 میں خاموش بیٹھا اس کی حرکتوں کا جائزہ دیتا رہا۔
 دس منٹ بعد جب جلیسن کی غریب ختم ہوئی اور اس
 نے میری جانب دیکھا تو اس کی آنکھیں انگاروں کی ہند
 شریخ اور روشن تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھ بستور گلوب پر
 معلق تھے۔
 "میرے محترم افسد اور پاک روحیں آپ کے سوالوں
 کا جواب دینے کی خاطر کہیں میں موجود ہیں۔ اس کی محسوس
 آواز کہیں سے پہنچ رہی ہے۔" میں نے جواب دیا۔
 "میں اپنے بھری مغز میں آئندہ ہمیشہ اتنے والے حادثات
 اور واقعات کے لیے میں جانتا چاہتا ہوں۔" میں نے اپنے
 آپ کو سنبھال کر دریافت کیا۔
 "بھری سفر بڑی ہی پرخطر ہوتے ہیں۔ پانی کی لہروں
 پر ڈولتا ہوا جہاز ہواؤں کی زبردستی بے سرحال ہونے کے
 بجائیاں اور ہولناک طوفان کی وقت میں جہاز کو تھکے کی
 مانند تھک دیا کر سکتے ہیں۔ جلیسن نے خلاؤں میں گھومتے
 ہونے جواب دیا۔ اس کی آواز اچانک اور حیرت انگیز نظر پر

بھی کہ کل کیا ہونے والا ہے۔
 "تو یہ کیا میں؟ دنیا میں درخشاں سے دوبارہ دل
 سکوں گا؟" میں نے اپنے دل کی دھڑکن کو سیلے دئے کہا۔
 "تم نے ایک خول اور لمبی بحث چھیڑ دی ہے۔" جلیسن
 نے سیٹ آؤٹ کر کے اس کا رخ کر کے سنا پنا تعقی ختم کر دینی
 ہے تو آواز نہ ہوا نہ ہے۔ جو زندہ ہے میں وہ مرنے والوں کے
 انجام سے بے خبر ہوتے ہیں البتہ قیاس آرائیاں بے حیاں دلوں
 کے لیے کھن فلہم کرتی ہیں۔ اس کے برعکس رو میں زندہ نازوں
 کے شہلے دھڑے کوئی واقفیت رکھتی ہیں۔
 "میں صرف درخشاں کے بلکہ میں دریافت کرنا چاہتا
 ہوں۔ میں نے اپنے جینی سے پوچھا۔ کیا اسی دنیا میں میرا
 اصرار کا بلاپ دوبارہ ممکن ہے؟"
 "موت ایک پراسرار پھیر ہے۔ ایک ایسا راز ہے
 آج تک بڑے بڑے عالم، سائنسدان اور دانش ور بھی لاکھوں
 جتن کے باوجود مل نہیں کر سکے اور پھر موت اور زندگی کے سرستہ
 راز اپنے اپنے مذہب اور اپنے اپنے عقیدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔
 تم جس درخشاں کی بات کر رہے ہو وہ پیدا ہوتے وقت دوست
 مذہب سے تعلق رکھتی تھی تمہارے اور اس کے عقیدوں۔
 میں نہیں سمجھتا کہ فرق ہے اس لیے تم جو کہ سوچ رہے ہو،
 کچھ ہے جو۔ وہ ممکن بھی ہے اور ناممکن بھی۔
 نہیں۔ میں تڑپ کر بولا۔ مجھے درخشاں کے بارے
 میں کچھ اور بتاؤ۔
 "وقت نے حالات پر جو برے ڈال رکھے ہیں، انہیں
 پڑا رہے دو۔ دوسری جانب کیا ہے؟ اسے قبل از وقت جلنے
 کی کوشش مت کرو۔"
 "کیا میں یہ سمجھوں کہ زخموں کی حسرتیں بھی محدود ہیں؟
 انہیں اپنی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہوتی؟" میں
 نے مخاطب روح کو اگلا سے پوچھا۔
 "تم کسی حد تک درست سوچ رہے ہو۔ لیکن اس میں بھی
 اپنے اپنے عقیدوں کا دخل ہے۔ تم جس بات کو ناممکن سمجھتے ہو،
 وہ دوسرے عقیدوں کے مطابق ممکن بھی ہو سکتی ہے۔
 درخشاں کا مسئلہ تو وہ دو عقیدوں کے درمیان الجھ کر گئی ہے
 یہ برابر الزام ہے۔ میں نے ہاتھ ملے ہوئے کہا۔ میری
 روح، میری زندگی، میری درخشاں مسلمان بھی جب تک کہ
 ایک دوسرے کا ہاتھ تھا تھا تھا اس وقت وہ اپنی مرضی اور
 خوشی سے میرے مذہب اور میرے عقیدوں کو قبول کر چکی تھی۔
 "لیکن جب سمجھو گے ان کے ایک آقا کو تمہاری پستی کے
 شریروں میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا اس وقت وہ کاہل تھی۔

صرف کاہل ہے

"میں اس بحث میں نہیں پڑتا چاہتا۔ صرف اتنا درست
 کرنا چاہتا ہوں کہ درخشاں سے میرا دوبارہ ملاپ ممکن ہے یا نہیں؟"
 جلیسن کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا
 تھا اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی شدید ذہنی کشمکش
 سے دوچار ہے کہیں میں چند لمحے پر ہوں سناٹا طاری رہا۔
 پھر جیکبسن کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔
 "تم جس بحث کو لکھوں میں ختم کرنا چاہتے ہو وہ ازل سے
 جاری ہے اور ایک تک قائم ہے۔ گہلات کے زادیوں کے
 ساتھ ساتھ وقت کی گردشیں بھی اپنا رخ تبدیل کرتی رہتی
 ہیں اور جو زندہ ہیں اپنے مرگے سے تنگ کر لفظ راستوں پر نکل
 پڑتے ہیں لیکن آپ آجائوں پر ایک بار جو کھنکا جا چکا ہے، وہ
 اٹل ہے اس لیے کوئی نہیں مٹا سکتا۔"
 "مجھے اندھیروں کی نہیں روشنی کی تلاش ہے۔" میں بھگلا
 گیا۔ "تم اگر صاحب اختیار ہو تو کھل کر میرے سوال کا جواب
 دو ورنہ۔" انہی دیرالوں اور تائیدوں میں گم ہو جاؤ، جو
 تمہارا مقدمہ بن چکی ہیں۔
 "تم زخموں کی قوت کا مذاق اڑا رہے ہو۔" زبان بھاری
 دنیا کا سب سے خوفناک اور وحشی درندہ ہے جو ہمیشہ اپنی خواہشات
 کی فدا کر رہا ہے۔ تم بھی ایک انسان ہو جو اپنی خواہش کی پیل
 کی خاطر دوسروں کی برادری پر تل گئے ہو۔ تم انسانی قدوں
 نے اپنی مطلب برداری کے لیے ہمیشہ دوسروں کو وقت کی
 صلیب پر بٹکا لیا ہے اور آج تم ایک روح کو بھی سیدھے راستے
 سے بھٹکنے کی کوشش کر رہے ہو۔
 "تم نے عقیدے اپنی اور محسوس ہوتے ہیں وہ موت
 سے نہیں گھبراتے۔" میں نے جلیسن کی ویران آنکھوں میں
 بھانکنے کے سخت اصرار کیا۔ "تم میری گدھی اور نادیدہ
 قوتوں سے بھی نہیں جو سیدھا سادے اور نیک لوگوں کے ایمان سے
 کھینچنے کی خاطر آج بھی زمین آسمان کے درمیان فٹالوں میں
 بھٹکنے پر مجبور کر دی گئی ہوں۔ آسمانوں نے انہیں جن کتاب
 سے دوچار کر رکھا ہے تم اس کا انتقام مصوم رگوں کے پچھے
 عقیدوں سے لیتی ہو لیکن میں تمہاری حقیقت سے کوئی واقف
 ہو چکا ہوں۔ تم بھی اپنی جگہ مجبور دہلے اس لیے تم مجھے
 میری درخشاں کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتیں۔"
 "تمہارا یہ سفر جاری ہے یا؟" کچھ توقف کے بعد جلیسن کے
 بون کو جنبش ہوئی۔ "تم لہو تمہارے دوست زندہ رہیں گے لیکن

حسن بن صباح

★ شہنشاہ حبش اور ایلیس وقت

جو چھتیس (36) سال تک قلعہ الموت میں ایک نظر فریب جنت ارضی بنا کر بیٹھا رہا اور مسلمانوں کے بڑے بڑے جید علماء کرام اور محدثین، مفسرین، مفکرین اور ارکان سلطنت کے خون سے ہولی کھیتا رہا۔۔۔۔۔ مسلمان والیان ریاست اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔۔۔۔۔

ایسی ساحر اور مڑتہ کی رعیتیں اور خوفناک داستان
الماس ایم۔ اے کے سحرانگیز قلم سے۔۔۔۔۔

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2 قیمت - / 125 روپے

برصغیر کا سپوت۔۔۔۔۔ آزادی کا متوال
مسلم ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۰ء کا کھ ۱۱

شہید سلطان ٹیپو

جس کی دہشت سے انگریز سوتے سے جاگ پڑتے تھے
اور انگریز بچے سلطان ٹیپو کا نام سن کر چپ ہو جاتے تھے۔

- ★ ایک بہادر
- ★ ایک مجاہد
- ★ ایک شہید

ایک ناول۔۔۔۔۔ ایک تاریخ

الماس ایم۔ اے کے ایمان افروز قلم سے۔۔۔۔۔ قیمت - / 200 روپے

وقت کی گردش معین سکون کا سانس نہیں لینے دے گی، ہم ناقابل یقین
اور بولناک واقعات و حادثات سے دوچار ہوتے رہیں گے۔
تقدیر آگے آن سر زمینوں سے ہوگا جہاں کا تصور بھی مذہب دنیا
کے لیے قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ دیوتاؤں کی پرستار طاقتیں
متحدہ کر دینا جہاں پہلے جہنم کی تھیں ہر حال میں ان مشغلوں
کو جھیلنا پڑے گا جو مٹھلا مقدس بن چکی ہیں ۵
جیکسن کے پیر کے برطانی کی کرب بڑھتا جا رہا تھا۔
مٹھارے ذہن میں ایک خیال تیزی سے ابھرا۔ جو نقصان
مٹھارے ہی وہ یقینا کسی ہندو مقدس کے گہرا دشمنی و بددیوبہ
دیوتاؤں کی پرستار قوتوں کا ذکر بار بار کرتی۔ وہ بدیوبہ قوتیں
جو سیلوں دور ہی تھیں کہ لاسا اور دیا کو نشروں کو کبھی نہیں ان کے
یہ تھیں کوئی وقتی طور پر تیز کر دینا دشمن تھا۔

اس خیال کے ذہن میں ابھرنے، ہی تیزی سے اٹھ
کھڑا ہوا جیکسن کو حقدار سے گھورتا ہوا بولا، اگر تم مجھے
درخشاں کے بابے میں کچھ نہیں بتا سکتے تو دین ہو جاؤ ۵
پیرا جواب میں جیکسن کی حالت غیر ہونے لگی۔ اس کی
نگاہوں سے خون پھیلنے لگا، شعلہ بلند ہونے لگے۔ جن نظروں
سے وہ مجھے گھورتا تھا ان میں قریب تھا۔ اتفاق تھا۔ اس کے
ہاتھوں کی گردش روشن گلوب پر تیز تیز ہونے لگی۔ جیکسن
کے سامنے سامان لیں کھڑے کھڑے نیلے زلزلے کی حالت سے

میں نے اپنی جگہ دم بخود کھڑا جیکسن کو دیکھا رہا پھر اس وقت
میرے اعصاب بھی جواب دے گئے جب روشن گلوب جھلکت
بھڑک کر تاریک ہو گیا اور جیکسن کا سر تیز پر یوں بھٹکتا چلا گیا
جیسے اس میں زندگی کی کوئی بق باقی خدہ گئی ہو۔

جیکسن میں تاریکی پھیلنے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے قلعہ
دو جیسے سیب بن کر میچ سے جوڑے گئی ہوں وہ آہاں
پیرے وہم اور خوف کی پیداوار تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ نے
جیکسن کے کہیں میں ایک بل کے لیے بھی رکنا مٹا سب نہیں سمجھا۔
تیزی سے پلٹ کر دروازے کے بولٹ کھولے اور دیکھتا ہوا
نکل کر اپنے کہیں میں آ گیا جہاں پیرے زبان مافی ابھی تک میرے
انتظار میں جاگ رہا تھا۔ میں نے ایک نظر مافی پر ڈالی۔ بڑی
احتیاط سے دروازے کو اندر سے قفل کیا پھر اپنے بستر پر
لیٹ کر حالات کی نوعیت پر غور کرنے لگا۔ اس رات میں
کب تک اپنے پریشان خیالات سے ابھرتا رہا، اور کب ہند
کی آغوش میں پہنچ کر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوا، مجھے معلوم
ہو نہیں۔

دوسری صبح میری آنکھ نمٹنے لاقہ بہت جلد کھل گئی
رات کی باتوں کا عکس ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ تھا۔
جیکسن کی شخصیت میرے لیے بے حد پُرستار تھی۔ لاسا کے
سلسلے میں اس نے غیر معمولی ذہانت اور پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا اگر
اس نے ایک مولیٰ کی غلطی بھی کی ہوتی تو عجب نہیں کہ مولیٰ توں کو
اپنے گندے اور ناپاک ہڈیوں میں سرخرو ہونے کا موقع مل جاتا۔ لیکن
گزشتہ رات جو کچھ پیش آیا اس نے جیکسن کی پوزیشن کو بھی
مخدوش کر دیا تھا۔

گلوب روشن کرنے اور روح کو جانے کا عمل پڑھنے وقت
وہ پوری طرح ہوش و خاش میں نظر آ رہا تھا۔ کہیں اس نے روحوں کی
آند کی اطلاع بھی اس نے مجھے اپنے لبے سے بھی دی تھی مگر اس کے
بعد اس کی آواز کیسے تبدیل ہو گئی۔ جو دہاں اس کی زبان سے نکل رہی
تھیں وہ میرے سوالوں کا گول بول جواب نہیں اور وہ بار بار
عقیدوں کی تکرار کر رہا تھا۔ پھر گلوب نے تاریک ہوتے ہی جیکسن
بھی کسی بے جان شے کی طرح تیز برائے سے نالٹ کیا تھا۔
میں نے بستر سے نکل کر انہوں کو پریشان کیا اور اپنا ڈائننگ
گاہوں پہنچا ہوا برعکس پر آ گیا۔ مجھے فوری طور پر جیکسن کی
خبر لینا تھی۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ گزشتہ رات میرے پہلے آنے
کے بعد اس پر کیا بدیہتی۔ اس نے روحوں کو بلانے کا مثل میری
ایسا پر کیا تھا لیکن میں جس انداز میں اسے چھوڑ کر چلا آیا تھا وہ

سیب حرق وری ہوا۔۔۔۔۔ بے بسہ دہاں سے اس نے
کا کیا حال کیا ہوگا اور یہ کہ خدا ہی بستر جاننا تھا کہ وہ زندہ بھی تھا یا۔
جیکسن کی موت کا تصور میرے ذہن میں ابھرا تو میں سر توڑا
لڑنا تھا۔ اگر میرے مخالف جیکسن کو اتنی آسانی سے ختم کر سکتے تھے
تو ان کے لیے میری موت بھی زیادہ دشوار طلب نہیں ہوگی۔ میں نے
عرشے پر جاؤں اپنے نظر دوڑا دی وہاں کوئی نہیں تھا البتہ
بحری عقاب کا بوڑھا کپتان اسلئے آج روم کے سامنے آؤں
سے دور میں لگاتے کھڑے اسلئے کی لہروں کا مطالعہ کرنے میں تیرہ
مستعد نظر آ رہا تھا۔

میں نے اپنا رخ تبدیل کیا اور مٹھا ہوا جیکسن کے کہیں
کی سمت قدم اٹھانے لگا مختلف سو سے میرے ذہن کو پر لگڑ
کر رہے تھے جیکسن میں مجھے جیکسن حسب معمول زندہ مل سکتا تھا۔
اور یہ بھی ممکن تھا کہ روحوں نے اس کا انجام لاسا کے تقابلیے میں
زیادہ بھاناک انداز میں پیش کیا ہو۔ جس وقت میں اس کے
کہیں میں قدم رکھوں اس کی لاش میرے سامنے پڑی ہو آتیں
اس کے شہم سے باہر نکل چکی ہوں اور جیکسن کا سامان تمام کام آکٹ
ہو۔۔۔۔۔

غیر ضروری کاموں میں بھی خود کو محدود رہ کر لیا ہے اور اپنی صحت کی طرف سے ہنگامہ پرنا ہو گئی۔ جو میں صبح ہی کیلاش سے کھوں گا کہ وہ تمھارے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ والی دوا میں تجویز کرتے ہیں کہ وہ تمھاری کمزوری پر بھی پڑے گی۔

خواب گاہ تک درخشاں نے میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن بستر پر لیٹنے کے بعد اس نے بڑی حسرت بھری نظروں سے میری طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹ کچھ کہنے کے لیے کھلے تھے۔ لیکن اس کی غرائی آنکھوں کے گوشے غمناک ہوتے ہوں گے تو ترپ اٹھا۔

کیا بات ہو جان میں۔ تم کیا سوچ رہی ہو؟
جمال۔ اس نے میرا ہاتھ اپنے آنکھوں میں لے کر کہہ دیا۔
کہا میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ میرا اس بار تم سے عہد تھا کہ وہ۔

اوپر کہہ کر ان ڈارنگ۔ میں نے اس کے ذہن کو پکڑ لیا۔
کہنے کی خاطر سنی دی۔ تم شاید ابھی تک غموں کی حالت سے دوچار ہو۔ غلطی تمھاری نہیں میری تھی جو میں نہیں اپنے ساتھ چل سکتی تھی۔

نہیں بھلائی کی کوشش مت کرو جمال! میں اس وقت پوری طرح ہوش میں ہوں۔ وہ مجھ سے بڑی۔ مجھ سے بھول ہو گئی تھی۔ مجھے یاد نہیں رہا تھا کہ دھرم تبدیل کر لینے کے بعد میں

سے باہر جانے سے پہلے تم سے اجازت لینا چاہیے تھی۔
تم کیا بھول گئی تھیں اور مجھ سے اس بات کی اجازت لینا چاہیے تھی؟ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے پوچھا۔
جمال۔ درخشاں نے اپنی پلکوں سے آنسوؤں کی نمی کو خشک کرتے ہوئے ہنس سے کہا۔ تم پتا ہی آتے تھے۔

مومن سر پریم ناٹھ کی؟ میں نے حیرت سے دریافت کیا۔
ہاں جمال! وہ مجھے ایک نظر دیکھنا چاہتے تھے۔ مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔ یہی میرے آنکھوں نے مجھے بتائی کہ اب ہر بلایا تھا۔ اور میں پناہ کی خواہش کے پیش نظر تم سے پہلے بھاگی تھی۔ پھر شاید تمھاری تہمت بھی اچانک ہو گئی اور تم نے میرا دستہ روک لیا۔ اس نے وہی زبان میں کہا۔ تم نے اچھا کیا۔ اگر نہ آجاتے تو شاید میں۔۔۔۔۔ وہ اپنا جملہ مکمل نمکری میرے سینے میں

منہ چھپا کر سکیں گی۔
درخشاں کی باتیں سن کر میرے دل پر جو میت رہی تھی اس کا انداز میرے سوا اور کون کر سکتا ہے۔ وہ مجھ کو کہہ رہی تھی، اس کا تعلق ہوش مند سے نہیں تھا۔ اس نے یقیناً کوئی خواب

ایک پراسرار اور ایڈونچر ناول

طلسم زادی

ایم اے راحت

روشنی کی دنیا سے دور پراسرار دنیا کی کہانی
جہاں مافوق الفطرت زندگی کا دور دورہ تھا۔ دو
دشمنوں کی عجیب داستان جنہوں نے جب
ایک دوسرے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو

ایک ناقابل یقین کہانی نے جنم لیا

دو جلدوں میں

قیمت: حصہ اول - 150/-

حصہ دوم - 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

میں نہ تھن کر توں مانتے آجائوں گا۔

پریم ناٹھ جی نے مجھ سے بڑے سخت اور سخت لہجے میں گفتگو کا آغاز کیا۔ وہ بڑے عصبانیت سے پرچارہ بننے لگی تھی۔ اس نے انھیں سے خود کو دیا تھا۔ ان کا پیلا مطالعہ یہی تھا کہ میں درخشاں کو فوری طور پر بھلاؤں۔ میں نے اس کے دوسری صورت میں نہ منھے سکون کا سانس نہیں لینے دیں گے۔ اس کے دوست پندت اور پجاری میری زندگی جیسا کہ میں گئے۔ میرا انجام میری توقع سے کہیں زیادہ اذیت تک اور عرصت تک ہوگا۔ وہ مجھے پال سے بھی نکال کر اس وقت تک مڑوں پر دھکے دے دیں گے جب تک میں درخشاں کے حق سے دستبردار نہیں ہو جاؤں گا۔

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ پھر میں نے زبان کھولی تو ان کی زبان لنگ ہو گئی۔ میں نے صاف لفظوں میں کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت مجھے اور درخشاں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کر سکتی۔ میں نے پریم ناٹھ جی کو

تنبیہ کیا کہ وہ اپنے اوپر بھگتدہ ٹیک کر کوئی اور نہ میں بھی ان پر سکون کا ایک ایک ٹوکرام کر دوں گا۔ آخر میں میں نے کہا تھا۔ پریم ناٹھ جی! اگر تم نے اپنے پندت و پجاریوں کو بھلائی کی کوشش نہیں کی تو پھر میری طرف سے بھی جوانی کا رد واتی کے لیے تیار رہو۔ محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہو گا۔ کیا تم اس بات کو پسند کر گئے کہ ملک کو ہر دھرم سے ڈھال کر اس کے ساتھ شائع ہو

دیکھا تھا یا پھر باورانی توں نے اس کے مخصوص ذہن کو ایک مخصوص شے کے لیے میں سمجھ گئے سے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ برقیات پر درخشاں کو جوتی سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔ اس حصار کے اندر میرے دشمنوں کی ناپاک سازشیں کامیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔ جو میرے مرحوم والد کے بزرگ اور عادل دوست نے قائم کیا تھا۔ مجھے یہ بات دیوان جی نے بتائی تھی۔

”مگر وہ درخشاں کو جوتی سے باہر کھینچنے میں کامیاب ہو گئے تو۔ تو کیا ہوگا؟“ میرے ذہن میں سوال ابھرا تو میں سر ہٹا کر رہ گیا۔ میرا جسم پیٹنے میں لگے۔ لگا میں نے اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں خود کیا۔ وہ اخلاق اور شرافت کی تمام خصوصیات کو بھلا کر پیٹوں میں ڈوب چکے تھے۔ اس کے غیر مردہ ہو چکے تھے۔ وہ انسان نہیں رہے تھے جو خود اپنے ہی ہتھکڑی پائیں بھانا چاہتے تھے۔ مذہب کی آڑ لے کر وہ خون کی دھواں کھینچنا چاہتے تھے۔

تم کیا سوچ رہے ہو جمال؟ درخشاں نے میری خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا پھر ہر سے بولی۔ ”کیا تم میری ایک جوتی کی بھول کو معاف نہیں کر گئے؟ میں وعدہ کرتی ہوں کہ۔۔۔“
”درخشاں! میری زندگی۔ میری روح۔۔۔ میں نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ کر بڑے پیار سے کہا۔ ”تم سے کوئی بھول کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی۔ تم نے شاید کوئی خواب

دیکھا تھا یا پھر باورانی توں نے اس کے مخصوص ذہن کو ایک مخصوص شے کے لیے میں سمجھ گئے سے سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ برقیات پر درخشاں کو جوتی سے باہر نکالنا چاہتے تھے۔ اس حصار کے اندر میرے دشمنوں کی ناپاک سازشیں کامیاب نہیں ہو سکتی تھیں۔ جو میرے مرحوم والد کے بزرگ اور عادل دوست نے قائم کیا تھا۔ مجھے یہ بات دیوان جی نے بتائی تھی۔

”میں نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نظروں گھا کر گھڑی دیکھیں پھر اپنے شب غواں کے لباس کو دیکھ کر بری طرح چونک کر رہی۔“

”ہاں۔۔۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں بھت و رشت کیا۔“
”میں نے کہا۔“
”پہلے ذہن پر زہمت ڈالو میری زندگی۔“ میں نے پوری طرح اسے اپنے وجود کی گہرائیوں میں غور کرتے ہوئے کہا۔ ”خدا نے چاہا تو سب ممکن ہو جائے گا۔“

وہ رات میرے صبر کی انتہی لذت تھی۔ میری خاموشی میرے حق میں نقصان دہ ثابت ہو رہی تھی۔ چنانچہ دوسری صبح میں نے ایک ہم فیصلہ کر لیا۔ کیلاش کے کلینک جا کر وہاں سے میں نے براہ راست پریم ناٹھ سے فون پر رابطہ قائم کیا۔ وہ میری آواز سن کر دنگ رہ گئے۔ انھیں شاید توقع نہیں تھی کہ میں ایک

کہ حکومت کے ایک معزز میجر کی بیٹی کا میں نے مسلمان ہو کر ملک کے ایک نامور میجر جمال صفر سے شادی کر لی اور یہ کہ وہی کا باب اسے ہر قیمت پر طلاق دلا کر بیڈتا پجاریوں کی جوتی کا نشانہ بنانے کا خواہش مند ہے اور اسے فون کی درخشاں کے روپ میں دہری دہری تو اس کے سامنے نہیں کرتے دیکھنا چاہتا ہے۔ اور۔۔۔

جمال۔ تم کیا کہو کہ اس کے بوجھ وہ میری بیٹی کا ہی سن کر رو کھلا اٹھے۔

”ابھی میرا مسئلہ حل نہیں ہوا پریم ناٹھ جی۔“ میں نے غصے سے کہا۔ میں جس خبر کی اشاعت کی بات کر رہا ہوں وہ درخشاں کے اقبالی بیان کی تبلیغ کے خلاف کو جاری کی جائے گی۔ کیسے کیا آپ کی عزت۔ یہ سب کچھ برداشت کرے گی؟“

دوسری طرف سے مجھے فوراً ہی کوئی جواب نہیں ملا۔ میرے ذہن غالباً ایک ہی جوابی غصے میں رو کھلا گئے تھے۔ انہیں شاید امید نہیں تھی کہ میں اس حد تک آگے بڑھ جاؤں گا کہ میں پریم ناٹھ جی سے متعلقہ چند لمحوں بعد میرے سر پر اور فون پر آواز سنائی دی۔ ”کیا کابل میرے خلاف آنا گھناؤنا بیان میں نے

ہر تیار ہو جائے گی؟
 کامل نہیں درخشاں کو پریم نا تھا۔ میں پرستور عقارت
 بلاشبہ صرف درخشاں زندہ ہے معاری کا بل مرتب ہے لب
 جو سلمان لڑکی زندہ ہے وہ اپنے مجازی خدا کی خاطر اپنا سب
 کچھ قربان کرنے کو تیار ہے۔
 جمال کیا ہیں ہی بیٹی سے وہاں کر سکتا ہوں؟
 پریم نا تھا کا دم غم ٹوٹ چکا تھا۔ اس کی آواز کی گھن گرج جیسے
 تھی بیل بھریں اس کا ساتھ چھوڑ گئی تھی لیکن میں نے کسی عمل
 کا مظاہرہ نہیں کیا، پرستور تنہا اور سہل سے میں بولا۔
 نہیں، سب تک تم اور تمہارے گھر گئے اپنے اپنے گھر
 بھنگناؤں کا استعمال بند نہیں کریں گے تم درخشاں کی ایک جھلک
 بھی نہیں دیکھ سکو گے۔
 تمہارا خیال غلط ہے جمال بیٹے، پریم نا تھا کی آوازیں
 دور تھا۔ کوئی باپ اپنی اولاد کی خوشیوں کا کھلا خوشیہ لہاؤں
 سے کبھی نہیں گھومتا لیکن دھرم کا مسئلہ تو آدمی جیور ہو جاتا
 ہے اس نے یہی سہی سے کہا۔
 تم جس جرم کے نام لیا ہو پھر پھر ہی اس سے منہ موڑ چکی
 ہے میں نے کہا۔
 میں سمجھ رہا ہوں لیکن پنڈت اور بھائیوں نے اسے اپنی
 آن کا مسئلہ بنالیا ہے کیا میں ہل بے شعور ہوں؟
 تمہارے اس بات کا کائنات سے کہ تم درخشاں

سے دکن میں ہو؟
 میں اس کا باپ ہوں، کیا یہ ثبوت کم ہے؟
 مجھ سے پہلے دار باقی مت کر پریم نا تھا گی؟ میں نے
 سخت چپے میں کیا میں تمہیں دو دن کی ہمدلت سے رہا ہوں
 اگر تم نے اپنے ساتھیوں کو ہمارے دلستے سے نہ ہٹایا تو پھر میں
 بھی جالی کارروائی کے لیے مجبور ہو جاؤں گا۔
 میں نے اس کے بعد دوسری جانب سے کچھ سننا ضروری نہیں
 سمجھا، اپنی بات ختم کر کے دیسپور کرڈیل سے علیحدہ دیکھ دیا تھا
 وہ مجھے فون کے لیے پچھتی چڑی والے سے بلانے کی کوشش کریں
 میری جوائی کارروائی دیکھنا نہیں گئی۔ ایک ہفتے بعد
 ہی مجھے میرے آؤسپور کے ذیلے اس بات کی اطلاع ملی تھی کہ
 پریم نا تھا ملازمہ کے لیے رخصت کے کام سے باہر چلا گیا ہے۔
 اس نے ہلکے ہلکے سے خود کو مجھ کو لیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ
 پریم نا تھا کے درمیان سے ہٹ چکا ہے کہ بعد اس کے پنڈت اور
 بھائی بھی میرا راستہ کاٹنے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن مسیدا
 اندازہ درست نہیں ثابت ہوا۔

نہ ہونٹ چبائے مجھے تیزی سے کہا، قانون کے نگہبانوں کی
 دکھتی رہیں بھی میرے ہاتھ میں ہیں۔ ماہ پنڈت بھائیوں کا چچو
 تو دو چار کے ٹھکانے گئے ہی وہ بھی میدان چھوڑ کر بھاگ نکلیں گے
 آج پنڈت اور پرکاش کے سر پر پائے بنا کر کسی بڑے پوسٹ پر
 ڈال دیے جائیں۔ کل ہی سے ان کا اندر ٹوٹ چلے گا۔
 آئندہ کار بھاری ٹرک سے کسی ایسی بری کارروائی کا منتظر
 ہو گا اس کے ہاتھ اچانک معنیوٹ ہو جائیں گے۔ میں نے
 سنجیدگی سے کہا۔
 آپ کا دی زما کو کیوں بھول رہے ہیں؟ دیوان جی نے
 نے دل زبان میں جواب دیا، میرے پاس اس کے کو تو توں کے
 سیکڑوں ثبوت موجود ہیں، ایک بھی سامنے آیا تو آئندہ کار
 اپنی عزت بچانے کی خاطر پالتو کتوں کی طرح حویلی کے پھانکے
 کھڑا دم ہلاتا نظر آئے گا۔
 ایک آئندہ کار درمیان سے ہٹ گیا تو دوسرے اس کی جگہ سے
 لیں گے۔
 شہزاد خان نے بھی ہاتھ میں جوڑا نہیں پرین رکھی ہیں؟
 دیوان جی سہراؤں میں بولے، آپ صرف ایک ہار میری کھلی
 چھٹی کا پرانا جاری کریں، پھر میں جانوں اور سب کا کام
 مجھے دیوان جی کی شخصیت کے ہر پہلو کا علم تھا لیکن میں
 ایک شخص انسان کو کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ درخشاں
 کی حالت کے پیش نظر بھی ضروری تھا کہ ہر قدم نہایت سوچی سمجھی کر
 اٹھایا جانا چاہیے میں نے یہ سوچا۔
 مناسب نہ ہو گا کہ ہم ایک بار شہزاد صاحب کے لئے کی کوشش
 کریں۔
 میں گیا تھا وہاں لیکن شاہ صاحب عرس میں شرکت کے لیے
 الہ آباد جا چکے ہیں۔
 دیوان جی کے جواب نے مجھے ایک لمحے کو ماؤس کر دیا۔ پھر
 مجھے شاہ صاحب کی باتیں یاد آئے تھیں۔ انہوں نے مجھے بار بار
 اور ملدی جلدی مان کی خبر پر حاضری دینے کی تاکید کی تھی۔
 شاہ صاحب کی دی ہوئی تسبیح میرے گھر میں پڑی تھی۔ اٹنا
 میں نے اسی وقت مل کی خبر پر حاضری دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اور
 درخشاں سے ایک ضروری کام کا ہاتھ کر کے دیوان جی کے ساتھ
 چلا گیا۔
 راستے میں کچھ دیر تک ہمارے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی
 دیوان جی اپنے خیالات میں گم تھے اور میں اپنے خیالات کے بارے
 میں غور کر رہا تھا۔ اگر بات میرے اختیار کی ہوتی تو میں درخشاں
 کو اپنی باتوں میں چھپا کر ہندوستان کو مہوش کے لیے خبر دے دیتا۔

اور بات ہو سکتا۔ میں اس خبر پر سکلا اٹھا۔
 دیوان جی آپ کا کیا مشورہ ہے؟
 میں صرف ایک بات جانتا ہوں چھوٹے سرکار آپ کی
 کوئی بات ہے دشمنوں کو ختم ہو گئے پرکاش رہی ہے۔
 آپ کیا چاہتے ہیں؟ میں نے دیوان جی کو دھماکتا
 دہاؤں سے دیکھا۔
 وہ بڑے پرسکون انداز میں بولے۔ میں دنیا میں زندہ
 رہنے کا ایک اصول جانتا ہوں۔ سب کے ساتھ نیکی اور محبت
 اور ان کو دیکھیں اگر کوئی دشمن سے انجلی اٹھائے تو یہی فرصت میں
 کا ہاتھ کاٹ دو۔ زہر کے اثرات فوری طور پر ختم کرنے کے
 لیے جسم کے کچھ حصے کو اگر کاٹ دیا جائے تو اسے حماقت نہیں
 سمجھتی کہتے ہیں۔
 اس طرح فساد کی آگ اور بھڑک چلے گی۔ میں نے ہاتھ
 ملے بیڑے جواب دیا۔ کوئی ایسا راستہ سوچیں دیوان جی جس سے
 ماہ بھی مر جائے اور انجلی بھی نہ ٹوٹے۔
 چھوٹے سرکار! دیوان جی نے میرے لیے کی کر دہی کو
 گھر میں کرتے ہوئے تعجب پر چھوٹا کیا آپ اپنی جلدی بہت بار
 بیٹے ہیں؟
 آپ نہیں سمجھتے دیوان جی؟ میں نے شخص درخشاں کی
 پابندی سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ ایسے وقت میں اگر درخشاں
 کو نہ، خواہ کہ، آقا میرا، تو ہر اکا محنت پرست بڑا ارش
 پڑے گا۔
 پھر تو ایک ہی صورت ہے۔
 وہ کیا؟
 آپ۔ اپنے اس پہلے نہک خواہ کو بھی اپنی خوشیوں
 میں جشن منانے کا موقع عنایت کر دیجیے۔
 میں سمجھتا ہوں۔
 مجھے کچھ دنوں پہلے آزاد کر دیجیے۔ دیوان جی نے ہاتھ
 ملے ہوئے کہا۔ خدا کی قسم ایک اگر میں آپ کے دشمنوں کو
 ایک ایک کر کے واپس بلاؤں گا۔ کتنا دن تو شہزاد خان نہیں کسی
 چار کی اولاد دیکھیے گا۔
 مجھے آپ کی بہت ارفع و اعلیٰ ہے لیکن فی الحال یہ مناسب
 نہیں ہو گا۔ میں نے دیوان جی کو سمجھانے کی کوشش کی ہے ابھی
 تک قانون کے نگہبانوں کو ہلکے خلاف کوئی مواد نہیں ملا۔
 لیکن ایسا کوئی ثبوت اگر ان کے ہاتھ آ گیا تو پھر وہ حویلی کے اندر
 لٹس آئے سے بھی رہنے نہیں کریں گے۔
 شہزاد خان کی زندگی میں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ دیوان جی

لیکن مجھے اس بات کا یقین نہیں تھا کہ میرے دشمن ہمارا خیال اپنے گمزدے ذہنوں سے نکال دیں گے۔

درختان امید سے بھی یہ غرض کر رہی تھیں اور سڑکوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا لیکن یہ خیال بھی میرے لیے بے عداوت کا تھا کہ وہ جبری کے احاطے میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔ اس کا حوصلہ سے باہر ٹھکانا مناسب نہیں تھا۔ دشمن گھات لگائے بیٹھے تھے وہ جان لینے اور دینے پر آمادہ تھے درختان کی موت کو بھی وہ اپنی حیات اور میری شکست سمجھ رہے تھے۔ ان حالات میں میرے لیے کون کا ایک ایک لمحہ محال ہو گیا تھا۔

”مجھے سڑکار۔“ دیوان جی نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ دلاور مرزا مجھے بتا رہا تھا کہ والد آباد کے جن چار سے پرانی واقفیت رکھتا ہے۔

”جن چار۔“ دیکھ کر ہنس گیا۔ ”جس زمانے میں دلاور مرزا رنگین مزاج کرتا تھا، اسی زمانے میں کہ ایک لڑکی کو قابو کرنے کے لیے مگن سے ملائے گاٹھ لیا تھا۔“ دیوان جی بولے۔ ”پہلے وہ شاہ صاحب کے پاس گیا تھا، وہاں سے دھکا لگایا تو کسی نے اسے جگن کے راستے پر لگا دیا۔“

”لیکن یہ جگن کون کیا ہے؟“ میں نے خشک ہنس میں کہا۔ ”میں نے ہمیشہ اپنے بازو پر بھروسہ کیا ہے۔“ یہ سہیل کے پہلے کام والوں سے بھی واسطہ نہیں رہا۔ لیکن دلاور مرزا ہمارا ہتھیار تھے۔ اسے ہاتھوں میں سیریں سیسی کا کام آتا تو اور زمین سے کھلبے۔

”اوہ۔“ ”آپ کیسے تو کسی وقت دلاور مرزا کے ساتھ آئے بھی دیکھ لو؟“ دیوان جی نے سنجیدگی سے کہا۔ ”سب سے پہلے کو کھانے کے لیے لوہی مناسا ہوتا ہے۔“ ہوسٹل کے کچن کا منی کار نامہ آپسے دشمنوں کا تپا پانچا کر لیتے۔

”دیوان جی۔ کیا یہ مناسب ہو گا کہ ہم اپنی حفاظت کے لیے کسی چار کی خدمات مستعار لیں؟“

”وقت پر تو گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔“ ہاجن کا مسئلہ، تو جو لوگ آپ کے دشمن بن گئے ہیں وہ بھی ہتھیاروں سے کم نہیں جو چھپ چھپ کر خون کی طرز پینٹ سے دار کھینچیں مرد ہوتے تو کھل کر مقابلہ پر آ جاتے۔ دیوان جی نے روانی میں ایک کھڑی سی گالی کہتے ہوئے کہا۔ ”آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔“ اس لیے ہتھیاروں ذریعہ۔۔۔ اوم پرکاش کی پنڈی کو ایسی جھڑپ ہو گئی کہ وہ کسی منہ دکھانے کی ہمت بھی نہ کرتا۔ ”یہ باتیں بھی بھگدڑا ہوں دیوان جی کہ کبھی میری خدمت سے

آسیب زدہ انوار صدیقی (ذریعہ طبع)

نہیں نکلے گا لیکن درختان کھیل سے مجبور ہوں۔ میں نے اسے کاٹتے ہوئے جواب دیا۔ ”اسے اگر حالات کی اطلاع ملی تو وہ پریشان ہو جائے گی۔“

”بات ہمیشہ دھکی چھپی نہیں رہتی۔“ ”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر سب تک وہ بے خبر ہے۔“

دیوان جی نے میری کیفیت کا اندازہ لگایا تو خاموشی بٹھ کر لی۔ مجھے اندازہ تھا کہ خان شہزاد خان نے اپنے نام کو بھی نہیں گئے۔ یہ سب تک میدان میں بسے ہوئے چوں پر ماراؤں سے کہ سب تان کر دشمنوں کا سر کھینچتے ہوئے۔ وہ عملی شخصیت کے تھے۔ اس لیے میری مصالحتیں ان کی نگاہ میں نہ آ رہی تھیں۔ قبرستان پہنچ کر میں نے ان کی قبر پر فاتحہ پڑھی۔

بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر جانے کے راستے سے پھرتا تو ایک سخت زبردست آواز آئی۔ میرے سامنے ٹھوسے فائنٹ دیو سنگھ کے ایک لڑکے کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اس کے جسم پر اس وقت بھی دنیا جہان کی غلط فہمیاں ہی پھرتی تھیں۔ اس نے وہی جلی ہوئی شیشی میں شیشی موجود تھی۔ جس کی طرف سے وہ ایک بار پہنچے بھی تھے زخمی کر چکا تھا۔ میری طبیعت نے دیکھ کر کھنکھڑی ہو گئی۔ ایک بار میں نے آئی کہ پتھر اٹھاؤں اور اسے لوہاں کر ڈالوں لیکن پھر زخمی تھے شاہ کی کسی جہالت یاد آگئی۔

”زخم کو دھو دے۔“ یہ ناسور دن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت نہیں چھڑائیں گے کہ کسے گی۔ میں شاہ صاحب کے اشارے کا مطلب نہیں سمجھ سکا تھا۔ اس وقت ایوانک وہ جملہ میرے ذہن میں گونجتا تو ایک تپ سے اپنی باتیں ٹھیک کا زخم یاد آ گیا۔ جو دلوں کے کمری ماننے سے پیدا ہوا تھا۔ میں نے چونک کر دلوں کی سمت غور سے دیکھا تو



لف زندہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”سنو۔“ میں نے دھڑکتے دل سے اسے آواز دی۔ ”تم چاہو کہ میری دوسری ٹانگ بھی زخمی کر سکتے ہو؟“

”تو۔۔۔ تو مجھے پتھر تو نہیں مانے گا؟“ دلوں نے مجھے انگوٹھ کی طرح گھورتے ہوئے دیکھ کر ہنسا۔

”جو خود زخمی ہو وہ کسی اور کو کیا پھرتا ہے۔“ میں نے بول کر کھانے ہوئے۔ میں جواب دیا۔ ”جانے کیا بات تھی جواب دے۔“ اس دلوں نے نفرت نہیں ہو رہی تھی۔ کوئی بات ضرور تھی جو مجھے اندازہ ہی انداز میں سے قریب ہونے کے لیے اسے کہتی تھی۔

”میں تم کے درخت سے اٹھ کر نکلا جاؤں۔“ اچانک دلوں نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”میں بھی کرے گا۔“ ”تم۔۔۔ تم کون ہو؟“ میں نے دم آواز میں دریافت کیا۔ وہ دلوں وار ہاتھوں کی طرح قہقہے لگاتے لگاتے پھر کھنکھناتے ہوئے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے راتوارہ لہجہ میں بولا۔ ”مٹھ لیتے گا؟“

”نہیں۔“ میں جواب دیتا۔ ”میں جیو نہیں لیتا۔“ ”نہیں لیتے گا تو پھر ہر جیت کا فیصلہ کیسے ہو گا۔“ میری سرکے ہل کھڑا ہو کر چلنے کی عادت ڈال لے، دنیا سیدھی اٹھارتے گئے گی۔ ”دلوں نے نہ گروشی کی۔“ کبھی کبھی نکلتے

ہندو کی آواز۔ ”دور سے ہی لڑائی لڑاؤ۔“ میں بول چلا۔ ”تم۔۔۔ تم مجھے دلوں نے نہیں گتے۔“ میں نے اسے ٹوٹنے کی خاطر پالنا پھینکا۔ ”تم کچھ اور ہو۔۔۔“ ”آدھا آدھا۔“ ”آدھا آدھا۔“ میں نے بول چلا۔ ”آدھا آدھا۔“ ”آدھا آدھا۔“ میں نے بول چلا۔ ”آدھا آدھا۔“

”تم جیسے بدل کر دوں کو بولے وقت اٹھائے ہو۔“ میں برداشت نہ کر سکا، چڑھ کر بولا۔ ”میں تمہاری طبیعت جان گیا ہوں۔“ ”بھل گیا۔“ میں نے کہا۔ ”دلوں نے میری بات سن کر ہتھوں کی طرح ہاتھ بٹاتے ہوئے کہا۔ ”آدھا آدھا۔“ چلا تھا۔ ”نہیں۔“ میں نے کہا۔ ”آدھا آدھا۔“

”میں۔۔۔ میں نہیں بڑھ کر ہوں کہ حوالہ کر دوں گا۔“ میں نے اسے دھمکانے کی خاطر سماعت سمجھا دیا کہ وہ ہندوؤں کی طرح اچھلتا ہوا درختوں کے چھتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پھرتا۔ ”ایک ایک کر پٹا اور دیکھ۔“ دلوں نے کہا۔ ”زنجیریں دلاؤ۔“ میں نے بول چلا۔ ”تو جی لوں کہ تو دن جلتے گا۔“ ”مجھے غصہ آ گیا، پھر اٹھانے کے بدلے سے میں نے پھینک

دی تو وہ شور مچاتا ہوا درختوں کی آڑ میں ہو گیا۔ میں نے اسے زمین سے جھٹک دیا اور واپس قبرستان کے چھانک کی طرف قدم اٹھانے لگا جہاں دیوان جی گاڑی کے پاس بیٹھے منتظر تھے۔ میں نے اسے قدم مارا آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ دلوں کی سب سے سرو پا باتوں نے میرا موڈ خراب کر دیا تھا۔

دیوان جی نے خاموشی سے زمین اشارت کر کے گاڑی کو بیک کیا پھر کچے راستے کو محور کر کے پختہ سڑک پر جانے کے راستے سے اسٹریٹنگ کو کاٹا، ہی تھا کہ اچانک سامنے سے ایک سڑپ نے منوار ہو کر ہمارا راستہ روک لیا۔ دیوان جی نے اگر ذرا غفلت کام لیا ہوتا تو حادثہ ہو جانا لازمی تھا۔

اچانک بیک گئے۔ سب ایک لمحے کو میں بھی گڑبڑا گیا پھر سفیل کر سڑپ کی سمت دیکھا تو دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ سڑپ کے اندر تین بڑے بڑے بھاری بیٹھے میری کار کی جانب حثایت بھری نظروں سے گھورتے تھے۔ ان میں ایک اوم پرکاش بھی تھا لیکن ان کا دوسرا ساتھی صوبت شکل اور جسے میرے کے اعتبار سے زیادہ بھاری بھر کم نظر آ رہا تھا۔ اس کے پیور زیادہ خطرناک نظر آ رہے تھے۔ سب بھاری بھر کم پڑھنا جاتے بیٹھا تھا۔

میرے دل کی دھڑکنیں بڑے ترتیب ہوئے۔ میں نے انھوں نے ان آواز سے دور دلوں میں محض تفریحاً نہیں گھبرا تھا۔ وہ یقیناً میرے کو کہہ کر آزادہ ٹھکان کر دیا آتے ہوں گے۔

”میں نے دیوان جی کو اس سبب۔۔۔“ ”آپ کے پاس؟“ ”مجھے چھوٹے سڑکار۔“ دیوان جی نے تینوں بھاریوں پر نظریں جماتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر یہ دھمکیاں کوئی کوشش کریں تو میں لوگوں کی آڑ میں ہوں گا۔“

”دیوان جی میری بات کا جواب دینے کے بجائے دلاور کھول کر پیچھے آئے تو مجھے بھی ان کی پیروی کرنا پڑی۔“ سڑپ میں بیٹھے ہوئے تینوں بھاری بھی ایک ایک کر کے پیچھے آ گئے۔ سب سے آگے دی بھاری تھا جس کے پیور مجھے زیادہ خطرناک لگتے تھے۔ اوم پرکاش اس کے سیدھے ہاتھ پر ایک قدم پیچھے موجود تھا۔ ”سڑپ ہٹاؤ۔“ میں نے اسے اس انداز میں کہا۔ ”دیوان جی نے انھیں گھورتے ہوئے دنگ لے میں مخاطب کیا۔

”دھیر سے کام لو۔“ ایک ایک اوم پرکاش اور پیچھے آتے بیٹھے ہیں۔ بھاری بھاری سڑپ نے زبردستی جواب دیا پھر اوم پرکاش سے پوچھا۔ ”ان میں سے ہمارا بڑی کون ہے؟“ ”پختہ اوم پرکاش نے میری جانب اشارہ کیا تو بھاری

بھوک بھاری بھرے دیکھ کر حشرات سے بولا : ”تم جو بھال صفر۔ جس نے ایک گڑبگڑا روٹی سے دواہ رچا کر چائے دھرم پر کچڑ پھلنے کی گورکش کی ہے۔“

”تم کون ہو؟“ میں نے فلفٹ سے دریافت کیا : ”کیا جانتے ہو؟“
 ”خادم کو بھاری دام لال کہتے ہیں۔ کوشی کے رشتے منڑ سے تھکے لیے یہاں تک آیا ہوں۔ دام لال نے مجھے گھولتے ہوئے سرے میں جواب دیا : ”تم سے صرف یہ جانتے ہیں کہ کابل رانی کو اپنے بندھنوں سے آزاد کر دو۔“ یہی میں بخاری نجات ہے۔
 ”تم جس کابل رانی کی بات کر رہے ہو، وہ مر چکی ہے۔ اب صرف میری بیوی درختال جیات ہے۔“ میرے خون کی گورکش تیز ہونے لگی۔

”ذات بات اور دھرم کے کاموں کو تو ہم سے زیادہ نہیں سمجھتا۔“ بندت اوم پرکاش نے دانت بیٹھے ہوئے کہا : ”دام لال ہمارا کادقت پر بادست کر۔ میری طرح بات لے لے۔ نہیں تو پھٹنے لگا۔“

”تم دربان میں مت بلو بندت۔ اوم پرکاش کے جواب میں دیوان جی نے حشرات سے کہا : ”میں دوسرے دور دام لال ہمارا نے ہماری خاطر لاٹکے سے بیان تک سفر کرنے کی زحمت کیوں گوارا کی ہے۔“

”ہم کا کام گڑبگڑا دیکھو، ہوشن کے قدموں کی دھواں رہا، ایک

اس لیے ہمارے سامنے انھیں بلی کی جگہ سے بچے رکھ کر رکھیں جو گھوڑے دام لال نے دیوان جی کے چرسے پر ایک نظر ڈال کر کہا۔ میں نے اوم پرکاش سے تیرے ہاتھ میں بھی سن رکھا ہے۔ جوانی کے دنوں میں تو تیرے جو رنگ دلیاں مٹاتی ہیں انھیں بھول جاؤ گے۔ جوڑ چٹوں کی طاقت دھلتی چھایا ہے۔ اس پر زیادہ مان کر تھک گئے۔“
 ”تم نے ٹھیک کہا ہمارا!“ دیوان جی سنجیدگی سے بولے : ”جوتی پھل جلتے تو انسان کو ننگوٹ کھول دینا چاہیے لیکن ایسی نہیں کہ دوسرے جملے اور کچھڑ اچھا لیں اور ہم کان میں تیل ڈالے۔“
 ”بھٹے رہیں ساکھارے کے داؤ بھی تو پیلاؤں کو مرتے دم تک یاد رہتے ہیں۔“

دام لال کے تپور اچانک خطر تک ہو گئے۔ دیوان جی کو اس نے بڑی خوشخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا : ”بگلوں میں کھیل کر تاشا دکھانا اور بات ہے لیکن بندت بھاریوں سے بچنے لڑنا تیرے پس کا روگ نہیں۔ میری مان تو نظروں بھی کر کے ہمارے راستے سے الگ ہو جائے۔“
 ”میں بھی تم کو گوں کو کسی مشورہ دوں گا ہمارا،“ دیوان جی

اس کے چرسے ہر خون کی تنازات ہر لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔ حویلی سے دور دیر لے کر کسی بہتر کی فیصلہ کن جنگ لڑنے میں تھی۔ اس لیے میں نے حویلی سے دربان میں بولتے ہوئے کہا : ”بات بڑھانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا دام لال! تم اگر اپنی شقی لڑ چاہو تو حویلی چل کر خود درختال سے پوچھ لو۔ وہ ابھی مرنے سے سلطان ہوتی ہے۔“

”کیا خیال ہے ہمارا؟“ دیوان جی نے دام لال سے معنی خیز بے میں پوچھا : ”حویلی چلو گے ہمارے ساتھ؟“

”میں دیکھ رہا ہوں مورکھ۔“ دام لال کی زہریلے سناپ کی طرح خطر تک انداز میں پھنکاتے ہوئے بولا : ”تیرے جسم پر جو گٹا بندھا ہوا ہے اس نے تیری عقل کو پلٹ دیا ہے۔ شاید اسی لیے تو ہمارے سامنے کھڑا ہے۔“

”تم اپنی کالی طاقتوں سے منڑ ہونے کا عند کو لو، میں تو بندت کے دیتا ہوں۔“ کیا خیال ہے؟

”ہم پرکاش کی طاقتیں حاصل کرنے کے لیے آئی کو زندگی کا راستہ دانا پڑتا ہے۔“ دام لال نے فلفٹ سے مل کھا کر کہا : ”میں کوشی تپشاکرنا پڑتی ہے تب کہیں جا کر آدمی گندن بننا ہے لیکن تو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے گا کسی گیانی کے بچے چار اعلیٰ کو جسم پر باندھ کر تو انسان پڑا ہے۔ اپنے آپ کو بول رہا ہے۔“
 ”بندت منڑ کی باتیں چھوڑو دام لال جی،“ دیوان جی نے تیزی سے کہا : ”تم ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ باتیں تم ہو جائے گی۔“

”بات جواب سرس ہوتی ہاں!“ دام لال نے دیوان جی کو حشرات بھری نظروں سے گھورتے ہوئے جواب دیا : ”تو نے بڑھ چڑھ کر نہیں کرنا سیکھ لی ہیں۔“
 ”مجھے سدھارنے کے لیے مجھے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔“

”ہمارا اپنڈت اوم پرکاش بولا : ”مجھے اجازت دو۔“

”میں ابھی اس بات کے سامنے کسی بل بکھلے دیتا ہوں۔“

”بہت ہو چکا بندت۔“ اچانک دیوان جی نے دیوان لور نکال کر اس کا رخ دشمنوں کی سمت کرتے ہوئے مرد آواز میں کہا : ”زندگی چاہتے ہو تو خاموشی سے پلٹ جاؤ ورنہ۔۔۔“

”ورنہ کیا کرے گا تو؟“ دام لال نے گرج کر پوچھا۔

”تمھارے ہاتھ میں جو کچھ ہے چھوڑ کر دوں گا۔“ دیوان جی کے سامنے میں سفاکی ہو گئی۔

”کھلوئے سے کھیلنا چھوڑ دے پانی۔“ یہ گیان و حیان کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ دام لال نے خشک آواز میں جواب دیا : ”اور اس کے ساتھ ہی اپنا ہاتھ بند کر کے دیوان جی کی سمت تیزی سے بڑھتے ہوئے بولا : ”اگر تو اپنی ذہنت دیکھنا

یہی چاہتا ہے تو اب اس کھیلنے کو بھی آزاد کر دیکھ لے۔“

دیوان جی نے جواب میں دام لال کا نشانہ کر گولی داغ دی لیکن دام لال اپنی جگہ جما کھڑا رہا۔ اس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ دکھ کر رہی تھی۔ دیوان جی نے ہٹا کر دوسرا نشانہ کیا مگر اس بار بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ایسے جسم کے دو گٹے کھٹے ہو گئے۔ دیوان جی نے گنگو میں حروقت ضائع کر دیا تھا وہی ہمارے دشمنوں کے لیے باعث بخت بن گیا۔ دام لال نے یقیناً اپنے کسی جینر منڑ سے دیوان جی کو ہونٹوں کیلے اڑ کر دیا تھا۔

دیوان جی نے تیسرا نشانہ بھی چھوٹا کیا، پھر وہ تھلا کر آگے بڑھے لیکن کسی ناویدہ تو فٹے ٹکڑا کر تیزی سے پیچھے ہو گئے۔ میں نے بلی بار دیوان جی کے چرسے پر خوف و دہشت کے اثرات محسوس کیے۔

”وک کیوں گیا مورکھ چو رام لال نے صدمہ اڑا رہے ہوئے کہا : ”پیلے تو بہت اچھل کر کڑا ہوا تھا۔“

”ابھی تو تیرے دیوان جی میں گولیاں باقی ہوں گی۔ انھیں بھی داغ کر کے ان کو بوسے کر دے۔“

دیوان جی نے ایک بار پھر پتھوں کے بل پھل کر دام لال پر پھینکا۔ لیکن اس کی گورکش کی لیکن اس بار بھی وہ کسی ناویدہ کا کوٹ سے ٹکرائے اور گرا کر چھپے اڑ گئے۔ مجھے پھر پوری آگہی۔ دام لال نے یقیناً اپنی کالی قوتوں کو برتنے کا لال دیوان جی کے گرد کوئی حصار قائم کر دیا تھا۔ شاید یہ نوعمری کی موجودگی میں وہ دیوان جی کو براہ راست کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔

”ہم دوسرے دور دام لال جی کو بھول رہے ہیں۔“

”بہت اچھل کر کڑا ہوا تھا بندتوں کی طرح۔“ بندت اوم پرکاش نے دیوان جی کو گھورتے ہوئے کہا : ”اب کہاں گئی تیری وہ طاقت؟“

دیوان جی نے ایک بار پھر بڑی سرعت کے ساتھ اپنی جگہ سے پلٹ کر پھٹنے کی گورکش کی لیکن وہ حصار نہ توڑ سکے جو رام لال نے ان کے گرد باندھ دیا تھا۔

”ہم چاہیں تو تمھے اکیلے نشانے سے جلا کر بھسم بھی کر سکتے ہیں لیکن نہیں۔“ جو عظیم طاقت حاصل کر لیتے ہیں وہ اپنے سے چھوٹے اور نیچے حالت لوگوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے۔ دام لال نے حشرات سے کہا پھر پلٹ کر گئے گھورتے ہوئے بولا : ”تو کس سوچی میں گم ہے یا ک۔ اچانک رانی کو ہمارے حوالے کر کے ہم بچے کوئی منڑ نہیں دیں گے۔“

”اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال دو دام لال،“ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا : ”درختال میری بیوی ہے

جسے میں کسی قیمت پر اپنی زندگی سے غیظہ نہیں کروں گا۔ ہاں، اگر وہ خود سے واپس جانا پہلے تو میں اسے روکوں گا بھی نہیں ہے۔ جو کون کسی خوبصورت عورت کے نازک جسم سے زیادہ قیمتی ہو تو مجھے ضرور رکھنا۔ رام لال نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ مجھے تیری جوانی پر ترس ہو گیا جو کاشی سے چلی کر سمجھانے کے لیے یہاں تک چلا آیا۔ ورنہ اگر چاہتا تو کافی کے جبروں میں بیٹھے بیٹھے ہی تیرا کر یا کریم کر سکتا تھا۔

”موت اور زندگی خدا کے اختیار میں ہے نہ لال۔“ میں نے خوف کے احساس کو ذہن سے جھٹکتے ہوئے دنگ آواز میں جواب دیا۔ تم اور تمہارے گریگے برسے لیے کوئی ہریت نہیں رکھتے۔ اور میرا ایک آخری فیصلہ بھی سن لو۔ جب تک میرے جسم سے روح کا تعلق باقی ہے تم درخشاں کو مجھ سے جدا نہیں کر سکو گے۔

مجھے کیا؟ رام لال مجھے گھورتے ہوئے بولا۔ تو بھی گئے میں مندل کی مالا ڈال کر گھنڈی ہو گیا ہے۔ رام لال کی بات سن کر مجھے اچانک اس شہج کا خیال آ گیا۔ جو شہ صاحب نے غایت کی کھلی اور اس وقت میرے گلے میں موجود تھی۔ اسی وقت کا اندازہ ہوا تو میں نے رام لال کو تیری برتری جواب دیتے ہوئے کہا۔ تمہیں بھی تو اپنی پاپی قوتوں پر بڑا ناز اور غرور ہے۔

رام لال کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ مجھے گھورنا وہ وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ دین سے درخت کی ایک ٹوٹی ہوئی خشک ٹہنی اٹھا کر اس نے دیوان جی کی طرف اچھال دی۔ میں اس کی حرکت کا مقصد نہیں سمجھ سکا تھا لیکن جب خشک ٹھنی فضا میں ہی دیوان جی سے کچھ فاصلے پر چل کر راکھ ہو گئی تو میری سمجھ میں آ گئی۔ رام لال مجھے اپنی بیگانہ قوتوں سے مرعوب کرنا چاہتا تھا۔ اس نے دیوان جی کے گرد جو عصا تو کیا تھا وہ اتنا ہی خطرناک تھا جہیز میری ان کی زندگی جاتی بل کر خاک ہو جاتی۔

”جند سے باز آ جاؤ کہ۔“ رام لال نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے کے بعد کہا۔ وقت بہت جلد تو آؤں گے پال سونے پھانوں کے ادھکے باقی نہیں رہتا۔

میں انھیں اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں جس میں کسی رد و بدل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارا! یہ پاپی لیے نہیں لے گا۔ پندت اوم پرکاش نے جھٹکا کر کہا۔

ایک بار پھر سوئی لے۔ رام لال نے اوم پرکاش کی بات کو

درخشاں کا خیال آیا تو میں تڑپ اٹھا، میری ہاتھوں میں ن آیا۔ جس نے حکارت سے رام لال اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر ان کے خلاف ہلکے گونگناہیر سے افتاد میں نہیں تھا۔ میں نے حریف سے باہر نکل کر فطلی کی تھی۔ لیکن ماں کی قبر پر ہی بیٹے کا مشورہ مجھے شاہ صاحب کے دیا تھا۔ میرا ذہن ابھنے لگا۔ میں نے انھیں بند کر لیں اور ماں کی مناکوباد کرنے لگا۔ جو جیون سے اپنا نام توڑ چکے ہیں انھیں کیوں دھکی کر دیا اور کہا؟ رام لال جو دل کے عہد پر مٹنے کی صلاحیت رکھتا ہے میری کیفیت غموں کی تہ سے ہونے پھاٹ آزاد میں بولا۔ اس صورت کی خاطر بلا وجہ کیوں ہمارا وقت برباد کر رہا ہے؟ ہمارا ج، اس مسئلے کو کوکابا اپنے حلالوں کو آزاد کر لیں۔

اپنا نام اوم پرکاش کی زہریلی آواز سے کافوں میں گونگی لال نے انھیں کھول کھولے نفرت سے گھور کر لیں کوئی جواب دینے کا تاثر تھا۔ اس لیے ہاتھ مل کر دے گیا۔

ہم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں مرنے والے۔ رام لال نے نفی میں کیا۔ ہم نے تیرے چاروں ہفت جو گھیرا قائم کر دیا ہے، ہمارے سوا کوئی اور نہیں توڑ سکتا اور نہ ہی کوئی تیری مدد کر سکتا ہے۔ جو تیری ہی غیر فاعلی کا بل رانی اور تیرے ہونٹوں کو ضرور پریشان کرنے کی۔ اور ہم بھی جانتے ہیں کہ رانی حریف سے باہر تھائے۔ اس کے بعد دنیا کی تمام قوتیں کو روکے ہوئے ہیں۔

رام لال نے عجیب ہی سوچا تھا۔ حریف سے میری طویل راجا فری کیلاش اور جیک کے علاوہ درخشاں کو بھی پریشان کر دیا تھی۔ اور درخشاں اس وقت جس نازک حالت سے دوچار تھی اس میں کوئی ذہنی انجمن یا پریشانی اس کے علاوہ بچنے کے لیے بھی بے انتہا نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی۔

مجھے اور دیوان جی کو جس مقام پر پہنچنے کی کیفیت دینا پڑا تھا وہ جیک پختہ مڑن سے قریب تھا۔ یہ سن کر میں بھی اس لیے ڈر مڑنے سے گریز نہ کر سکا۔ کسی راگنیر کی نظر ہمارے اوپر نہیں پڑی تھی اور اگر کوئی دیکھ بھی لیتا تو کافی قوتوں سے غمناک، کے لیے محال تھا۔ مجھے درخشاں کی خاطر موت بھی گوارا تھی۔

مجھے یقین ہوتا کہ وہ میرے مرنے کے بعد درخشاں کو پریشان کر دے گا۔ اس لیے اپنی مرضی کی زندگی گزارنے میں گئے، تو یہ میں اس کی خاطر موت کو بھی کسی قسمی خوشی سمجھ گیا تھا۔ جانا تھا کہ وہ میری خوشیوں کے ساتھ ساتھ میری شریکیت کی سر قوتوں کے بھی دشمن ہیں۔ وہ جہریت پر اسے اسی سے پروا پس لانا چاہتے تھے جسے چھوڑ کر اس نے مجھے اپنا

میرا نگاہیں بدستور دام لال اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے سینہ تلے کھڑے ہماری حالت پر کھینچے ہوئے تھے۔ مجھے اپنی بے بسی پر رونا آئے۔ مگر میری ہاتھوں گونجتے جھینگے کے تو پندت اوم پرکاش نے حکارت سے غمناک مجھے اجازت ہوئے کہا۔ مرنے ہو کر آسو ہمارا ہے، چلا تھا پندت اوم پرکاش نے حکارت سے غمناک مجھے اجازت ہوئے کہا۔ اب کہاں گئی تیری ساری اکڑوں، ہاتھوں پر جانا چاہتے تھا مجھے اپنے مشن کے دوران جی پر۔ اسے بھی دیکھ کر ذہنی گڑبگڑا چلا۔

زخموں کی طرح زہن پر اکڑوں سے چھلنے پہلے ہم مجھے پھر اس کا بھی کر یا کریم کریں گے جس نے میرے سر کو کھلی لال دل کر گھونٹنے میں نامزدوں کی طرح پشت سے وار کیا تھا۔

اپنی زبان گندی مت کرو اوم پرکاش! یہ رہی ہے۔ پندرہ ماہ میرا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ یہ بچھاؤ تو پہلے ہی ہمارا دل تو حق مجھ کو بھکاری ہے۔

”تو کرو ورج ہمارا ج۔ اوم پرکاش خستہ اس نے اوم پرکاش کا ایک اشارہ ہی ان دونوں کو درخشاں پر پھینکا۔

دلوں میں اوم پرکاش نے اس بار رام لال نے پوچھیں۔ مجھے شہابے میں جواب دیا۔ شہر سے کام لو۔ ابھی تو مجھے اپنی تہذیبی ماں کی گردن پہنچے قدموں پر جھکا نا ہے۔ میں اسے اپنی ازاد کر نہ سکتا دو۔

دستک
انوار صدیقی (زیر طبع)

جیسے
اگر وہ

ہولے ہولے کے آجائے سے ان کے بڑھے ہوئے ہم رک
ہم نے تیری اس کی پیشانی شکن آدھ ہونے کیسں رام لال سوچ کچھ
لیے یہاں پر فتنے کا عادی لگتا تھا۔ اس نے کسی جلد بازی کا منہ باز
ہیٹھے ہیٹھے اٹھا کر کوشش کھڑا اس دہلنے کو گھوڑا مارا جو جیسے
موت میں کودی ہے انھیں عجیب نظروں سے دیکھتی
میں نے خوف بھرا ہوا تھا۔
میں جڑیاں لایے ہائے میں دہلانے کی اچانک آمد سے میرے سینہ
نیل رکھتے۔ اور میرے ہونے ہی پر سب کچھ امید نہیں تھی کہ وہ بچے
میرے جسم سے دھڑکے قہارے میں میرے سر کسی کام آئے کہ نہیں
نہیں کر سکتے تھے۔ اور جو کہ میرے لیے ڈوبتے تھے کہ کھانے کے ساتھ سے
میں گھبرا گیا ہ اپنے دل کی دھڑکنوں کا شمار کرنے لگا۔

میں مندل کی آواز کی حالت بھی مجھ سے مختلف نہ تھی رام لال نے
رام لال کی بات کو میری طرح انھیں بھی بے درست و پا کر دیا تھا
جوٹ و صاحب کی پٹھانہ بھی آدھا تھا جسے کہنے کے پر جب اگر وہ
نہ ہو تو کچھ نہ تھے یہی بے دریغ فخر کرتے تو میرے جسموں کو جڑی
پر تڑکی جواب۔ موقع میرے آسکتا مگر دیوانہ کی کو بھی شاید اس بات
برائے اندازہ نہیں تھی کہ رام لال بیڈیٹ اوم پر کاش تھی جلدی ڈاؤ
رہے۔ رات کو میں گئے اور میں بیٹھنے کا وقت نہ مل سکے گا۔

ہوا وہ ایک برس پرانا تھا وہ جسے یاد ہی نہیں ہو سکتا۔
ہوئی وہ منوں کی جیب سے قریب ہونفوں کی طرح منہ کھولے کھڑا
میں لال اور اس کے ساتھیوں کو ٹیکس بھپکا بھپکا گھوڑوں تھا
شہنی بلے دیر تک رام لال دہلانے کو کھڑا ہوں گے ہوں میں تو تار دیا ہوں
ہو کے جسے کا کھینچو تو نہ ہو گیا۔ اتھا تھا اس نے دہلانے کو جیب
قہارے دور جانے کا اشارہ کیا تو وہ ہم کو جیب سے دو قدم
گیا آٹا لیا یہی تھا جیسے رام لال کی بات اس کی سمجھ میں نہ تھی
مگر اس کی لطیف بدستور تیزوں چاروں پر باری باری اٹھ رہی
تھیں۔ کوئی پاگل لگتا ہے۔ اوم پر کاش بولا۔

ایسے پاگلوں پر پتھر پھینکنا نہیں جلدی بھی نہ کرنا۔ اوم
لال نے کہا یہ تو پوسے جتنے میلے اور گندے ہوئے ہیں اندر سے
ان کا من اتنا ہی اچھا اور چمکیلا ہوتا ہے۔
ہمارا ج۔ کیا آپ اسے کوئی بزرگہ شخص سمجھتے ہیں؟
میں کا جھپکڑی کچھ نہ سکتا ہے جو بابر کی دنیائے آنکھیں
موند کر دیو تلوں کے لیے جیون تباہ لگے۔ رام لال نے سنجیدگی سے
جواب دیا یہ تو کالیں کچھ بھی من کی منہ نہ کرکندن بنا دیتا ہے۔

رومانی ناول

لڑکی اس گلی کی اسلم راہی ایم۔ اے۔
اس جلتے جہاں میں اسلم راہی ایم۔ اے۔
خدا اکمل ہے اسلم راہی ایم۔ اے۔
جلتے بچھے لوگ اسلم راہی ایم۔ اے۔
میرا اسلم راہی ایم۔ اے۔
روستے کنول اسلم راہی ایم۔ اے۔

عظیم مہر عظیم قائد (زاہد حسین انجم)
(قائد اعظم محمد علی جناح کے حالات زندگی)

قائد ملت لیاقت علی خان (زاہد حسین انجم)
(پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے حالات زندگی)

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور
"کیا یہ پاگل بھی؟ بیڈیٹ اوم پر کاش نے کہا۔
کہنا چاہا لیکن رام لال نے اسے قہارے اٹھا کر دیا۔
"جیب چاہیے کل چلا اوم پر کاش۔ بیوہ میں سے
اچھا نہیں ہوتا۔
اوم پر کاش نے رام لال کو غور سے دیکھی پھر وہ
سنگے بڑھے تھے کہ اچانک دہلانے نے اپنی کڑی کو بند کر
شکل میں تھم کر اس کا درج اوم پر کاش کی طرف کر دیا

پہانا ہوا وحشت ناک لمحے میں بولا۔
"نہ جدار۔ اگر دم ڈبا کر ڈننے کی کوشش کی تو مجھ میں سے
اوم پر کاش چلا دوں گا۔

"تم کون ہو ماشے؟ رام لال نے غلاف تو فتح پڑی نرم
آواز میں دہلانے کو غلاف کیا۔ ہم سے کیا جلتے ہو؟
"کالی کالی رات میں تم اس جنگل میں غوکوش پھرتے تھے
ہو۔ کیوں؟ تو دہلانے نے کھڑی پر گزرتے جاتے ہوئے سنجیدگی
نے کہا پھر خود کے انداز میں چینیٹر ابدل کر بولا۔ بھاگ جاؤ۔
اگر طوفان آگیا تو چمکا دوں گا۔ دینا چھوڑ دوں گی۔
"مجھے یہی تو ملے۔ میں رام لال ہوں کاشی کے بڑے بندہ
لاسیک۔ رام لال انھوں آواز میں بولا۔

"ہاں۔ تم وہی ہو۔ بالکل وہی نہ دہلانے نے اس بار
بہ حد غصا ڈالا۔ میں ایک قدم پیچھے ہٹا۔ ہرے کہا۔ "پچھلے
مال رنگاٹ کے سینے میں رات و نعت لوٹ کر آسمان کی طرف
ہاگ گئے تھے۔

"تم ایک زمانہ بیماری کے بازو کی طاقت دیکھنا چاہتے ہو؟
رام لال نے اس مزیدہ جھلکا کر پوچھا۔

"بیرون میں گھنگھرو باہر کھڑے کھڑے کاٹنا شروع کرے۔
اصل اچھی رہی ہوگی۔

"جو طوفان ہونے میں پردوں کی آڑ میں بھپکڑا کر انہیں
روئے۔ رام لال برست چاہتے ہوئے بولا۔ اسی سے دور
کر کے اجالوں میں آجائے تو پتھر لڑنے میں زیادہ مزہ آئے گا۔
"کہہ تڑوں کو بچو۔ میں بندہ کہ گل لگاتے تو دہلانے
نے بدستور کڑی کو بندہ قہارے کے انداز میں قہارے ہوئے بھڑک کر
کہا۔ مرنے کے ڈوبنے کی غلاطی اٹھا کر بدن کو پاگ کھلے نہیں
تو لالے کا لہ لہاگ بڑبڑا میں گئے۔

میں حیرت بھری نظروں سے دہلانے کی حرکتیں دیکھتا ہوں
وہ پاگلوں کی طرح وہی تباہی کب دہلانے میں رام لال کا صبر
کھلی جی قابل دید تھا۔ اس نے اچھی تک دم آگے بڑھانے میں
جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مختلف زاویوں سے دہلانے کو
نہ لالہ دیکھیں بیڈیٹ اوم پر کاش کے چہرے سے بیزاری
کھل رہی تھی۔ قہارے بیزاری بھی دہلانے کو حقارت بھری
لوٹوں سے گھور رہا تھا۔

"بارو کو چمکادی دکھانے کی کوشش مت کرو ماشے۔
رام لال نے مٹھیاں جھینچ کر خشک آواز میں کہا۔ آگ چمکائی
اس کے شعلے آکاش تک پہنچ رہے ہیں۔
دہلانے نے بڑھک کر کڑی نیچے کوئی پھر زمین پر گر کر

بچھ کر لوں آسمان کی طرف دیکھنے لگا جیسے چھوٹے درندہ ہوتے
ہوئے شعلوں کو دکھانے کو ہوا اس کے چہرے پر خوف و
وحشت طاری تھی۔

"ہمارا ج۔ بیڈیٹ اوم پر کاش نے قہارے کہا۔ "پچھلے اجازت
وہ۔ میں اگل گندہ میلا کو گھوڑا کرکڑے سے جلتے دیتا ہوں۔
"ہرے پتھر راہ میں آجائیں تو ان سے کتا کر گڑ جانا چاہیے
رام لال نے اچھے ہرے کہا۔ "تھوکر مار کر لپٹے پاؤں زخمی کرنا اچھا
نہیں ہوتا۔

دیوانہ بدستور آسمان کی جانب زائے دل بدل کر گھوڑے میں
مصرف تھا اور میں اب بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا تھا کہ رام
لال نے ابھی تک اسے وہیل کیوں نہ رکھی ہے۔ پتھر ہمارے
ذہن میں ایک خیال تیز سے آنکھیں کھیں وہ دیوانہ کوئی مجھ کو
تو نہیں؟ "تیشا دوسری تھامی اور اوم حیرت کا لالک تھا وہ نہ
رام لال اس سے کھانے سے یوں گزرتے کہ اس نے اوم پر کاش
کو بھی ڈھکے چھپھٹوں میں دہلانے سے کتا کر گڑ جانے کا مشورہ
دیا تھا۔

میرے دل کی دھڑکنیں ایک لذت تیز ہو گئیں۔ مجھے شاہ
صاحب جے یاد آئے۔ لگے۔ انھوں نے جلدی جلدی ہاں کی
قہارے حاضری دینے کی تاکہ کی تھی۔ یہ بھی کہا تھا کہ زخمی ہونے دو۔
وہ ناموس بن گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مجھے ہار نہیں کر

سستی سی۔ یہ صرف لی ہاں میں۔ ہر دلوں کے دھڑکے۔ ڈوڑ
تھے جن کا مفہوم میری سمجھ میں نہیں آتا تھا اور اب وقت تڑ
چکا تھا ان لال نے مجھے بے بس کر دیا تھا۔

گھجائی بے چارگی پر لونا آگیا۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا
تو وہ زکریا سے لپٹ جاتا، اس کے قدموں پر گر کر لوٹ نکلتا
اس کے ہمراہی غلطیوں سے اپنا منہ بدوش کر لیتا۔ زکریا
کو وہ کڑی طلب کر لیتا جس نے مجھے بھٹکنے سے روکا تھا۔ اب وہ
راستہ دکھانے کی کوشش کی تھی لیکن اس وقت میری آنکھوں پر
پٹی بندھی ہوئی تھی۔ میں نے جلدی دہلانے کرمانے کی خاطر
پتھر اٹھا لیا تھا آج بھی اس نے میرے قریب آنے کی کوشش
کی تو میں نے زرا دھمکا کر اسے بھگا دیا لیکن اس وقت بھی میری
نجات کچھ بچ رہی تھی۔ اور میں بے دست پا کچھ اٹھ دیکھتا
دہلانے کی کڑی اور کو تہا جی پر کاش افسوس طاری اس کے
سوا اور کچھ کیا سکتا تھا۔

رام لال میرے مقابلے میں زیادہ معاملہ فہم تھا۔ پھر
اس نے ابھی تک دہلانے کو چھپنے کی کوشش نہیں کی تھی
دیوانہ دہلانے کے لیے کھن چاہ کرکے بعد اس نے بڑی

تو میں حاصل کر لی تھیں مگر پھر بھی اس نے دورانہشی سے کام لیا۔ دلی دلی زبان میں وہ دیوانے کو منوانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن شاہ ابھی تک وہ مجذوب کی گمراہی نہیں پاسکا تھا۔

”تم۔ اے اتنے دھیان سے کیوں دیکھ رہے ہو مجھ کو؟“ وہ بوجھل کر پوچھا۔
”پندت اور پرکشش انسان ہونے کے بعد لالہ کیا یہ پاگل نہیں کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے؟“

”نقصان کا خطرہ صرف پاگلوں ہی سے ہوتا ہے میرے دوست۔ رام لال نے سچ ہی کہہ دیا۔ وہ جو دیوانہ اس کے پریم میں اپنا قیاس دین سب کچھ لیتے ہیں انکی طاقت بے حساب ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کی مدد آسمانی طاقتیں کرتی ہیں۔“

”تو کیا یہ پاگل بھی کوئی پہنچا ہوا عابد زراہد ہے؟“
”ہو سکتا ہے میری نظروں دھوکا کھادی ہوں۔ پر میں اتنا ضرور سمجھ رہا ہوں کہ اگر صرف دیوانہ ہو تو جہاں راستہ کھڑا نہیں کرتا۔“

”بھیر۔ تمھارا کیا خیال ہے؟“
”میں اسے چھٹیڑ کر دیکھتا ہوں۔“
دیوانہ ابھی تک آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ رام لال نے جبکہ کوفہ میں سے مٹی کی ایک چنگی لی پھر اس پر کوئی منتر پڑھ کر ہوا میں اچھال دیا۔ دوسرے ہی لمحے مٹی کے ذرات اٹھ اٹھ کر ہوا میں رمل کی گندھی طاقتوں کا شکار ہو جانے لگا۔ ان گھڑلوں نے فضا میں تیرتے ہوئے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا لیکن دیوانے تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ رام لال کے چہرے پر غور و خوض کے اثرات ابھرتے۔

”مہاراج۔“ اور یہ کاش نے اسے آواز دی۔
”مجھے پہلے ہی شبہ تھا۔ رام لال نے غصے آواز میں جواب دیا۔ اس نے اپنے چادر طرٹ منڈال کھینچ لیا ہے۔“
”بھیر۔ اب کیا ہوگا؟“

”میں کالی کا خدشا ہوں پندت و شواہد گنیش دیوتا کھلے ہیں نے اپنے جیون کے بیس سال برباد کیے ہیں میں بچتا ہوں کہ یہ؟“ یہ کتنی دیر میں سرسے اپنے قدم جاسکتا ہے۔

رام لال نے دیوانے پر دیر منتر آواز دہرائے تھے شعلوں نے اچانک بلند ہو کر اسے گھیرے میں لینے کی کوشش کی مگر اس باوجود کہ ہوا میں میری کچھ سے بالاتر تھا۔ گھلے لیں لگا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں میری آنکھیں حیرت سے چپٹی کی چپٹی رہ گئیں رام لال نے اپنی کالی قوت کے ذریعے جڑیں پھیل گئے

”اے اسی میں تیری بھلائی ہے۔“

”درخشاں کے بغیر مجھے زندگی نہیں ہوت چاہیے۔ میں یہاں کر لہاؤں۔ تم مجھے میری زندگی کے کبھی دور نہیں کر سکو گے۔“

رام لال یہاں تک کہ کسی زخمی ہونے سے کفرج بل کی کر رہ گیا۔ اس کی خوف تک آنکھوں سے انھدام کی چنگاریاں اُٹنے لگیں اس کے ہونٹ تنہا ہو گئے۔ شاید وہ مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خاطر کوئی خطرہ محسوس کر رہا تھا۔

”چھوٹے سرکار۔“ دیوانہ جی نے ایک کڑی سے قریب آتے ہوئے کہا۔ ”آپ کا ڈیڑھ گھنٹہ پہلے کھانا کھا کر میں صرف ایک گولی باقی رہ گئی ہے۔ میں ان کیمینوں کو روکنے کی کوشش کروں گا۔“

”نقصان ہے دیوانہ جی۔ میں نے مایوس انداز میں جواب دیا۔ ”ایک طاقتوں سے لوٹا میرے اختیار میں نہیں ہے۔“

”مایوسی گناہ ہے مالک۔ جلدی کیجیے۔“ دیوانہ جی نے مجھے گاڑی کی سمت دھکیلتے ہوئے کہا۔

”اسی لمحے میں کہ ملاوہ دیوانہ جی بھی حیرت سے چھل پڑا۔ رام لال نے اس بار بڑا جھک وا دیا تھا۔ میں سمجھنے لگا کہ انداز میں وہ قدم کھینچ کر ایک میز سے ملنے شعلوں کا طوفان تھا ہوا پناہ میں بڑھتا تیزی سے جلدی جانب دیک رہا تھا۔ ہمارے لیے فرار کے راستے محدود ہو گئے تھے۔ کچھ فورتان تھا اور پھر کتے شعلوں کے سمندر کی دوسری سمت میں سرکش ہونے لگے میری بے بسی پر ملک ٹوکاٹ تھکے مار کر مجھے تھوڑے لمحے میں ہلاک کر دیا۔

”لٹا ہوا تھا کہ ایک آواز میرے کانوں میں گونجی۔“

”خدا کی رحمتوں سے ناامید ہو گانا ہے۔ آگے بڑھاؤ گاڑی میں بیٹھ کر اوپس سواری میں چلا جا۔ دشمن کچھ نہیں دیکھ سکیں گے۔“ میں اس آواز کو سن کر چونکا۔ تیزی سے چادر طرٹ منڈال کر دیوانہ جی کوئی نہیں تھا لیکن میں مجذوب کی آواز پہچان چکا تھا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس پڑی شدت سے ہوا میں لان ہو کر پھول گیا تھا کہ موت برقی ہے اور زندگی اور موت کا اختیار خدا کے سوا کسی اور کو نہیں۔

مجذوب کی آواز نے مجھے سارا دیا زخمت کا اثر جا بڑا۔ میں نے نظریں گھما کر دیکھا۔ جوتے ہوئے شعلے اس بیکر کے قریب پہنچ کر رک گئے تھے جو مجذوب نے گاڑی سے چھین لی تھی۔ میں نے دیوانہ جی کا ہاتھ تھا کہ گاڑی کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یہ موقع غنیمت ہے۔ ہم دشمن کی نظروں میں دھول ہو کر کڑک سکتے ہیں۔“

”ہم دونوں اسے جانتے ہیں کہ چھوٹے سرکار۔“ دیوانہ جی نے احتجاج کیا۔ ”بستر ہی ہے کہ اب ہم کھلے راستے سے۔۔۔۔۔“

معروف مصنف

ایم اے راحت کے طلسماتی قلم سے

پراسرار ہولناک اور ناقابل فراموش

کہانیوں کا حسین امتزاج

زندہ مجسمہ	-/70 روپے
بدن کا قیدی	-/70 روپے
خون آرزو	-/70 روپے

کہانیاں پیپر بیک پر خوبصورت سرورق

کے ساتھ شائع کی گئی ہیں

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

• دیوان جی : میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے ٹھکانہ لیے ہیں کہ آپ گاڑی اشارت کیجیے۔ ہم اسی رات سے ملیں جائیں گے میں رات سے آئے تھے۔

دیوان جی نے نظر اٹھا کر مجھے حیرت سے دیکھا شاید انہیں مجھ سے اتنی سخت کلامی کی توقع نہیں تھی انہوں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔ ہنٹ کاٹتے ہوئے گاڑی کی جانب تھم اٹھا۔

مگر البتہ غصے کے انہماک کے طور پر اپنا رولر بیکر کھٹکے شعلوں کی طرف اچھال دیا۔ پھر وہی ہوا جو جذب کی آواز نے کہا تھا ہم گاڑی میں بیٹھ کر ام لال اور اس کے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے سے گزر کر حویلی کی طرف روانہ ہو گئے اور بے شمار منوس و شمن ہماری روانگی سے قطعی لاعلم رہے۔

حالات اور وقت کی نزاکت نے مجھے ایک بار پھر حویلی کی سرحدوں کے اندر چوبیس کی طرح بند ہو جانے پر مجبور کر دیا۔

باہر نہایت اوم پر کاش اور بجادی رام لال میرے خلاف محاذ مشہور کر رہے تھے میری حویلی کے اندر جتنا سکون تھا حویلی کے باہر اتنی ہی آواز فزعی چلی ہوئی تھی مجھے کیکاشن بیکب اور دیوان جی کے ذلیعہ ایک ایک پل کی خبریں مل رہی تھیں۔

میری حویلی الامکان کوشش ہی تھی کہ درختاں کو بیرونی حالات سے لاعلم رکھا جائے لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔ وہ میری کیفیت سے بہت ہی قریب سے دیکھ رہے تھے۔ وہ ان سے بھی حالات کا اندازہ لگا رہی تھی پھر سے بڑی بات پر تھی کہ میں نے حویلی سے نکلتا بیکس نہ کر دیا تھا۔ ان تمام باتوں نے اسے یقیناً جو کچھ دیا تھا منگو میری دل جوئی کی خاطر وہ برکت خود کو کوشش و نرم اور بے خوف ظاہر کرنے کی کوشش کرتی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باہر کی فضا بھی عذرا دوش ہوئی جاری تھی میرے دشمن مجھے حویلی سے باہر نکلنے کی خاطر اچھے منہ بکندوں پر آمرا کر تھے ایک دن کیکاشن اسٹینال سے واپس لوٹا تو خلاف توقع بے حد سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ باہر ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس نے کیکاشن کے اعصاب کو بھی جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ ورنہ ایک ماہر سرجن اور فکرمورنے کی حیثیت سے وہ ان باتوں کا خاص خیال رکھتا تھا کہ کوئی ایسی بات درختاں کی موجودگی میں نہ ہو سکے جو اسکا دلچسپی کی حالت پر اثر انداز ہو جائے۔ اسے سنجیدہ دیکھ کر میرا ہاتھ اٹھ گیا۔

درختاں اس وقت میرے قریب ہی موجود تھی جب کیکاشن اسٹینال سے واپس لوٹا۔ غالباً وہ خبر جس نے کیکاشن کو ہلکا دیا تھا یقیناً اتنی ہی اہم تھی کہ کیکاشن ایک لمحے کو بھول گیا کہ

درختاں کی موجودگی میں احتیاط لازم تھی۔ مجھے دیکھ کر اس نے زبان کھولنے کی کوشش کی لیکن دوسری لمحے درختاں کی موجودگی کے احساس نے اسے اپنا اواز دھنڑی کیسے پر مجبور کر دیا۔

ایک شایعہ کو وہ گڑ بڑا گیا پھر خود کو بندھنے کی کوشش کی لیکن درختاں بچہ نہیں تھی کیکاشن کے جسے کہہ دیتے تاثرات دیکھ کر وہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔ کیکاشن نے جلدی سے اس کی خیریت دریافت کی تو وہ مسکرا کر کہی۔

”میں بالکل ٹھیک ہوں لیکن آپ“

”میں آج بے حد ٹھنک گیا ہوں“ کیکاشن نے بات بنانے کی کوشش کی۔ سرخیوں کی جھیرنے دماغ کی تمام چٹلیں ہلا کر رکھ دیں۔

”خیریت تو ہے؟“ درختاں نے معنی خیز انداز میں پوچھا۔

”یہ اچانک ہوئے پرسکون علاقے میں ریغیوں اور زنجیروں کی آمد بڑھنے کیوں لگی؟“

”جب کوئی وبا پھیلتی ہے تو ہمیشہ درمیان اور نچلے طبقے کے لوگ ہی زیادہ متاثر ہوتے ہیں کیکاشن نے خود کو پھر دھنڑی کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔ پڑی کی کوئی بات نہیں بہر حال بہت جلد تالو واپس گئے۔

”ایک بات کون کیکاشن جی۔ آپ برا تو نہیں مانتے گے۔“

”آپسے کیسے اندازہ لگا لیا کہ میں آپ جیسی باری باری ساری ساری باتیں کرتا ہوں۔“

”بھلا آپ جو کچھ جانتی ہیں بلا غلط کہہ دیجئے۔“

”میرا خیال ہے کہ آپ اگر سرجن کے بجائے ماہکاری کا پیشہ اپناتے تو زیادہ کامیاب رہتے۔“

”میں سمجھا نہیں کہ کیکاشن جو کچھ۔“

”پھر کبھی اطمینان سے سمجھیں گے کہ کوشش کروں گی۔“

فی الحال آپ کو اگر کاش کافی کی سخت ضرورت ہے۔ درختاں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جب تک آپ اپنے دوست سے دل بھلائیے۔ درختاں قدم اٹھا کر کوسے چلی گئی لیکن اسے دل کی دھڑکنیں بہت زیادہ تیز تھیں میرا خیال تھا کہ اس نے کیکاشن کی کیفیت کو محسوس کر لیا تھا اور اسی وجہ سے اسے ادا کار بننے کا مشورہ دیا تھا اور پھر دوسرے بھی اسی لیے اٹھ کر چلی گئی تھی کہ کیکاشن کو بہت سا تھکنا تھا۔ کاشن کو گفٹنگ کرنے کا موقع مل گیا۔

”کیکاشن : میں نے درختاں کے دلہنے کے بعد سنجیدگی سے پوچھا کیا آج حویلی سے باہر کوئی ایسا حادثہ پیش آیا ہے جس نے تمہیں بھی اچھا دیا ہے؟“

”مجھے افسوس ہے جمال، میں اپنی بوکھلاہٹ پر قابو نہ آ سکا

لیکن وہ حادثہ“

”ایک منٹ : میں نے فوری طور پر کیکاشن کا جواب دیتے ہوئے تیزی سے اسے خاموشی سمیٹنے کا اشارہ کیا پھر کاشن اس کی تصدیق کے لیے وہاں سے کھینچ کر واپس چلا گیا۔

”کیکاشن : جیسا کہ ہماری گفتگو میں دیکھی ہوگی میں نے سنجیدہ انداز سے نہیں تھا۔ درختاں وہاں موجود نہیں تھی۔

”کیکاشن کی نظریں پھر مرکوز تھیں میں واپس اپنی نشست پر آیا تو کیکاشن نے وہی زبان میں کہا۔

”میرا مشورہ ہے کہ تم اپنی فضا میں جہاں بھی کاشن کے قدم پڑیں گے وہی دودھ مارنے کی طرف نکل جاؤ۔ حسین آباد اور کڑی کے علاقے اب تم دونوں کے لیے محفوظ نہیں رہے۔“

”تم کسی حادثے کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے کیکاشن کی بات نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

”آج ام لال اور نہایت اوم پر کاشن نے میرے لیے ایک خاص تحفہ بھیجا ہے۔ کیکاشن ایک ٹوٹ بجیہ ہو گیا۔

”وہ کیا ہے؟ میں نے دھڑکنے والے سے پوچھا۔

”دیوان جی کے دست راست دلاور مرزا کی لاش کے مجروحہ : نہیں : میں حیرت سے ابھل پڑا۔

”میں سڈل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں مجھے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ دیوان جی اور دلاور مرزا ایک جان دو قاب لے گئے اور دلاور مرزا کے ہاتھوں میں دلاور مرزا کی لاش کے مجروحہ :

”آمار دیوان جی کو شتمل کرنے کی کوشش کی ہے اس طرح وہ نابالغ چاہتے تھے کہ ہماری جانب سے بھی کوئی جانی کارروائی ہو اور اس کا اثر میں کوئی مخصوص ثبوت حاصل کر کے پولیس کے ذریعہ مجھے یا درختاں کو کسی بدلے حویلی سے باہر نکالا جائے۔

”دلاور مرزا کی موت کے بعد دیوان جی کا پچھلا بیٹھا یا خاصوں دہنا نہیں تھا۔

”کڑی کے بڑے مندر کے دو بجادی دلاور مرزا کی کاشن کے بچے کے لیے ایک بچہ کی فضا میں سے چلے گئے۔ اس کے بعد بجادی رام لال نے مجھے فون پر رابطہ قائم کیا تھا۔

”کیکاشن نے ہاتھ ملے ہوئے کہا : اس نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ میں کسی طرح تم کو اور جہاں کی حویلی سے باہر نکلنے کی کوشش کروں۔“

”اوہ : تو تم اسی لیے مجھے حویلی سے نکل کر کسی دودھ مار علاقے کی طرف جلدی کا مشورہ دے رہے تھے؟ میں نے کیکاشن کو گھورتے ہوئے کہہ دیا : ”کیکاشن : ایک لمحہ کو میرا دل اپنے دوست کی طرف سے کھٹکا ہو گیا۔

غیر ملکی زبانیں سیکھئے

پروفیسر ایم اشرف

- فرنج اردو ریڈر = 90/
- فرنج اردو کٹری = 90/
- جاپانی اردو ریڈر = 90/
- جاپانی اردو کٹری = 60/

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

مشرقیہ پر عمل نہ کیا تو وہ مجھے بھی اپنا نشانہ بنانے سے دریغ نہیں کریں گے۔ کیکاشن نے میرے لیے کی تمام کو نظر انداز کرتے ہوئے بہتر تجدیدگی سے کہا۔

”اگر بات تمہاری زندگی کو کوئی تنگ خطہ دوسرے آنے کی ہے تو میں تمہاری فضا حویلی سے باہر قدم نکالنے کو تیار ہوں۔“

”حافظ کی باتوں سے پرہیز کروں کیکاشن نے مجھے گھورتے ہوئے مزاحمت کی۔ بات میری یا تمہاری زندگی کی نہیں جیانی کے تحفظ کے ہیں کی فضا میں کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا۔ آخر حویلی کی چار دیواری میں کب تک بند رہا جاسکتا ہے؟

”تمہاری کیا مرض ہے؟ میں نے غصے سے پوچھا : کیا حسین آباد سے دور چلے جائے گے بعد اہم لال اور اس کے ساتھی میرا بچھا چھوڑ دیں گے؟

”میں جانتا ہوں کہ وہ اپنی گندی سازشوں کا سلسلہ جاری رکھیں گے میں یہ بھی توسوچو کہ تمہاری جیوی پھر سات بیٹھے جہاں بیٹھے والی ہے اور ایسی حالت میں کسی ایک جگہ بند ہو کر اور

گھٹ کر قیہ ہو جائیگا ان کی صحت کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔
"مجھے ان باتوں کا احساس ہے لیکن....."

"ہمت ڈالو دنیا بزرگوں کا شیوہ ہے۔ یہ کیا کش بولا۔ جو کچھ سوچنا اور کرنا ہے جلدی کر ڈالو۔"

"درختان کی خاطر میں اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا سکتا ہوں۔"

"جذباتی باتوں سے کام نہیں چلے گا۔ یہ کیا کش نے مجھے سمجھنے کی کوشش کی۔"

"وہ لاڈلہ مرزا کا قتل ویرانہ ہی کو بھڑکا کر کچھ کر گزرتے ہوئے پاکستان کی خاطر کیا گیا ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے ویرانہ ہی کو کچھ یا ملے کہ وہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جو قانونی طور پر معاویہ پوریشن کر دے۔"

"میں اپنی جگہ پہلو بدل کر رہ گیا۔ کیا کش نے بھی وہی سوچنا تھا جو میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

"میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔ میرا خیال تھا۔ میں بڑا بے چارہ تھا۔"

درختان کی باتیں میرے ذہن میں تیز رفتاری سے گزرتی تھیں۔

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

اس کے گرد دنیا جہان کے اجالوں کو جمع کر دیا تھا لیکن یہ فراموش کر بیٹھا تھا کہ میرے دشمن مثلی قرون کے ذریعے درختان سے رابطہ قائم کر سکتے تھے اور جب درختان نے مجھے میری اس کوتاہی کا احساس دلایا تو مجھے اپنی بے بسی پر ہلکا آگیا۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

"میں اس کی باتوں کا مفہوم سمجھ رہا تھا مجھے اپنے حالات کا احساس بھی تھا اہل بات کا کھد کھد بھی کہہ رہے تھے۔"

ایک تاریخی دستاویز

ہٹلر کے آخری دس دن

پروفیسر اشرف

قیمت: -/75

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

انہیں ایک ایک بات کا نام ہو چکا ہے۔ میں نے تیری سے کہا۔ میرے دشمنوں نے خون کے دھبے درختال کو سب کچھ بنا دیا ہے۔ وہ ہیں چین و سکون سے نہیں لینے دیں گے۔ پھر میری موجودہ حالات میں آپ کا حوصلہ سے قدم باہر نہکانا مناسب نہ ہوگا۔ دیوان جی کا تھلے ہوئے بولے۔ صرف دو دن اور میرے لیے چھوٹے سرکار۔

اس کے بعد کیا ہوگا؟ میں نے آپ پر مجھے بغیر دلاور مرزا کے حالات کے پیش نظر آدراؤ کر دیا ہے۔ دیوان جی نے اس بار بڑی سنجیدگی سے کہا۔ لوہے کو کاٹنے کے لیے لوہے کا استعمال اب ضروری ہو گیا ہے۔ جتنی چارلس صبح شام میں یہاں پہنچنے والا ہے وہ آگیا تو پھر بارہ کی چرٹ لے لے گی۔

آپ نے دلاور مرزا کی بھی کوئی خبر نہ لی؟ میں نے روانی میں پوچھ لیا۔ یہ بات بناتے ہوئے بولا۔ میرا مطلب یہ کہ اگر ہمارے دشمن شیطانی طاقتوں سے سیس پڑیں تو وہ دلاور مرزا کو برقیات پر بھی تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کریں گے۔ دشمنوں کی مضبوطی کی خاطر اس کی بنیادوں میں انسانی خون کا استعمال بڑی پرانی بات ہے۔ چھوٹے سرکار نے دیوان جی نے منجھانے جتنی کمر و آواز میں جواب دیا۔ دلاور مرزا میرا لشکر ساتھ لے جاتے ہیں اور وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ خان شہباز خان آکر وہ بارہ زندہ ہو گیا تو انہیں بھاگے۔

کیا آپ کو یقین ہے کہ دلاور مرزا کامیاب واپس لوٹے گا؟ میں نے مضطرب انداز میں سوال کیا۔

کامیابی اور ناکامی اوپر والے کے اختیار کی بات ہے۔ مالک۔ بندے کا کام تو صرف کوشش کرنا ہے۔ میں نے دیوان جی کو کہنے کی خاطر مختلف پہلوؤں پر آگئے۔ لیکن پھر انہیں دلاور مرزا کے سلسلے میں کوئی غم نہیں تھا یا پھر وہ کسی خاص مصلحت کے پیش نظر اس منحوس جزیرہ کو کھڑے پریشدہ رکھنا چاہتے تھے جو کیا کوشش کے ذریعے مجھے مل چکی تھی ایک بار میں نے سوچا کہ جی کڑا کر کے دیوان جی کو بتا دوں کہ وہ اپنے جس عزیز دوست کا انکار کر رہے ہیں وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے لیکن میں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، اگر اچھی تک دیوان جی کو دلاور مرزا کے عزت نامہ انعام کی اطلاع نہیں ملتی تھی تو وہ خبر نہ کران کے دل کو ٹھیس نہیں پہنچا جاتا تھا۔ چنانچہ میں نے درمیان راستہ اختیار کر کے مئے کہا۔ دیوان جی! درختال نے مجھے یہی مشورہ دیا ہے کہ

جب امت برحق ہے تو پھر اس سے بھاگنا فضول ہے۔ ہر مسلمان کا یہی مقصد ہے چھوٹے سرکار لیکن مصلحت جی کوئی چیز ہوتی ہے۔ ہماری مصلحتیں ہمارے دشمنوں کو اور اچھل کود کرنے پر اکاویں گی۔ وہ بے گناہ ہوں گے خون سے ہولی تھپتھپ رہیں گے۔ خون بھی دایگان نہیں جاتا۔ دنگ ضرور آتا ہے۔ دیوان جی نے اپنی زبان میں کہا۔ میرے مشورے پر دو مین دن اور انتظار کر لیجیے۔ اس کے بعد آپ کو اختیار ہوگا۔

دیوان جی کے جانے کے بعد جی میں بڑی دیر تک ہنسی طو پر الجھا رہا۔ ان کی گفتگو سے بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ دلاور مرزا کی موت کی خبر جی ان کے کانوں تک نہیں پہنچی لیکن ذہن کے میز پر دل بار بار یہی کہہ رہی تھی کہ انہیں اپنے دوست کی قربانی کا حال معلوم ہو چکا ہے۔ مجھے واقعات سے بے خبر نہ کرنے کے لیے دیوان جی نے بڑے صبر و ضبط سے کام لیا ہے اور یہ کہ اگر میرے دل کی دھوکیں مجھے دھوکا نہیں دے رہی ہیں تو دیوان جی بہت جلد ایک بار پھر خان شہباز خان کے روپ میں زندہ ہو جائیں گے۔

دن بھر میں ہلے حالات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا لیکن شاکر کو جب تک نے جرج سے والہی پر مجھے جو خبر سنائی اس نے مجھے جتنے پر مجبور کر دیا۔ میں عیسیٰ عیسیٰ نظروں سے جبکہ کوئی ماندہ دیکھتا رہا۔ اس پر مجھے جس حد تک کی

اخلاقی دشمنی وہ کوئی معمولی حادثہ نہیں تھا۔ جب تک بیان کے مطابق کسی نے بندہ دلوں کی ایک چھوٹی عبادت گاہ کو جلا کر خاک کر دیا تھا۔ متوجہ واردات پر زمین پر جیادلوں کی لاش اس طرح اڑھڑی ہوئی ملی تھی کہ ان کا ہر ہتھکا تھا۔ آتیں ہر سے باہر بڑی تھیں اس کے دلوں کے دونوں ہاتھ کاٹ کر ملیں کر دیے گئے تھے۔ لاشوں کے قریب ایک ٹوٹی جلی تھی اور جب تک کا خیال تھا کہ وہ ٹوٹی کسی اور کی تھیں دیوان جی کی تھی وہ بارہ دیوان جی کے استعمال میں دیکھ چکا تھا۔

میں اس حادثے کی اطلاع کیسے ملی؟ میں نے جب تک سے سوال کیا۔

جرج سے والہی پر وہ مزید میرے سامنے میں پڑتا ہے جہاں پہل ناک حادثہ پیش آیا ہے۔ میں نے خود اپنی نگاہ کا انکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے۔ کیا یقین یقین ہے کہ لاشوں کے قریب پائی جانے والی ٹوٹی دیوان جی کی ہے؟

ہوسکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن یہ حقیقت اپنی اسلم ہے کہ عبادت گاہوں سے کھیلنے والوں کی سزا بڑی ناکام ہوتی ہے۔ جب تک اپنے سینے پر صلیب کا نشان پٹاتے رہیں گی سے کہا۔ جو دنیا میں قانون کی نظر میں سے بچ جاتے وہ خداوند کے دربارہ مجرم ہوتے ہیں ادا ان کو بے شکیم بات ناک سزاؤں سے دوچار کرتا ہے۔

میں نے اسے علاوہ دوسرے لوگوں کا کیا خیال ہے؟ میں نے اس کے ہونے دل سے پوچھا۔ کیا کسی اور نے بھی اس کے بارے میں اس شے کا انکار کیا ہے کہ وہ دیوان جی ہو گی؟

نہیں۔ میں نے کسی کو ایسا کہنے نہیں سنا لیکن ایک بات ہے کہ اس حادثے میں کسی نہ کسی مسلمان کا ہاتھ ضرور مل چکا ہے۔ تم اتنے یقین کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے تیرے اختیار کیا۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ جو کچھ میری نظروں نے اس میں کسی ہندو ہی کا ہاتھ ہر اور اس حادثے کے ذریعے لے کر فرقا وارانہ فساد کو برپا کرنے کی کوشش کی ہو۔ میری دلیل معقول تھی جب تک ایک لمحے کو خاموش ہو کر رہا۔

ایک کامیاب برسرِ مریکیت سے تم جس قدر قانونی کارروائیوں سے واقف ہو وہ ایک عظیم حقیقت ہے۔ یہ کہ تم نے اس واقعے میں اس قدر افسوس دیکھا ہے۔ درست ہو لیکن وہ ٹوٹی۔

وہی ٹوٹی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اصل واقعات کو کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں نے جب تک کی بات سننے ہوئے کہا۔ ممکن ہے اس طرح مجرم نے ایک تیرے ہتھکا کرنے کی کوشش کی ہو۔

ہوسکتا ہے۔ مگر دیوان جی سے پوچھ لینے میں بظاہر اہرج بھی نہیں ہے۔

میں ضرور دریافت کروں گا لیکن تم اس سلسلے میں اپنی بند لکھو گے۔ میں نے جب تک کو باور کرائے دئے کہ ہر لمحے کو پولیس اس حادثے کے سلسلے میں مجھ سے بھی رابطہ کرے۔

میں تھا را اشارہ بھی دیا ہوں میرے دوست لیکن مجھے اس ہے کہ میں میری بات تمیں مان سکتا۔

کیا مطلب؟ پاورسی ہونے کی حیثیت سے کچھ اخلاقی ذمہ داریاں مجھ پر امانہ ہوتی ہیں۔ جب تک سنجیدگی سے کہا۔ دنیا کا مستقبل

اسی بات کی یقین کرنا ہے کہ سچ کہنے سے کبھی گریز نہ کرو کہ دروغ گوئی دنیا کی بدترین لعنت ہے۔ جو انسان کو سیدھے راستے سے گمراہ کرے کہ ان راستوں کی طرف لے جاتی ہے جو تباہی اور بربادی کے ملتے ہیں۔

مگر اتن پولیس کے دربارہ اپنے شے کا انکار ضرور کرے؟ میں نے جب تک کو گھورتے ہوئے تلخ لہجے میں دریافت کیا۔

ہاں۔ اگر مجھ سے دریافت کیا گیا تو میں اپنے شے کا انکار کرنے میں ہچکچاؤں گا نہیں۔

جب تک دو لوگ جو اپنے میری رگوں میں دوڑتے خون کی قدرت تبرک دی لیکن میں نے کسی بھلا بٹ کا منہ جو نہیں کیا۔ مجھے جونی لم تھا کہ پچاسی کے تختے پر بھی زندگی کا لالچ ہے کہ جب تک کو اس کے مذہبی عقائد سے نہیں ہٹکا جاسکتا لہذا میں نے اس سے بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا عقیدہ کرنے پر بولا۔ میں اتنی کسی غلط بیانی کے لیے مجبور نہیں کروں گا لیکن اتنی درخواست ضرور کروں گا کہ جب تک تم سے براہ راست کوئی بات نہ پوچھی جائے تم اپنی زبان بند رکھو گے۔

جب تک میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک لمحے غور سے دیکھی پھر سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ اس کی خاموشی اس بات کا اقرار تھی کہ وہ از خود اپنی زبان کھولنے سے گریز کرے گا۔

مجھے اس کی طرف کا اطمینان ہو گیا لیکن جو خبر اس نے مجھے سنائی تھی وہ میری انجمن میں افسانہ بنا رہی تھی۔ ایک قانون دان نے یقین کی حیثیت سے میرے لیے اس حادثے کے دونوں پہلوؤں قابل غور تھے۔ جب تک لاش کے قریب پائی جانے والی جس ٹوٹی پر اس شے کا انکار کیا تھا کہ وہ دیوان جی کی ہے وہ کسی اور کی بھی ہوسکتی تھی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ مال مال اور اس کے گروں نے دیوان جی کو مجرم ثابت کرنے کی خاطر ان کی ٹوٹی کسی طرح چوری کر کے ہلے واردات پر بطور ثبوت چھینک دی ہو اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ دیوان جی نے جی کا ماضی شاطراں کا زاناموں سے لبریز تھا از خود اپنی ایک نشانی کے ذریعے قانون کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہو۔

جو شخص ان دہارے میں آدمیوں کا ہول ناک قتل کرنے کی جرأت کر سکتا تھا وہ اتنی طاقت کا ترنک نہیں ہوسکتا تھا کہ پچاسی کے پھندے کو اپنی گزین میں ڈالنے کی خاطر ایک اہم ثبوت چھوڑ دیا۔ پولیس میری شبائوں کے بغیر شخص ایک ٹوٹی کی بنیاد پر کسی کے خلاف قاتل ہونے کا الزام نہیں ثابت کر سکتی تھی۔

میرے ذہن میں مختلف باتیں آ رہی تھیں جب تک نے

جس حالت کی اطلاع دی تھی وہ میرے لیے اس اعتبار سے بھی اہم تھا کہ میرے ملائے میں اس واردات سے اشتعال پھیل سکتا تھا۔ مجھے دیوانہ جی کی شخصیت ایک اعتبار سے مشکوک بھی نظر آ رہی تھی۔ انھوں نے صبح بھر سے کہا تھا کہ نونہل بھی راتیں گاہاں نہیں مانتا، اپنا رنگ ضرور لاتا ہے۔ اس وقت میں نے اس جیلے پر کوئی غور نہیں کیا تھا لیکن اس وقت میں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ دیوانہ جی کو ولاد مرزا کے انجم کی خبر مل چکی تھی۔ انھوں نے مجھے عرض اس لیے کیا تھی میں نے کچھ کی کوشش کی کہ میں انھیں کسی سخت جوابی کٹاؤنی سے باز رہنے کی تاکید نہ کر سکوں۔

درشان کو حالات کا علم ہوا تو وہ بھی سہم گئی کشت و
حون اور وہ کئے خدا کی اور بات تھی یہیں مذہبی تقدس کی
پامالی پر غرور کیا گیا دکھانے کے مترادف ہو سکتی تھی۔ اور
یہی ہوا۔ جس کی اطلاع مجھے کیا کہش نے استقبال سے
واپس پیدیا ایک فرشتے کے کچھ شعل افروزانے ایک مسجد کو
نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور اس کٹ کٹ مکش میں پیش
ہم کو شہید کر دیا۔

حالات میں تیزی سے سنگین صورت اختیار کر گئے تھے مجھے اس کی امید نہیں تھی اور ابھی میں کیا کاش اور دوشال کے ساتھ بیٹھا اس خطرناک منے کا حل سوچ رہا تھا کہ فوراً مجھے یہ خبر ہوئی کہ وہ بیمار ہو گیا ہے۔ وہاں جی کے مکان کو آگ لگا دی گئی تھی مان کا سارا اثاثہ قلعوں کی زد ہو گیا تھا وہ تودہ بھی حالت میں اسپتال میں پرکھتے قرن جو نہ کیا کاش کے اسپتال سے ڈاکٹر عارف نے کیا تھا اس لیے اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں تھی البتہ اس حادثے کی اطلاع نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہاں جی کی خدمات بے مثال تھیں اس لیے میں دوشال کے شوٹ پر تمام احتیاطات و تدابیر سے بالائے طاق رکھ کر کیا کاش کے ہمراہ اسپتال کی طرف روانہ ہو گیا۔

ملا کر عمارتوں کے بنائے رہنے والی اس کہنے تک کہ وہی ہلا
وہاں ہی بیٹھیں میں بیٹھنے سے ایک بستر پر بیٹھنے سے ڈاکٹر
عادت کے بنان کے مطابق ان کے جسم پر بے شمار غم آتے تھے
اور کچھ مہینے آگ میں بری طرح جھلس جاتے تھے لیکن اس کے
باوجود ان کے لبوں سے کوئی کراہ نہیں بلند ہوئی تھی۔
میں نے دہلان جی کو اس حالت میں دیکھا تو میری
آنکھیں جھرا نیں وہ بستر پر لیٹ گئیں بند کیے بے حس و حرکت
لیٹے تھے سزاوہ سے کچھ بستر تھک چوٹوں سے بندھا ہوا تھا۔

اے شہزادہ! موجودہ حالات میں بھابی کو کتنا ہی شدید فز ورت
ہو گی۔
- اسی خیال نے مجھے بزدل بنا دیا ہے۔ میں نے ہاتھ
نہ ہونے کہا۔

”آؤ۔ واپس چلی جلتے ہیں۔ کیا کاش نے اٹھتے ہوئے
 دلیان جی کی طرف سے مڑیں۔ ہوا نہیں بیاں ہمارے
 روٹی میں کوئی دشواری نہیں آئے گی۔ میں نے ڈاکٹر
 کو بھیجا کہ کدکڑی ہے“

کیا کاش کے ٹھیک ہی کہا تھا، اسپتال میں میری وجہ
ان جی کے کسی کام نہیں آتی تھی میں نے شاید حویلی سے
میں باہر نکال کر قطعی کتنی دوشاخ کے لیے ایک مہولہ ڈھنڈی
میں بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا تھا۔ حویلی سے میری غیر
میری بھی اس کے لیے یقیناً پریشان کن تھی لیکن دیوان جی
عدالت کے عہد میں اس نے مجھے کیا کاش کے ساتھ آنے
پر آمادہ نہ دی تھی۔ بہر حال میں کیا کاش کے مشورے
نہیں لے رہا تھا۔

میں اپنے خیالات سے الجھتا اسپتال سے باہر نکلا تو میرے
 قدم پہ لٹ کر گئے، کپڑا کش کی کڑی کے
 سبب چند آدم پر کاش اور بچاری دم لال کے علاوہ ایک
 پیر بکری بھی موجود تھا جو سب سے آگے سینہ تانے کھڑا مجھے
 حالت بکری نفوس سے گھورا تھا۔ غالباً وہ اجروہیا کا
 بدلت کشی سماج تھا جسے میری ہلاکت کی خاطر حسین آباد
 نے دی رحمت دی گئی تھی۔
 وہاں مجھ نے مجھے اس کا بھی ہم بتایا تھا۔

بری نقاب کا سفر جاری تھا۔

لاسا اور دپاکے پر مسروراد بھیا تک انجام نہ جازا کے
 لے کے ملوں پر جڑخون طاری کیا تھا وہ رفتہ رفتہ مہتر گیا
 تھے کہ بیان کی حکمت ملی اور کیا کش کے بیان نے اکثر لوگوں
 اس بات کا یقین دلادیا کہ لاسا کے کہیں میں گئے والی آگ
 بہت گرمانے کے سبب بجڑی تھی۔

میں سے دشمنوں کا جو انجام، برادہ بے حد عزت تاکہ محت
لیکن جب تک کو خاص طور پر اس بات کے لیے حد خوش فہمی کے
روپے نجات مل گئی۔ میں نے اسے بار بار بھیانکے کی کوشش
کی کہ وہ اپنی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کرنے میں کیلاش نے
ایک اجم کر دارا دیا کیا تھا لیکن ان تمام یقین دہانیوں کے باوجود
جب تک بدستور اسی راتے پیا مارا دیا کہ وہ کرار کے اعتبار سے قابل
بجز دوسر عزت نہیں تھی اور نہ وہ وقتی توڑ جھانے کئے یہ سارے
اور نیک لوگوں کی یارسانی خطے میں پڑ جاتی۔

میں شام کے وقت اپنے کہیں سے نکل کر روئے پر چلے تھی
 کرنے میں مصروف تھا کہ جبیک وہ نہا ہوا تیرے سے تھکے قریب
 آکر رک گیا۔ مجھے اسے دیکھ کر تیرہ ہوئی اس لیے کہ وہ شام
 نہایت سہانے اور خوب صورت تھی یمنہ کی لہری بھی اس
 ڈولنے پر سکون نظر آ رہی تھیں لیکن جبیکے چہرے پر جو
 افکار موجود تھے وہ کسی آنے والے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہے
 تھے میں نے پہلی نظر میں یہی خیال کیا کہ شاید وہ تیرے
 کہیں کی وجہ سے وہ ابھی تک اسل منہ کی کا کرا رہا ہے لیکن فور
 سے دیکھ کر مجھے اپنے خیال کی تردید کرنا پڑی۔

جس انداز میں وہ یاد آ رہا تھا، ہر منٹ فاقوں تلے کاٹ رہا تھا اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا کہ حسب معمول وہ پھر کیلکس سے کسی بات پر الجھ گیا ہے ان دونوں میں نمایاں فرق ہے۔

جیکب سے روایتی اور ہم سفر تھے ہوتے تو شاید میں دوشل کی
تواریش کے اختتام میں سترہویں سفر کو زیادہ دنوں تک جاری
رکھ پاتا اور بہت جلد اگناٹ کا شکار ہو کر کسی بندرگاہ پر
اچانک بحری عذاب اور اس کے طے کا حساب بے باقی کر کے
آغلیں واپس کر دیتا اور خود کسی دو دروازے میں سکونت
اختیار کر کے گوش نشین ہو جاتا لیکن کیا شس اور جیکب کی
دل چسپ پھیر چھا رہے تھے سفر کو خاموش شس گوار بنا دیتا تھا۔
وہ دنوں ایک دوسرے کے بہتر دوست ہونے کے

ہا وجود اکثر و ذرا سی بات پر دست و گریباں ہونے کی حد تک خبر رکھنے والا اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی کہ عجیب ٹھوس عقیدوں اور اصولوں کا مالک تھا اور مذاق میں بھی کوئی

ایسی بات تسلیم کر لینے کا عادی نہیں تھا۔ جہاں اس کے مسکن کے بچہ کا سینے کا سبب نہ ہو سکتا۔ یکیش اس کی کمزوری سے بخوبی واقف تھا۔ چنانچہ وہ اکثر جب تک کہ بھڑکانے کی خاطر کوئی الباسمہ مجھڑ دیتا تھا جو جب تک بچے بارہویں شکار می کھاتے کہ تراوت ہوتا۔ ایسے موقعوں پر یکیش بھی اپنے اوپر اتنی

ہمارے درمیان عجیب کے متعلق دل چاہے گفتگو کا سلسلہ زیادہ دیر تک برقرار نہ ہو سکا۔ بڑی مختصر بحث ہو کر چرکائی کہتاں لڑنے کے آملے کی وجہ سے مومنہ سے تبدیل ہو گیا اور ہم اپنے آئینہ سفر کے بارے میں تجویز کار کہتاں سے باہیں کرنے لگے جس نے ہمیں یہ خوشخبری بھی سنا فی کہ ہم دور و زبید ایک نئے محل پر منتقل ہائے ہیں گے۔

اپنا (APIA) کی بند گاہ تک کوئی ایسا قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جو ظلم نہ کیا عا کے البتہ جس کی نوعیت حیرتوں میں رہے کہ کھٹک رہی تھی جبر سے سرفکے ہائے میں وہ یقیناً کسی ہم راز سے واقف تھا لیکن جانے کیوں وہ ان باتوں کو زبان تک لائے سے گریز کر رہا تھا۔

میں نے ایک آدمی کو اپنے کوشش کی ایک بڑی خوب صورتی سے میری بات ٹال گیا۔ اس نے مجھے یہی یاد دلانے کی کوشش کی کہ میرے سفر کے انجام کے بارے میں دھوکے لگانے کی کوشش کی بات نہیں بتائی کہ میں جیسے کہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے کہ اگر وہ میرے سفر کے انجام کے لیے غور کرتا تو مجھے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش بھی نہ کرنا کہ اس سمندر کے بدترین طوفان بھی مجھے پاس سے نہیں گزرے بغیر کے اتمام تک کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں

مل سکی یا نہیں۔ اس ضمن میں جنکین نے مکمل خاموشی اختیار کر لی تو اس کا کہنا تھا کہ راجوں نے اسے بھی دوشیاں اور میری ملاقات کے سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں بتائی لیکن زبجانے کہوں مجھے یقین تھا کہ وہ مولے نے اسے تمام حالات سے آگاہ کر دیے مگر وہ کسی وجہ سے راجوں کی پیشکش کوئی زبان تک لاتے سے کہہ رہا تھا۔

مجھے وہ دلت آج بھی اچھی طرح یاد ہے جب بحری مقابلے
میں انھوں نے میں اگلی صبح اپنا کسے سامن پر اترنے کی خوش خبری
سنائی تھی وہ لوگ جو وہ دن راز کے بحری سفر کر چکے ہیں اس بات
سے بخوبی واقف ہوں گے کہ کھلے سمندر میں اکتا دینے والے حالات
کے بعد کسی سامن یا بند گاہ کی خوش خبری ان کے لیے کس قدر مسرت
کی ہوتی ہے اور خاص طور پر جو عربوں کے طوفانوں سے مقابلہ کرنے
کے بعد واپس آتے ہیں ان کے دل میں کتنا خوش گوارا ثابت ہوتا ہے چنانچہ میرے
ساتھ تینوں کبھی اگلی صبح جنگی ہوا اترنے کی اطلاع نے خوشیوں
سے ہنسنے لگے۔

کیتان ایٹلے نے ہمیں جو خوش خبری سنائی وہ ہمارا بڑی سفر

باور دی بجز کے باوجود ایک مردہ صورت کے تعجز سے خوف نہ
 ہو کر جس جی بزدلی پر کاسے کی کوشش کر رہے ہو۔
 جمال بی بی نے میری طرف دیکھتے ہوئے جیجی کے کہا۔
 کہ اس احمق مریض کو میری بات کا مقصد بھانے کی کوشش
 نہ کرے۔

میرا خیال ہے کہ اس وقت ہم اگر اس لیے قصدِ بحث کر لیں کہ اگر ہم کافی سے نطفہ اندوز ہیں تو زیادہ مناسب ہو گا کہ اس نے بات سمجھ کر کہنے کی خاطر مشورہ دیا نہ مٹری کی شدت کو اور کرنے کی بجائے بغیر دودھ کی کافی لینا ہمارے اصحاب پر خوش گراؤ والے کی:

کہا میں نے میرے مشن کے کامدہا، اور ادا بندگی کے
 ایک نیکوش ہو گیا۔ بات آئی تھی جو بھی میں گھر اس رات ہم
 نے غیب کا مشورہ مان لیا تو اترشاہ میں ان غریب اور محتاج
 واقعات سے نجات مل جاتی جن کی بھولی بھری یاد آج بھی میرے
 ہم کے دھڑکنے لگتی ہے۔

پہر حال میں جس رات کا ذکر کیا ہوں اسی رات یہ
مذاہف شب گزر چلے گئے اور میرے کمرے میں کونواڑے پر
دنگ وی تھیں غزوگی کی حالت سے دو چار تھا۔ دنگ کی آواز
سن کر میں نے سہی سوچا کہ شاید وہ جبکہ جھوکا میں تھی
ایک بار پھر اپنے مشرب سے کونواڑے تلے آیا ہو گا مجھے جبکہ

لوگوں نے کہا جانتا تھا وہ بھی اکیلے میں بروکسٹی تھی چنانچہ
میں نے دسک کی آواز کو نظر انداز کر دیا مگر جب مجھ کو تنہا
دلفے سے دسک کی آواز ملنے لگی تو میں اٹھ بیٹھ کر بڑا
ساتھ تجروں کی بنا پر میں نے احتیاط اپنا آتش کھنڈ
"ایکے کے نیچے سے نکال کر مریب میں ڈالا اور اچھ کر دواڑ
کھول دیا میرے سامنے جیسے بجائے جیسے موجود تھا۔
"تم" میں نے جیسے کو دھک کر حیرت کا انکار کیا۔
"مجھے افسوس ہے میں نے غم کو میں نے اتنی رات سے

ابن عربیہ کے پیروان میں سے ایک اور اہم شخصیت ہے جو ان کی بات کا مستند

کہاں چھوڑیں کہ ہمیں میں آجائے کے بعد دوبارہ زندہ کر لیا
خاموشی سے بستہ پر نیم دان بکرا سے وضاحت طلب نظر و
گیم تھے نہ بولتا اب کہ تم نے اتنی رات گئے کیسے زحمت
کا صبر احسان اسل کے سادہ رنگ امان ہو گیا

جیسا کہ میں نے پہلے کہا۔
یہ اہلکار نہیں کہتا ان ایٹمی سے مل چکی ہے۔

دین

نور محمدی (۱۳۸۴)

سپاٹ لیجے جس جواب دیا۔
 - میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو آپ شاید یہ بھی سمجھ گئے
 کہ خفا میں ہے جس کی بنا پر میں آپ کو تعین و ملازموں کو مہینے
 کسی مرتبے پر بھیجا ہوں۔ ورنہ کوئی حرکت ایسی نہیں کہ جواب کی
 تحفہ کا سبب بن سکتی۔

”کیا تم نے اس وقت بھی یہی بات کہنے کی خاطر مجھے زندہ سے بیدار کیا ہے؟“

”میں ایک بار پھر مصافی کا خواہش نگار ہوں لیکن...“

”مجھے یہ نہیں لے تیزی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہ۔“

”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم اپنا ادویہ وقت ضائع کرنے کے بجائے مجھ کو نوکریہ بات مان کر دو سو تیس اتنی رات گئے

میرے کہیں کہلے آئی ہے؟
 بنجیوں نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا، ایک لمحے محاش
 دبا پھر تنہائی سے بولا۔

ہو سکا ہے کہ آپ کو رازِ مہرہ عیب کے متین اس
 باوجود میں اس کے ہی درخواست کوں لگا کر آپ سے مشورہ
 ادا فرما دیجئے کہ آپ اپنے ساتھ سے ملنے کو دیں تو زیادہ مناسب
 ہوگا۔
 دیکھا مطلب یہ میں نے چاہتے ہوئے کیا۔ یہ تم کیا ہو
 کر رہے ہو؟

اسے اپنا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا: وہاں میں نے کیا چادر پہنی تھی کہ آپ مجھے تنہا سفر کرنا زیادہ بہتر ہوگا۔ بہت خوب تمہیں نے عجیب کے چہرے کے ان حالات کو بغور محسوس کرتے ہوئے جواب دیا: گویا تم اب روضوں کی آرزو رکھتے ہو۔ مجھے کوئی حسی کافی مسئلے کی غرض سے آئے ہو۔

کی آفریں خوش خبری تھی کاش میں علم ہوتا کہ آئندہ میں کس قسم کے بول نہ کہ اور ناقابلِ یقین حالات سے دوچار ہونا پڑے گا تو اُن دن میں کیا کاش ادا جبکہ کو اپنے ساتھ سفر جارا کی پرکھی مجبور نہ کرنا، لیکن نہ وہیں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کا اندازہ تھا نہ ہی یہ یقین نے میں کوئی بات کہل کر بتائی تھی البتہ جبکہ یہ مشورہ ضرور دیا تھا کہ ہم اگر چاہیے اُنا بحری سفر ترک کر کے ہوائی راستے سے واپس لوٹ جائیں تو اس مناسب ہو گا کیا کاش نے وجہ دریافت کی تو جبکہ کئی مشورے جواب یا معقول دلیل پیش کرنے سے قاصر ہو لیکن اس نے دُفوق سے کہا تھا۔

ہیں نہ کوئی پیشہ و تجارتی ہیں نہ کسی پر اسرار علم کا مالک ہیں۔
اپنے مشنوں کے کوئی وجہ بتا سکتے ہیں نہ اس کے لئے کوئی کامیابی
نہ ٹھیکہ کار گھر بننے ایک دانش کی پائنت کے لئے وہ دوبارہ بھڑکا
عقاب پر قدم رکھتا تو مصیبتیں ابد پیشیاں پہلا مصدہ بھڑکا
جائیں گی۔

ماتم نہ لینے کے لئے زندگی کو جوارہ اختیار کر کے وہ بلا
قابل فخر ہے لیکن اچھی قسم اس مقام تک پہنچنے کے جہل
سے نکلنے والی ہر بات یقیناً بن جاتی ہے۔ نیکو لاش کے عجیب
تفہید کرنے والے کلمات میں ایسے بے شمار مذہبی تشبیہ و
ازالے سے واقف ہوں جو مذہب کے چاروں اور اس کی آڑے کر رہے

نور میں نور صوف ان سے ملا سوں سے جنہ سے ہیں بکلا
 المیہ حسی باتیں کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں بعض اس لیے کہ
 وہ دوسروں کو اپنی بات پر حقائق سے متاثر کر سکیں۔
 میں اتھاری اس بات کا برا نہیں مانوں گا اس لیے کہ
 تم جس قسم کے افراد کا ذکر کر رہے ہو ان کی کثیر تعداد ہوتی ہے
 درمیان موجود ہے اور ایسے ہی رنگے سنا قسم کے مذہبی رہنما
 کی گراہی کے ذریعہ دانا بھی ہے۔ یہ سبک کے خلاف توقع ہے کہ
 نئے انداز میں جواب دیا جائے اس بات کا دعوٰی بھی نہیں کرنا کہ
 میں جو کہہ رہا ہوں وہ درست ہی ثابت ہوگا۔

ایک سیدھی سادی سی بات جو بچے دل میں تھی اس نے
تم لوگوں سے بیان کر دی ہے ماننا یا نہ ماننا تمھارے اختیار میں
ہے جو جھگڑے گاتے ہیں انے جو مشورہ دیتے ہیں اس میں میرا کوئی
وافق نامہ نہیں ہے۔

نہم ہیں کسی معقول دلیل سے قائل کرو یا پھر اس بات کو تسلیم کر لو کہ

ہمارے درمیان جھیکے متعلق دل چاہے گفتگو کا سلسلہ زیادہ دیر تک برقرار نہ رہ سکا۔ بری عقاب کے بوڑھے بھائی کپتان ایٹلے کے آجائے کی وجہ سے مضرع تبدیل ہو گیا اور ہم اپنے آئندہ سفر کے بارے میں تجویز کار کپتان سے باتیں کرنے گئے جس نے ہمیں یہ خوشخبری بھی سنائی کہ ہم دو روز بعد ایک نئے ساحل پر ہنگامہ اتریں گے۔

(۵)

اپنا (APIA) کی بندرگاہ تک کوئی ایسا قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا جو حتمی نہ کیا جاسکے البتہ ہمیں کئی شخصیات کی خدمت میں رہ کر گفتگو کر لی تھی میرے سفر کے بارے میں وہ یقیناً کسی اہم راز سے واقف تھا لیکن جانے کیوں وہ ان باتوں کو زبان تک لانا سے گریز کر رہا تھا۔

میں نے ایک آدھ بار اسے کہنے کی کوشش کی لیکن وہ بڑی خوب صورتی سے میری بات ٹال گیا اس نے مجھے یہی یاد کرانے کی کوشش کی کہ میرے سفر کے انجام کے بارے میں وہ خود نے بھی کوئی یقینی بات نہیں بتائی تھیں میں جیسے کہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اس لیے کہ اگر وہ میرے سفر کا انجام سے بے خبر نہ ہوتا تو مجھے اس بات کا یقین دلانے کی کوشش بھی نہ کرنا کہ اس سمندر کے بہترین طوفان بھی مجھے یا میرے ساتھیوں کو بری سفر کے اختتام تک کوئی گزند نہیں پہنچا سکیں۔

میں نے اپنے چہرے پر یہ رویہ اور یہ رویہ اس کے لیے کہ میں اس ضمن میں جیسے کہ اسے بھی خوشی اختیار کر لیا تھا اس کا کتنا تھا کہ وہ خود نے اسے بھی خوشحال اور میری ملاقات کے سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں بتائی لیکن زنجانیوں کے لیے یقین تھا کہ وہ خود نے اسے تمام حالات سے آگاہ کر دیا ہے مگر وہ کسی وجہ سے وہ خود کی پیش گوئی زبان تک لانا سے گریز کر رہا تھا۔

مجھے وہ ذات آج بھی اچھی طرح یاد ہے جب بری عقاب کے کپتان نے ہمیں اگلی صبح اپنا کے ساحل پر اترنے کی خوشخبری سنائی تھی وہ لوگ جو دروازے کے بری سفر کے لیے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ کھلے سمندر میں اترنا اپنے دماغ کے حالات کے لیے کسی ساحل یا بندرگاہ کی خوشخبری ان کے لیے کس قدر ضروری ہوتی ہے اور خاص طور پر بحر منو کی کے طوفانوں سے مقابلہ کرنے کے بعد مشکل کا تصدیق کتنا خوشگوار ثابت ہو جائے چنانچہ میرے ساتھیوں کو بھی اگلی صبح خوشی پر اترنے کی اطلاع نے خوشیوں سے بھرا کر دیا۔

کپتان ایٹلے نے ہمیں جو خوشخبری سنائی وہ ہمارے بری سفر

کیا جاسکتا ہے جسکے ہونٹ چباتے ہوئے ہوں۔ ملاقات توقع وہ اس وقت کچھ الجھی الجھا اور پریشان سا دکھائی دے گا تھا۔ کیا میں یہ بھولوں کہ تم میرے سفر کے بارے میں سب کچھ جانتے ہو؟ یہی اپنی زبان بند رکھنے پر مجبور ہوئے ہیں نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

”کل کیا ہنگامہ والا ہے اس کا علم بجز خدا کے اور کسی کو نہیں مگر احتیاطاً ہر صورت میں لازم ہے۔“

”درخشش کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟ میں نے غصوں آواز میں سوال کیا۔“

”آپ نے اسی کی آخری خوبش کے احترام میں یہ فراموش کیا ہے۔“ وہوں نے مجھے یہ بتایا ہے۔

”درخشش نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ہم اسی دنیا میں ایک بار پھر ایک دوسرے سے ملیں گے۔ میں نے تیزی سے پوچھا۔ اس سلسلے میں روحوں نے تجھیں کیا جواب دیا ہے؟“

”موت کے لمحے کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔ یہ اودھ بات ہے کہ ہم اپنے اپنے عقیدوں کے غلام ہیں۔ جسکے لئے گول مول جواب دیا تو میں جھٹکا گیا۔“

”تم مجھے الجھنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں تھلا کر لڑا۔“

”کچھ مڑنے والے بھی ہوتے ہیں جن میں ضد بحث مناسب نہیں ہوتی۔“ جسکے لئے پاشا آوازیں کھاتے ہیں نہایت کرپا۔

”آپ نے وہی وہی بولیں کہ میں آپ سے اس قدر عداوت کر رہا ہوں کہ میں آپ کے حق میں ہرگز نہیں ہوں گے۔“

”میں تنکڑ گولا ہوں سر۔ جسکے لئے اس کے سلسلے میں میری مدد کی جانی چاہیے کہ وہ معلوم کیے بغیر میں اپنے بہترین دوستوں کو اس سفر میں خود سے جہاد نہیں کر سکتا۔“

”کیا۔ آپ کا آخری فیصلہ ہے؟“

”ہاں۔“

”کاوش میں آپ کو اس فیصلے سے باز رکھ سکتا ہو جسکے لئے ہاتھ ملنے ہوئے کہ چاروں طرف جانے کے ادا سے پہلے تو میں بستر سے اچھل کر اس کی راہ میں دوڑا ہوں کیا۔“

”میرے جسکے انھیں اپنی زبان کھولنا پڑے گی۔ میں نے خشک لبے میں اسے باور دلانے کی کوشش کی۔ یہ مت بھولو کہ میں نے بحری عقاب اور اس کے طے کی قدامت کو ایک ہی عینہ مدت تک سیکھے حاصل کر رکھا ہے۔“

”جواب میں جسکے نے مجھے تھراؤ دیا تھا کہ ہوں سے گھورا۔“

”میری بات سن کر ایک لمحہ کے بعد اپنے آپ سے باہر برگاہ اس کی نظروں میں شعلہ بھڑک اٹھی لیکن پھر اس نے خود پر قابو پالیا۔“

”ہم کے ایک ایک رنگ سے بچھوٹنے والی خوشبو جو میری نازوں میں آج بھی رہتی ہے۔“

”میں نے درخشش کے استقبال کے لیے انھیں میں دیر میں نکالی میرے نفس کی رفتار ڈالنا اور دل پر مری قہقہہ اور نشان کرانے قریب باکرہ سے ذہن پر نشے کی کیفیتیں لاری ہو رہی تھیں میں نے اسے سرگوشی میں آواز دی۔“

”درخشش! یہ تم ہو؟“

”ہاں جہاں۔ میں تمھاری درخشش ہوں۔“

”تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھیں؟“

”میاں۔ اس کہیں میں میلازم گھٹ رہا ہے۔ آؤ پیر اس دفعا میں پہلے ہیں۔“

”درخشش نے حکم دیا تو میں خاموشی سے اس کے ساتھ چلا۔“

”پیرا دل چاہا کہ ہاتھ کر کے اعتبار آگے بڑھوں اور اس کے قرب صورت و وجود کو اپنے بازوؤں میں سمیٹ لوں خشکی کی شدتوں کو اپنی ہڈیوں کے سر پر لیں۔ لیکن نہ جانے وہ کون سی پرسلو قوت ملی جو مجھے میرے رازوں کی تکمیل سے روک رہی تھی۔“

”عزیز پر پہنچ کر درخشش نے سکون کا ایک طویل سانس لیا ہر ہواؤں کے جھونکے میں سر ہڈیوں سے عزائے تو مجھے ہر پھری گئی رات کے گھپ اندھیرے میں ہمدردی کی لہروں کی ریشور آواز اور ہواؤں کی سرسراہٹ نے بل بل کا حل کر کے بعد پیرا راز اور ڈروانا بنا دیا تھا لیکن میں ہرے سے بے نیاز۔“

”اپنی درخشش کو کھینچ کر بازوؤں کے دیکھے جارہا تھا۔“

”جہاں۔“ یقین ان گھپ اندھیروں اور تاریکیوں میں نوت تو نہیں محسوس ہو رہا۔ درخشش نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

”تمھارا قرب مجھے برا حاس سے بے نیاز کر دیتا ہے میری زندگی لیکن یہ اندھیرے۔“

”یہ اندھیرے عارضی ہیں جہاں ان کے عقب سے بہت جلد لڑکی نر میں بچھو میں گی۔“

”تمھاری جدائی کا احساس میرے لیے ناقابل برداشت ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی کیفیت بیان کی تو درخشش ایک لمحے کو مذہب ہو گئی اس کی نیکیوں آنکھوں میں نئی ابھرتی پھوڑے پڑے چاہتے ہوئے۔“

”مجھے تمھاری تحریک کا اندازہ ہے میرے رفتی ہو گئے۔“

”ہماری کہ یہ لمحہ بھی دیر پا نہیں ثابت ہوں گے۔“

”درخشش۔ تم نے مجھے یقین دلایا تھا کہ ہم بہت جلد اسی دنیا میں ایک دوسرے سے ملیں گے۔“

”مجھے بھی جو تو مجھ سے کبھی نہ نہیں ہوتے۔“ اس نے بڑھاپہ پر ایک دل آویز مسکراہٹ بکھر کر کہا۔ میں نے تم سے غلط نہیں کیا تھا، ہم بہت جلد ایک دوسرے سے ملنے والے ہیں لیکن۔“

”درخشش کچھ کہتے کہتے اچانک اداس ہوئی تو میں نے تحریک کر لیا۔“

”تم خاموش کہیں ہو گئیں میری زندگی۔ کیا تمھیں بہت ملاپ پر کوئی شبہ ہے؟“

”شبہ نہیں جہاں۔ اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم ورنہ کے کہے میں آکر میل خیال اپنے دل سے نہ نکال دو۔“

”ایسا ناممکن ہے درخشش۔ میں نے درخشش کے لیے میں حسرت یا اس کی آئینہ شمس محسوس کی تو جلدی سے اسے یقین دلانے میں لگا۔“

”تمھیں اپنے جہاں پر اعتبار رکھنا چاہیے دنیا کی کوئی طاقت مجھے میرے رازوں سے باز نہیں رکھ سکتی۔“

”تم۔ تم اس طویل سفر سے اکتا تو نہیں جاؤ گے؟“

”یہ کیا کہہ رہی ہو۔ تمھاری خاطر تو میں زندگی کے دوسرے کھلے بہت سفر کر کے کوتاہا ہوں۔“

”سچ جہاں؟“

غیر ملکی زبانیں کھنے

مصنف: پروفیسر ایم اشرف

- جرمن اردو ریڈر 90/-
- جرمن اردو کشتری 90/-
- جرمن فریزک 90/-
- اطالوی اردو ریڈر 80/-
- اطالوی اردو کشتری 90/-

ناشر: مکتبہ القریش

اردو بازار - لاہور

کو ننگ انداز دیکھ کر سب مل پر لگا رکھا تھا۔
میں ابھی بائیں کی باتوں کی روشنی میں جیکس کی پراسرار شخصیت کو پرکھنے کی خاطر ذہنی جھناٹا کر رہا تھا کہ کیلاش نے میرے قریب آتے ہوئے کہا۔

”جیگوان کے لیے جمال۔ تم اس جھوند کو سمجھانے کی کوشش کرو“

”کس کی بات کر رہے ہو؟ میں نے چوتھے نمونے کو لیا تھا۔“
”اسی کند ذہن اور پھوپھوادی کی جس نے خود کو اپنے کین میں اندر سے مقفل کر رکھا ہے اور باوجود میرے بے حد جھاننے کی بھی بات پر اڑا ہوا ہے کہ وہ کسی قیمت پر روشنی پر قدم نہیں رکھے گا۔“
”ابھی تک وہ اس دم میں مبتلا ہے کہ اگر اس نے شہنی پر قدم رکھنے کے بعد دوبارہ بحری سفر اختیار کیا تو بریادیاں اور تباہیاں اس کا مقدورین جالیں گی“

”جیکب کے دماغ میں پیدا ہونے والے فعل نہ صرف یہ کہ اسکی سادہ لوحی اور شرافت کی دلیل ہے بلکہ اس میں بھاری شرارتوں کو مضامین ملے ہیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
”میں تسلیم کرتا ہوں کہ جیکب ایک ہی اسے پریشان نہ کروں میرا کیا ناہضم نہیں ہوتا لیکن تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ وہ ذہنی بڑی اور ہاتھوں کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔“

”اس میں بھی بھاری ذات کا دخل ہے“ میں نے جیکب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”تم جانتے ہو کہ وہ خود بخود اس کا بوری واقع ہو چکا ہے اور ایسی بات کو پسند نہیں کرتا جو اسے اس کے حقیقے سے جھٹکا ہے۔“

”مجھے بھی اس کی ان تمام کمزوریوں کا علم ہے لیکن میں نے اس اہم کو سمجھا اس کے مذہب سے بغاوت کرنے نہیں کیا یا۔“
”تم اپنی جگہ درست ہو لیکن جیکب جو کچھ محسوس کر رہا ہے وہ بھی غلط نہیں۔“

”کیلاش؟“ میں نے تجھے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

”تم اس بات سے بخوبی واقف ہو کہ جیکب کو سلویا سے کتنا پیارا تھا۔ میں نے کیلاش کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ”سلویا اس دنیا میں نہیں ہے۔ جیکب اپنی زندگی کے اس دور سے گزر رہا ہے۔ جہاں ہر فرد کو ایک حسین سہلے کی بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے لیکن جیکب نے اس کی بھی سلویا کو اپنے ذہن میں اس طرح بسا رکھا ہے جیسے وہ مری نہ ہو بلکہ وہ اس تصور کو شعوری طور پر بھی زندہ رکھنے کے لیے وہ کسی اور خوبصورت یا نوجوان عورت کا قرب کر لیا اس کا ذکر بھی پسند نہیں کرتا لیکن تم

نے رچا کے سلسلے میں بار بار جوتہ کسے اور شرارتیں جیکب کے ساتھ کی ہیں۔ اس نے غریب پادری کو لا شعوری طور پر خوفزدہ کر دیا۔“
”آئی، اسی۔“ کیلاش نے کہا۔ ”اگر یہ بات ہے تو پھر مجھے باقاعدگی سے اس کا علاج کرنا پڑے گا۔“

”کیا تم یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہے ہو؟“
”اتنی ہی سنجیدگی سے جتنی سنجیدگی ہے اب میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ جیکب کے لیے فوری طور پر ایک خوبصورت اور حسین ساتھی کی ضرورت تھی اہمیت تھی تا کر کے جیسی ہے۔“
”خدا کے لیے کیلاش۔“ میں تیزی سے بولا۔ ”اس سلسلے میں اپنی زبان فی الحال بند ہی رکھنا درجہ جیکب اگر ایک بار بدک گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے ہمارے ساتھ سفر جاری رکھنے پر تیار نہیں کر سکے گی۔“

کیلاش کچھ کنا چاہتا تھا کہ ایک خوبصورت لڑکی ہاتھوں میں تانے نایل لیے ہمارے قریب آگئی۔ کیلاش نایل غریب نے کی خاطر لڑکی سے باتوں میں مصروف ہوا تو میں جیکب کو سمجھانے کی خاطر دوبارہ بحری عقاب کو سمت دے دیا۔

جیکب کو روشنی پر لانے کی خاطر مجھے کچھ پابندیوں سے گزرنا پڑا۔ وہ اپنے واقعہ پر اڑا ہوا تھا۔ بار بار اسی رٹ دہا رہا تھا کہ اگر اس نے جہاز سے اتر کر روشنی پر قدم رکھا تو آنے والے حالات اس کے حق میں بے حد اذیت ناک ثابت ہوں گے۔ میں نے اسے

بار بار اس بات پر توجہ دلائی کہ اگر وہ اترے گا تو اسے خود بخود جہاز سے اتر کر رہنا پڑے گا۔ میں نے مذہب کو درمیان میں لا کر اسے یاد دہرایا کہ خدا کی مرضی کے بغیر کوئی تغیر نہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کی حرکت نہیں کر سکتا تو وہ بلبل یا خواستہ میری بات مان گیا اور کہیں کھلی کٹر شرمندہ سا بیچا کرتا تھا۔ مجھے جیکب کی سادگی اور محسوسیت پر اس وقت بے حد متاثر رہا تھا۔ دنیا داری میں بھگدڑ کر رہا تھا کہ اس سے اکثر جھٹک جاتا تھا لیکن مذہب کے نام پر وہ اپنی جان بھری بے دریغ قربان کر سکتا تھا۔

میری اس داستان کے شیرازوں کو منتشر ہونے ایک طویل مدت گزر چکی لیکن یہی باتوں کا احساس جب پوری شدت سے فانی کی بھولی بھری یادوں کو ہوا دیتا ہے تو میں آج بھی تڑپ اٹھتا ہوں، انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔ خود کو زندہ رکھنے کی خاطر اس نے نہ جانے کیا کیا جیلے اور ہلانے بنا رکھے ہیں۔ اپنی من مانی کرنے کی خاطر موقع و محل کے اعتبار سے نئی نئی متعلقین تلاش کر لیتا اس کے بائیں ہاتھ کا کیبل ہے گناہ و قیام کی رباؤں میں بیچ بچا جاتا ہے اپنے نفس کی خواہشات کے پیش نظر اپنی تادمیں تماشائی رہتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ قدموں کی ایک

اسی جنبش اور ٹھٹھٹھ اس کے تمام کیے کرائے پر پانی پھیر سکتی ہے۔ وہ آسمان کی بندوبستوں سے زمین کی پستیوں کی جانب منہ کر کے بیٹھتا ہے اور پھر ایک فحش تمام زندگی اس کے وجود کو اس کے لگاؤ کی ذہنی ہے۔

میرے ساتھ بھی قدرت نے یہی مذاق کیا میں نے خود کو بھلانے کی خاطر اور ایک روح کی آخری خواہش کی کیبل کی خاطر اپنے بے گناہ اور دھوم دوڑوں کو بھی اپنا ہم سفر بنالیا تھا۔ وہ میری خود غرضی تھی جس کا احساس آج بھی مجھے ملامت کرتا رہتا ہے۔ وقت اور حالات کے بدلنے دھاروں نے بار بار مجھے ہنسنا پڑا ہے۔ میں نے اختیار کیا ہے وہ نہ صرف یہ کہ مقدوس ہے بلکہ خطرناک بھی ہے۔ طوفانوں نے متعدد بار مجھے واپسی کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ مگر بریادیاں میرا مقدورین جالیں تھیں۔ میں طوفان حالات اور حادثات سے کیسے قرار حاصل کر سکتا تھا اور میرے نصیب میں رقم کی چابی تھیں۔

کہتے ہیں کہ جب انسان کسی بڑی مشکل میں اٹھنے والا ہوتا ہے تو طاقت اور سادگی وقفہ وقفے سے اس کی نشاندہی کرتی رہتی ہیں۔ اکثر اس کی اپنی چھٹی حس بھی جاگ اٹھتی ہے اور کوئی اہم بات بے ارادہ اس کی زبان سے ایسی نکل جاتی ہے جس کے لیے وہ کوئی عوامی نہیں پیش کر سکتا لیکن اس کی بات اپنی بیکچتر کی تیر ثابت ہوتی ہے۔

میں نے اس بات پر غور کیا کہ خدا کا وہ نیک اور موصوف ہونا اس دنیا میں نہیں لیکن اس کی یاد میں بھی زندہ ہے۔ ہمارے سفر کے دوران قدرت نے اس فرشتہ خصلت انسان کی زبان پر میرا نوشتہ تصدیق کر کے سنا ہے کہ کیلاش کی مگر ہم شاید اگلے دور میں رہے ہو گئے تھے کہ ہم نے جیکب کی کسی بات پر دھیان نہیں دیا اور بار بار مذہب کی آڑ سے اس غریب کو بھی خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا لیکن آج جب میں بدک کر بیٹھ چکا ہوں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جیکب کی روح دے دے تو میں میرا تعاقب کر رہی ہے۔ مجھے ملامت کر رہی ہے مگر اب ان باتوں کو یاد کرنے سے بھلا کیا حاصل ہو گا تھا تو ہو چکا۔

غریب کو جیکب کو اپنے ساتھ جہاز سے نیچے چھٹی پر لانے میں کامیاب ہو گیا۔ جہاں جزییرے کے لوگوں نے جہاز کی آمد پر حسب معمول مید سا لگا دیا تھا۔ جہاز کے محلے کے افراد اپنی غور و قوت کے پیش نظر خرید و فروخت میں لگے ہوئے تھے اور جزییرے کی ٹونج و شنگ اور جین روٹیوں کے ساتھ ہنس بول کر اپنے سفر کی تسکین دور کرنے میں مصروف تھے۔ کیلاش ایک بار بار انسان اور ماہر مریخ ہونے کے باوجود بالکل بچہ بنا ہوا تھا۔ ابھی تک

وہ اسی نایل فروخت کرنے والی لڑکی کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ جس کے ساتھ چھوڑ کر میں جیکب کو لینے جہاز پر گیا تھا۔ اس نے تنکوں والی ایک عجیب سی بے تنگ میٹ اپنے سر پر جھاگھی تھی اور ہنس ہنس کر لڑکی سے باتیں کر رہا تھا۔ میں یہ محسوس کیے بغیر اندر سے لڑکی کے ساتھ کیلاش کو بہت زیادہ متاثر کر لیا ہے۔ بہت تھوڑے وقت میں وہ ایک دوسرے سے خامے بے تکلف ہو گئے تھے۔ میں جیکب کے ساتھ قریب گیا تو کیلاش نے مجھے دیکھ کر لڑکی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”کیلا۔ جزییرے پر اپنے بوڑھے اور پانچ باپ کے ساتھ رہتی ہے۔“

”خوبصورت نام ہے۔“ کیلاش نے یوں ہی کہہ دیا۔ جیکب بدستور سنجیدہ ہنسیہ سالنہ رہا تھا۔ کیلاش جس نے کتابوں کے ذریعے دوران سفر مختلف ملکوں کی مختلف زبانوں کے بہت سارے الفاظ یاد کر لیے تھے جیکب کو چھٹی کی خاطر بطور خاص لڑکی سے اس کا تعارف کراتے ہوئے بولا۔

”یہ ہمارا نوجوان مذہبی باپ ہے۔ فادر جیکب۔“
”کیلاش۔“ لڑکی نے اپنی زبان میں غایب جیکب کو یاد کرانے کی کوشش کی تھی وہ اس سے مل کر خوش ہوئی ہے۔ جس انداز میں وہ جیکب کو مخاطب کر رہی تھیں تو ذکر کی جیسی تھی اس سے بھی بڑی خاطر ہوا تھا کہ وہ ایک مذہبی شخص کا احترام خود پر لازم سمجھتی ہے۔

جواب میں جیکب نے اپنے سر سے ہاتھ اٹھا کر غلط نہیں تو مجھے سے مرگوشی کرتے ہوئے بولا۔ ”میرا انداز اگر غلط نہیں تو کیلاش نے مریخ کیلاش کو وہ انجیل لگا دیا ہے جو اپنے بچلے ان دنوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔“

”میں سمجھتی ہوں؟“ میں نے تعجب سے وضاحت چاہی تو جیکب نے دہی زبان میں کہا۔

”اس کے سر پر تنکوں والی میٹ دیکھ رہے ہو جس نے اس کی شخصیت کو بے حد مضحکہ خیز بنا دیا ہے۔“

”لیکن۔۔۔۔۔“
”ایسا صرف اسی حالت میں ہوتا ہے جب انسان اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہوتا ہے۔“ جیکب نے میری بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔ پھر قدرے وقت سے بولا کہ تم دوسرے لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہو بار بار لکھیوں سے کیلاش اور کیلاش کی طرف یوں دیکھ رہے ہیں جیسے ان بات پر خوش ہو کر ان کے قہقہے کی ایک خوبصورت اور جین روٹیوں ایک نمونے سیاحت کی بطور کار اپنے جال میں پھانسنے کا کامیاب ہو چکی ہے۔

اس سے وہ بھی زندہ تھا۔ گاہے زبان کھولنے کی حماقت کر لیتے وہ غریب نابہرہ طاقتوں کا شکار ہو گیا۔
لیکن — وہ راز کیا تھا؟

ایپا کے ساحلی علاقے پر گاہے شخصیت لینے لوگوں میں جید ہونے پر غرور بھی چاہتا تھا اس کی اچانک موت نے وہاں کے مقامی لوگوں کو بھی اچھا دیا۔ وہ اپنے تمام ہنگامے چھوڑ کر گاہے کاش کے اطراف پھیل گئے اور اس کی موت کا سبب دریافت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ جیتر افرو تھے اور جیکب کو ایسی مشکوک نظروں سے دیکھتے تھے جیسے ہم نے دیدہ داشتہ قتل کیا ہو۔ خود کیا کاش نے بھی کچھ سے کسی سوال کیا تھا؟ کیا تم نے۔۔۔

”نہی کہانی ہے۔ میں نے سرکوشی کرتے ہوئے کیلاش سے کہا: اس پر ہم سے نکلنے کی کوشش کرو۔“
”لو کیا تھے بتا رہی تھی کہ گاہے مقامی لوگوں میں مذہبی ہنگامے جیسی حیثیت حاصل تھی یہ کیلاش کی جانب دیکھتا ہوا دینی زبان میں بولا: اس کی موت نے ایپا کے عوام کو ششدر کر دیا ہے وہ گاہے کاش کی موت کا جزیرہ سے کہے بیٹے اچھا شگون نہیں سمجھتے ان کا خیال ہے کہ اب جزیرہ بہت جلد تباہ ہو کر سمندر کے سینے میں غرق ہو جائے گا۔“

”ہر سکتا ہے گاہے مقامی لوگوں کو اپنی پرامن شخصیت سے غریب کھنکھنے کے لیے ایسا کہہ دیا ہو۔“ جیکب نہایت سنجیدگی سے بولا: ایسی باتیں کرنا نہ صرف حماقت اور حماقت کی دلیل ہے بلکہ یہ بھی حماقت ہے۔

مذہب اور مذہب سے قطعی بے بہرہ ہیں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ انھیں یاد دلا سکوں کہ جو ایک دن اس دنیا میں جنم لیتا ہے اس کی موت بھی یقینی ہوتی ہے اور۔۔۔۔۔“
”جھگوان کے لیے تم اپنی زبان بند ہی رکھنا۔ کیوش نے تیزی سے کہا: تم حال کے کہنے کے مطابق میں سب سے پہلے یہاں سے نکلنے کی سبب کرنا چاہتا ہوں۔“

”لیکن مذہب کی تبلیغ میں عداوت ہے۔“
”جہاز راز۔“ کیلاش نے جیکب کو تہنیک کی۔ ”لو کیا لانے لگے یہ بھی بتا رہے کہ مقامی لوگ گاہے کاش کے سلسلے میں پہلے ہی تعذبات جنہاں کی نظر ہر سکتا ہے۔ یوں بھی ایسے سنگین موقع پر مذہب کی تان دگانا سب سے بڑھ چکا۔“

”جلدی کرو کیلاش۔“ جس نے مجمع پر ایک نفر ڈالتے ہوئے کہا: ”آہستہ آہستہ یہاں کے جاہل عوام ہیں اپنے حلقے میں گھونٹنے کے لیے پھیل بیٹھے ہیں۔ اگر ان کا دائرہ ممکن ہو گیا تو پھر ہمارے لیے فخر کے تمام راستے سد ہو جائیں گے۔“

مظاہرہ کرتے دیکھا ہے مجھے یقین ہے کہ اس نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ ہمارے ہی ذمے لگے ہے، اگر بروقت وہ اپنے شہساز ر ذرائع کو روکنے کا ارادہ کرے تو اس کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکتا تو ہمارا اتنی آسانی سے بیچ نہیں ممکن تھا۔ میں ان لوگوں سے بخوبی واقف ہوں، مذہبی عقائد میں یہ جھگڑا درندوں سے بھی زیادہ خوفناک اور دہشت انگیز ثابت ہوتے ہیں۔ جیکب کو یہی بات معلوم تھی چنانچہ وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے سچاؤ کے لیے کرنا پڑے۔“

”میرا ذاتی خیال یہی ہے کہ جیکب اگر مقامی لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ انہیں بے وقوف بنایا جا رہا ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ میں نے بڑی سنجیدگی سے اپنی تشریحات کا اظہار کیا۔“
”جہاز راز! میں ابھی پندرہ سولہ گھنٹے باقی ہیں اور جیکب کے لیے یہ وقت بہت کافی ہوگا۔“ کپتان نے بے پروائی سے جواب دیا پھر اس کے اشارے پر جیتر جہاز کی طرف روانہ ہو گیا۔

جیکب خاموش بیٹھا غالباً جزیرے کے لوگوں کی مذہبی گمراہی کے بارے میں غور کر رہا تھا کیلاش نے اسے متحارب نظر آ رہا تھا جس کی وجہ شاید کیلاش کی جاتی کا احساس تھا جس نے ٹرے مختصر وقت کے باوجود اپنی شخصیت اور مصوم باتوں کے جال میں اسے پھاس لیا تھا۔ اس کی نظریں بدستور دور دیکھتے ہوئے ساحل کو بڑی حسرت سے دیکھ رہی تھیں لیکن میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ انہی ایک ایک کی ذات میں ابھی ہوا تھا چنانچہ میں نے متحارب سے توقف کے بعد پھر ایسے کو مخاطب کیا۔

”کیا ساحل پر ہمارے کسی ایک ساتھی کا ہوا غمزدگی ہے۔ جو جیکب کو جہاز پر اپنی لائیں اس کا وہ دگام ثابت ہوگا۔“
”جیکب میرا راز اور حیرت انگیز قوتوں کا مالک بننا سے کسی مددگار کی مطلق کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ وہ جب چاہے گا جزیرے کے لوگوں کی نگاہوں میں دخول جھونک کر اپنے تابع پرامن رویوں کی مدد سے جہاز پر اُپس آجائے گا۔“
”کیا اسے اس بات کا علم ہے کہ ہماری دعاؤں کی کس وقت عمل میں آئے گی؟“

”وہ ایک ماہر جہاز راز ہے میرے عزیز۔ اسے ہر بات کا علم ہے۔“ ایسٹلے نے اپنا پائپ مسلکاتے ہوئے سپاٹ لکھ میں کہا: ”توہ میں کچھ بھی دہائی کا ارادہ کرے گا نابہرہ تو میں اس کی مدد کریں گی۔“

”میں نے ایسٹلے کی بات سن کر اپنی زبان بند کر لی لیکن میرا ذاتی خیال یہی تھا کہ جیکب کی پرامن شخصیت کی انہماک رہے۔“
”گاہے کاش کی موت نے میرے اعصاب کو بڑی طرح ہنجھوڑ کر رکھا تھا۔ درختال نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اسی دنیا میں مجھ سے دوبارہ

”میں نے ایسٹلے کی بات سن کر اپنی زبان بند کر لی لیکن میرا ذاتی خیال یہی تھا کہ جیکب کی پرامن شخصیت کی انہماک رہے۔“
”گاہے کاش کی موت نے میرے اعصاب کو بڑی طرح ہنجھوڑ کر رکھا تھا۔ درختال نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اسی دنیا میں مجھ سے دوبارہ

ہم ابھی سرکاری کی کیفیت سے دوچار تھے کہ جیکب مجمع پر تڑپا ہوا سامنے آ گیا۔ اس کی نظریں بھی گاہے کے چہرے پر مرکوز تھیں چہرے کے تاثرات بتاتے تھے کہ گاہے کاش کی موت سے اس کو کچھ ہنگامہ پہنچا ہے کچھ دیر تک وہ خاموش رہتا تھا مگر اس نے والے کو ہٹائی یا نہ سے دھتکارا یا پھر وہ کھٹکوں کے بل زمین پر بیٹھ کر لوں بار بار اپنا سر زمین پر ٹیکتے دیکھتے گاہے کاش کی موت پر اپنی حقیقت کا ذکر نہ پیش کرنا ہو۔ دو چار دن تک وہ اسی عمل میں مصروف رہا پھر آہستہ سے اٹھ کر وہ دو قدم آگے بڑھا اور جھک کر لوں کے اس عجیب و غریب ڈھانچے کو اٹھا کر چومنے لگا۔

ہمارے گرد جو ہجوم اکٹھا تھا وہ جیکب کی حرکتوں کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔ ہم بھی دم خورد کھڑے آئے والے لمحات کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ جیکب کے ہاتھ میں بے ہوشی کے دھندلے سے شعلے بند ہونے لگے۔ جیکب نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور ان شعلوں کو گھونٹنے لگا جو بار بار دھانچے سے نکل کر آسمان کی جانب پرواز کر رہے تھے۔

”تمہیں سب کی قسم۔“ یہ شخص مجھے کسی شیطان سے کہتا تھا۔ جیکب نے جیکب کے ہاتھ میں اپنی رانے کا اظہار کیا۔“
”میرا خیال ہے کہ وہ اپنی پرامن حرکتوں کے ذریعے مقامی لوگوں کے غم کو دھنسنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ کیلاش نے کہا: ”اور میرا اندازہ ہے کہ جیکب کیوں کے اس پرامن ڈھانچے کو حاصل کرنا چاہتا ہے جس سے ہر دم گھایا کو مقامی لوگوں میں

بہتر رویہ پیدا ہوگا۔“ اس نے بڑے یقین سے کہا: ”جیکب اس ڈھانچے کا راز جان چکے۔“

”ان طاقتوں کو دیکھو جو زمین پر سمجھ رہے ہو گئے۔“ جیکب نے ایک سخت اشارہ کرتے ہوئے حقدار سے کہا: ”کیا یہ ان کی مذہبی گمراہی نہیں جو انھیں ایک عام انسان کو ایک بازاری شیعہ بارے کے سمجھ کر رہنے پر مجبور کر رہی ہے۔“

”ہم نے جو کچھ دیکھا وہ یقیناً حماقت اور گمراہی کی انتہا تھی لیکن گاہے کاش کی موت پر جس شیعہ بازی کا مظاہرہ کیا وہ مقامی باشندوں کے لیے صرف حیرت انگیز ہی نہیں بلکہ قابل احترام بھی تھا جو وہ بیکے بعد دیکھتے زمین پر سمجھ رہے ہو جیکب کو اپنی عقیدت مند کی اس کی بلندی کا یقین دلانے سے تھا اور جیکب درمیان میں کھڑا رہی سنجیدگی سے انھیں دیکھ رہا تھا۔

”خدا اذان جانوں پر رحمت نازل کرے۔“ جیکب نے ایک مردانہ ہنر کرنا۔ کاش میں ان گمراہوں کے کسی کام آسکتا تھا انھیں نیک و بد کی تفریق نہ تھی۔“
”اپنی زبان بند ہی رکھنا نہ تمہاری وجہ سے ہم سب ملے

ایک پراسرار اور ایڈوینچر ناول

تاریک وادی

ایم اے راحت

تاریک وادی سرزمین افریقہ اور زمین کے دوسرے پراسرار گوشوں کی داستان ہے۔

دنیا کے دوسرے پراسرار گوشے ہمالیہ کے

واہن میں گھری ہوئی لاناؤں کی پراسرار داستان

جہاں ہولناکیاں جود اور دیوی دیوتاؤں کی مہالیاں

گھری ہوئی ہیں۔

دو جلدوں میں مکمل

قیمت: حصہ اول = 150/-

حصہ دوم = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

”جی ہاں۔ وہ ایسا کے ساحل پر ہی ہم سے جہاز گر گیا تھا۔“
ہاشم نے غصہ کے ساتھ جواب دیا۔ اس نے مجھے کہا کہ موت سے
بیشتر ہی اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا تھا کسی دوسرے وہ ہمارے
ساتھ سفر جاری نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ اس نے مجھے لفاظی سے کہتا
ہوئے بات کی تھی کہ اگر میں نے قبل از وقت اپنی زبان کھلی
تو میرا انجام خطناک ہوگا چنانچہ میں نے۔۔۔“
”کیا کپتان ایسٹلے کو علم ہے کہ جیکس ہمارے ساتھ موجود
ہیں؟“ میں نے ہاشم کا ہلکا سا ہاتھ تھامے ہوئے تیزی سے دہرایا۔
”ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے دھیان ابھی تک جیکس کی غیر موجودگی
کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔“

ہاشم کی اطلاع نے میرے دل کی دھڑکنوں کو ایک بار
بہتر کر دیا۔ میں نے لاف زحیب میں رکھا اور تیز تر قدم اٹھاتا
اور بارے عشتے پر آگیا۔ اپنے کہیں میں جا کر میں سمجھتا ہوں جیکس
کے اس خط کو پڑھنا چاہتا تھا جو اس نے میرے لیے تحریر کیا تھا۔
لیکن راستے میں مجھے کپتان ایسٹلے نظر آیا تو میرے قدم خود بخود
کے جانب اٹھ گئے میں جانتا چاہتا تھا کہ کیا ایسٹلے کو جیکس کی
غیر موجودگی کا علم ہے یا نہیں۔ اور اس نے جیکس کے سلسلے میں کیا
...
میں دریافت کیا تو ایسٹلے نے سپاٹ آواز میں مجھے بتایا کہ جیکس
میری عتاب پر موجود نہیں ہے۔

”کیا اسے جہاز پر واپس بلانے کی کوشش کی گئی تھی؟“ میں
نے بے چینی سے پوچھا۔

”مطلع کے کارڈل کا خیال رکھنا میرا فرض ہے خواب اور
میں نے اس فرض کے پیش نظر دواچی سے پیشتر جیکس کو اپنے
ایک ٹرانسپورٹ آدمی کے ذریعے بلوایا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا۔
ایسٹلے نے اس بار قہر سے ناخوشگوار انداز اختیار کرتے ہوئے کہا: آپ
کو یقین کرنا چاہیے کہ جیکس نے گامی جگہ کے لیے جہاز واپس
کہہ دیا تھا۔ ہاشم نے اسے اپنا مذہبی رہنما تسلیم کر لیا ہے۔“
”ہو سکتا ہے کہ وہ حالات کے سلسلے سے بے بس اور مجبور ہو گیا
ہو۔ میں نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔

”اس بات سے میرے عزیز۔ میرے آدمی نے واپس پر مجھے
ہاتھ لگا کر جیکس کے لیے اپنی مرضی اور خوشی سے ہمارے ساتھ واپس جانے

”ابھی کچھ دیر قبل میں میرے پاس بیٹھا تھا کہ اس کا کیا
کیلاش ہوگا اسے ہونے بولنا۔ اس نے ٹوکیلا کے نام کو میرے
چہرے پر لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ میں ٹوکیلا کے
سحر میں گرفتار ہو چکا ہوں۔“
”تمہارا کیا خیال ہے؟“

”ٹوکیلا پر کوشش اور حسین خدوخال کا مالک تھی۔ وہ اس
قابل تھی کہ اسے چاہا جاتا لیکن وقت نے مجھے اس کی مہلت نہیں
دی۔ ٹوکیلاش نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا پھر ہونوں پر
ایک شرارت بھری سگڑاٹ بکھرے ہوئے بولا۔ ہر حال میں
نے فادر جیکس پر ہی ظاہر کیا ہے کہ ٹوکیلا کے بغیر میری زندگی
میں جو تلا اچانک پیدا ہو گیا ہے وہ تمام زندگی مجھے سچوین کے
گام۔ اور تم دیکھنا کہ میں نے ٹوکیلا کی کدو سے جیکس کا نام
اگر بندہ کر دیا تو میرا نام بھی کیلاش نہیں ہے۔

کیلاش اس وقت تک میرے کہیں میں موجود یا جب تک
میں بڑی طرح نادم نہیں ہو گیا کیلاش کے جانے کے بعد میں
نے غصے کی توہین کا بغیر بڑی حد تک ہلکا ہو گیا۔ ہاشم نے بدل
کر کے میں عشتے پر آیا تو موسم بے حد خوشگوار تھا۔ کچھ دیر تک
میں عشتے پر چل رہی تھی کہ رات کا پھر اچانک مجھے جیکس کا خیال
آگیا۔ اس کی خیریت دریافت کرنے کی خاطر میں قدم بڑھاتا ہوا
اس کے کہیں تک گیا ہوا میرے مقفل ہوا۔ شاید جیکس اس
وقت بڑے دور ہو گیا۔ ہاشم نے مجھے بتایا کہ جیکس نے
مذہب پر ہاشم سے ہو گئی۔ وہ تیز تر قدم اٹھاتا میری ہی جانب
آ رہا تھا۔

”صبح بخیر شرمجھال!“ وہ میرے قریب آ کر سپاٹ بیٹھ گیا
بولا۔ پھر حجب سے ایک لاف زحیب کی طرف بڑھا دیا۔ یہ بند
لاف زحیب نے دیا تھا اور ان کی ہی اسے کھولنے پر اب
تک پہنچا دیا جائے لیکن یہ شرط بھی رکھی تھی کہ ایسا کے ساحل سے
رہا نہ ہونے کے آٹھ گھنٹے بعد تک آپ کو اس لاف زحیب سے باخبر نہ
کیا جائے۔

”کیا مطلب ہے؟“ میں نے لاف زحیب سے پوچھا۔ کیا اسی
لاف زحیب میں کوئی ایسی بات درج ہے جو جیکس پر برا راست مجھ سے
نہیں کر سکتا تھا۔

”یہ میں نہیں جانتا۔ البتہ آپ کی اطلاع کیلئے یہ ضرور بتا سکتا
ہوں کہ جیکس اب بحری عتاب پر موجود نہیں ہے۔“

”موجود نہیں ہے۔“ میں اس اطلاع پر چونک کر اٹھا۔

”میں نے افریقہ اور خشا کی یقین دہانی کی تھی کرتا تھا میں نے ہی
لیے جیکس کی طلب کردہ رجوع سے اس کا جواب مانگا تھا مگر وہ جیکس
کے کہیں میں افریقہ کی جھلکوں میں ہی گئی تھیں انہاں بعد جیکس نے بھی
اس شخص میں اپنی زبان بند کر لی اور ہونوں کو کسی یاد مجھے یقین تھا
کہ وہ میرے سفر کے بارے میں آئندہ پیش آنے والے بہت سارے
رازوں سے واقف ہو سکتے ہیں کسی خاص وجہ سے وہ اپنی زبان کھولنے
سے خوفزدہ تھا۔ اس خوف کی وجہ گامی کی موت نے میرے اوپر ظاہر کر
کر دی۔ وہ درخشش کے سلسلے میں اپنی زبان بولنا چاہتا تھا لیکن
پراسرار ناامیدہ اور کائناتوں نے ہمیشہ کے لیے اس کی زبان بند کر دی۔
جیکس گامی اور اس کے ڈر کے شمعوں نے میری شخصیت کو
بڑی طرح سمجھ کر لیا۔ میں بڑی طور پر بڑی طرح اٹھ رہا تھا۔ درخشش
کی ایک آخری خواہش کی تکمیل کی خاطر میں خود قدم اٹھا چکا تھا اسے
واپس موٹا دیکھنے کی بات نہیں تھی اور آئندہ جو حالات پیش
آنے والے تھے ان کا باز جیکس کے سینے میں دفن تھا جسے کھولنے
سے وہ گریز کر رہا تھا۔

ہمارے پانی کے بعد بھی میرا انتظار برقرار رہا۔ کیلاش نے
میری حالت دیکھی تو مجھے پڑھوں کہنے کی خاطر نیند کا جھکٹن لگا
دیا۔ جیکس اور کیلاش نے مل کر مجھے میرے کہیں تک پہنچا دیا۔
اس کے بعد کیا ہوا کچھ یاد نہیں ہے۔ اتنا یاد ہے کہ کیلاش
اور جیکس میرے قریب بیٹھے مجھ سے گفتگو کر رہے تھے اور اسی
گفتگو کے دوران میں غصہ کی شدید کیفیتوں سے دھار ہوا اور
پھر ہر بات سے بے نیاز ہو کر کھڑی رہ گیا۔

دوبارہ میری آنکھ کھلی تو میں نے خود کو اپنے کہیں میں اپنے
بستر پر پایا۔ میرے دماغ پر ابھی تک وہ جھلکی سی کیفیت
اور نیند کا غماز باقی تھا۔ میں نے ایک طویل سہاوی کے کراچی دھکی
گھڑی پر نظر ڈالی تو ہر اکر اٹھ بیٹھا میری آنکھ کم و بیش چوبیس
گھنٹوں کیلئے کھلی تھی میرے ذہن کا بھاری پن غالباً اسی طویل
نیند کی وجہ سے تھا۔ میں نے کہیں پر نظر ڈالی تو کیلاش میرے
باس جانب ایک آرام کر سہی پر نیم دراز نظر آیا۔ مجھے دیکھ کر وہ تیزی
سے اٹھ کر میرے قریب آ گیا۔

”اب کیا محسوس کر رہے ہو؟“ اس نے نرم لہجے میں کہا۔
”میں۔۔۔ میں شاید پوچھے جو میں گھٹنے تک بے خبر سو رہا ہوں۔“
”ہاں۔ تمہارے لیے یہ آرام سے ضروری تھا۔ کیلاش بولا۔
”گامی کی موت نے تمہارے اعصاب پر بڑی طرح متاثر کیا تھا۔ اس لیے
تعمیل ممکن انداز میں تمہاری ضرورت تھی۔“
”جیکس کہاں ہے؟“ میں نے مکان دور کرنے کی خاطر
ایک لمبی آنکھائی سے پوچھے دریافت کیا۔

سے اندھا کر لیا ہے۔ درہ اگر وہ چاہتا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں دھک سکتی تھی۔

”ایک لمحے کے دوسرے لڑاؤ نے حکیم کی کئی کا کوئی اثر نہیں دیا۔“
”نہیں۔ ایسے نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ وہ خوف جو حکیم کی موجودگی کے سبب دوسروں پر مسلط رہا تھا۔ اب بڑی حد تک دور ہو چکا ہے۔“
”میں نے ایسے کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ غرضی سے پلٹ کر اپنے کیمپ میں آ گیا۔ دروازہ اندر سے پلٹ کر دھڑکتے ہوئے دل سے انداز چاک کیا اور کیمپ کا منظر نکال کر پڑھنے لگا۔ اس نے لکھا تھا۔

”میرے مترجم۔ اس سے پیشتر کہ آپ بڑی عقاب سے میری بلا اجازت میرا حاضری پر کوئی غلط رائے قائم کریں میں دست بردار ہوں گا۔ خط کے ہمراہ جو دو سرفارو ہے اسے اس وقت تک نہ کھولے کہ جب تک آپ جواز کو تیرا وہ نہ کہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کسی دفعہ ان کی تحریر پڑھنے کے بعد مجھے اس پر ہم سے ضرور مصافحہ کر دے گا کہ میں نے اس کا کچھ نہ کر دیا۔ آپ کا ساتھ کھوں چھوڑ دیا۔ فی الحال میں آپ کو آغا ضرور بتا سکتا ہوں کہ آپ معاہدے کے تقاضوں کے بحریہ اپنی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی موٹروں پر بھی ایک دوسرے سے بھرا جائیں اس وقت میں براہ راست آپ سے معاہدے کے تقاضوں کا۔“

اور اب میں اس دعا کے ساتھ آپ سے نصحت کرتا ہوں کہ خدا آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر نیک اور مقدس دلوں کا سایہ برقرار رکھے۔ ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ وہ سرفارو قبل از وقت نہ کھولا جائے۔ درہ دلوں کی ماضی واقعات کو ترتیب الٹ پلٹ بھی کر سکتی ہے۔ آپ کے لیے نیک نیتوں کا ہمیشہ مند۔ غلام بیکس۔“

حکیم کا خط پڑھ کر مجھے اس بات کا یقین آ گیا کہ اس نے جان بوجھ کر اپنا کچھ نہ لکھا۔ پر ایسے واقعات پیدا کیے تھے جو ہمارے درمیان ایک علیحدگی پیدا کر دیں۔ وہ اپنے قصہ میں پوری طرح کامیاب ہو گیا تھا اور میں اس کی فیروز خانہ حرکت پر سولے ہاتھ لٹنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ایک بار میرا دل چاہا کہ وہ سرفارو کو بھی چاک کر کے اس کا منہ پڑھوا دوں لیکن کسی اچانکے خوف نے مجھے میرے سر راہ سے باز رکھا۔

میرے ذہن میں اس رات کی باتیں از سر نو نازد ہونے لگیں جس رات حکیم نے رات کو میری راہ پر طلب کیا تھا۔

لیکن درخشش کے سلسلے میں سے سوالات کے جواب لینے کے بجائے وہ بے ہوشی کا انہماک دیکھ کر بڑی خوب صورتی سے اپنی زبان بند کر کے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اس کا انجام بھی گناہ سے مختلف نہ ہوتا۔

پہلا

دو روز کے اندلہ اندر حسین آباد کی فصل بے حد کڑھ کر رہ گئی تھی۔

پہلے کیلکشن کے بیان کے مطابق رام لال اور ان کے ام پر کا کس نے دلا دھڑا کی لاش کے حوضہ ہسپتال میں کر کے مجھے یہ باور دلانے کی کوشش کی کہ اگر میں نے اب ان کی بات نہ مانی تو وہ خون دیر سے باز نہیں آئیں گے۔ پھر حکیم نے مجھے خبر دی تھی کہ کسی نے ایک مقامی مندر کے قریب بین بھاریوں کے بیٹ چاک کر کے ان کی آستیں اور کھینچ لی تھیں۔ جبکہ کا خیال تھا کہ بھاریوں کے قتل میں ان کی جی کا ہاتھ ہے اس لیے کہ ان کی لاشیں تو مندر کے دروازے پر تھیں۔ اس واقعہ کے بعد قافلہ گروہ کے لوگوں نے ایک سہرے کو قتل کر دیا۔ پتہ چلنے کی کوشش کی اور وہاں کے پیش نام کو شہید کر دیا۔ اور پھر قتل اس کے میں ان پر پڑے ہوئے والی دلوں کے پاس میں کوئی حتمی رائے قائم کر سکا۔ دیوان جی کے گھر کو آگ لگا کر ان کے زخمیوں کو زخمیوں میں لے گیا۔ درہ دیوان جی کے زخمیوں کو ہسپتال میں داخل کئے۔

جو حادثات رونما ہوئے تھے ان کی کڑواں دلائی میں نے کچھ دشوار تھا تھا۔ میرے دشمنوں نے حسین آباد کی ہسپتال میں جو زخمیوں کو دیا تھا اس کا اثرات پوری آبادی میں پھیلے جا رہے تھے۔ ہندو اور مسلمانوں کی موت کے نئے عام ہو کر فرار ہونے کا فساد کی صورت بھی اختیار کر سکتے تھے۔

میں نے درخشش کی خاطر تر و کو اپنی حویلی تک محدود کر لیا تھا لیکن دیوان جی کو پیش آنے والے حادثے کی اطلاع نے مجھے حویلی سے باہر قدم نکالنے پر مجبور کر دیا۔ درخشش نے مجھے یہی حکمتی کرمات برحق ہے اور میں صورتیں دیکھ کر چکی ہے اس سے فلا مال کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ کیلکشن نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی کہ میرا حویلی سے باہر نہ نکالنا ٹھیک نہیں مگر میں نے اس کی بات رد کر دی۔ میرا ہاتھ بھی میرے برابر ہوا۔ اچھا دیوان جی کی کوشش حالت میں کے بعد میں واپس حویلی جانے کے ارادے سے ہسپتال سے اٹھ کر نکلا تو چند ام پر کا کس نے رام لال اور جو دھیا کا بیڑا لے لیا۔

ابھی کہ انھوں نے مجھے جاک کرنے کے لیے کوئی وارنٹوں نہیں کیا تھا۔ ابھی انھوں نے میرے لیے میں کیا فیصلہ کیا تھا۔

میں نے وہاں سے بھاگنے یا فرار ہونے کی کوشش نہیں کی ان کے سامنے ڈھکڑا مارا۔ شاید اسی لیے ابھی تک انھوں نے کوئی فردی کاڑوا نہیں کی تھی وہ جانا چاہتے تھے کہ میں تنہا ہونے کے باوجود اس قدر ڈراؤن بے خوف کیوں نظر آ رہا ہوں۔ رام لال ایک بار جلد بازی کا انجام دیکھ چکا تھا اس روز مجھ سے ملنے آگیا۔ انھیں ششدر کر دیا تھا، وہ اندھے ہو گئے تھے اور میں ان کے سامنے سے بچ کر مصافحہ کر گیا تھا۔ گنیش مہاراج غائب کوئی مٹی قدم اٹھانے سے پیشتر پوری طرح چرس ہونا ضروری سمجھا رہا تھا۔

”بت دیکھ ہم ایک دوسرے کی طاقت کو کھاتوں نگاہوں میں تو لے رہے ہیں۔ پھر گنیش مہاراج کی مڑ مڑھٹوں آواز میرے کانوں میں گونجی۔“
”ہاں۔ میری مان لے کا بل رانی کا دھیان من سے نکال دے اور۔“
”نوبار میں نے گرج کر کہا۔ اگر تمہاری گدی زبان پر میری درخشش کا ہم آیا تو اچھا نہ ہوگا۔“
”ہم خوش ہونے والے۔ گنیش مہاراج نے زبردستی بولا۔“

”مادہ ہی کہلاتا ہے جو اپنی جہاں بکھرا ہو کر سکرانے کی ہمت رکھتا ہو۔“
”تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو نہ تیس سال گنیش کو گھومتے ہوئے نفرت سے جواب دیا۔“ میں بھٹک کر گروں کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ وہ جس کا بل کا پیچھا کر رہے ہیں وہ میری ہے۔ اب صرف درخشش نے وہ ہے جو میری میری ہے۔ اور میں اسے کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا۔“
”سوچ لے ہاں۔ جو وقت بیت چلے وہ واپس نہیں آتا۔ گنیش مہاراج نے سپاٹ آواز میں کہا۔“
”مجھے سوچنے کے کام تو ہے۔ میں پر ایک ہی شرط ہے۔ نوہادی بات مان لے گا۔“

”تم شاید مجھے اپنی باتوں سے مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں نے پلٹ کر منہ سے جواب دیا۔“
”نہایت بھاریوں سے مکرانہ تیرے بس کا لوگ نہیں ہے۔“
”اوان گنیش مہاراج کا لہجہ چاکٹ تلخ ہو گیا۔ تیکوں اپنی جان گوناوا چاہتا ہے تیری جھٹلائی اسی میں ہے کہ مجھ کو کچھ جی کی چیری (روکی) انھیں واپس کر دے۔ دھرم کی باتوں کو تو ہم سے زیادہ نہیں جانتا۔“

لیکشن کے سامنے میں حائل ہو گئے شاید انھیں یقین تھا کہ ان کی زبان کی مزاح پر کسی کی خاطر حویلی سے باہر ضرور آؤں گا۔ ان کا خیال غلط ثابت نہیں ہوا اور زیادہ کارس وقت وہ سینہ دھکے میرے سامنے کھڑے ہوئے۔ غارت اور نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کیلکشن بھی موت کے ان ہر کاؤں کو اچھا نہیں دیکھ کر اٹھ گیا۔

”مہاراج۔ ام پر کا کس نے گنیش مہاراج کو میری سمت اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہی ہے وہ ظالم جس نے کا بل رانی کو اپنی اپنی حویلی میں بند کر رکھا ہے۔“

”پہلیں بار ہم نے اسے گھیر لیا تھا۔ مہاراج۔ رام لال ہونٹ دھکے ہوئے سرو بچے میں بولا۔“
”میں پورا یقین تھا کہ ہم اس کو کی بڑی آسانی سے کمزور کی طرح دلوں کے پراپک پراپک سامنے آکر مارا ستر کھڑا کر دیتا۔“

”رام لال اور ام پر کا کس گنیش مہاراج کو میرے لیے میں مسلسل نوہم کر رہے تھے اور وہ منہ کی ہانڈھے مجھے گھومے جارہے تھے۔ کیلکشن نے موت کے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے دلی زبان میں بھڑکے۔

”جہاں ہم بھاگ کر اندر چلے جاؤ۔ میں کسی طرح پولیس کو مدد سے اندر کرنے کا کوشش کر رہا ہوں۔“

”اب یہ سب فضول ہے۔ کیلکشن نے میں نے شک آواز دیا۔“
”جواب دیا۔ پولیس کے آنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہم ہاتھ بڑھ کر اندر کا شروع ہی سے میرا مخالف ہے۔“
”لیکن ہم تنہا کیا کر سکتے ہیں۔“

”میں اپنے دشمنوں کو اس امر کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتا اور اگر اس کا ایمان سچا ہو تو وہ تنہا بھی سیکڑوں پر بھاری ہوتا ہے۔“

”میں اسے طاقت سمجھتا ہوں۔ کیلکشن نے تیزی سے گنیش کی باتیں اگر پناہ خیال نہیں ہے تو پناہ بی کا خیال رکھنا انھیں اگر کچھ ہو گیا تو پناہ۔“

”وہ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں انھیں ان باتوں کا تردد نہیں ہوتا۔ میں نے محسوس کیے کہ میں کتا قمر ایک طرف ہوتا ہوں۔ گنیش میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم بھی فیصبت کی گرفت آ رہو۔“

”میرے دشمن ابھی تک آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ ان کی نگاہوں میں انتقام کے شعلے جھونک رہے تھے۔ وہ سیاہ دلوں کے ہاتھ تھے۔ ہزاروں جنم مڑ جانتے تھے لیکن نہ جانتے

نہوں نے نہ کہو یا لیکن میں یہ بات اچھی طرح محسوس کر رہا تھا کہ کوئی ایسی الجھن نہ ہو جسے بھانپنے اور جھٹکنے سے بچا کر دیا جاتا ہو۔

پہنت اور پرکاش والے حادثے کے بعد سے میں نہ صرف کاہت زیادہ خیال رکھنے لگا، بلکہ سوا فرب بھی شہ وراس کی دل چڑی میں بھی رہتا اور اپنا زیادہ تر وقت حویلی میں گزارتی تھیں۔ بچہ ایک دن وہ بھی اللہ کو باری ہو گئی اس کی موت سب سے پہلے ہی حیران کن حقیقت کے کھنڈے کے بعد وہ سب ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھیں مذاق میں صرف قہی لگایا تھا اس کی حالت غیر ہونے لگی، بار بار وہ اپنا لانا ہاتھ جھٹکے لگی۔ کیڈکس نے اس کی وجہ دریافت کی تو سولہ لے بڑی شکل سے بتایا کہ وہ اپنے سینے میں کچھ بھری ہوئی محسوس کر رہی ہے اور یہ کہ اس کا لانا ہاتھ جھٹکا آہستہ آہستہ سن رہا تھا۔

کیڈکس نے تیزی سے اٹھ کر سولہ کی ٹیبل پر بھی پھرتے ہوئے لے گئے کہ ایک کڑا ہوا بڑی جلدی میں اپنے کمرے کی جانب چلا گیا لیکن وہ اس کے کمرے کو سولہ کو کوئی طبی املا دے سکتا اس نے ایک آخری بچہ لی اور دنیا سے ہیشہ کیلے منہ موڑ لیا۔ مجھے اس وقت کیڈکس کی وہ بات یاد آگئی جو اس نے ایک ہفتے پہلے بریک سے کسی بھی اس نے بہت پہلے اظہار کیا تھا کہ سولہ ایک خطا کی عارضہ قلب میں گرفتار ہے اور کسی وقت بھی اچانک تھک سکتی ہے۔ سولہ کی موت نے ہم سب کو مل کر دیا لیکن جیکب نے

انہیں صدمہ ہوئی خدا کی وصا دیکھ کر بڑی سدا پینا سے بردا کر لیا البتہ بڑی کی موت کے بعد سے وہ اپنا زیادہ تر وقت حویلی میں گزارنے لگا۔ شاید سکون قلب کی خاطر اس نے یہی انتخاب سمجھا تھا۔ درخشاں نے مجھے اپنے مغلے میں سولہ کی مداف کا بہت زیادہ اثر لیا اور یہ قدرتی امر تھا اس لیے کہ انہی وسیع و عریض حویلی میں سولہ واحد عورت تھی۔ وہ درخشاں کی بہترین دوست اور سہیلی تھی کیڈکس نے مجھے مشورہ دیا کہ وقتی طور پر میں درخشاں کی خدمت اور دلسرستی کے لیے کسی اور عورت کا بندہ دست کر دوں لیکن میں نے اس مشورے کو قبول نہیں کیا علالت نے مجھے اس طرح مخالفت کر دیا تھا کہ میں کسی امینی کا گڑ حویلی کی حدود کے اندر ایک لمحے کو بھی ہڑاشت نہیں کر سکتا تھا چنانچہ میں نے کیڈکس سے تو ہا می ہوئی لیکن اس پر عمل کرنے کی مصلحت کوئی ضرورت نہیں محسوس کی۔

ایک روز میں درخشاں کے ساتھ اپنے پامیں باغ میں بیٹھا گفتگو کر رہا تھا کہ میرے ملازم نے یا اطلاع دی کہ کوئی بچہ سے ملے آئے ہیں اس وقت شام کے چھ بجے کا وقت تھا مجھے ملازم کی مخالفت سخت آگوا گزری اور ان تو میں نے حویلی پر لوگوں سے

”سہلہ ملک۔ اس نے ہاتھ باندھ کر مجھے سلام کیا۔
”اللہ اللہ! باتے آئے ہو؟ میں نے اسے سر پائوں تک گھونٹنے سے خوش لہجے میں دریافت کیا۔
”جی ہاں ملک۔ اس کا جواب اس کے قد کے مقابلے میں بے حد مختصر تھا۔

”کوئی خاص بات کرنا ہے؟“
”پندرہ دن سے حسین آباد میں ٹھہر رہا ہوں۔ اس نے نہایت بے ڈھنگے انداز سے کہا۔ آج دل چاہا کہ ملک کے درشن بھی کر لوں اس لیے بھی لگا بیٹھا گا آپ کے دروازے تک چلا آیا۔“

”ملازم نے مجھے بتایا تھا کہ تم جاگیر کے سلسلے میں مجھ سے کوئی اہم اور ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہو میں نے جلدی گرفتار لے گئے ہوئے کہ۔ نورادر کی چرب زبانی اور گفتگو کا بے ہودہ انداز مجھے کھٹک رہا تھا۔

”تم سچی بات کے لوگ میں ملک جاگیر سے بھلا جارا کیا کام؟ اس نے تیزی سے کہا پھر بڑے ہی معنی خیز انداز میں بولا۔ آپ کے پیر چھوٹے تھے اس لیے ملازم سے چھوٹ بول دیتا۔“
”اللہ آباد میں کیا کرتے ہو؟ میں نے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

”ملازم نے بتایا ہے کہ اس نے بسترور زمریاب سکرانے ہوئے بڑی بے پروائی سے جواب دیا۔ البتہ کوئی ضرورت مند آجنا ہے تو پوچھ لو جاکے لیے کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔“

”تمہارا ہا کیا ہے؟“
”خادم کو جتنی کہتے ہیں ملک بچکن چار۔“
”جنگی کا ہا میں کریں جبرک اٹھا۔ دیوان جی نے مجھے بتایا تھا کہ جنگی چار سفلی ٹم کے کام میں اپنا کوئی ثانی نہیں لگتا دلاؤ مرزا اسی کو ملانے کی خاطر اللہ آباد گیا تھا لیکن دشمنوں سے بے دخلانے لگا دیا اور دیوان جی

بذات خود بھی اپنا جھول ہوا بدن لیے اسپتال میں پڑتے۔ ایسے وقت پر جنگی کی آمد میرے لیے بے حد کار آمد ثابت ہو سکتی تھی مجھے دیوان جی کی زبانی یہ بات بھی معلوم ہو چکی تھی کہ ان کے دلاؤ مرزا اور جنگی کے تعلقات آپس میں خالص لہجے تھے۔

میں نے ایک بار پھر جنگی کو مرزا پادشہ غوث دیکھی پھر کچھ توفیق کے بعد بولا۔
”کیا تھیں؟ دلاؤ مرزا کے پاس میں مل کر چلا ہے کہ وہ۔“

”مجھے سب کچھ معلوم ہے سرکار! جنگی نے میری بات سن کر دھڑکنے میں جواب دیا۔ دلاؤ مرزا میرا بایا تھا ملک۔ بس مجھے یہاں تک آنے میں کچھ دیر ہو گئی اور دشمن اپنا کام کر گئے۔“
”حسین آباد کے حالات دن بدن مخدوش صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ میں نے جنگی کو ہمارا کرنے کی خاطر کہا۔“
”دیوان جی میرے لیے درست راستہ تھے لیکن میرے دشمن انھیں بھی راستے سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔“
”اس دہم کو ذہن سے نکال دو ملک۔“ جنگی معنی غیر انداز میں بولا۔ ”خان شہباز کو آپ جنگی سے زیادہ متنبہ رہتے وہ ننگرٹ بھول چکا ہے لیکن اب بھی کوئی مافی کالال اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ مجھے خبر ہے کہ آپ کے دشمن جو تہمت میں اپنا جواب نہیں دیتے لیکن خان شہباز دوسرے کینڈے کا ہا ہے وہ جب پہلے اپنی کینڈی بدل سکتا ہے اس کے خیر پر ہوتے ہرگز ان کا جو تہمیدہ موجود ہے اس کی موجودگی میں کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔“
”تم کو خانانہ تفصیل سے حالات کا علم نہیں ہے میں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ میرے دشمنوں نے دیوان جی کا کھر حاکم خاک کر دیا ہے۔ انکی کے شعلوں نے دیوان جی کو بڑی طرح جھسا دیا ہے اور وہ اسپتال میں زیر علاج ہیں۔“
”خان شہباز کی چالیں شیطانی کے گھونٹے سے بھی زیادہ خطرناک اور بری ہوئی ہیں۔“
”سرگوشی کی۔ اگر اس کا کھر برقرار رہتا اور وہ ہٹا سکتا ہے تو سرگوشی پر دہنا مارا جاتا تو اسپتال کے بجائے جیل کی کسی کال کوٹھڑی میں پڑا رہتا۔ یہ جو آئندہ کارنامہ کے پولیس فرائض یہ کلیوں میں آوارہ چرنے والے کتوں سے بھی زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ ذرا سی آہٹ پا کر بھونکنا شروع کر دیتے ہیں۔“
”خان شہباز نے چالاک سے کام نہ لیا۔ ہاتھ تو یہ کہ اسے اس پلٹ کر اس کی برائیاں کو چنا شروع کر دیتے۔“
”تم کیا کہنے کی کوشش کر رہے ہو؟ میں نے جنگی کو گھونٹتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔ اس کی باتوں نے میرے دل کی دھڑکن تیز کر دی تھی۔“
”مندے کا بہترین بچاروں کی کھینچوڑی ہوئی لاشوں کے قریب خان شہباز کی لاش کا پایا جانا بارہا دیکھ لیے کسی چوگراری سے کم نہ ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے کتنوں کے کان کھڑے ہوئے دیوان جی نے دھونی پاٹ مار کر حالات کا نقشہ ہی بدل لیا۔“
”کیا؟ میں حیرت سے اچھل پڑا۔ کیا وہ آگ نور دیوان جی نے لگا لی تھی؟“

شکاری کتوں سے بچنے کا یہی ایک طریقہ تھا سرکار۔ لیکن اب نکلنے کی کوئی بات نہیں آپ کا یہ خادم جب تک یہاں موجود ہے کوئی حرام کا ٹھم آپ کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔

جنگ کے لیے میں بلا کا اعتماد تھا میں نے اسے اپنے حق میں مزید ہموار کرنے کی خاطر کہا۔

دولان جی سے کہیں میں غریب دلاور مرزا میری خاطر ہے گناہ مارا گیا۔

آپ اس کی بھی فکر نہ کریں، جنگ فطرت سے ہوا۔

ابھی تو صرف اوم پرکاش کام آئے ہیں اپنے بار کا حساب چکا کرنے کی خاطر میں نے دو مسافر کا کشتی کے مہمان پراری نام لال کا لگا دیا ہے۔ جنگ کا وادہ آج تک بھی خالی نہیں گیا۔

کیا مطلب ہے میں نے حیرت سے چہرے پر دیکھا کیا پندت اوم پرکاش کو تم نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا؟

ابھی تو کھیل شروع ہو رہا ہے مالک، جنگ نے بہتر وقت جو سے بھر میں لگاتا ابھی تو بچے، اچھا وہاں کے پندت گنیش ماراج کی تلاش ہے جو میرے در سے کسی منزل میں چھپ کر بیٹھ گیا ہے۔

لال کے ہاتھ میں تم نے کیا سوچا ہے؟ میں نے پوچھا پھر وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ حسین آباد میں زیادہ کشتیوں میں اس وقت سرکار میری پریشانیوں اور بڑھ چاہیں گی۔

پریشانیوں تو ضرور بڑھیں گی سرکار۔ پریشانی نہیں آئے گا کہ وہی نہ جنگ نے ہر شے سے بولا۔ میں اس کو بھڑے سے اکھاڑوں گا جس کے بل پر پندت پجاریوں نے قانون کو مذاق سمجھ رکھا ہے۔

جنگ کی گفتگو سن کر میرے ذہن سے پریشانیوں کا ہی صاف بوجھ اتر گیا۔ دولان جی کے سلسلے میں جو تشویش لاحق تھی وہ بھی بڑی حد تک وہ ہو گئی دولان جی نے میری خاطر جس سادہ اور بہت کا ثبوت پیش کیا تھا اس کی مثال ملنا مشکل تھی انھوں نے یقیناً نہایت دوراندیشی سے کام لیتے تھے سادہ لوٹ دی تھی ورنہ پجاریوں کی تلاش کے قریب ان کی ٹوٹی کا یا یا یا مانا ان کے حق میں بازی مات کر دینے کے لیے بے حد اہم اور خطرناک صورت ثابت ہو سکتا تھا۔

میں بڑی دیر تک جنگ سے باتوں میں مصروف ہوا۔ میں نے اس کی فطرت کے عوض اسے ایک بھاری رقم پیش کرنا چاہی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے

دلاور مرزا کے قتل کے انتقام کے طور پر کہ وہ البتہ اگر ہمیں اس کی ضرورت پیش آتی تو میرے سامنے اچھے پھیلنے سے دریغ نہیں کرے گا۔

جنگ نے دلیہ کی اجازت چاہی تو مجھے اپنا ایک گنیش ماراج کے وہ چلے یاد آگئے جس نے اوم پرکاش کے مرنے کے بعد مجھ سے کہے تھے اس نے مجھے یہ باور کرائے کی خوشخبری تھی کہ اگر میں دولان کو آزاد نہ کیا تو وہ اپنی گندی قوتوں کے ذریعے میری زندگی سے ہر شے کیلے دو کر دیں گے میں نے جنگ سے اس بات کا ذکر کیا تو ایک لمحے کو وہ بھی گنگ ہو گیا پھر مجھے دلاور دیتے ہوئے بولا۔

گنیش ماراج کو ایک بار میرے سامنے آئیے وہیں پرکار میں اسے دیکھیں ہوں تاکہ حالات سے دوچار کر کے ایڑیاں لگا کر اپنے پر چھوڑ کر دوں گا کہ پھر کوئی پندت یا پجاری آپ کی طرف نظر نہیں اٹھائے گی بہت نہیں کرے گا۔

جنگ کے جانے کے بعد میں اندہ گیا تو دولان نے اپنی سے میری منتظر تھی اس کے بے حد اصرار پر میں نے اسے جنگ سے اپنی گفتگو کی تفصیل بتائی تو وہ فحوت ہو کر بولی۔

آخر یہ خون خرابہ کب تک جاری رہے گا، کیا ہم کبھی چین اور سکون کا سانس نہیں لے سکیں گے؟

خدا پر چھوڑ دو کہ اس نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے دولان کو دلاور دیتے ہوئے کہا پھر اس کا ذہن بنانے کی خاطر اگلے دنوں کی باتیں چھپریں تو اس کا چہرہ شرم سے تپ کر گھٹا ہو گیا۔

میں نے پوچھا کہ وہ صبح کے لیے قدم اٹھاتی حویلی کے اندر چل گئی۔

جنگ نے دولان جی کے سلسلے میں جو کشمکش کیا وہ میرے لیے حیرت انگیز تھا، اگر اس کا بیان درست تھا تو دولان جی نے یقیناً حویلی کے اندر کیا تھا۔ انھوں نے دشمنوں کو زیر کرنے کی خاطر جو چال چلی تھی وہ نہایت کامیاب ثابت ہوئی۔ شاید اسی لیے دولان جی نے مجھ پر بھی دلاور مرزا کے قتل کے بارے کو یاد دلائے کی خوشخبری تھی میں یہ سمجھ رہا تھا کہ انھیں اپنے دوست کے حملے تک انہم کے ہاتھ میں کوئی مہم نہیں آ رہی تھی۔

میں نے خبر کھ کر اپنی چال چلنے کی ایک مہم ترتیب کر چکے تھے۔

دلاور مرزا کے جواب میں انھوں نے تین بجاریوں کے جسم روتی کی طرح دھن ڈالے تھے پھر اس خیال سے کہ میں جانے وادہ پیمان کی ٹوٹی کی موجودگی ان کے اوپر سے بے کسی صیبت اور پریشانی کا باعث نہ بن جائے دولان جی نے مخالفت کر دے افراد کو ملوث ثابت کرنے کی خاطر خود اپنے ہی

دشمنوں اپنا گھر چھوڑ دیا اور زخمی حالت میں اسپتال میں داخل ہو گئے۔

اگر جنگ مجھے صحیح صورت حال سے باخبر نہ کرتا تو شاید میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دولان جی محض ایک شرمیلے پولیس کی نظر سے چھپنے کی خاطر اتنی بڑی قربانی پیش کر سکتے ہیں دولان کے حویلی میں چلے جانے کے بعد میں بڑی دیر تک دولان جی کے ہاتھ میں سوچا رہا۔ دولان جی نے میرے ہونے کے باوجود اس وقت میں مجھ پر اپنی جان قربان کر دینے کی نیت تھی اور وہ جو میرے اپنے تھے وہ والد صاحب کی موت کے بعد میرے خون کے پیالے بنے ہوئے تھے میری موت کے خواہاں تھے ہر لمحہ میری سرچے میں مصروف تھے کہ کب میرا قصہ پاک ہو اور کب جاگیر کا بڑا وارہ ان کے حق میں ہو سکے۔ میں ان ہی خیالات میں گم تھا کہ ایک کش اسپتال سے واپس آ گیا۔ میں نے سب سے پیشتر دولان جی کی حالت دریافت کی۔

تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ دولان جی بہت تیزی سے زندہ کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں آج وہ کچھ دیر تک مجھ سے باتیں بھی کرتے رہے۔ کیلاش نے کہا۔

میں نے اسے تعزیتی باتیں کہیں گے۔

انھیں اسپتال سے باہر آنے میں کتنے دن لگیں گے؟

میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں نے کہا کہ ان کی حالت کے ہاتھ میں ابھی کسی حد تک بہتر ہو چکا ہے۔

سانس کی کیا دریافت ہے؟ میں نے کیلاش سے پوچھا۔

پوسٹ مارٹم کے رپورٹ کے مطابق اوم پرکاش کی طبیعت کا کھنڈن ایک مرض کے اچانک حملے کا شکار ہوا ہے۔ کیلاش نے مجھے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

اس مرض میں مطلق کی نالی پر سکوی کے چالے نمایاں مفید وہ نہ تیزی سے اپنا جسم بڑھاتی ہے اور اگر فوری طبی امداد دے دی جائے تو مرض دم گھٹ کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ مدد خطرناک اور مہموزی مرض ہے۔

کیلاش نے دشمنوں کو بھی تعزیتی پوسٹ مارٹم کا حکم ہو گیا ہے۔

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آئندہ مارنے اس رپورٹ کو بہت زیادہ اہمیت دے رکھی ہے۔

وہ ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ میں نے اختیار کر لیا۔

پندت اوم پرکاش کی موت کو اگر اتفاقاً یہ طبیعت ظاہر نہ کیا گیا تو میں آباد میں فرقہ وارانہ فساد پھیلنے کا خطرہ ہے اور اگر ایسا ہوا تو آئندہ مارکی کو کسی بھی ضرور متاثر ہوگی۔

اگر جنگ مجھے صحیح صورت حال سے باخبر نہ کرتا تو شاید میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ دولان جی محض ایک شرمیلے پولیس کی نظر سے چھپنے کی خاطر اتنی بڑی قربانی پیش کر سکتے ہیں دولان کے حویلی میں چلے جانے کے بعد میں بڑی دیر تک دولان جی کے ہاتھ میں سوچا رہا۔ دولان جی نے میرے ہونے کے باوجود اس وقت میں مجھ پر اپنی جان قربان کر دینے کی نیت تھی اور وہ جو میرے اپنے تھے وہ والد صاحب کی موت کے بعد میرے خون کے پیالے بنے ہوئے تھے میری موت کے خواہاں تھے ہر لمحہ میری سرچے میں مصروف تھے کہ کب میرا قصہ پاک ہو اور کب جاگیر کا بڑا وارہ ان کے حق میں ہو سکے۔ میں ان ہی خیالات میں گم تھا کہ ایک کش اسپتال سے واپس آ گیا۔ میں نے سب سے پیشتر دولان جی کی حالت دریافت کی۔

تمہیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ دولان جی بہت تیزی سے زندہ کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں آج وہ کچھ دیر تک مجھ سے باتیں بھی کرتے رہے۔ کیلاش نے کہا۔

میں نے اسے تعزیتی باتیں کہیں گے۔

انھیں اسپتال سے باہر آنے میں کتنے دن لگیں گے؟

میں نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میں نے کہا کہ ان کی حالت کے ہاتھ میں ابھی کسی حد تک بہتر ہو چکا ہے۔

سانس کی کیا دریافت ہے؟ میں نے کیلاش سے پوچھا۔

پوسٹ مارٹم کے رپورٹ کے مطابق اوم پرکاش کی طبیعت کا کھنڈن ایک مرض کے اچانک حملے کا شکار ہوا ہے۔ کیلاش نے مجھے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

اس مرض میں مطلق کی نالی پر سکوی کے چالے نمایاں مفید وہ نہ تیزی سے اپنا جسم بڑھاتی ہے اور اگر فوری طبی امداد دے دی جائے تو مرض دم گھٹ کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہ مدد خطرناک اور مہموزی مرض ہے۔

کیلاش نے دشمنوں کو بھی تعزیتی پوسٹ مارٹم کا حکم ہو گیا ہے۔

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آئندہ مارنے اس رپورٹ کو بہت زیادہ اہمیت دے رکھی ہے۔

وہ ایسا کرنے پر مجبور ہے۔ میں نے اختیار کر لیا۔

پندت اوم پرکاش کی موت کو اگر اتفاقاً یہ طبیعت ظاہر نہ کیا گیا تو میں آباد میں فرقہ وارانہ فساد پھیلنے کا خطرہ ہے اور اگر ایسا ہوا تو آئندہ مارکی کو کسی بھی ضرور متاثر ہوگی۔

آج میں نے ایک بات اور بھی محسوس کی ہے۔ کیلاش نے کچھ توقع سے بچیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے وہ میرا وہم ہی ہو جس پر خیال ہے کہ کچھ لوگ ہمیں بل کر کپڑوں کی کوئی عکاسی کر رہے ہیں۔

لیکن اسپتال کو کوئی نقصان پہنچا کر انہیں کیا حاصل ہوگا؟ اگر وہ محض اسپتال کو نقصان پہنچانا چاہتے تو اس کے لیے عکاسی کی کیا ضرورت تھی رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ جب چاہیں ایسا کر سکتے ہیں۔

پھر وہ اودھس چیز کی عکاسی میں ہیں پائیس نے حیرت سے پوچھا۔

میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو وہ دیوانہ جی کی عکاسی پر تعینت کیے گئے ہیں۔ کیلاش نے دلی زبان میں کہا کہ مجاریوں کی لافز کے پائس دیوانہ جی کی برہنہ ملی تھی وہ یقیناً پولیس کے دیارڈ میں بڑی اہمیت کی حامل ہوگی لیکن اسی رات جو دیوانہ جی کے مکان کو بھی آگ لگا دی تھی اس لیے بات یہ کہہ کر وہ بھی یہ بھی تو ہو سکتے ہیں کہ میرے دشمنوں نے دیوانہ جی کو چھپانے کی خاطر ایک خوب صورت جال بنایا ہو اور۔۔۔

میری بات کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اسپتال کی عکاسی کر رہے ہیں؟

پھر وہ کون ہوں گے؟

ہمارے دشمن۔ انہیں یقیناً دیوانہ جی کے سلسلے میں ایک ایک لمحے کی خبردار کار ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دیوانہ جی کو ہتھکڑی لگانے کے لیے اسپتال کے ارد گرد منڈلا رہے ہوں۔

کیلاش نے تم۔۔۔

گھبراؤ نہیں۔ کیلاش نے میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا کہ موت اور زندگی جھگڑان کے اختیار کی بات ہے لیکن میں نے اپنی طرف سے اسپتال کے محلے کو دیوانہ جی کا طرح خیال دیکھنے کی تاکید کر دی ہے اس کے علاوہ ایک قابل ہتاد ہو کہ ہمارے ہتھیار کوئی بھی لگا دی ہے کہ اگر اسپتال کے پورے پیرائے محلے کے علاوہ کوئی شخص ہر سے میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اس کے ساتھ کوئی نرم ترناؤ نہ کیا جائے۔

کیلاش کی بات سن کر میں ایک لمحے کو ہتھکڑی لگا کر دشمن دیوانہ جی کی موت کے خواہاں تھے تو وہ اسپتال کے محلے کے کسی فرد کو بھی مجاری دھماکا نہ کرنے دیتے تھے اور اس

طرح زہر دلا کر انہیں یہ آسانی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ میں نے اس سے پہلے کا اظہار کیا تھا جس پر جی کرنا چاہا لیکن ہم نے اچانک جنگ کا خیال آگیا۔ وہ تیس آدمیوں کے علاوہ مزاحمت کے خون کا انتقام لینے آیا تھا۔ اس نے دیوانہ جی کی حفاظت کے خیال کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہوگا اور پھر مجھے اس تعویذ کا خیال بھی آگیا جو دیوانہ جی کے بازو پر موجود تھا۔ اس پر کتنی تعجب کی موجودگی میں ناپاک اور گندمی طاقتیں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھیں۔

تم جس سوچ میں غم ہو گئے ہو کیلاش نے میری اچانک خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے تیزی سے پوچھا پھر عود ہی کیے یقین لاتے ہوئے کہا کہ تم میرے عزیز ترین دوست ہو حالانکہ مجھے یہ اعتماد دلو۔ اگر کوئی ضرورت پیش آئی تو میں دیوانہ جی کی خاطر اپنی زندگی قربان کر دیتے ہیں یہی وہی تئیں کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کیلاش نے میں نے بچیدگی سے جواب دیا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ دیوانہ جی کو اسپتال سے اپنی حویلی میں منتقل کر دیں؟

میں اس پہلو پر بھی غور کر چکا ہوں میں نے دیوانہ جی کی دلی حویلی کی خاطر ان کے سامنے بھی یہی مشورہ پیش کیا تھا لیکن انہوں نے بڑی سختی سے میری تجویز مسترد کر دی تھیں کیلاش نے مجھے بتایا کہ دیوانہ جی کا خیال ہے کہ اگر انہیں حویلی میں لایا گیا تو پولیس ان کی طرف سے زیادہ چرکتا ہو جائے گی۔

تو ان پانچوں کو چاہیے کہ وہ اسپتال کے ارد گرد منڈلا رہے ہیں؟

نہیں۔ میں نے انہیں یہ بھی نہیں دیکھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جس محلے میں مجھے نظر آئے ہوں وہ ان کے اصل محلے ہیں۔

کیا یہ مناسب ہوگا کہ تم اپنی طرف سے پولیس میں اس بات کی رپورٹ درج کروادو کہ کچھ مشکوک لوگ تھا۔ اسپتال کے آس پاس منڈلاتے دیکھے جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اس طرح خطبے کی کاروائی بھی ممکن ہو جائے گی اور قند نظر اگر حالات نے کوئی سنگین صورت اختیار کر لی تو یہی رپورٹ ہمارے لیے کارآمد بھی ثابت ہو سکے گی۔

میں نے بھی یہی سوچا تھا اب تھا اور بھی یہ مشورہ ہے تو میں کل ہی متعلقہ تھانے میں اپنی تحریری رپورٹ پیش کر دوں گا کہ کیلاش نے جواب دیا پھر مجھ سے درخشاں کی خیریت دریافت کرنے لگا۔

رات کے کھانے پر جبیک بھی ہمارے ساتھ نہ رہا

سلووا کی اچانک موت نے اسے دودھ بھری بنا دیا تھا۔ اس وقت بھی وہ سر جھکائے خاموشی سے کھانے میں مصروف تھا تب کیلاش نے اچانک ایک نیا مسئلہ چھیڑ دیا۔

جبیک میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں سلووا کے بعد سے تم نے دینکے ہنگاموں میں دل چسپی لینا قطعاً ترک کر دیا ہے۔

وہ دینا ایک نیا پانچا اور عارضی جگہ ہے میری دوست جیک نے گلاس اٹھا کر دینی کا ایک گھونٹ حلق سے پیچے آتا ہے۔

نئے کما۔ جو میں ان کے ہنگاموں میں الجھ جاتے ہیں وہ اپنی عاقبت کا ستیا ہاس کر لیتے ہیں۔

لیکن سلووا کی زندگی میں تو تم حمارے نہیں مٹھا اور خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔ کیلاش نے کہا پھر بڑی بچیدگی سے بولا کہ کیا تم اس حقیقت سے انکار کر سکو گے کہ منہا ہونا اور خوش رہنا صحت کے لیے بے حد مفید اور زندگی کی بہترین علامتیں ہیں۔

تم مجھے کیا درس دینے کی کوشش کر رہے ہو؟ جبیک نے خوب سمجھ میں دریافت کیا۔

میں یقیناً ایک موٹی سی بات بتانا چاہتا ہوں۔ انسان وہی ہے جو اپنے لیے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے خوش رہنے اور مسئلے کا عادی ہو۔

میں اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھتا۔

اپنا کھانا جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جب تک سلووا زندہ تھی وہ یہاں کی خدمت اور دل جوئی میں اپنا بیشتر وقت صرف کرتی تھی اب یہ فتنے دار سی محال ہے اور وہ عائد ہوتی ہے۔

کیلاش کے اس طے پر میں زہر لب رسکا دیا۔ درخشاں جو تک کہ کیلاش کو۔۔۔ دیکھنے لگی اور جبیک نے یوں نفقوں کی طرح منہ کھول کر جبیک کا شروع کر دیا جیسے کیلاش کی بات اس کے سر سے گزرتی ہو۔

مجھے یقین تھا کہ عارضی موٹی محفل میری بات کو مقصود نہیں کرے گی کیلاش نے بدستور بچیدگی سے کہا کہ دراصل میں تم کو یہ سمجھانا چاہ رہا ہوں کہ منہا ہونا بھی عبادت ہے اور تم نے آج کل یہ عبادت ترک کر رکھی ہے۔

جبیک بھائی۔ درخشاں نے کیلاش کا مقدمہ سمجھتے ہوئے کہا کہ سلووا کی موت کا تم مجھے بھی ہے اس کی عبادتی وجہ سے میں خود کو بالکل تنہا محسوس کرنے لگی ہوں لیکن حقیقت کو یہی منظور تھا۔

میرا مشورہ تو یہ ہے کہ تم اب اپنی ضد چھوڑ دو اور حویلی میں آ جاؤ۔ میں نے تجویز پیش کی کہ سلووا کی زندگی میں تھا اعلیٰ دلہنے کا مقصد سمجھ میں آتا تھا لیکن اب۔۔۔

ہو سکتا ہے کہ اب بھی یہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر میچور بنا لینا کرنا ہو کہ کیلاش نے عقیدہ یا تو جبیک کی پیشانی نشن آلود ہو گئی۔

میں تم سے کسی معیاری جواب کی توقع بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ہراسا نہ بنا کر خشک لمحے میں کہا۔

تمہاری دوسری ہی کی وجہ سے میرا معیار بھی بری طرح متاثر ہو رہا ہے اسی لیے ہمارے درخواست ہے کہ تم اب حویلی میں ہمارے ساتھ رہو۔ کیلاش نے نہایت ڈھٹائی سے جواب دیا پھر درخشاں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کیوں بھائی۔ کیا آپ کو ہمارے نئے مزلوں پر فائدہ جبیک کے تقدس کے لیے کی کمی نہیں محسوس ہوتی؟

کیوں جبیک بھائی۔ کیا آپ ہمارے ساتھ رہنا پسند کریں گے۔ درخشاں نے راہ راست جبیک کو مخاطب کیا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن۔۔۔

شرط یہ ہے کہ آپ آئندہ سے جبیک بھائی کے محلے کے صرف جبیک کا کریں۔ کیلاش نے درمیان میں عقیدہ یا تو جبیک کھانا چھوڑ کر کھڑا ہوا۔ کیلاش کو گھونٹے ہوئے غصے سے بولا۔

تم آج بھی بے پردہ شخصیت کے مالک ہو۔

اور تمہارا منہ سخت گزرتی ہے کہ کھونٹ ہادی واقع ہوئے ہو جسے آنا بھی نہیں معلوم کہ کسی کے وقت ہوگا اچھا اور کسی کا دل نہ توڑنا بھی ایک افضل عبادت ہے۔ کیلاش نے تیزی سے کہا۔ درخشاں بھائی تم سے کس قدر اپنائیت اور پیار سے حویلی میں قیام کرنے کو کہہ رہی ہیں اور تم ہو کہ منہ پھلانے بیٹھے ہو۔

میرا اور منہ حال کا ذاتی معاملہ ہے۔ تم اس حویلی کے مالک نہیں ہو۔ جبیک بھائی نے جھٹلایے ہوئے کہا۔

اسی لیے تو میں تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ گفت کی خاموشی کو بھی حلال ہوتی ہے۔ کیلاش نے برکتہ بولا۔ طے آؤ پہلی مرتبہ میں سامان سمیٹ کر مکان کا کارہی ہی جیتا ہے گا۔

تم اس سے زیادہ اور سوچ بھی کیا سکتے ہو۔ ڈاکٹر جو ٹھہر جس کا کام ہی بدھے سائے مریضوں کو لوٹنا ہوتا ہے۔

مجھے بھی مریض بن کر میرے اسپتال میں آگئے تو تمہاری بھی خبر نہیں۔

بڑی بات ہے کہ کیلاش نے میں نے جبیک کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ تم کہیں بلاؤ جبیک کو چھٹیڑ رہے ہو۔

بچہ وہ نعل و زنی اور خفاشات پر اترتا ہے انھوں نے کہا کہ
 دلاور مرزا کے جسم کے ٹھیکے کو ڈالے کیڈکس کو بھی اس بات
 کی وجہ دی گئی کہ اگر اس نے مجھ اور دشمن کو جو ملی کے اس
 سے باہر لانے میں ان کا ہاتھ نہ بٹایا تو وہ اسے بھی دشمنوں کی
 قریب میں شامرا کے تھکا گئے نگاہیں دیکھیں انھیں جنگ کے

پولیس آفیسر کے مطالب جس وقت پولیس آفسر کے
تفتیش کی غرض سے پہنچی گواہی فرما بری طرح چوک
الال کے خون نے پوری خواب کا گھر گرجا دیا تھا
فرما پولیس کے سامنے واردات تک پہنچنے تک گواہی

ایک رپورٹ کے مطابق رام لال کے جسم پر پانچ جگہ گولیوں

اس خیال سے کہ کہیں درختان اس واردات سے متاثر نہ

ہو میں نے اخبارات اسی کو ذرا ٹیک روم میں رکھا دیا۔ یوں
بھی دو خٹاں اخبار پڑھنے کی عادی نہیں تھی لیکن میں نے پھر
بھی امتیاط لازم سمجھی۔

ناقصے سے قانع ہونے کے بعد درخشاں باورچی خانے میں خاناں کو کھانے کے باضے میں ضروری ہدایت پہنچے علی گئی تو میں شفا ہوا برابر لالہ پر آگیا جہاں موسم نہایت خوش گزار تھا لیکن میرا وہن موسم سے زیادہ دام لال کی موت کا عمت مل کرنے میں اٹھا ہوا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ کسی طرح فوری طور پر جگن سے ملاقات کر کے اس کے اصل بات معلوم کر سکوں جہاں کسی بیماری دام لال کی موت کا تعلق تھا، جگن اس کا نمبر لگا چکا تھا لیکن میرے لیے جہاں اہمیت رکھتی تھی تو وہ یہ تھی کہ جگن نے کداری میں ملا اور اسے کداری کی فالت کو دام لال کی موت کے ساتھ کس لیے بھی کر دیا تھا۔

شام تک میلاد بن دم لال اور جگن کی ذات میں الجی ملو
میرا خیال تھا کہ شاید جگن چار روز خود مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی
کوشش کرے گا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ حالات کی نزاکت
کے تحت غالباً اس نے مجھ سے دور رہنا ہی زیادہ مناسب
سمجھا تھا۔

دو تھانوں کو اس وارادت کے بارے میں مطلع ہو کر یہ علم نہیں تھا لیکن اس وقت جب وہ پائیں باغ میں منبر پر بیٹھے تھے۔

دو چھی کشتہ آئندہ کمار کے آنے کی اطلاع دی تو میرے علاوہ
دو خاں بھی جو کمار ابھی میں نے ملازم سے کہا کہ وہ آئندہ کمار
کو روٹ سے ڈرائنگ روم میں بھائے میں لباس تبدیل کر کے
آئیں۔

”کیا بات ہے حال تو ملازم کے جانے کے بعد درختاں نے
بے حد تنبیہ کی سے دریافت کیا۔ یہ آئندہ کمار اس وقت کس قعدہ
سے آ رہے تھے۔“

میرا خیال ہے کہ وہ اپنی بری کے سلسلے میں مجھ سے کوئی قانونی مشورہ لینے کی غرض سے آیا ہوگا۔ میں نے بظاہر بی پرواہی سے کہا۔

”کیا ہوا اس کی بیوی کو تو وہ خٹاں نے چومنے کے لئے
دیا قہقہہ کیا۔
”کل رات مجھے نے خواب دکھا ہے، دہل ہو کر اس کی عزت
سے کھیلنے کی کوشش کی تھی اور نہ ملنے کے خود کو محفوظ رکھنے کی
حفاظت سے گھبرا کر دیا کہ میں نے یہ سنو پروردگار کی
مظاہرہ کیا ہے، مگر خفا ہے کہ آئندہ کھار اسی سلسلے میں آج ہو گا۔“

میں دوستان کو قتل دینے کے بعد لباس تبدیل کر کے
روم میں داخل ہوا تو میری توقع کے عین مطابق آئندہ کا
وقت بلے جلدی منہ نظر آ رہا تھا اس کی آنکھوں سے دھند
میک ہی تھی وقت کی ایک ہی کوٹ نے اس کے تمام
نکال دیے تھے مجھے دیکھتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا
۔ مشرحوں نے وہ بنا کسی متبیہ کے لڑائی میں اس کو
نرولہ کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ
اخبارات کے ذریعے واقعات کا تصور امت علم ہو گا ہر گز
مجھے بلے خلاف فوس ہے مشر آئندہ میں نے اپنے
کی دھڑکنوں پر قابو پانے میں سنجیدگی سے کام لے فرمائیے
میں آپ کے محسوس کا سراہا کرتا ہوں ؟

میری درخواست ہے کہ آپ کسی طرح نزلہ کی دوا لیں تاکہ کھانے پر ہونٹ چبانے جوئے کہتا میں کہیں میں اپنے کسی ذاتی اثر و رسوخ کو نہیں استعمال کرتا چاہتا ہوں میں دوا لے گیا کیوں کہ علانیہ میں اور بھی کسی کو دیکھنے میں بندہ بھی تھے اور سلطان بھی شاید یہ بھی جس کا نام تھا یہ آپ کا حکم مرا چھوٹا پرین آپ تو مہاراجہ میں نے پر عیش.....

پلینز مشرقی آندکما تیزی سے میری بات
روئے بلوان میری عزت بچا لیجیہ میں جموں بھر آپ
حصہ ۱ باب ۱۰

میں نے کچھ پس و پیش کے بعد علیشاؑ آنے کو کہہ کر قبول کر لی تو اس کی آنکھوں میں امید کی کرن جاگ اٹھی۔ کیا اخبارات میں جو تفصیلات آچکی ہیں وہ درست ہیں نے کچھ توقف کے بعد سوال کیا۔

تیزی سے چل رہا تھا۔ میں ابھی یہاں سے جاتا ہی تھا کہ جگہ میں کود پڑا۔ وہاں ایک گڑبڑا ہوا آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں سے جانا۔ اس نے کہا کہ یہاں سے جانا۔ اس نے کہا کہ یہاں سے جانا۔

۱۰۔ میں صبح ہوتے ہی کماری تر ملا کے سلیٹے لے کر
و کالت نامہ داخل کر کے ضمانت کی کوشش شروع کر دیا
اور مجھے امید ہے کہ میں ضمانت کرانے میں کامیاب ہو جاؤں
گیاؤں گا لیکن کیا ممکن ہے کہ میں و کالت نامہ داخل کر کے
سے پیشہ کماری تر ملا سے ملاقات کر سکوں ؟
کیا یہ ملاقات ضروری ہے ؟
۱۱۔ جی ہاں ۔ میں نے پیشہ دارانہ اہواز میں کہا ہے

و کات ہر پر دستخط کرانے کے علاوہ میں کچھ ضروری باتیں
میں دریافت کرنا چاہوں گا۔ کچھ ایسے اہم نکتے جن پر ضمانت
لا انحصار ہوگا۔

میرزا خیال ہے کہ اس سلسلے میں بھی جگہ بیش آپ کی
 دیکھ کر سے نکلا۔
 - ٹھیک ہے۔ آپ عہدہ پہنچ کر اپنی جگہ بیش کو ضروری
 بات کریں میں اس اندازہ پھیلنے کے بعد کسی وقت بھی اس
 سے رابطہ قائم کر لوں گا۔
 ”مستعمل میں“

پلیٹزمش آئے۔ میں نے فوجی کمنڈر کی آنکھوں سے
 اہل کے احساسات کا اندازہ لگاتے ہوئے جلدی سے کہا۔
 آپ مجھ پر مجھوسہ رکھیں میں آپ کو قصین دلاتا ہوں کہ
 بریٹش ہیرسٹر میں کماؤسی نرلا اور آپ کی عزت اور
 شہرت کا تحفظ کرنا چاہتا اور آپس فرض سمجھوں گا۔
 میں آپ کا۔ احسان.....

ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ایک بار پھر آئندہ کما کر جو محلہ حاصل کرنے کا موقع نہیں آیا۔ پھر ایک مرتبہ بعد اسے رخصت کرنے کی خواہشیں بطور خاص جو علی بن ابی حمزہ کے ساتھ گیا تھا۔

وقت میرے حق میں سازگار ہو رہا تھا حالات نے
انہ کار کو میری دلچسپی پر جھکنے پر مجبور کر دیا تھا میں نے اس
تعمد کے اندھ خنہ حصاروں میں رہ کر، ان کے حکم پر

اولا جسے میرے پہلے میں آئندہ کمار کی جانب سے ہدایت مل
گئی تھی، لفظ باس نے بڑی گرم جوشی سے میرا استقبال کیا مگر
اس کی آنکھوں میں انھیں کی جو چنگاروں روشن تھیں وہ میری
کامیابیوں سے پوشیدہ نہ ہو سکیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے اس سے
معاذ کیا پھر کچھ دیر بعد میں ان کے ہنگامہ پیش کے برابر حوالات
میں لے کر دو تھیں جہاں مجھے کمادی نے ملاقات کرنا تھی۔
پہلی نظر میں کمادی نے ملا مجھے بے حد مختلف نظر آئی۔
حالات کی تمام ظاہری نے ایک ہی جگہ میں اس کے چہرے
کی تمام زندگی بخود کر کے رکھ دی تھی اس کی آنکھیں بے نور اور
دور نظر آدمی تھیں گلاز ہونٹ جن کی ایک مسکان ہی ملال
کو دلا کر خاکستر کر دیتی تھی مانند ماندی جیسی تھی کامیابیوں پر وہ مسکاتا
جی نہیں تھا جو اس کے حسن کو چار چاند لگا دیتا تھا۔ لباس
اس بے حد متواضع اور جواہر کا تھا جسے غالباً بعض ستر پوشی کے
مرد پوچھ رہے تھے زینب آج کو لگیا کہ تھا۔
نرملہ آئندہ کمار کی دوسری بیوی اور آئندہ کمار کے لیے کلید

کامیابی تھی اس کے سن کے پرشادوں اور چاہتے والوں میں وہ سرگرم اور ذہن فزا دہی شامل تھے جن کی آنکھوں کا کلاں لٹا رہا ہے جو حالات سے باہر لڑ سکتا ہے لیکن مرثیہ کی نزاکت کے پیش نظر انھوں نے بھی آنکھیں پھیر لی تھیں اور آئندہ کار کو محبوب مرثیہ جو کہ ایک آنا بڑا۔

جس وقت میں سوالات میں داخل ہوا وہ اپنے خیالوں میں کم
فطرت جھکے۔ بیٹھی تھی میری آواز پر دونوں کو جی پیسے کوئی
بھیانک خواب دیکھنے دیکھنے چاہا۔ یہاں تک کہ وہ ابھری ہو اور پھر اس
کی آنکھوں کے گوشے پھیلنے لگے تو جلدی سے اس نے اپنا سر
لوہار کی جانب کر لیا۔

۱۰۔ آپسکڑے میں نے اہستہ سے جگدیش کو ہنسی طلب کیا۔
 کیا میں تنہائی میں نہ ملاؤں ویسی سے گفتگو کر سکتا ہوں۔
 جگدیش نے میرا سوال اس سر کوئی جواب نہیں دیا۔
 بلکہ کہ مجھے تیز نظروں سے گھورا، وہ کچھ نہ کہا جاتا تھا مگر

چھر کچھ سوچ کر میرا کلمات میں تجلیت سی جیسی دہی اور
اڑیوں کے بل گھوم کر حالات سے باہر نکلا کیا میں نے اپنا
وکالت نامہ جو پہلے سے تیار تھا قائل سے نکالا اور اسے نرمل
کے سامنے کر کے ہونے سجدہ کی سے بولا۔

۴۰ منظرہ دلیوی - برادر کو کہہ اس وکالت نامہ پر اپنے دستخط کر دیجئے۔

توت گویائی پرشبہ ہوا تھا۔ مجھے حیرت سے گلو نے کے بعد اس نے دکان کے کمرے پر غور سے دیکھا پھر اپنا بیگلا مٹا دیا۔
 دکانوں کے بھیجے لیا۔ شرمندگی کے احساس اور وقت کی ستمگر یعنی نہ سے مرہب کر دیا تھا۔

چکا ہوں لیکن آپ کی ضمانت کی خاطر مجھے یہ سزا ملے۔ وہ میرا بھائی ہے اس لیے میں بولی تو آند کر رہا تھا تو وہ بھی میری ضمانت کھلے بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن وہ اس شہرت اور ساکھ کی خاطر اس میں

ڈالنا چاہتا۔ پھر آپ میری خاطر کمپن زحمت اٹھائے
ہیں۔ پلینر بھی میرے حال پر پھوٹ بیٹھے۔
میں نے نرملہ کے چہرے پر اچھرنے والے تاثرات
اور اس کی غزالی آنکھوں میں آئندہ کمال کے کام کے ساتھ کونونے
والی نفرت کو بہت غور سے دیکھا۔ وہ اپنی جگہ حق
بجانب تھی۔

میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ میرا فرض ہے۔ میں نے پستور بیچنے کے جواب دیا۔

”کیوں۔ کس لیے؟“ نرملہ نے تین بیچے میں پوچھا۔ جب آپ بزمی چھوڑ چکے ہیں تو بعض میری خاطر کیوں زحمت اٹھاتے ہیں؟

”اس لیے کہ میری اور آپ کی موجودہ حیثیت اور وگروں حالات آپ کو سسر سے بڑی یکسانیت رکھتے ہیں۔ میں نے نہایت چابک دستی سے ایک نفسیاتی حربہ استعمال کرتے ہوئے اسے طعن کیا پھر جب تک قلم کمال کرتا رہتا ہے تو ملاکی جانب بڑھا دیا۔

ایک تانبے کا گھڑی وہ میرے جھولنے پر غور کرتی رہی۔ وہ میری بات کی گرائیوں تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی پھر اس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے قلم لیا اور وکالت نامہ پر دستخط کر کے بچے واپس کر دیا۔

”میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری درخواست رد نہیں کی۔ میں نے وکالت نامہ سسر کے کہیں میں رکھ دیا۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ میری ضمانت ہو جائے گی؟“ نرملہ نے سوال کیا۔ اس کے لیے میں وہ تڑپ اور بے چینی موزوں تھی جو آزادی سلب ہوجانے کے بعد شروع شروع میں ہوتی ہے۔ میں نے بھی بایں ہونا نہیں سیکھا۔ میں نے کہا کہ میری ضمانت ہو جائے گی۔

وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر آہستہ سے بول۔

”کیا آئندہ آپ ملاقات؟“ میرے لیے نرملہ کا سوال غیر متوقع نہیں تھا لیکن میں مصلحتاً اس کے جواب سے گریز کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”نرملہ دیوی کیا آپ اس مفروضہ شخص کو پہچان سکتی ہیں جو مقفل بجاری رام لال کے بھرا تھا؟“

”نہیں۔ میں نے فرادہ ہونے وقت اس کی محض ایک جھلک دیکھی تھی۔“

”آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ سونے سے پیشتر آپ خواب گاہ کا دروازہ مقفل کروا نہیں سکتی تھیں؟“

”جی ہاں۔ وہ سپاٹ اور تیز دروازہ آوازیں بولتی ہیں۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے دروازہ لاک کیا تھا۔“

”آپ کے چہ چہ دیوانہ کار لال رات پہنے دوست کی شادی میں شرکت کرنے کی غرض سے آیا۔ یاد ہے؟“ میں نے اس

میں نے اسے بھی جگن جہاں کا نام دو میان میں آئے اگر گنگوٹلی واسطے میں بدنام تھا تو مجاہدیں اس کی موجودگی کی دوسری کوئی بات پر مجبور نہ کر سکتی تھی۔ اس غرض سے میں ہاتھوں کو ابھار کر لالہ کے حق میں ہمارا کرنا چاہتا تھا مجھے اپنے ارادے میں اس میں شک نہیں ہوتا۔

”آپ کا نام ازہرہ غلط نہیں ہے۔“ نرملہ نے مڑے جذبہ باقی لالہ میں اپنا ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ میں نے متعدد بار آئندہ کہا تھا کہ وہ آپ کے سلسلے میں اپنی تعصبانہ کاروائی ترک کر لیں اس نے برابر مجھے سختی سے جھڑک دیا۔

”میرا خیال ہے سسرانندی جی حالات کے سامنے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے نرملہ کے جواب کے قاعدہ اٹھاتے ہوئے کہا پھر ایک چرخے کی نہایت خوب صورت اداکاری کرتے ہوئے کہا کہ کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند کریں گی کہ آپ کے ملازموں میں کون سا ایسا ہے جسے زیادہ قابل اعتماد دیکھ سکتا ہے؟“

”ہائیک لال! نرملہ نے حقارت سے کہا۔ آئندہ اسے اس کی نفرت کے باوجود ملازم رکھا ہے۔“

”آپ کی مخالفت کے باوجود۔“ میں سمجھا نہیں۔

”وہ۔۔۔ آئندہ کار کو غلط قسم کی لوکیوں سے بھی ملوگا۔“

”نرملہ نے ہائیک لال کی شان میں ایک گندی گالی بولنے کا پھر پیچھے ہٹنے کا انداز میں بولی۔“

”میں ایک درخواست کروں گا۔ میں نے سوچ کر گرم کر ایک آخری ضرب لگانے سے نہایت تنہا ہونے لگا۔“

”نرملہ نے اس کی نفرت سے اور آپ کے دو میان ہونے سے

اعتیار کر لیا تھا کہ نرملہ کو اپنی بربادی میں آئندہ کار اور ہائیک لال کی مشترکہ سازش نظر آنے لگی تھی۔ میں نے بھی کما دی نرملہ کو اشارہ دینے میں میں میں باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ ہم لال کا شراب کھائے میں دھت ہو کر اتنی رات گئے کسی بری نیت سے اس کی خواب گاہ میں داخل ہونا کسی گری سازش کا نتیجہ ہے اور اس سازش میں گھری کے خود یا افراد کا ہاتھ شامل تھا۔

میرا ہاتھ اسٹرنگ پر تھا لڑیں میڈلائس کی روشنی میں سرک پر بھی جوتی تھیں اور ذہن کما دی نرملہ کو پیش آنے والے حاشیے کے بائیں میں غور کر رہا تھا کہ اچانک حلی کے قریب ایک سنسان موڑ پر میں نے فل پرکھا کہ کار گاڑی کو روک لیا۔

میرا مکمل برعکس کر کے حاد اضطرابی اور بے اختیار تھا لیکن بلا مقصد نہیں تھا۔

”بڑا کھاتے ہوئے میڈلائس کی تیز روشنی محض ایک چلنے کے لیے اس شخص کے چہرے پر پڑی جو سرک کے کنارے درخت تک لگائے کھڑا تھا لیکن میں نے اسی ایک چل میں اسے پہچان لیا۔ وہ جگن کے سوا کوئی اور نہیں تھا جو گاڑی

رکتے ہی تیزی سے دوڑنا ہوا قریب آگیا۔

”تم۔۔۔ میں نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“

”آپ کو اسے کہہ دیا کہ وہ کار کو روکا تھا۔“

”میں نے تیز آواز میں سکرانے ہوئے پوچھا۔ کیا آپ کی اور کما دی نرملہ کی ملاقات کا؟“

”میں نے نرملہ سے وکالت لے کر ورتھ کرانے گیا تھا۔“

”میں نے تیزی سے کہا پھر غصہ کیا کہ تحقیق حالات کی تفصیل معلوم ہو چکی ہے۔“

”میرا تیز رفتاری گمشدہ ملازم کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ منور کا حکم جگن کی سختی سے ذکر کریں چھپ گیا ہے۔“

”جگن۔۔۔ میں نے بڑی محنت کا لیتے ہوئے کہا کہ نرملہ کا بیان ہے کہ ہم لال کے ہمراہ ایک شخص ملا رہی تھا۔“

”یہ سب کالی قوتوں کے کرشمے ہیں۔ ہائیک آپ ان باتوں میں اپنے آپ کو براہ کرتے ہیں۔ میں جگن نے پاٹ آواز میں جواب دیا پھر اپنا منورہ جہرہ میرے قریب لائے جو تیز رفتاری سے بولا۔ آپ کوئی منورہ نہیں سرکار۔“

”میں نے جگن کی پیشانی پر نرملہ دیوی کی ضمانت ہونے لگی۔“

”میں نے جواب دیا کہ میں نے تعجب پوچھا۔“

”لیکن نہیں۔۔۔۔۔“

”ہائیک لال سرکار: جگن نے میرا جملہ کاٹ کر بڑے بے ہودہ انداز میں آنکھ ہانٹے ہوئے کہا: ”وہ بھری عدالت میں اگر اپنے جرم کا اقرار کرے تو مرنا دلواری پر کوئی آج بھی نہیں آسکے گی۔“ کیا واقعی ہائیک لال بھی اس واردات میں ملوث ہے؟ میں نے جیت سے دریافت کیا۔

”پھر بھی آہم سے بتاؤں گا ہائیک! ابھی تو مجھے کسی شمشان گھاٹی (جہاں ہندو مرنے جلاتے جاتے ہیں) پر بھیج کر ہائیک لال کا کریم پورا کرنا ہے۔“ جگن نے اس بار بے حد سرد اور مستحکم لہجے میں جواب دیا پھر اس سے پیشتر کہیں کوئی دوسری بات نہ کہ وہ تیزی سے پلٹ کر دوڑتا ہوا تاریکی میں گم ہو گیا۔ میں نے جبکہ ڈال نکال کر پیشانی صاف کی پھر کار کو کھلی طرف پر ڈال دیا۔

دوسری صبح میرے لیے بے حد شہنی خیر ثابت ہوئی۔ میں نے کچھ ہی پہنچ کر کمداری فرما کے سلسلے میں ضمانت کے کاغذات کے ساتھ اپنا وکالت نامہ داخل کیا تو میری آمد کی خبر نے میرے پرانے واقف کاروں اور ہم پیشہ دوستوں میں خوشی کی لہر دوڑا دی۔ میرے کچھ ساتھی جسٹریٹ اور جج بھی بن چکے تھے انھوں نے مجھے مبارکباد پیش کی لیکن وہ وکیل اور پیرسٹر جنھیں میری آمد سے اپنی ساکھ و شہرت و وقوفی محسوس ہوئی وہ بے حد

پریشان تھے۔ میں نے ان باتوں پر ہلکی سی ہنسی دی اس سے کہ کچھ دیر بعد میں نے جنھن ترلا اور آندہ کی خاطر کیا تھا۔ پیرسٹری کا پیشہ اختیار کرنے کا فیصلہ تو میں بہت پہلے ہی کر چکا تھا۔

کمداری فرما کے ضمانت کے کاغذات جس جسٹریٹ کے سامنے پیش کیے گئے وہ نہایت متعصب اور راشی واقع ہوا تھا پیش کار نے مجھے دفعتی زبان میں بتا دیا کہ اگر میں نے قبل از وقت ایک معقول ڈاؤن جیسٹریٹ صاحب کی خدمت میں پیش نہ کیا تو کسی قیمت پر ضمانت کے معاملے میں میری کامیابی ممکن نہ ہوگی۔ میں نے پیش کار کی بات منہیں کرنا ہی شاید اس لیے کر لی تھی یقین تھا کہ جگن نے قبل از وقت کمداری فرما کے سلسلے میں گزشتہ رات جو حتمی فیصلہ کر دیا تھا وہ درست ثابت ہوگا۔

دو ہفتہ پہلے ہائیک لال نے میرے فرما کے کاغذات جسٹریٹ کے سامنے پیش کیے گئے۔ عدالت کے دو پیرسٹریٹ ملازمہ مگر دیکھیں وہ موجود تھا جس نے ضمانت کی منظوری کی شدید مخالفت کی اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے اس نے جسٹریٹ کو باور کرائے کی کوشش کی کہ قاتل ایک ذمہ دار اور اہم عہدہ پر فائز افسر

سنگتراش اقلم علیم

دنیا سے الگ تھگ روپوشی کی زندگی گزارنے والے اوہام پرستی کے نت نئے میں رنگے ہوئے جبرین قبیلے کی ظلماتی داستان

آتش کدے کا مقدس پرومٹ مانئیں! پر اسرار اور ماورائی طاقتیں اس کی غلام تھیں۔

جس سے جبرین کا سردار جو با بھی خائف

ایک سنگتراش کی محبت کا دلگداز فسانہ جس کی محبوبہ کی روح پروہت کے قبضے میں تھی۔

سحر اور اسرار کے پردوں میں لپٹی ہوئی ایک پر اسرار داستان نیکی اور بدی کا خوفناک تصادم

دو جلدوں میں مکمل

قیمت: حصہ اول = 150/-

قیمت: حصہ دوم = 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار لاہور

اس سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سرکاری وکیل سے اتفاق کر رہا ہے اس کے برعکس جب میں اپنے ٹھوس دلائل پیش کرنے لگا تو وہ براسامہ بنا کر یا تو مجھے ہانکواں یا تو انھوں سے گھوٹا دیتا یا محض وقت گزرنے کی خاطر اپنے سامنے رکھی ہوئی فاصل کے کاغذات اٹھنے پھٹنے لگتا۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک سے اور سرکاری وکیل کے سامنے گرامر بحث کا سلسلہ جاری رہا پھر اچانک میں نے عدالت میں انیسٹر جگدیش اور آندہ کمار کے ملازم ہائیک لال کو داخل ہونے دیکھا تو ایک لحظے میں سے وہ میں کے پردوں پر جگن جیاد کا ہونا اچھا یا۔ ہائیک لال کے ہاتھوں میں ہتھکڑی دیکھ کر میری میاں بھائی ٹھٹھک اٹھی پولیس کے درمیان وہ جس انداز میں گردن جھکانے عدالت کے اندر داخل ہوا وہی اسے مجرم ثابت کر دیتا تھا۔

انیسٹر جگدیش نے سرکاری وکیل سے اجازت لینے کے بعد ایک قابل عدالت کے دو بدوہ پیش کی تو کچھ دیر کے لیے شہنشاہی ہو گیا۔ آندہ کمار بھی ہائیک لال کو عدالت میں اس حالت میں دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا لیکن میں سمجھ چکا تھا کہ اب جگن جیاد کا سفلی عمل بساط کا رنگ سیرت میں قلمبند ہوا ہے۔ پھر وہی ہوا جو گزشتہ رات جگن نے کہا تھا۔ جسٹریٹ نے انیسٹر جگدیش کی پیش کردہ فائل کا مطالعہ کرنے کے بعد ہائیک لال کو حوالات بھیجے کا حکم صادر فرمایا اور کمداری فرما لاک ضمانت منظور کر لی بعد میں مجھے انیسٹر جگدیش کے ذریعے اس

بات کا علم بھی ہو گیا کہ ہائیک لال نے اپنی اہلیہ بینا کے جرم کا اقرار کر لیا تھا کہ وہ قاتل جیاد کی راک لال سے ملا ہوا تھا ترلا کی خواب گاہ کے دوسری چابی اسی نے ہوا کہ وہ لال کو دی تھی جس کے عوض راک لال نے اسے دو ہزار روپے دیے تھے۔ انیسٹر جگدیش نے ہائیک لال کے اقبالی بیان کے ساتھ ہی دوسری چابی اور وہ دو ہزار روپے جو اس نے ہائیک لال کے کواٹر سے تلاش کیے پر برآمد کیے تھے پیش کر دیے جس کے بعد عدالت نے پاس کمداری فرما کی ضمانت منظور کر لینے کے سوا کوئی دوسرا چارہ کار نہیں تھا۔

میں عدالت سے باہر نکلا تو آندہ کمار نے میرے قریب آتے ہوئے سرگرمی کی۔

”سٹر جمال۔ میں آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ میں نے جو کچھ کیا وہ میرا فرض تھا۔ میں نے جج کی جانب دیا پھر کہا: ”ابھی تو صورت ضمانت ہوتی ہے اصل خوشی تو مجھے اس دن ہوگی جس دن کمداری فرما کو با عزت طور پر پیش کرے جرم سے بری کر دیا جائے گا۔“

لی ہوتی ہے اور اگر اس کی ضمانت منظور ہوئی تو حقائق کو مست کرنے کے لیے جو کوششیں ہوں گی وہ یقیناً بار آور ثابت ہوں گی اور قانون کے معائنہ نمونوں کو بولا کرنے میں دشواریاں پیدا ہوں گی۔ سرکاری وکیل پولیس آفیسر نے ہائیک لال کی ہانکوں سے غور و اہم قانونی بحثوں اور اسی قسم کے سابقہ حوالوں سے عدالت کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا۔ میں غامض کھڑا اس کی باتوں کو وہ بیان سے سن رہا تھا جب میری باری آئی تو میں نے عدالت کے دو پیرسٹریٹ کو ہائیک لال کی کوشش کی کر رہی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایک ذمہ دار افسر کی بوی ہے بلکہ خود بھی نہایت ذمہ دار اور قانون کا احترام کرنے والی قانون ہے۔ میرے مقتول راک لال اور اس کے ساتھی نے اپنی ہائیک اور مذموم سارکس کے نتیجے میں عدالت کے کمرے میں ایک مجرم اور قاتل کی حیثیت سے لاکھڑا کیا ہے۔

اپنے دلائل پیش کرتے ہوئے میں نے عدالت کو یہ حقیقت بھی باور کرائے کی کوشش کی کہ راک لال کو ٹھکانے لگانے کے بعد میری موت کرنے ایک مجرم اور قاتل کی حیثیت اختیار کر لی ہے لیکن اگر وہ اپنی عزت کی حفاظت نہ کرتی اور اس کو ہڑا پ کوٹت جاتے دیتی جو ایک شریف باعزت عورت کا سب سے قیمتی اور اہم تر زیور ہوتی ہے تو وہ معاشرے میں بڑی اور سفلی نظروں سے دیکھی جاتی۔ مجرم راک لال کو اس جرم کی بدولت یہ حیرت انگیز حقائق وہ ایک عورت کی کمی ہوتی عزت کے

متعلقے میں بہت کم ہوتی اور یہ کہ قانون میری موکل ہوئی ہوئی عزت واپس نہیں دلا سکتا تھا اس لیے میری موت کو اپنے عزت کو ایک وحشی ذریعے سے جانے کی خاطر جرات منی قدم اٹھایا وہ ہر جہہ خلاف قانون ہے لیکن اسے فتاویٰ گروں نے ہی قرار نہیں دیا جاسکتا اور جن حالات کے پیش نظر مجرم سزا دیا ہوا وہ محسوس ثبوت کے بعد قابل معافی ہے اس لیے اگر مذکورہ ضمانت رد کی گئی تو میرا سزا انصافی ہوگی۔ اس کا اثر میری موکل پر ہوا ہے گا اور وہ اس زیادتی کے حصے سے اپنا ذمہ تو ازن بھی کھوسکتی ہے جس کا تانک عدالت کے لیے ناممکن ہو گا۔

عدالت میں آندہ کمار بھی موجود تھا جو نہایت مضطرب کی کیفیتوں سے دو چار نظر آ رہا تھا۔ میری اور سرکاری وکیل کی گرامر بحث کے دوران وہ بار بار اپنی نشست پر پہلو دے لے لگتا۔ میں آندہ کمار سے زیادہ جسٹریٹ کے پاس سے برا بھونے والے اثرات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ سرکاری وکیل کے دلائل سننے کے بعد وہ جس انداز میں اپنے سرکاشات کے طور پر جھیش دیتا

بھگوان کو سبایا ہی جو۔
 بہت سے کام بھی مشر آئندہ میں نے اسے دلایا ہے
 ہونے لگا۔ خدا جو بھی کرتا ہے اس میں انسان کی کوئی نہ کوئی
 جھلکا ضرور ہوتی ہے۔
 مجھے اس ملک حرم ہنک لال سے ایسی فدا کی امید
 نہیں تھی۔ آئندہ کار ہونٹ کاٹتے ہوئے ہولناک کرکے پلے مل رہا
 کروہ اس حد تک گر سکتا ہے تو میں اسے گولی مار دیتا۔
 جو شخص لوگوں کے کارہا میں ملوث ہو اس شخص کو
 اور ملک مدلی کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔
 کیا مطلب ہے آئندہ کار میرا جواب سن کر چمکا۔
 میرا شوہر ہے کہ جب تک عدالت اس کیس کا کوئی آخری
 فیصلہ صادر نہ کرے آپ ہائے لال کے سلسلے میں اپنا رویہ اگر
 حساباً بن دوں گا تو میں بھی تو زیادہ مناسب ہو گا۔ دوسری شکل
 میں اس کی زبان کھل گئی تو صورت حال اور زیادہ خراب
 ہو گئی۔
 میرا ہر عمل زیادہ کاری ثابت ہوا آئندہ کار اس طرح
 حیرت سے مجھے گھونٹ لگا جیسے میں نے اسے کوئی سنگین جرم
 کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لال کے لکھا ہوا جواب میں وہ مجھ سے
 کچھ کنا چاہتا تھا لیکن میں اسے تشدد نہ چھوڑا تو آگے بڑھ گیا
 جہاں میرا ذرا میری راہ دیکھ لیا تھا۔
 وہ پھر کوئی کھانے کی میز پر بیٹھا دیکھا تو حالات کی
 تفصیل سنا کر ہلکا کر ملا۔ مجھے کارہا نہ ملا کہ وہ کی اطلاع
 دی میں نے اپنے ذائقے سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ عدالت کے
 فیصلے پر اسے خودی طور پر کاغذات کی فائز پری کے بعد نمٹ
 پڑا کر دیا گیا تھا۔ آئی جلدی نرملہ کی جانب سے رابطہ نہ
 کیے جانے کی توقع نہیں تھی چنانچہ جب ملازم نے مجھے فون کی
 اطلاع دی تو میں درخش سے معذرت کرتا ہوا تیزی سے
 باہر آگیا جہاں کریدل سے دور کھانا ہوا سیر میری راہ تک
 دیا تھا۔
 "ہیلو۔ جمال اسپیکنگ" میں نے لہجہ اٹھا کر کہا۔
 "نرملہ" دوسری جانب سے نرملہ کی آواز سنائی دی۔ میں
 آپ کی شکریاں ادا کر رہا ہوں مشر جمال کہ آپ نے...
 میں آپ کو ملنے کی مبارکباد پیش کرتا ہوں گا
 نرملہ میں نے اس کی بات پوری ہونے سے پیشتر کہا۔ اور آپ
 کو تعین دلاتا ہوں کہ موجودہ کیس سے بھی آپ کو باعزت طور
 پر بری کرانے کی پوری کوشش کروں گا۔
 "مجھے آپ پر اعتماد ہے۔ نرملہ نے جواب دیا۔ آئندہ کار کے

با اعتماد لازم کے سلسلے میں آپ کا شہرہ ٹھیک ہی ثابت ہوا
 میں آپ کی ذہانت کی داد دیتی ہوں۔
 "خانوہی معاملات میں کامیابی کا سہرا ہمیشہ اسی کے سر پہ
 ہے جو ہر ایک بستی کا عادی ہو۔ میں نے پیشہ وارانہ انداز میں
 کہا پھر پوچھا یہ کیا مشر آئندہ اس جرم کو نکال کر دے
 کوئی کامیابی حاصل کی جو جھٹلے والی رات موقعہ ملاقات سے
 فدا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا؟
 "میں نے ابھی تک اس سلسلے میں آئندہ سے کوئی بات
 نہیں کی تھی نرملہ کے لیے میں نفرت اور حقارت موجود تھی۔
 "آپ اس وقت کہاں سے بل رہی ہیں؟ میں نے تیزی
 سے دریافت کیا۔
 "فی الحال میں آئندہ کے ساتھ لیٹنے پر مجبور ہوں لیکن اس
 کیس کے بعد ہمارے واسطے مختلف ہوں گے۔ یہ میرا آخری فیصلہ
 ہے اگر آپ کو میری ضرورت پیش آئے تو میں اسے اپنی خوش
 قسمتی سمجھوں گی۔ نرملہ نے پاٹ آواز میں کہا۔ میں نے آپ
 کو جسکی اسی مقدمہ فون کیا تھا کہ میرے مقدمہ کے سلسلے میں
 آپ آئندہ پر بھی اتنا کریں اس کا علم میرے اور آپ کے
 سوا کسی اور کو نہیں ہونا چاہیے۔
 "کیا مشر آئندہ کو بھی نہیں ہے میں نے نرملہ کو کہنے کی راہ
 سمجھ گئی ہے پوچھا۔
 "آئندہ کو بھی کسی بات کی ہوائیں لگنا چاہیے۔ اس بار
 بھی حقارت سے جواب دیا گیا۔ "مجبوراً میں نے بھی دلیلیں
 جانے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ "مجبوراً میں نے بھی دلیلیں
 کر لیں پڑا کر دیا۔
 مجھے نرملہ کے فون سے خوشی ہوئی۔ اس لیے کہ دشمنوں کی
 لاپٹا ایک اہم جواب پوری طرح میرے قبضے میں تھا۔
 وقت کی گزرتی ہے سترق میں بے حد سادہ گزار ہوتی جا رہی
 تھی کل تک آئندہ کار میری موت کا خواب تھا لیکن آج حال
 کے پیش نظر اسے میری زندگی کی ضرورت تھی وہاں رہا جاتا
 تو میرے خلاف اب کوئی سخت قدم نہیں اٹھا سکتا تھا اس
 لیے کہ میں نرملہ کیس لڑ رہا تھا اور اس لیے بھی کہ نرملہ
 پوری طرح میری ہتھی میں تھی۔ نرملہ جو آئندہ کار کی دھن تھی
 رگ تھی اداس کے پاس بے شمار ایسے راز بھی محفوظ تھے جن کا
 انداز آئندہ کار کی تمام سادہ شدت کو ایک لمحے میں خاک میں
 ملا سکتا تھا۔
 اسی رات مجھے آئندہ کار نے فون کر کے ایک نئی اطلاع
 دی اس کے بیان کے مطابق ہائے لال حالات میں بڑی

پرامن حالت میں روزہ پائی گیا تھا۔ اس کے جسم پر نہ تو کسی قسم کے
 زخم کا کوئی نشان تھا نہ ہی نظر سے اس بات کی کوئی علامت
 نظر آتی تھی جس سے زہر کھا کر خود کشی کے امکانات پر غور کیا
 جاتا۔ اس کی کالیں کو پوسٹ روم کے لیے کوئی عمارت میں
 پولیس کو اسپتال روانہ کر دیا گیا تھا۔
 پولیس کو کالیں کے پاس سے سرخ رنگ کا ایک کچھ
 دھاگہ ملا تھا جس کے بائیں میں ہی تھپا لیا جا رہا تھا کہ اس
 کا رنگ انسانی خون کی وجہ سے سرخ ہو گیا ہے پولیس کے ڈاکٹر
 نے فوری طور پر کالیں کے معائنے کے بعد یہ حیرت انگیز انکشاف
 بھی کیا تھا کہ ہائے لال کی موت جسم کا سارا خون اچانک خشک
 ہو جانے کے سبب واقع ہوئی ہے اور اسی انکشاف کی روشنی
 میں کالیں کے قریب پائے جانے والے سرخ دھاگے کو قاتل
 کی پرامن موت سے خاص نسبت دی جا رہی تھی لیکن ابھی تک یہ
 بات برطرف کیے لیے باعث حیرت بنی ہوئی تھی کہ بعض کچے
 دھاگے کا ایک تھیرا کھانسی اچھے جیل اور صحت مند آدمی کی موت
 کا سبب کیسے بن سکتا ہے؟
 آئندہ کار سے گفتگو ختم ہونے کے بعد میں نے ہائے
 لال کی موت کے بارے میں سوچا تو میرے ذہن کے پردوں
 پر ایک خاک کا بھر کر تیزی سے واضح ہوتا چلا گیا۔ اور وہ خاک
 جگن چار کے سوا کسی اور کا نہیں تھا۔
 میں اپنی داستان محبت کو دل دینے کے بدلے سینے کی
 کوشش کروں گا۔ اگر واقعات کو ترتیب اور تفصیل سے کہوں
 تو شاید میری عمر فائدہ کرے اور میری خواہش ہے کہ میں اپنی
 زندگی کے ان المناک واقعات کو مقبلی جلدی ممکن ہو اپنی فائز
 میں قلم بند کروں کہ کل نہ جانے حالات کیا رخ اختیار کریں۔
 مجھے اپنی جانناؤں و جن دولت اور جاگیر سے کوئی دل چسپی
 نہیں لیکن میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میری موت کے بعد میرے
 وہ عزیز و اقارب جو تمنا آئندہ کی میری موت کا انتظار کرتے رہے
 دنیا کو دکھانے کی خاطر منکر پچھ کے آئندہ سائے مجھے مانتے
 آج میرے والد کی جانناؤں کو برب کر جائیں۔ آج میرے
 ساتھ جو کچھ پیش آرہا ہے وہ شیت ایزدی بھی ہے لیکن اس
 میں میرے عزیز و اقارب کا ہر جھجکا بھی شامل ہے میں تسلیم کرتا
 ہوں کہ خدا کی مرضی کے بغیر ہستی سے ٹوٹا ہوا کوئی سوکھا پتہ
 بھی اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتا لیکن بزرگوں نے یہ بھی
 کہا ہے کہ انسان خود اپنی قسمت رقم کرتا ہے میرے عزیز و اقارب
 نے اگر میرے والد کی وفات کے بعد مجھے چھٹان نہ کیا ہوتا تو

شاید میں نے اتنا کسفر کرنے کا نہ ہٹی ہوئی۔ بھٹکتے بھٹکتے میں
 سری لنکا نہ گیا ہوتا تو کابل سے میری ملاقات بھی نہ ہوتی اور
 اگر کابل سے ملاقات نہ ہوتی تو درخش کا نام میری زندگی
 میں بھی نہ سنائی دیتا۔
 لیکن شاید قدرت کو یہی منظور تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ
 درخش کے ساتھ زندگی کا سفر بے حد سکون و آسائش سے طے ہو
 جائے گا اور میرے عزیز و اقارب جو بڑے بڑے لوگوں کی طرح دور
 دور لکڑی ہائے بیٹھے مجھے دوسرے لینے کے منصوبے بنا رہے تھے
 میری جانناؤں کے ایک جائزہ وارٹ کی پیدائش کے بعد میرا تقاب
 چھوڑ دیں گے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ میں نے جو خواب دیکھے تھے وہ
 شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ ہر خواب کی تعبیر میری توقع کے برعکس رہی
 جیسا کہ اور المناک ثابت ہوئی اور میں اب اس رونا دھونے
 کی کوشش کر رہا ہوں۔
 جگن کے آواز سے میرے دشمنوں کی کڑواہٹ گئی تھی۔
 وہ جوں تک بڑھ بڑھ کر مجھ پر قابو نہ مل سکے ان کے ٹھکانے سے
 تھے اب اپنی اپنی کہیں گا ہوں میں چھپ کر بیٹھ کر مجھے گڑبڑ نہ
 اور بربکاش اور بھربھائی و دام لال کی موت ان کے ذہنوں کو
 مضبوط کر گئی تھی پھر حالات سے ترقی میں آہستہ آہستہ سازگار
 ہونے چلے گئے۔
 کدو نرملہ کی ضمانت کے بعد آئندہ کار بھی درمیان میری
 حمایت کرنے لگا۔ صرف اس بات کا غور تھا کہ ہائے لال
 کیس عدالت کے دربار پیش ہونے کے بعد اپنے سابقہ بیان
 سے منکر نہ ہو جائے اس کا غور اپنی جگہ درست تھا تو عدالتی
 مقدمات میں ہی ہوتا ہے کہ جرم پولیس کے لیے حلوارا ہوا جند
 لکڑی سے بچے کے لیے اور جرم کر لیا ہے مگر عدالت میں پیش
 ہونے کے بعد وہ اپنے بیان سے خوف ہو جاتا ہے اور یہ بھی بتا
 دیتا ہے کہ اس نے محض پولیس کے قلم و لکڑی سے بچے کی فائز جری
 طور پر اپنی مرضی کے خلاف بیان دیا تھا اور تب اس کے لیے
 نوٹے بیان کی سادی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔
 آئندہ کار کو اس بات پر بھی حیرت ہوئی تھی کہ ہائے لال
 نے کدو نرملہ کے سلسلے میں مرحوم دام لال سے کیوں ساز باز کی
 اگر ہائے لال ذہنی طور پر ٹھیک ہوتا تو شاید وہ خود بھی اپنے
 بیان پر شہدہ نہ جاتا لیکن وہ قریب تو مکمل طور پر عقل کے
 ناپاک عمل کے زبیر تھا اس نے جو کچھ کیا وہ جگن کی مرضی کے
 عین مطابق تھا۔
 ہائے لال کی پرامن موت نے قانونی بھی گیوں کو ہرے
 لیے اور آسان کر دیا۔ مرحوم جو تحریری بیان لے چکا تھا وہ پولیس

کی کافی برآمدہ تھا جس نے گاڑی نرملاکو بچانے میں میری بے حد مدد کی۔ جنگ کی گندی طاقت بھی میری پشت پناہی کر رہی تھی اس لیے مجھے شیشے سے گاڑی نرملاکو بچا جس ہزار رقبے جو آزاد اور ناہموار است عدالت کی معمولی مزاحمت کو برداشت کر دیا، اس روز جب وہ عدالت سے بری ہو کر باہر آتی تو اسے خوشحال ہونا چاہیے تھا لیکن وہ کسی گری سٹین میں ڈوبی نظر آ رہی تھی۔

”نرملادیری میں آپ کو محفوظ رکھ لال کے قتل کے جرم سے رہائی پانے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے نرملاکو مبارکباد پیش کی کہ اس کے ہمنوں پر ایک معنی خیز مرکز ہر ملایا تبسم بھرا یا۔

”یہ سب آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے مشرورمال۔ اس نے مجھے گیسے کہ میں آپ کا یہ احسان زندگی کی آخری سانسوں تک یاد رکھوں گی۔ آپ نے ہمیں کو ممکن بنا دیا وہ مجھے اپنے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔

”ایک مہرے کیلئے مرحوم ہائیک لال کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے حقیقت کا انکشاف کر کے میری شکل حق کر دی۔

”ہائیک لال کی موت کا مجھے بے حد افسوس ہے۔ گاڑی نرملاکو نے ہر شے کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کی شادہ پیشانی شکن آلود ہو گئی تو میں نے اسے ٹوٹنے کی خاطر دلی زبان میں یاد دلایا۔

”آپ نے یہ دلی زبان میں نرملاکو کو یاد دلایا۔ ہائیک لال نے ہر مشرورمال لال کے ساتھ اس کی ناپاک سازش میں امانت کی ہوئی قوت۔

”نرملاکو لال کی جگہ کوئی دوسرا ملازمہ لیتا۔ نرملاکو نے میرا ہول کاٹتے ہوئے تیزی سے جواب دیا تو میں چونکے بغیر رہ سکا۔

”میں آپ کا اشارہ نہیں سمجھ سکا۔

”مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ کا دل مجھ سے آگیا ہوگا۔

”نرملاکو نے مجھ سے نفرت کے ساتھ ساتھ احترام کا جذبہ بھی شامل تھا۔

”ہرملاکو نے مجھ سے کہا کہ وہ ہرملاکو۔

”اس کا قصہ بھی بہت جلد ہو جائے گا کہ کون سی جگہ پر نرملاکو نے آواز میں جواب دیا پھر دوبارہ بڑی نرم جوشی سے میرا شکریہ ادا کر کے چلی گئی۔

”آئندہ کارلے بھی شکریہ کے ساتھ مجھے اپنی وفاداری اور محبت کا ہر لوہے کا پتھر دلا تھا۔ میں کبھی سے حویلی واپس آیا تو بے حد خوش تھا۔ وہاں نے میری کامیابی اور نرملاکو کی رہائی کو وہ بھی خوش ہو گئی۔ وہ عورت تھی اس لیے دوسری عورت کی پریشانی سے بچا۔

”وقت کی بساط پر حالات نے جو پناہیں تبدیل کیا تھا

اس کی تمام تر وفاداری جنگ کے سرخوشی جس کے آملنے سے میرے تمام دشمن میدان سے ہٹ گئے تھے میرے لیے اب راستے صاف تھے اب حویلی سے نکلے ہوئے مجھے اس بات کا خطرہ لاحق نہیں رہتا تھا کہ وہ میرے لیے کسی کیس میں گرفتار ہو جائے اور مجھ سے لے کر مجھے موت کے گھاٹ اتارنے کی خاطر راستے میں کسی جگہ سے ہول کے سنگ کی ان دونوں برہمن میں اور آدھ سے گزرتی تھی۔

جبکہ اوپر کی کوشش کو بھی یقین آچکا تھا کہ اب میری اور درخشاں کی شادی کے سلسلے میں مخالفین دوبارہ اپنا سر نہیں اٹھا سکیں گے۔ میرا پانا اندازہ بھی یہی تھا کہ وہ اپنے ناکامیوں اور ادم پر کوشش اور ہال کو کھوٹنے کے بعد میرے دشمنوں کا زور ٹوٹ چکا ہوگا لیکن یہ بری خوش فہمی تھی۔

میرے دشمن جو جنگ کے ایک منظر عام پر آجائے وہ کھلا کر میرے دل سے ہٹ گئے تھے مجھے بھولے نہیں تھے اندھی اندھ خود کو منظر کر رہے تھے خوف ناک منصوبہ بنائے تھے ان کے ادا کرنے میں تیزی سے اور سفاک تھے اس کا ذکر اس کے چل کرکڑوں کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ نہایت گھٹیش مہاراج اور اس کے گرگوں نے میرے اور درخشاں کے درمیان فیصلح حاصل کرنے کی خاطر اندھی اندھ فتنی خطرات کا اور گدی سرخس کھوٹا شروع کر دی تھیں۔ آج بھی جب مجھے وہ باتیں یاد آتی ہیں تو میرے سر پر رشتے الٹ پڑتے ہیں۔ ہر حال میں ان کے اشارے سے کام لے کر اپنی داستان کو سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔

دیوان بھی مجھوں نے میری خاطر اپنا گھر چھوڑ کر باغیچہ میں بڑی تیزی سے دوبارہ صحت ہو چکے تھے۔ میں نے ان کی خاطر اور خدمات کی کوئی اپنی ایک دوسرا مکان خرید دیا۔ میں دیوان بھی کی خاطر جو کچھ بھی کرتا وہ تم تھا اس لیے کہ انھوں نے متعدد موقعوں پر اپنی جگہ پر گھر میں ڈال کر مجھے موت کے منہ سے نکالا تھا۔ میری خاطر اور حالات کو سنبھالنے کے ارادے سے انھوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھر سے گھر کو آگ لگا دی تھی۔ خود کو بھڑکے شعلوں میں ڈال کر بھڑکا ڈالا تھا، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید واقعات کا رخ کچھ اور ہوتا لیکن دیوان بھی کی ذہانت اور دیری نے پانسہ پلٹ دیا تھا میری زندگی کی خاطر انھوں نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی اور اسی داؤ پر جیت گیا وہ اپنے رفیق و ملازم مرزا کو بھی کھینچے تھے۔ جنگ چار بھی دیوان بھی اور مرزا ملازم مرزا کی کوششوں کی وجہ سے میری مدد پر آمادہ ہوا تھا۔ مرزا دیوان بھی کی کوششوں اور قربانیوں کے سبب حق میں بے شمار تھیں اور اگر میں یہ کہوں کہ وہ مجھے باطل اپنی اولاد کی طرف مڑنے والے تھے تو شاید سب سے پہلے جان ہوگا۔

میں دیوان بھی کی عیادت کے لیے بڑے سونے ہسپتال آیا کرتا تھا اس دن بھی میں حسب معمول تیاری کر رہا تھا کہ درخشاں نے بھی میرے ساتھ حملے کی فراش کر دی۔ میں نکلے سمجھنے کی منتی کی کوشش کی لیکن درخشاں نے کسی طرح میری بات نہیں مانی وہ ہر قیمت پر دیوان بھی کی مزاح پر کسی کی خاطر میرے ساتھ حملے پر بھڑکے تھی اس خیال سے کہ اب حالات بہتر ہو چکے ہیں اور درخشاں نے ایک عرصے سے حویلی کے باہر قدم نہیں دیکھا میں اس کے اصرار کے آگے بھڑک گیا۔ اور وہی میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی جس کی خاطر میں آج تک بچتا رہا ہوں کاش مجھے اعزاء ہوتا کہ درخشاں کو زندگی کی حالت میں حویلی سے باہر لے جاتا میرے لیے زندگی کا ایک رشتہ ہوا نا سو دن چائے گا تو میں کسی حال میں بھی اسے اپنے ساتھ نہ لے جاتا لیکن محنت میں جو دم کیا جا چکا ہوا اسے بھلا کون مٹا سکتا ہے۔

کیکاش کے بیان کے مطابق دیوان بھی پوری طرح صحت مند ہو چکے تھے اور ہسپتال سے گھر منتقل کیا جا سکتا تھا لیکن میں چاہتا تھا کہ دیوان بھی کچھ دن اور آرام کریں تو زیادہ مناسب ہوگا۔

ہر حال جب دیوان بھی نے درخشاں کو میرے ساتھ دیکھا تو پانسہ پلٹ کر ہمیں خوشی سے ڈال دیا۔ وہ کیکاش نے درخشاں کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا لیکن اس کی موجودگی میں کچھ کہنے سے گریزا۔ ہم بھی میرے دیوان بھی کے پاس پہنچے پھر درخشاں نے ہسپتال کا تفصیل جان کر لے کر خود کیکاش کا اظہار کیا تو کیکاش اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ میں دیوان بھی کے پاس ہی بیٹھا رہا۔

”جہاں میں آپ نے بگ صاحب کو ساتھ لاکر اچھا نہیں کیا؟“ درخشاں اور کیکاش کے جانے کے بعد دیوان بھی نے مجھے گلی سے جواب دیا۔

”میں نے درخشاں کو منع کیا تھا لیکن وہ کسی طرح آمادہ نہیں ہوئی چنانچہ حالات کے پیش نظر۔

”میں سرکار نے دیوان بھی نے میری بات کاٹتے ہوئے تیزی سے کہا۔ آپ کو دور اندیشی سے کام لینا چاہیے۔ دشمن کو قہر کھنا میرے نزدیک سب سے بڑی حفاظت ہے اور جہاں ناپاک اور گندی قوتوں کا عمل و فعل ہو دیں تو انسان کو بہت چھوٹا سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔

”میں آئندہ احتیاط رکھوں گا۔

”میرا بھی یہی مشورہ ہے چھوٹے سرکار کہ جب تک آپ

کی حویلی میں خوشی کے شادی نے سبج جانیں آپ کو ہر طرح سے محتاط رہنا چاہیے۔

”کیکاش کا خیال ہے کہ آپ اب گھر جاسکتے ہیں میں نے گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر کچھ دیوان بھی کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات دیکھ کر جلدی سے بولا۔ آپ نے میری خاطر اپنے جس گھر کو آگ لگا دی اب وہاں وہاں آپ کا جانا مجھے پسند نہیں چنانچہ میں نے آپ کے لیے حویلی سے قریب ہی ایک دوسری رہائش گاہ خرید لی ہے۔

”میں خادم ہوں جہاں میں دیوان بھی شدت و جذبات سے مغلوب ہو کر بھڑک رہی ہوئی آواز میں بولے۔ آپ کی خاطر اگر میری جان بھی کام آجائے تو میں اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوں گا۔ آپ نہیں جانتے، ہر شے سرکار کے جواہرات تھے پھر وہ بے شمار ہیں شاید میں سرکار بھی ان احسانوں کا بدلہ نہ چکا سکوں گا۔

”کچھ حساب ال میں بھی ہوتے ہیں دیوان بھی نے ہنسنے لگے۔ ”میں جہاں یہ پھر موضوع بدل کر بولا۔ میں جنگ کی اس کی خدمات کے عمل کے رقم دینا چاہتا ہوں۔ آپ کا کیا مشورہ ہے؟“ ”جو گزے اور ناپاک عمل کرتے ہیں ان کی ذہنیت بھی بے حد گندنی اور غلیظ ہوتی ہے۔ تو دیوان بھی نے کہا۔ آپ کے پاس یہ سونے کی بی بی ہیں یا بھلا۔ یہ بی بی بھاری مٹھی گھر کر دی جائے۔ بندہ کام کا ہے اور ہمارے دشمنوں کو ٹھکانے بھی لگا سکتا ہو۔ ہمارا جیسا حاکم کیے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے خوش کرنے کی خاطر ذکر چھینا ابھی تھا لیکن اس نے سختی سے انکار کر دیا۔

”کیوں؟“

”مجھے اس کا انکار سن کر حیرت ہوئی تھی لیکن اس کے خون میں شایہ خرافات کے دوچار غلط فہمی باقی ہیں۔“ دیوان بھی بولے۔ ”میں نے رقم کا نام لیا تو وہ طلاؤ مرزا کو یاد کر کے دھن لگا پھر کہنے لگا۔ کیسی بات کہ اسے ہار شمساز میں بھلا لے لنگو شیار کے دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے نام لے کرے کروں گا۔ فالت کا جواز دہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ دوست کے قرض کا سول تولی شروع کر دوں۔“

”پھر بھی۔ میں کسی نہ کسی طور تو اس کی خدمات کا اعتراف کرنا ہی ہوگا۔“

”میں ڈراما ہسپتال سے نکلوں تو پھر کچھ سوچ لوں گا۔“

”نہایت گھٹیش اور اس کے ساتھیوں کے پاس میں جنگی کام کیا۔ یہاں ہے تو میں نے کچھ تو نقصت دریافت کیا۔

بہرہ وہ بھی پورا نہیں ہوگا اور یہ بات بھی وحیان میں کھنا کہ ہم پینڈت اوم پرکاش اور پجادی رام لال کی موت کو بھولے نہیں ہیں۔

متم۔ کیا جانتے ہو؟

ہم جو جانتے تھے وہ پورا ہو گیا مگر مینسٹری میں اس کا ثبوت نہیں آئے والا کسے لگا اور اس بات کو بھی گروہ میں باہر لوگوں میں پھیلنے والی زندگی کی آخری سانس تک بھٹا رہی تھیں۔

پجادی رام لال کی موت کے بعد مینسٹری میں ایک بڑا سا جنازہ ہوا جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی اور ان کے گھر پر بھی گناہ کیا گیا۔

اور میں نے دوسری جانب کی جانب والی جگہ اس مناسبت میں سمجھا میرے ذہن میں بے شمار غلطیوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔ میں نے جو فراموش تھے وہ کیکاش کے سیاسی اور کے نہیں تھے اور کیکاش کے فون سے جو گفتگو بچے کی گئی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اسپتال کے اندر کوئی گری سائرس لوری طرح سے اپنا جال پھیلا رہی ہے اور اگر میرا اندازہ ٹھیک تھا تو پھر کیکاش اور دیوان جی کی زندگیوں میں بھی غلطی ہو سکتی تھی۔

اگر میں نے جلد ہی میں غلط فہمی کر لیا تھا تو سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ فہم کے تھے اور وہ شخص کون تھا جو میرے میں تفصیل سے اس قدر جانتا تھا؟ گفتگو کا نام بھی اس نے خود ہی لیا تھا اور اس کے علاوہ اس نے جو باتیں مجھ سے کہیں وہ کسی اچھی طرح سے علم کے آسکتی تھیں؟ پینڈت اوم پرکاش اور رام لال کا حوالہ بھی میرے دوران خون کو زیر کرنے کے لیے بہت کافی تھا۔

میں چند ثانیے بت بنا کر اپنے دل کی دھڑکنوں کو شمار کرتا رہا پھر کچھ سوچ کر میں نے دوبارہ ریسور اٹھا یا اور نہایت احتیاط سے کیکاش کے قریب کو گھماتے لگا دوسری جانب گھنٹی کی آواز ابھری تو میرے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں پھر کیکاش کی مانوس آواز میرے کانوں سے نکلی۔

”میلر۔ کیکاش اسپتال میں۔“

”تم۔ میں۔ میں بال بول رہی ہوں۔“

”مجھے بتاؤ یہی فون کا انتظار تھا؟ کیکاش نے کہا۔“

”اگر تمہارا فون نہ آتا تو میں پھر بھی تیرے دریافت کرنے کے لیے فون کرتا۔“

”کیوں؟ میں نے چونکے ہوئے پوچھا کیا تھیں میری طرف سے کوئی غلطی تھی؟“

”ڈونٹ بی سلی۔ محافط کی باتیں مت کرو۔ کیکاش

تیزی سے بولا کسی کی خیریت پوچھنے کے مطلقاً تو ہرگز نہیں ہوتا کہ اسے کوئی خطہ درپیش ہے البتہ میں ایک بار پھر تم سے اتنا ضرور کہوں گا کہ تم نے بھائی کو ساتھ لاکر بھی نہیں کیا۔“

”کیکاش۔ میں نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوچھا کیا۔“

”تم کسی لڈی ڈاکٹر فکسٹا سے واقف ہو؟“

”فکسٹا۔ فکسٹا۔۔۔۔۔ نہیں میں آج پہلی بار یہ نام سن رہا ہوں مگر تھیں کسی لڈی ڈاکٹر کی۔۔۔۔۔؟“

”تم کچھ دیر پہلے کہاں تھے؟ میں نے کیکاش کی بات کاٹنے ہوئے دوسرا سوال کیا۔“

”تھیں نہ صحت کرنے کے بعد سے میں یہیں اپنے کمرے میں موجود ہوں مگر۔۔۔۔۔“

”کیکاش تھیں؟ تم کہہ دو میں ان میں کسی مریض کو دیکھنے بھی نہیں گئے تھے؟“

”میں ایک ملے کو بھی اپنی سیٹ سے نہیں اٹھا لیکن بتا دیا کہ تم اس قدر پریشان کیوں ہو؟“

”ایک اہم بات اور بھی ہے۔ کیکاش جس وقت میرے ساتھ اسپتال کا رونا لینے گئی تھی تم اس کے ساتھ تھے یا کچھ دیر پہلے اس سے دور بھی ہوئے تھے؟“

”جہاں آخر بات۔۔۔۔۔؟“

”میرے سوال کا جواب کیکاش نے نہیں دیا تھا۔ میں نے جھلاتے ہوئے کہا کیا تو درخشاں سے کچھ دیر پہلے علی نے ہوتے تھے؟“

”ہاں۔ لیکن محض دو منٹ کے لیے۔ کیکاش نے جھجکی سے جواب دیا۔ ایک مریض کی حالت اب اس قدر خراب تھی اسے دیکھنا ضروری تھا مگر کچھ بناؤ تو وہی تم اس بات کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو؟“

”تم جس وقت اپنے مریض کو دیکھنے گئے اسی وقت لڈی ڈاکٹر فکسٹا نامی ایک عورت نے درخشاں سے ملاقات کی اور اسے باور دلانے کی کوشش کی کہ وہ اولاد کے سلسلے میں جو خرابی دیکھ رہی ہے اس کی تعمیر الٹی ہوگی۔“

”لیکن اسپتال میں اس نام کی۔۔۔۔۔“

”محض دو منٹ پیشتر میں نے تم کو فون کیا تھا لیکن اس وقت کسی دوسرے شخص نے کال دیکھ لی تھی۔ میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کیکاش کی بات نظر انداز کر دیا تھا۔“

”کچھ عرصہ تک ان کی تفصیل دہرا چکا گیا۔“

”بھائی اس وقت کہاں؟ کیکاش نے تفصیل معلوم ہونے کے بعد سنجیدگی سے دریافت کیا۔“

”اپنی خواب گاہ میں لباس تبدیل کرنے کی غرض سے

گئی ہے۔“

”تم بھائی سے فون والی گفتگو کا تذکرہ کرنے کی محافط نہ کرنا چاہیے۔ فوراً آ رہی ہوں۔“

دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ میں نے آہستہ سے ریسور واپس کر لیا اور کچھ دیر کے بعد انداز میں سرکھڑ کر قریب دھکی ہوئی آدم کو کسی پر بیٹھ گیا۔

میری ایک ذرا سی غلطی نے میرا سارا سکون برا کر ڈالا تھا۔ کیکاش نے میرے لیے حد اضرار پر قریب جواب کے تمام اسپتالوں میں پیمانہ بین کالی لیکن فکسٹا نام کی کوئی لڈی ڈاکٹر وہاں بھی نہیں مل سکی کیکاش اور جیکب دونوں کا خیال تھا کہ درخشاں نے جو واقعہ مجھے سنا ہے وہ محض اس کے ذہن کی پیداوار ہے لیکن وہ اس طرح سے مجھے قبل از وقت کسی آئینہ پریش سے ملنے والے حقائق کے لیے تیار کر رہا تھا۔

جہاں رہا تھیں حد سے زیادہ ہوں اور محنت مشق کی عرصوں کو پار کر کے جنون کے علاقوں میں داخل ہو جائے وہاں فریقین ایک دوسرے کی غلط فہمیوں کی بجائے داؤ پر لگاتے ہیں۔

ایک دوسرے کے رد کاروں بن جانا تو بڑی معمولی بات بنتی ہے لیکن اگر جیکب اور کیکاش کا خیال درست تھا تو بھی میری پریشانی کم نہ ہو سکتی تھی۔ ان دونوں سے ان کی پیش کردہ دلیل پر کوئی بحث نہیں کی مگر یہ بھی تسلیم کر لینا میرا اختیار کی بات نہیں تھی کہ درخشاں نے محض میرے مستقبل کے سکون کو برقرار رکھنے کی خاطر میرے خیال کے زخموں پر پرنسٹر لگا لایا جس کا سوا بے نی کو شش کی برقی۔

وہ بات اگر میری زندگی کے متعلق ہوتی یا درخشاں نے اپنے ہاتھ میں کسی خدشے کا اظہار کیا ہوتا تو میں لیکن تھا کہ لڈی ڈاکٹر فکسٹا والی بات کو دل کا ہلاکہ سمجھ کر قبول کر لیتا لیکن درخشاں نے جو بات کہی تھی وہ ہم دونوں کی مشترکہ خوشیوں اور مسرتوں سے متعلق تھی میں باپ تھا لیکن وہ ماں بننے والی تھی اور دنیا کی کوئی ماں اپنے ہونے والے بچے کے بارے میں ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتی پھر میں جیکب اور کیکاش کی بات بھلا کس طرح مان لیتا۔

ان دونوں عورتوں کے اندر میری اور درخشاں کی حیثیت ایسی تھی کہ ان کا دل سے مختلف نہیں تھی جو اپنا اپنا کردار اپنی مرضی کے خلاف بھی ادا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ ہم دونوں اسپتال سے واپسی کے بعد سے اپنی اپنی جگہ بے حد پریشان تھے لیکن جب ایک دوسرے کے سامنے آتے تو بظاہر ایسا نہ ہو کہ جیسے ہر گز سے آزاد ہوں درخشاں میری خوشی

کی خاطر اپنے ہونٹوں پر ہنسنے لگتی اور میں اسے ہنسنے لگتا دیکھنے کی خاطر اپنے علم کو سینے کی گڑبڑوں میں چھپا کر دنیا بھان کی دیکھنے کے قطعے لکھنا یا لے بیٹھا لیکن ایک غلط فہمی جو ہم دونوں کے وجود کی گڑبڑوں میں چھپا رہی تھی کہ سبھی رنج تھی۔

دس روز تک میں شب و روز پریشان رہا پھر میں نے دیوان جی کو خود در و در قیل ہی اسپتال سے منتقل ہو کر اپنے گھر میں آگئے تھے۔ بلا تامل ملازمہ کے ساتھ ساتھ ہی آگئے۔ ان کی سخت پہلے کے مقابلے میں کچھ کم ہی نظر آ رہی تھی لیکن پھر پروردہ ہی رعب و بدہ موجود تھا جو ماضی کے غماں شہزاد خان کا سا تھا۔ آنکھوں میں سرخی مائل وہی ہی جگہ تھی جسے محسوس کر کے بھی ان کے غماضیں کے چہرے پانی ہو جاتا یا کہتے تھے۔

دیوان جی کے اظہار پر میں ملاقات کر کے میں پہنچا تو دیوان جی وہاں میری راہ دیکھ کر کہتے تھے میں نے کسی تھکے بغیر بھی اپنی پریشانی کی وجہ بتائی تو دیوان جی کے ہر سہرے میں غلط فہمی پھیل گئی تھی۔ ہونٹ کو فانتوس تھے وہاں وہ چند لمحوں کی گری سوج میں غرق تھے پھر ہم آواز میں بولے۔

”جھوٹے سرکار آئیے درخشاں بی بی کو حویلی سے باہر لے جا کر اچھا نہیں کیا۔“

”وہ تو جو ہونا تھا جو چکا۔ یہ سوچے کہ اب میں کیا کرنا ہے۔ میں معلوم ہونا چاہیے کہ لڈی ڈاکٹر فکسٹا کا راز کیا ہے اور وہ کس کون تھا جس نے کیکاش کے قریب پہنچے۔“

تفصیلی گفتگو کی اگر ہم وہاں ہی ہاتھ پاتھ دھرے بیٹھے رہتے تو بات نہیں بنے گی اور ہوسکتا ہے کہ ہمارے دشمن اپنے ہاتھ منہوں میں کامیاب ہو جائیں۔

”بات اگر مردوں کی کوئی چھوٹے سرکار تو آپ کا یہ ایک حلال ایک ایک سے نمٹ لیتا لیکن ہمارا انداز انہوں سے بڑا ہے جو سامنے آکر دیکھ کر مار کر مارنے کے بجائے اپنی کالی طاقتوں کو آزما رہے ہیں۔“

”میرا خیال ہے کہ جگن اس سلسلے میں ضرور ہمدردی مدد کر سکتا ہے۔“

”میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔“

”صرف سوچنے سے کام نہیں چلے گا۔ میں نے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ میں خود ہی طور پر کوئی جوابی کارروائی کرنا ہوگی۔“

”آپ خود کریں حال بیان خدا جو کرے اس میں نشان

کی کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ میں آج ہی جگن کو تلوٹ کر تا ہوں اور اسے پہلی فرصت میں گھسیٹ کر لیے آتا ہوں آپ کے پاس۔

دلوان جی تجھے تلتی ہے کر چلے گئے ہیں واپس سوچی میں آگیا جہاں درخشاں اور جیکب ڈرائنگ روم میں بیٹھ گھسے کر رہے تھے جیکب کب گر جائے واپس آیا مجھے اس کی مصلحت کوئی خبر نہ ہو سکی بہر حال میں اس کی آواز سن کر ڈرائنگ روم میں چلا گیا میرا خیال تھا کہ درخشاں کو میری مصروفیت کا علم نہ ہوگا لیکن میرا اندازہ غلط تھا اس نے مجھے دیکھتے ہی پہلا سوال دلوان جی کے بارے میں کیا۔

• دلوان جی کی طبیعت اب کیسی ہے؟

• خدا کا شکر ہے کہ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے ہیں تھوڑی بہت کمزوری جو اتنے دنوں بستر پر پڑے لیٹنے سے جوڑ چھوٹیں ہیں آگئی ہے رفتہ رفتہ وہ بھی جاتی ہے گی۔

• آپ نے انھیں کسی خاص مقصد سے بلوایا تھا؟

• اوہ۔ ہاں۔ میں نے جلدی سے منگوائے ہوئے کتا ملا کر کے سلسلے میں ایک اہم کام بہت دنوں سے درپیش تھا میں نے دلوان جی کو بلا کر وہ کام ان کے سر پر کر دیا ہے۔

• کبھی فرصت ملے تو اپنا چوکھٹا بھی آئیے میں دیکھ لیتا۔

اس بار جیکب نے مجھے مخاطب کیا۔

• جیوں میری صحت کو کیا ہوا؟

• اس کا درست جواب تو بھائی ہی ہی دے سکتی ہیں لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ تم پہلے کے مقابلے میں کچھ جھک گئے ہو۔ تم نے قیام میری صحت کا جائزہ اپنے آئیے میں لیا ہے۔ میں نے درخشاں کے قریب بیٹھ کر بے پروائی سے جواب دیا۔

• کیا مطلب ہے تمھاری اس بات کا؟

• یہی کہ بھائی سلویا کی جدائی نے تمھارے ذہن پر جواثر ڈالا ہے وہ آج بھی جوں کا توں برقرار ہے۔

• مٹا یا تمھارا اندازہ درست ہو۔ جیکب نے اپنی نشست پر ہل پلٹے ہوئے کہا۔ کچھ رشتے اتنے قوی اور دیر ہوتے ہیں کہ آسانی سے نہیں بھلائے جاسکتے بھلائے کی کوشش کی جا تو وقت سے یاد آئے گئے ہیں۔

• میرا ایک مشورہ قبول کرو گے؟

• کب؟

• تم اپنے ذہن کو منہ دل کرنے کی خاطر بطور دم ہم ایک دوسری بری کا بندوبست کر ڈالو۔ میں نے جیکب کو دیکھتے

کی خاطر کہ۔

درخشاں جلدی سے بولی۔ اگر جیکب بھائی آوے ہوں تو میں ان کے لیے چاندی دھن تکا شس کرنے کا وعدہ کرتی ہوں۔

• ایسا غضب بھی نہ کرنا۔ میں کب سخت بھیدہ ہو گیا۔

• اگر تم نے اس کے لیے چاندی دھن تکا شس کر لی تو اس کا وطن بروقت آسمان پر ہی لے جائے گا میرے خیال میں تو جیکب کے لیے کسی آسانی معصوبہ اور فزع خاتون کی ضرورت ہے جو شوہر کا بوجھ بھی اٹھائے اور اس کے زخموں پر دوا فرم دے میں مردم بھی دکھ سکے۔

• کیا مطلب؟ جیکب نے ہماری خاطر کہنے میں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اس نئی آنے والی کے بوجھ تلے دب کر رہ جاؤں۔ نا یا پانچے معاف ہی دکھو بلکہ اگر میں یہ کھوں کہ خوش میاں جہاں نا درجیکب لندہ رہا ہی بھلا تو زیادہ مناسب ہوگا۔

• لندہ سے تو تم شادی کے بعد بھی نظر آتے تھے۔ میں نے جیکب پر چوٹ کی تو درخشاں بول پڑی۔

• میں بھی تو تیار ہے۔ لندہ سے کہتے ہیں؟

• معاملے میں استعمال ہو تو اسے بے یار مددگار کہتے ہیں اگر کھانڈے سے نکال کر دیکھی جائے تو دم کا نظر آئے۔

• درخشاں میری وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑی لیکن تو نا ہی جیکب کی دل آزاری کے خیال سے اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ جیکب اس موقع پر میرے اوپر جھپٹ کرتے ہوئے درخشاں سے کہا۔

• دیوں کچھ لیجیے بھائی کہ اگر جہاں کو آپ سے مل کر دیا جائے تو پھر یہ انسان کے بجائے دم کا ہی نظر آئے گا۔

• تمھاری محبت میں دیو تو عین ممکن ہے کہ بھونکنے کی بات بھی پڑ جائے۔

• مجھ صفت میں کیوں گھسیٹ لے ہو۔ تم اگر بھونکن چاہتے ہو تو بڑے شوق سے بھونکو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ جیکب نے اس بار بھی بڑی ماضی دماغی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔

• لاہر پر کشن والوں سے خطر ہے کہ میں وہ نہ بھولے جاؤں۔

• اسی لیے تو مشورہ ہے وہ دیوں کو جتنی جلدی ممکن ہو گئی

• تا ڈال لوں میں نے بہت کما تو جیکب را جواب ہو کر بیٹھے

• شام کو چلنے پھرنے کے بعد درخشاں رات کے کھانے کے سلسلے میں ملازموں کو بات فیض کی خاطر لیجن روم میں چلی گئی

• میں وقت کو لٹنے کی خاطر اسٹڈی روم کی طرف جا رہا تھا کہ ملازم نے دلوان جی کی آمد کی اطلاع دی وہی قوی خود ہم واپس

ہو گیا لیکن پھر ملازم کو یہ تاکید کرنے کی خاطر ایک لمبے کو دک گیا

• درخشاں کو میرے روم میں کچھ نہ بتایا جائے اگر وہ ملاقاتی روم کی طرف جھٹکے تو مجھے بروقت اس کی اطلاع مل لانا چاہیے۔

ملازم کو قوی تاکید کرنے کے بعد میں لیے ڈگ ماتا

• ملازم جو در کے ملاقاتی کمرے میں داخل ہوا تو دلوان جی کے ساتھ جگن جہاں کو کچھ کمرے کے دل کی دھوئی آپ

• ہر گز نہ چھوٹے ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی پھر میں نے

• دلوان جی کو مخاطب کرتے ہوئے بھید کی گے پوچھا۔

• کیا آپ نے جگن کو تمام حالات سے باخبر کر دیا ہے۔

• میں پوری محنت سے چکا ہوں سرکار۔ جگن نے کہا۔ ہمارے

• لیکن وہ لڑی ڈاکو۔۔۔۔۔

• وہ کوئی گھنٹی نہیں ہوگی جس نے شکست کا روئے ہمارے

• ہم سے ملاقات کی پھر چھپت ہو گئی اور آپ جس پر شک

• دن پر بات چیت کی ہے وہ بھی ہمارے دشمن کا کوئی

• اگر وہ ہوگا۔ جگن نے کڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ میں نے

• ان کو کھانے کے کاون بڑا سنا جہاں بھلا دیکھا تھا لیکن آپ

• کسرا کھیل تماشا چوٹ کر دیا۔ اگر ماکن کو حوصلے سے باہر

• نہ کھانے سے پیشتر مجھے خبر کر دی ہوتی تو میں اپنے جال کو رو

• لیتا اور وہ جہاں تا کر گئے اس سے میری مشی میں ہوتے

• جگن کی بات تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ عورت جو درخشاں کو

• لگی اس کی باتوں کا مقصد کیا تھا؟ میں نے اپنے دل کا دھوکو

• دیا پو پانے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا۔

• وہ اگر صرف بات کر کے چلی گئی ہے تو اب بھی کچھ نہیں

• لیکن میں نہیں مان سکتا۔ میرا دشمن اس ہے کہ اس لمبکی

• نے ماکن سے ہاتھ ضرور ملا یا ہوگا۔

• کیا مطلب؟

• جہاں میں۔ اس بار دلوان جی نے دبی زبان میں مجھے مخاطب

• کیا کہنا ہے کہ وہ اب بھی اپنی کالی قوتوں کے زور

• پر کھڑی ڈاکو کا روپ اختیار کرنے والی عورت کو سامنے

• رکھ کر رکھتا ہے لیکن اس کے لیے چھوٹی ماکن سے کچھ فرق

• کی دریافت کرنا ہوں گی۔

• میں دلوان جی کا مقصد سمجھ گیا۔ کچھ دیر تک میں غور کرتا

• اور درخشاں کو جگن کے سامنے لاؤں یا نہ لاؤں پھر کچھ سوچ

• کرنے لگی پھر اور اسی وقت جگن اور دلوان جی کو

• ملازنگ روم میں آگیا۔ درخشاں کو جگن کے سامنے لانے

سے پہلے میں نے اسے مختصر کچھ باتیں بتا دیں مبادا کہ وہ یہاں پر نشان نہ ہو پھر میں درخشاں کو لیے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو دلوان جی اور جگن دونوں عظیم الشان کھڑے ہوئے دلوان جی نے بڑے ادب سے سلام کیا اور جگن ہاتھ باندھ کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

درخشاں سے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی چند لمے ہمارے درمیان رسمی گفتگو ہوتی رہی درخشاں نے بطور عام دلوان جی سے ان کی صحت اور نئے گھر کے بارے میں دریافت کیا پھر میں نے جگن کی آمد کا مقصد دوبارہ ظاہر کیا تو وہ منہ پر کچھ کھینچی میں نے جگن کو اشارہ کیا کہ وہ ہاتھ جوڑ کر بولے۔

• ماکن مجھے آپ سے دو باتیں پوچھنی ہیں۔

• کیا؟

• اس عورت کا صلیہ کیا تھا جس نے اپنے آپ کو لٹی

• ڈاکو بتایا تھا؟

• درخشاں اس سوال پر ایک لمبے کو بڑبڑ ہو گئی پھر اپنی یادداشت کو کھینچتے ہوئے اس نے نہایت تفصیل سے اس عورت کا صلیہ بتا دیا جگن پوری قوت سے سب کچھ دہرائیں کہ درخشاں درخشاں خاموش ہوئی تو اس نے دوبارہ ہاتھ دھکر اپنی کہنے ہوئے کہا۔

• دوسری بات یہ ہے ماکن کو کیا اس عورت نے آپ سے صرف سپنوں کی بات کی تھی یا کوئی اور حرکت بھی کی تھی؟

• حرکت سے تمھاری کیا مراد ہے؟

• کیا اس نے اپنے لیے ہاتھوں سے آپ کو چھونے کی کوشش کی تھی؟

• ہاں اپنا تعارف کرانے میں اس نے مجھ سے ہاتھ ملا

• تھا لیکن اس کے بعد وہ صرف ایک دو باتیں کر کے چلی گئی۔

• غالباً وہ کسی مریضہ کو دیکھنے جا رہی تھی۔

• بس ماکن سب کو کراؤ کچھ نہیں پوچھنا۔

درخشاں دوبارہ اندر چلی گئی تو میں نے وضاحت طلب نظروں سے جگن کو دیکھا جو کسی گری سوچ میں متفرق نظر آ رہا تھا میں نے ایک نظر دلوان جی پر ڈالی تو وہ بھی مجھ پر غم نظر آ رہے تھے وہ مارا قیام اہم تھا۔ جگن نے درخشاں سے ملنے سے پیشتر ہی کہا تھا کہ ان معلوم عورت نے بعض درخشاں سے آپ کی ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کے ساتھ جگن کے دل بھین سے اس بات کو پیش کرتی تھی اس نے درخشاں سے ہاتھ ضرور ملا یا ہوگا اور اب اس کی تعریف ہونا ہے کہ وہ کسی گزنی سوچ میں غرق ہو گیا تھا۔ مجھے یہ سب کچھ صبح کر

ہل آنے لگا۔ میں نے بڑی بے چینی سے جگن کو فہم کیا۔
 ..جگن نے تم مجھے موت آنا بنا دو کہ اس عورت کا مقصد
 کیا ہے؟
 ..آپ فکر نہ کریں، ملک میں کل کا سوچ نکلنے سے پیشتر
 کلکتہ کی کوٹوال سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا۔ جگن نے نہایت
 سفاک انداز میں کہا پھر اٹھتے ہوئے بولا: مجھے اجازت دیں مگر
 ابھی مجھے بہت سارے کام کرنا ہوں گے۔
 ..تمہارے اس عورت کے ساتھ ملانے کا مقصد نہیں بتایا؟
 میں نے بدستور تنبیہ کی تو دریافت کیا۔
 ..اسے سامنے آئینے دیکھ کر سڑکار۔ باؤں باقی خود ہی کھل
 جائیں گی۔
 جگن اپنا حوالہ نکال کر کہ تیزی سے دروازے کی سمت بڑھا
 پھر ایک لمبے لمبی اچانک خیال کے تحت دوبارہ پلٹ کر دیکھ
 قریب آتے ہوئے وہی زبان میں بولا۔
 ..سڑکار کیا آپ اس عورت کو منانے کریں گے؟
 ..کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟ میں نے پرجوش لہجے
 میں اس سے پوچھا۔
 ..جگن ناممکن کہیں ممکن بنانے کی قوت رکھتا ہے مگر
 جگن نے سرسراہٹ میں جواب یا پھر اس نے اپنی دھوتی
 کے بال کھول کر اس میں سے ایک چاندی کی ڈبیا نکالی ڈبیا
 کے اندر جھک کر مٹی کا سفوف بند تھا مٹی کی ایک تہی وہ
 بڑی احتیاط سے میری متوجہ ہو کر بولا: اسے پڑا کر
 اپنے جیب میں ڈال لیجئے سڑکار جگن نے بولے ایک سو ایک
 ملے شیشاں گھاٹ کے دیوانوں میں بیٹھ کر کھٹن جاپ کیا ہے
 تب جا کر یہ مٹی حاصل کی ہے۔
 ..لیکن میں اس مٹی کا کیا کروں گا؟
 ..یہ مٹی شیش کوئی ہے سڑکار کھڑے کھڑے کی پہچان
 کرنے والی کوئی؟ جگن نے تیزی سے کہا: میں اندھا چھپنے
 کے لیے لڑائی کلکتہ کی ایک پتلا تیار کر آپ کی مچھک کی دہلیز
 کے نیچے دبا جاتا گا اور پھر اگر وہ خلاف سات منہ دیار بھی بھیجی
 ہوئی تو بھی چاہے ڈوبنے سے پیشتر آپ کے پاس پہنچے گی۔
 پر آپ ذرا احتیاط اور ہوشیاری سے کام لیجئے گا۔ ایک بار اگر
 وہ جاکے چنگل میں آکر کلکتہ بھی تو دوبارہ ہاتھ نہیں آئے گی۔
 ..تو نہایت کرو۔ میں بے چینی سے اس کی آمد کا انتظار
 کروں گا: میں نے ہونٹ چبائے ہوئے جواب دیا۔
 ..اشفاق کی آگ انسان کو اندھا کر دیتی ہے سڑکار۔
 اسی کارن میں نے آپ کو مچھک کا یہ سونا (مٹی) دیا ہے۔

بتائی تھی؟

..نظر میں نے جھپٹنے اور خود کو بے پروا کر کے کرنے کی
 نہایت خوب صورت اداکاری کرتے ہوئے پوچھ: خطہ کیا ہے؟
 ..میں نے یونی ایکس بات پوچھ لی تھی۔ وہ میرے بالوں
 کی جگہ سے بولے: آپ نے وعدہ کیا ہے کہ مجھے کوئی بات
 ملنے میں غلطی سے کام نہیں لیں گے۔
 ..سو باؤ میری زندگی بابت خاصی پوچھ رہی ہے۔
 ..اچھا! اس نے کسی معلومات منہ بچنے کی طرح جواب
 دیا پھر بڑی مصہمیت سے آنکھیں بند کر لیں میں پیار سے
 اس کے شانے کو آہستہ آہستہ تھپکنے لگا۔ میری خواہش تھی کہ
 اس شان جلد از جلد سو جائے اور اسی مقصد کے پیش نظر اس شان
 کے بل پر باؤ اپنی شریک زندگی کے ساتھ ایک دھوکا کھائے
 اور وہیں خواب آور دوا بھی ملا دی تاکہ وہ اس عورت کو دباؤ
 دے جس کی ملاقات اس کی زندگی میں ایک تلخ زہر
 گرا گئی تھی۔
 میری نظریں باؤ دوا گر گھڑی کی جانب اٹھ رہی تھیں
 عورت کے ساتھ وہیں بیٹھے جب درخشاں خواب خروگوش
 میں پڑ کر سو گیا وہاں سے بے خبر ہو گئی تو میں نے اس
 کے سر پر ہاتھ مارا تو اس کے حصار سے آزاد کیا۔ نہایت آہستہ سے اٹھ
 کر اب گاہ کا دروازہ کھولا اور جیسے قدموں چلتا ہوا باؤ گیا۔
 اور ملازمین کو خواب گاہ کی طرف سے جوش لہجے کی تاکید
 کے بعد وہیں اچھے والے ملاقاتی کسے میں آگیا جانا دیوان
 ایک مٹھے پر خیمہ دراز تھے مجھے دیکھتے ہی وہ جلدی سے
 اٹھ کر اٹھ بیٹھے۔
 ملازم میری ہدایت کے مطابق تقریباً اس تیار چلے جکر
 وہاں لے گیا تھا۔ بدلتے حالات اور جگن کی پراسرار باتوں نے
 اعصاب کو بھیجھڑ کر رکھ دیا تھا چنانچہ میں نے چلنے کا ایک
 گہرا پیالہ پی کر خود کو قد سے پرسکون کیا پھر دیوان میں سے بولا
 ..کیا آپ کو امید ہے کہ وہ عورت جو ہماری دشمن ہے اور
 میں نے ہمارے دشمنوں کی کسی خطہ تک سارکشن کو ملنے سے پہلے
 اس کو ہلاک کر دیا؟ درخشاں سے ہاتھ ملایا تھا دوبارہ ہمارے
 دلے کی حماقت کرے گی۔
 ..بشیت مسماق تو میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا
 لیکن میں فاضلی میں جو مجھے اور واقعات میری نظروں
 سے لپکتے ہیں ان کے پیش نظر سب کچھ سوچا جاسکتا ہے۔
 ..ہاں سے فاضلی پر آپ نے اور جگن کے درمیان کیا گفتگو
 کی تھی؟ میں نے اپنے اعصاب کو مزید سکون بخشنے کی خاطر
 ایک سنگار سلگاتے ہوئے پوچھا: کیا اس نے آپ کو یہ بتایا کہ وہ
 عورت درخشاں سے کیوں ملی تھی اور اس کا اصل مقصد کیا تھا؟
 میں نے جگن کو کرشنے کی کوشش کی تھی مگر وہ مجھے
 بھی ٹال گیا۔
 ..مگر باؤ سب کچھ جانتا ہے۔
 ..میرا کیا اندازہ ہے لیکن وہ بات یقیناً آئی ہی امہ اور
 خاص ہوگی جسے وہ خود اپنی زبان سے نہیں کہنا چاہتا۔ دیوان
 جی نے اپنی نشست پر پہلو بدلتے ہوئے جواب دیا: یہ سارا
 ہراس نے یہی کہا تھا کہ وہ عورت اپنی زبان سے سب کچھ قبول
 نہ گی۔
 ..اگر وہ عورت نہ آتی تو پکا
 ..خدا پر بھروسہ رکھیے۔ دیوان جی مجھے تسلی دیتے ہوئے بولے۔
 ..میرا بھی ہوگا اسی کے حکم اور اشارے پر ہوگا۔ اس کی مٹی کے
 بغیر کوئی ہمارا بال بھی جیکا نہیں کر سکتا۔
 ..آپ یہاں سے چلنے کے بعد جگن کے ساتھ کتنی دیر تک
 رہے؟ میں نے سڑکار کا ایک طویل کش لیتے ہوئے دیکھوں جیسے
 انداز میں دریافت کیا۔
 ..تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک وہ میرے ساتھ ہی رہا۔ دیوان
 جی نے سنجیدگی سے کہا: اسی دوران میں نے جگن کا وہ کمرہ بھی
 دیکھ لیا جو اس نے شیشاں نامی عورت کو جلانے کی خاطر کیا ہے۔
 ..وہ کیا؟ میں نے اندھا لڑکی کی کیفیت سے دریافت کیا۔
 ..وہ صرف مٹھے میں کا باؤ نہیں رہتا بلکہ وہاں بھی آتا
 جواب میں رکھتا۔ میری موجودگی میں اس نے چھوٹی مچھک کے تیار
 ہونے تک نقشے کے میں مطابق کوئی پانچیس چالیس منٹ کے
 انداز میں کام کیا پتلا تیار کر لیا پھر اس نے پتلا کے بالوں کو داغ
 کی جگہ کچھ سونیاں بھی نہ جانے کون سا ملے پتھر کر بیست کر دیں
 میں نے ان سونیاں کے ہارے میں دریافت کیا تو جگن نے کہا کہ
 وہی پڑھی ہوئی سونیاں اس عورت کو ہمارے سامنے آنے پر
 مجبور کریں گی۔
 ..وہ پتلا کس دن کیا گیا ہے؟
 ..اسی پتلا کے باؤ۔ دیوان جی نے کہا پھر کچھ سوچتے
 ہوئے پوچھا: جمال میان وہ مصنف تو آپ کے پاس ہے نا جرجن
 نے کیا تھا؟
 ..ہاں۔ موجود ہے۔ میں نے جیب میں مٹی مٹی اس شیشے
 کی ڈبیا کو مٹھ لے کر ہارے میں سے جگن کی دی ہوئی
 مٹی کو محفوظ کر لیا تھا۔
 ..وہ ہمارے لیے بے حد کارآمد ہوگا۔ دیوان جی نے کہا۔

بجائے کہ کہنے کے مطابق وہ عورت کسی بھی روپ میں ہمارے سامنے آ سکتی ہے۔ اس کی اہلیت جاننے کی خاطر وہی مرگشت کی مٹی ہوائے کام تھے گی اور۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عورت محض ایک فریب ہو دھوکا ہو گیا۔

میں چونکہ اٹھا ہوں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔ مطلب تو ابھی تک میری گھوڑی میں بھی نہیں آ سکا۔ چھوٹے سر وار محو جنگ نے یہی کہا تھا کہ بے گندے مل کر کرنے کی خاطر اگر ان دشمنوں کو تسخیر کر لیا جائے جو برسوں پہلے اپنے ناکہ جبر کر چھوڑ چکی ہوتی ہیں اور ماضی طور پر کسی جسم میں ملوث ہو کر عامل کے اشارے پر اس کا کام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ کیا آپ ان باتوں کو تسلیم کر سکتے ہیں؟

بندہ و دم میں آواگون کا عقیدہ بھی موجود ہے اور پھر یہ دنیا کسی بجا ناب فرمانے سے کم تر نہیں۔ دیوان جی بولے۔ آج بھی بدلتے۔ ایسی زمینیں موجود ہیں جو عقل کو حیران کر دیتی ہیں ایسے علاقے جی ضرور موجود ہوں گے جہاں ابھی کسانسان کا گزرتا ہوا ہو گا۔ دیوان کے اسلوب نہ جانے کیا ہوں گے اور...

اور پھر میں اس کے دیوان جی اپنا جملہ مکمل کرتے دروازے پر پہنچنے والی وہ تنک نے انھیں ایک دم خاموش کر دیا۔ میرے دل کی دھڑکنیں بھی وہ تنک کی آواز سے کم تریز ہو گئیں میں نے دشتی گھڑی پر نظر ڈالی گیا کہ یہ گھڑی پچیس منٹ کا مکمل تھا۔ میں نے دیوان جی کو بھیجی تھی کہ انہیں یہ دستور دروازے پر رکھ کر انھیں اور ان کے برٹن نیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ قاتل وہ کوئی وظیفہ بڑھ رہے تھے۔

دوسری بار تنک کی آواز ابھری تو دیوان جی آہستہ سے اٹھے اپنا وظیفہ ختم کر کے انھوں نے پہلے میرے اوپر دم کیا پھر اپنے سینے پر چھو تک مانتے ہوئے آگے بڑھے اور دروازے کی چابی کھول دی۔ نفرت کی ایک انجائی لہر میرے اعصاب پر طاری ہو گئی۔ سب دیوان جی نے دروازہ کھولا تو ان کے علاوہ میں بھی دم نہ ہو رہا تھا۔ ہمارے سامنے دروازے کے تین بیچ جو عورت کھڑی تھی وہ آئندہ گواہ کی بوی کمار کی مڑلے کے سوا کوئی اور نہیں تھی۔ اس کے جسم پر اس وقت شب عروابی کا ترپ سمورت کاؤن موجود تھا۔ شاید وہ کسی اہم ضرورت کے پیش نظر آئی جلدی میں اپنے گھر سے نکلتی تھی کہ لباس کی تبدیلی کا دھیان بھی نہ کر سکی اس کی آنکھوں کی ڈیڑھ تیار رہی تھی کہ وہ کسی سنگین صورت حال سے دوچار ہونے کے بعد ہی ہائے پاس آئی ہے۔

کمار کی مڑلے۔ آپ پچیس نے تیزی سے اٹھتے ہوئے

حیرت سے دریافت کیا یہ غیرت تو ہے یا؟

جمال صاحب میں آپ کو اس وقت ایک اہم اطلاع دینے آئی ہوں میرے ستر پچیس وقت بہت کم ہے اگر کسی کو اس بات کا علم ہو گیا کہ میں نے یہ دروازہ آپ کو بتا دیا ہے تو سارا کھنکھن کر جائے گا۔ مڑلے نے سب حد تک کھلائے ہوئے تھے میں کچھ اندر آ کر دروازہ بیٹھ رہا۔ دیوان جی مڑلے کو دیکھ کر ایک طرف ہٹ گئے تھے۔

آپ پریشان نہ ہوں میری حوصلہ میں آپ یا مکمل غم نہ لیتا۔ میں نے مڑلے کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ پہلے بیٹھ کر آپ کو دیر سستا لیں پھر آرام سے اپنے آنے کا مقصد بیان کریں۔ میرے ستر پچیس آٹھ وقت نہیں ہے مڑلے نے مڑلے سے متوجہ ہو کھلائے ہوئے لیے میں کہا۔ آپ نے غارت کے سلسلے میں کچھ بڑا احسان کیا ہے میں اس کا کچھ بوجھ کم کرنے کی حمت اور سیکڑوں خطرات سے گزر کر یہاں آئی ہوں میری بات غم سے خلیہ۔ وہ عورت جو درختال سے اسپتال میں لی جی لے رہے ہوئے پچیس سال گزر چکے ہیں پچیس گنیش جادو جی اپنی کشتی کے زور سے اس کی آتما کو ایک خوب صورت ڈھلنے پر مجبور کر دیا تھا اور اس نے آپ کی دھرم تپتی سے اس لیے ہاتھ ملا یا تھا کہ وہ آپ کی خوشیوں کو بڑا کر سکے۔ کیا یہ میں حیرت سے انجھل پڑا تھا کیا وہ درختال کو مارا چلتے ہیں؟

میں بولے و شراس سے کچھ نہیں کر سکتی لیکن ہرگز نہیں ہے گنیش جادو جی جو جنگ کے ذور سے دیوی کی شران میں بیٹھا ہے وہ مختاری دھرم تپتی اور اس کے ہونے والے دونوں کو مارنا چاہتا ہے۔

آپ کو بتا میں کیے معلوم ہوئیں ہیں؟ میں نے دھڑکنا دل سے پوچھا۔

آئندہ کام کے ذریعے مڑلے نے سپاٹ آواز میں جواب دیا۔ وہ آج نقشے میں گری طرح دھت تھا اس لیے ترمیم میں آکر سب کچھ بتا گیا لیکن یہ بات بھی کہ جس کی طرف حرکت اپنی ذات تک محدود رکھوں ہیں اسے دھوکا دینا بڑی مشکلوں سے بھاگ کر یہاں تک آئی ہوں اور اب یہاں واپس بھی بہت ضروری ہے۔

مڑلے دیوی۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں گنیش جادو جی مڑلے میں اور کوئی سی دیوی کی بنیاد میں ہے تو میں نے تملواتے ہوئے کہا۔ میں آپ کا احسان سمجھتی ہوں۔ آپ کو گنیش جادو جی کے آپ کا نام بھی دوسری میں آئے

آپ گنیش جادو جی کا کیا کریں گے؟

میں اسے کتوں کی موت ماؤں کا وہ میری زندگی اور میری خوشیاں بچھڑے چھینا چاہتا ہے لیکن میں اس سے پہلے اس کے منوں اور گندے وجود کو نیست و نابود کر ڈالوں گا۔

مجھے افسوس ہے مڑلے جی میں آپ کو گنیش جادو جی کا ہاتھ نہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ میں مجبور ہوں۔

مڑلے دیوی۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں پھر گنیش جادو جی کا پتہ بتا دیجیے۔ میں بڑی لبا چسکے گا۔

نہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔ میں مجبور ہوں اور۔

اب میں واپس جانے کی ہوں۔

مڑلے واپس جانے کے لیے مڑلے تو دیوان جی جو بنیادی طور پر دوران خاموش کھڑے تھے ایک دم ایک کر مڑلے اور مڑلے اور میں جا مل ہو گئے۔ کچھ دیوان جی کی وہ حرکت ہے مدد گراں دیو کیسی قبل اس کے کہ میں دیوان جی سے کچھ کہتا انھوں نے دیو مڑلے کو گھومتے ہوئے خشک آواز میں مخاطب کیا۔

آپ کو گنیش جادو جی کا پتہ ہر قیمت پر بتانا ہو گا۔

جمال۔ مڑلے نے گھومتے ہوئے کہا۔ تمہارا یہ ملازم دھڑکنا آواز سے بڑا مددگار ہے۔ مڑلے نے اس سے کہو میرا راستہ دکھانے کے لیے مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہو گا۔

دیوان جی تپ...

آپ دوسریاں میں نہ نہیں چھوٹے مڑلے دیوان جی سے گھر گئے ہوئے تھے میری بات کاتے ہوئے کہ یہ مڑلے نے مڑلے دیوی کی تم خان شہزاد خان کے تینا پندہ کو گواہی اہلیت کیا ہے اور تم ہمارے دشمن کا پتہ بتانے سے کیوں انکار کرتے ہو؟

دیوان جی کا لبہ لبو پہلے مدد گستاخانہ تھا۔ میں نے آگے بڑھا تو دیوان جی پیچ اٹھے۔

جمال میں۔ مجبور آگے نہ بڑھے گا۔

دیوان جی۔ میں نے کہہ کر کہا۔ کیا آپ اس وقت پچیس میں نہیں ہیں؟

آئی خوب صورت احمد نانا کا ہوں کے سامنے ہوتو ہاتھ نہ دھو رہا تھا۔ دیوان جی نے مڑلے کو گھومتے ہوئے کہا کہ اس آواز میں بولے تپ جب تک کمار کی مڑلے کو کسوفی کو لیں گے اس وقت واپس نہیں جاتے دوں گواہی

اس کے سوال پر مجھے جی کی دمی ہوئی دھت کی مٹی میں نے دیوان جی سے کہنے پر عمل کرنے میں دیر نہیں کی تو بیان حال کر اس کی مٹی مڑلے کی سمت اچھال دی اور

چھوڑ کر کچھ ہوا اس کی یاد آج بھی میرے جسم کے رینگنے کھٹکے کر رہی ہے۔ مڑلے کی مٹی جیسے ہی مڑلے کے جسم سے نکلائی وہ ایک جیسے ایک مار کر قریب پڑا پڑا ہونے لگی پھر اس کے جسم کا گوشت آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔ میرے سر پہلے ہی دیکھتے وہ ان صورت سا غمزدہ ہڈیوں کا ڈھیر رہ گیا پھر احمد کا ایک دائرہ اچھا کسا ہوا ہوا اور ان ہڈیوں کو جی نے ہائے کس طرح چھوڑ کر گیا۔

مڑلے میں میرے در دیوان جی کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ میں نے کی کیفیت سے دوچار اپنی جگہ۔ تپا کھڑا اس جگہ کو چھٹی چھٹی نظروں سے کھنکھانے لگا۔ جمال محض ایک منٹ پیشتر کمار کی مڑلے کا جسم شب عروابی کے بیابان میں طبعی نظر آتا تھا لیکن وہ سب ہماری نظروں اور کال قوتوں کا فریب تھا اگر دیوان جی نے بروقت اپنی ماضی ماضی سے کام نہ لیا ہوتا تو شاید یہی ڈاکٹر شکستہ کا لاز ہمیشہ راز ہی رہتا۔

وہ رات میری زندگی کی سب سے بڑی ناک رات تھی میں ایک لمحہ کو بھی نہ سو سکا اور صبح ہوتے جب مجھ پر غمزدگی طاری ہو رہی تھی تو فون کی گھنٹی کی تیز آواز نے مجھے دوبارہ ہڑبڑا کر بیدار ہونے پر مجبور کر دیا۔ عام حالات میں میرا اصل تھا کہ خواب گاہ میں لٹکے ہوئے فون کا کنکشن سوئے ہوئے پیشتر میں نہ کر دیتا تھا ہر حال میں اس خیال سے کہ میں درختال کی زندگی بچاؤ نہ ہو جائے تو یہی طور پر دیکھو۔ اٹھا کر کان سے نکالیا۔

بیلو۔ میں نے مدھم آواز میں آؤ تھو پچیس میں کما۔ جمال اصرار۔

میں آئندہ بول رہا ہوں مڑلے۔ آپ کو ایک بری خبر سنا ہے۔

کیا؟

مڑلے نے اپنے گلے میں چھنا ڈال کر خودکشی کر لی ہے۔ یہ کب ہوا؟ میں نے حیرت سے بولے دل سے پوچھا۔

مڑلے نے رات کو تپا ہائے ساڑھے گیارہ بجے۔ میں نے سوچتے آپ کو ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

آئندہ گاؤ کا جواب سن کر مجھے جھجھکی آئی اور سیو سیر لٹھ سے چھوٹ کر دینے قالین پر گر گیا۔

دیوان جی کی بروقت مداخلت نے ایک بار پھر

یہی کہ تھا کہ اگر ایک بار اپنے ہی کاؤنٹر ٹکشن کا روپ اختیار کرنے والی راج سے کھینچ لیا جائے تو وہاں پر اس کی جگہ پر کسی اور شخص کی جگہ نہیں آسکتی۔ یہی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جسے مودی وٹمنوں نے اپنی سازش کا مایاب پلانے کی خاطر کسی بھیجی ہوئی طرح کیلئے کھڑی کر دیا ہوگا۔

آئندہ کار ایک ذی حیثیت اور کارآمد شخص تھا اور خشت کے سلسلے میں وہ درپردہ قیاد اور کاروں کا ساتھ دے گا۔

تھا پھر ایک موٹر پر اسے کھڑی کر دیا گیا کہ اس کی خاطر مری ضرورت دیکھیں۔ یہی نے نہ ملا کی ضمانت کرائی تو وہ میرا گروپ ہو گیا۔

میسرے وٹمنوں کو فائدہ اس کی نیت کا اندازہ ہو گیا تھا ان کے ہاتھ بہت لمبے تھے وہ اپنی سکتی اور کالی قوتوں کے زور سے دلوں کا جھبہ بھی پڑھ سکتے تھے انھوں نے آئندہ کمانڈے دین میں جھانک کر اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اب وہ ان کے کام کا نہیں ہو اور تب ہی انھوں نے کھڑی کر دیا کہ وہ کسی پر مجبور کر کے نہ کہ کوئی نہ کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ اس طرح انھوں نے ایک پیر سے دو شکار کیے تھے۔

لیکن بھلے طریقے موت یا آئندہ کمانڈے کوئی دل چاہی نہیں تو یہی نہیں ہو سکتا۔ اس کی درجہ دنیا میں کتب اور کتب کی سکتی پھر یہی تھی جیسے ان باتوں سے کوئی دل چاہی اور سڑکار نہیں تھا۔

میسرے دین میں تو اس طرح کی کسی ہوئی ایک بات مسٹر بارگیش بن کر کوئی بھی پھر یہی تھی اس نے بھلے ہی بتایا تھا کہ نہ ت گنیش مدارج کرشمی منہ میں چھپا بیٹھا ہے۔

میسرے دیوان اور اس کے وجود میں پھر کوشش پانے والی مقدم اور بے گناہ ورم کو ماننے کے منصوبے بنا رہا تھا۔ اپنی ناک سازش کوئی دماغ پلانے کی خاطر ہی اس نے ٹکشن کی طرح کوہ خشت سے ہاتھ ملانے پر مجبور کیا تھا۔

وہ اپنی سازش میں کامیاب ہو چکے تھے اور اس بات کو علم ہو جانے کے بعد میری ہو کیفیت تھی اس کا اندازہ میسرے سوا لوگوں لگا سکتا تھا۔ پندت اوم پرکاش کی موت کے وقت گنیش مدارج نے اسے خط لکھا کہ قبل از وقت ایک ماہ میں اشارہ کیا تھا۔

کاش میں اس کا اشارہ بھی گیا ہوتا تو اسی روز یا تو گنیش مدارج کو رحم کر دیتا یا پھر وٹمنوں اور اپنے منصوبے کی ممان جاننے کی خاطر خود قربان ہو جاتا۔ لیکن میں مجبور تھا۔

معدت میری موت میں جرم الماں داستان رقم کردی تھی۔

اسے بعد اس عداوتے انھوں کیے مٹا سکتا تھا۔

”میری سچ میں دیوان جی کو ساتھ لے کر جی کی طرف گیا میں اپنی فرصت میں جی کے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ میں جانا چاہتا تھا کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے اور وٹمنوں اور اس کے ہونے والے بچے کی زندگی کس طرح وٹمنوں کی ناکامی گندی سازشوں سے محفوظ رکھی جاسکتی ہے۔

جی بھلے اپنے ٹھکانے پر گیا۔ گزشتہ رات جو ان کا رہنا ہوئے تھے وہ ان کی غفلت میں جانا تھا۔ دیوان جی نے اسے آئندہ پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں کرنا پڑا۔

پندت جی کے چہرے پر جو اثرات ابھرتے تھے اس بات کی غماز کی کہ اسے کچھ مودی دینی تھی۔

میں ابھی جا رہا تھا اس کی آنکھوں کی چمک اس وقت کے کچھ چمکی چمکی اور مادی لفظ آ رہی تھی۔ خاصی دیر تک خاموش بیٹھا اپنے خیالوں میں گم رہا۔

جی اس کی غماز گراں گزرتے تھے۔ دیوان جی نے میری کیفیت محسوس کی کہ جی سے بولے۔

”اے دیوان جی! کمانڈے جھک رہا ہے۔ کچھ سے پھر کا بھی ہے۔

”راستہ کھو گیا ہے۔ اتنا دیکھنے پہلو بل کر رہو۔

”جواب دیا۔ ”تو دور کرنا مٹا کر دے۔

”کیا مطلب ہے؟

”میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ ایک بار اسے مل گئی تو وہ بارہا تو نہیں آئے گی۔

”لیکن میرے کیا غلطی ہوئی؟“ میں نے بڑی ہمت سے دریافت کیا۔

”آپ نے نہ ملا کی خاطر ہی اس نے ٹکشن کی طرح کوہ خشت سے ہاتھ ملانے پر مجبور کیا تھا۔

”کیا مطلب ہے تیرا؟“ دیوان جی کا لہجہ تکی ہو گیا۔

”وہ مودی نہیں اپنی تقریروں کی خاطر ہی تھی۔

”نفاخت ہو اسدا۔“ جی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میں اس پر گھٹش کی مٹی اچھلنے پندت گنیش مدارج کا کھوج نکال لیتا ہوں۔

”مگر اس نے کیا تھا کہ وہ گنیش مدارج کے گھونپے میں نہ پڑا۔

”میں اس میں کھول سکتی۔ وہ مجبور تھی۔

”جی سے جواب دیا۔

”اسے گنیش مدارج نے منع کر دیا تھا کہ اسے کھول نہ دے۔

”چوڑے دینے کا لالچ دیتے تو وہ کھل جاتی۔

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

جی نے اس سوال پر چونک کر میری طرف دیکھی پھر

”میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ ایک بار اسے مل گئی تو وہ بارہا تو نہیں آئے گی۔

”وہ اگر بھٹکا تو آیا تو کیا ہوگا؟“ میں نے دھڑکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”جی کے جواب سے بھلے اس کی مادی اور مادی کا اندازہ ہو رہا تھا۔

”میں کوئی اور راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرواؤ گا۔

”جی میں کیا گنیش۔“ دیوان جی میری کیفیت اور اس کی باتوں کا اندازہ لگا رہے تھے۔

”میں نے یہ سیدھی کہیں نہیں لکھا کہ تو ہمارے وٹمنوں کے آگے جھک رہا ہے۔“

”وقت وقت کی بات ہے استاد۔ وہ دیکھنے کے آگے۔“

”میں کسی کا جرح روشن نہیں ہو سکتا۔“

”جی میں نے یہ سیدھی کہیں نہیں لکھا کہ تو ہمارے وٹمنوں کے آگے جھک رہا ہے۔“

”سال کا ٹھیک ٹھیک جراب دو گے۔“

”پوچھیے مانت۔“

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

جی نے اس سوال پر چونک کر میری طرف دیکھی پھر

”میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اگر وہ ایک بار اسے مل گئی تو وہ بارہا تو نہیں آئے گی۔

”وہ اگر بھٹکا تو آیا تو کیا ہوگا؟“ میں نے دھڑکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”جی کے جواب سے بھلے اس کی مادی اور مادی کا اندازہ ہو رہا تھا۔

”میں کوئی اور راستہ تلاش کرنے کی کوشش کرواؤ گا۔

”جی میں کیا گنیش۔“ دیوان جی میری کیفیت اور اس کی باتوں کا اندازہ لگا رہے تھے۔

”میں نے یہ سیدھی کہیں نہیں لکھا کہ تو ہمارے وٹمنوں کے آگے جھک رہا ہے۔“

”وقت وقت کی بات ہے استاد۔ وہ دیکھنے کے آگے۔“

”میں کسی کا جرح روشن نہیں ہو سکتا۔“

”جی میں نے یہ سیدھی کہیں نہیں لکھا کہ تو ہمارے وٹمنوں کے آگے جھک رہا ہے۔“

”سال کا ٹھیک ٹھیک جراب دو گے۔“

”پوچھیے مانت۔“

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

”وہ تو جرم ہونا تھا ہو گیا۔ یہ بتا اب کیا ہوگا؟“ دیوان جی نے پوچھا۔

”تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ استاد دیکھیں ہاتھ ملنے ہوئے بولنا۔ اگر بھلے پندت گنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو اس سے بڑی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتا ہوں۔ لیکن جب تک وہ زندہ ہے خطرات ہماری سرور پر منڈلاتے رہیں گے۔

”پیری کالی طاقتیں کس دن کام آئیں گی؟“

”کالی طاقتوں کا بھی اپنا ایک اصول ہوتا ہے۔ ہم ایک بار جیسے بھی اپنی سکتی کے زور سے ہزاروں میل دور دھبے والے دیہات کو بھی آسانی سے بھٹکانے لگا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں مودی اور دیوانوں کا کھوج آجائے وہاں ہماری سکتی کسی کام میں آسکتی۔“

”تو اپنے جتنی منتر کے موشوں کو ذرا ادھار دو۔“

”کہا کہ کچھ تو سہی ہو سکتا ہے۔ گنیش کیسے کہہ دیں۔

”جی پانچ نظر آجائے۔“

”میں سامنے جھک کر چکا ہوں۔ بھلے یقین ہے کہ اس سکتے کہیں کالی کے چروں میں بنادی ہوگی۔“

”کالی گودی کو تو جہاں اور تیرا چم جائے۔ ہم تو جہ سے بھٹکے آئے ہیں کہ ہماری چھوٹی مانتوں کو خدا خواستہ رتی خطہ توڑ پھینک نہیں۔“

بھری گنت بنوہ ہو کر مرگوشی کے لیے میں کما میری ایک بات مانے گا؟

.. بولو .. میں نے بڑی حسرت سے جواب دیا ..

.. آجھ مرنے کو وقت کی تپائی کے نیچے چھپ جا .. جاں ستیا اس وہاں سوا ستیا اس ..

نہم .. نہم .. مجھے یوں کر ہے ہوا یا .. میں نے مذہب کو گھوڑا میں آسانی سے تپا رہی تھی نہیں چھوڑوں گا .. اگر تم خدا کے محبوب بندے ہو تو مجھیں میری مدد کرنا پڑے گی ..

.. شور و مت بجا اگل .. بولو نے اپنے ہونٹوں پر انگلی دھک کر مجھے خاموش رہنے کی تاکید کرتے ہوئے راز داری سے کہا .. پانی سر سے اوچا ہوتا ہے .. غوطہ مانے سے ترسہ کڑوب جا .. ہاتھ پاؤں باندھ لے یا پھر ہڈیاں اڑانی شروع کرے .. کافی تپنی .. تپنی کافی ..

بولنے کی باتیں میری سمجھ سے بالاتر تھیں شاید وہ اشاروں کنایوں میں مجھے مشیت اترو دی ہے آگاہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر میرا ذہن ابھرا ہوا تھا .. وقت اور حالاً نے میرے سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو جیسے سلب کر دیا تھا .. درختاں اور ایک مقصود زندگی کی موت کا تصور میرے لیے اس قدر بھیاں کہ اور بول نہ تھا کہ میں خود کو کھینچنے کے بجائے اور بکھر گیا تھا ..

.. مجھے اپنی تکراری عبادت کڑو یا با .. نہیں تو میں زبردستی چھین لوں گا .. میں نے تنگ آنکھ تو دیوار خوف زدہ ہو کر ایک قسم کے چھٹا ہوا چہرہ لکھ لیا ..

.. کبھی کا کبھی کا کھڑے بننے کی آڑ میں تم ہو گیا .. میں نے اس کے تعاقب میں قبرستان کا کونا کونا چھان مارا .. ایک ایک درخت کو کھنگال ڈالا .. لیکن وہ میری دسترس سے دور ہو چکا تھا .. میں تھک ہار کر قبرستان سے باہر آ گیا .. دیوانہ جی نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا .. میں بڑھال ہو کر چھٹی نشستوں پر بیٹھ گیا .. دیوانہ جی سے واپس حویلی چلنے کی تاکید کر کے آنکھیں بند کر لیں ..

آسمان پر سے لڑا ہوا جنگ ہوتا جا رہا تھا .. جنگ کے آواز سے میری جھڑپاں بندھی تھی وہ بھی نرملہ کی موت کے بعد ٹوٹ گئی .. آندہ کا زخمی دہندہ کی مانند نرملہ کے قاتلوں کی تلاش میں وہ بڑا کی فاک چھٹا چھڑا ہوا تھا .. اس کے ہاتھوں کی پوری جیم سرگرم عمل تھی وہ اس بات کو تسلیم کرتے پر تیار نہیں تھا کہ نرملہ خودکشی کر سکتی ہے ..

آندہ کمار کی زندگی میں نرملہ ایک کشمی کی حیثیت سے داخل ہوئی تھی وہ ترقی کا ذریعہ تھی جس سے گور کر آندہ کمار نے بڑی کم مدت میں ڈیڑھ کھنڈ کے عہدے پر فہم ہوجائے تھے لیکن اب وہ زندہ اس کے قدموں تلے سے نکل چکا تھا .. آندہ کمار اپنی ترقی کے راز سے بخوبی واقف تھا .. نرملہ اس کی دوسری بیوی تھی وہ بے حد حسین خوب صورت اور تیکھے انداز کی مالک تھی .. اس کا حسن دیکھنے والوں کو لینے سحر میں مبتلا کر لیتا تھا .. آندہ کمار نے شادی کرنے کے بعد نرملہ کو مکمل آزادی دے رکھی تھی اور اسی آزادی کا نتیجہ تھا کہ نرملہ کی اتنی خوشنویسی نے آندہ کمار کو زندگیوں سے آسمان تک پہنچا دیا پھر وہ کیسے نفس کو لپٹا کہ ترقی کے اس فیض نے جس پر سینکڑوں قدموں کے نشان تھے محض ایک دم لال کی وجہ سے اپنی زندگی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہو گا ..

آندہ کمار کو نرملہ کی موت کے نیچے ان ماتحتوں کا ہاتھ نظر آ رہا تھا جنہیں جیسے چھوڑ کر وہ محض نرملہ کی بدلت آئے مکمل کیا تھا .. اسی سلسلے میں وہ ایک دن سے بڑی بھی آگیا .. میں نے اس کی کیفیت کا اندازہ لگائے میں یہ نہیں کی .. وہ کبھی ایسے جوازی کی طرح دکھائی دے رہا تھا جس کی ملامت بھی ایک ہی داؤ پر اس کے ہاتھ سے نکل گئی .. ہوا آندہ سے کسی آتش فشاں کی طرح بھرا ہوا آندہ کمار مجھے پہلی بار کچھ عزت مند نظر آ رہا تھا ..

یہ وہی آندہ کمار تھا جو درختاں کے والد پریم ناتھ اور اس کے گروں کے اشاروں پر کسی جھوٹے چہرے کی طرح ہر اوپر چڑھ دوڑا تھا .. اگر میری جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو شاید آندہ کمار کے جوہر کا راز اور توکلے دانست اس کے جسم کی ہڈیاں اڑا چکے ہوتے لیکن میں قانون کی قہقیر میں دھارت دکھتا تھا اس لیے وہ میرے سلسلے میں ناکام رہ گیا .. اسی آندہ کمار نے ایک موقع پر بھری محض میں پندت اوم پر کاوش کے ساتھ مل کر میری عزت کی دھجیاں بچھرنے کی کوشش کی تھی مگر اسے مایوسی ہوئی اور یہ وہی آندہ کمار تھا جس نے مجھے اپنے دفتر میں دیکھ کر لوں کوڑا واسمہ بنا لیا تھا .. جیسے میرا وجود اس کے لیے ناقابل برداشت ہو اور آج قسمت میں لے آئی تھی ..

کچھ دیر تک ہمارے درمیان دسمی بائیں ہوتی رہیں وہ اصل مقصد کی طرف آگیا .. مجھے ان مشکوک افراد کے بارے میں تفصیل بتانے لگا جنہیں وہ نرملہ کی موت کا ذمے دار سمجھتا تھا ..

دہاتھا .. میں خاموش بیٹھا اس کی باتیں سن رہا تھا جبکہ دل کی ہڈیاں نکال چکا تو میں نے ذہنی زبان میں کہا .. میں اس حد تک آپ کے خیال سے متفق ہوں کہ کمار کی نرملہ نے خودکشی نہیں کی .. لیکن ..

.. لیکن کیا ہے اس نے میری خاموشی پر بل کھاتے ہوئے بے یقینی سے دریافت کیا ..

.. کمار کی نرملہ کو مجبور کر دیا تھا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں لگے میں بچاؤ کا کھنڈا ڈال کر سولی پر لٹک جائے ..

.. اور نرملہ نے انسانی اذیت تاک حالات سے دوچار ہونے کے بعد مجبوراً وہ قدم اٹھایا ہو گا ..

.. یہ بھی ممکن ہے کہ خودکشی کرتے وقت کمار کی نرملہ اپنے ہوش و حواس ہی میں نہ رہی ہو ..

.. کیا مطلب ہے آندہ کمار میری بات سن کر جو تک اٹھا ..

.. ترقی حاصل کرنے کے مطلب میں اور ڈیڑھ کھنڈ کے عہد تک پہنچنے میں آپ نے جن لوگوں کی حق تلفی کی ہے یا جو لوگ آپ کی اس ترقی سے متاثر ہوئے ہیں .. وہ اگر چاہتے تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی بھی کر سکتے تھے ..

.. وہ ایسا کرنا چاہتے تھے لیکن .. آندہ کمار کچھ کہنے لگے ..

.. ایک گنت خاموش ہو گیا پھر پہلو بدل کر بولا .. انہیں اس بات کا خطرہ بھی لاحق تھا کہ اگر انہوں نے میرے خلاف کوئی قدم اٹھا یا نران کے خلاف بھی کوئی فکر بانی کاڑوا دی کھڑی ہو سکتی تھی جو ان کے دیکار کا دستیا اس کو دیتی اور وہ آئندہ ہونے والی نو میں سے محروم ہو جاتے .. آپ میری بات کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے ..

.. خوب اچھی طرح .. میں نے زہر خند سے جواب دیا پھر دہندے سے بولا .. آپ مجھ سے کیا خدمت لینا چاہتے ہیں؟

.. میں .. آندہ کمار نے کسی جھٹ کھاتے ہوئے زخمی اور جھلے سانپ کی طرح پھنکاتے ہوئے کہا .. میں ان لوگوں کو قانونی شکنجوں میں پھانس کر موبہ کھیلے اپنے راستے سے ہٹا دیتا تھا .. میں جو نرملہ کی موت کے بعد میرا مذاق اڑا رہے ہیں یا میرے لہان سرخوڑ کر مقصودے تیار کر رہے ہیں ..

.. تو قانونی کاڑوائی کا جواز کیا ہو گا ..

.. مواد میں ذہن کوں کا باقی کام آپ کریں گے .. آندہ کمار بڑی راز داری سے بولا .. یہ سب آپس ان کے خلاف لائق اور ایسے دہشت ویزی ثبوت موجود ہیں جو ان کا کیرئیر برباد کر سکتے ہیں .. اور .. گویا آپ کا خیال ہے کہ کمار کی نرملہ کے بعد وہ اب اپنی حق تلفیوں کے خلاف آواز بلند کرنے کا ارادہ

کر رہے ہیں؟

.. جی ہاں .. یہ بھی ہو سکتا ہے ..

.. پندت گنیش مدارج کا کیا حال چاہے ہو یا جاکم گنیش کا راج بدلتے ہوئے کہا .. بہت دنوں سے ان کی کوئی خبر نہیں ملی ..

.. آئی سی .. آندہ کمار نے روکے انداز میں جواب دیا .. میرا خیال ہے کہ آپ مجھے پرانی باتیں یاد دلا کر شرمندہ کرنا چاہتے ہیں ..

.. آپ غلط سمجھ رہے ہیں .. آندہ کمار نے کہا .. میں نے جلدی سے وضاحت کی پھر جھٹ کھاتے ہوئے کہا .. میں نے اس آپ کو بے باور کرنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے آپ کو میری دوستی منگی پڑی ہو ..

.. میں بھی نہیں .. آندہ کمار مجھے حیرت سے گھونٹنے لگا ..

.. یہ بات بے شمار لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے کمار کی نرملہ کے ضمانت کے کیس میں دل چسپی لی تھی .. میں نے الفاظ پر زور دیتے ہوئے بولا .. آپ کا کیا خیال ہے .. کیا میرے دشمنوں کو جواز ہے دوستی کی توقع رکھتے تھے .. یہ بات پسند آئی ہوگی؟

.. لیکن ..

.. میں آپ سے ایک درخواست کروں گا .. میرا آندہ کمار نے دوا گرم دیکھ کر ایک بھر پور ضرب لگاتے ہوئے دوا کو الفاظ میں کہا .. آپ گنیش مدارج کا کھوج لگا کر مجھے اس کے ٹھکانے سے مطلع کروں میں آپ کے دشمنوں کو ٹھکانے لگانے میں آپ بھر پور تعاون کا وعدہ کرتا ہوں ..

.. پندت گنیش مدارج کا کھوج لگانے کی بات کی کیا ضرورت ہے ..

.. شاید آپ کو ابھی تک اس بات کا علم نہیں کہ رام لال کی موت کے بعد سے گنیش مدارج کیس روپوش ہو گئے ہیں ..

.. جی ہو سکتا ہے کہ کمار کی نرملہ گنیش مدارج ہی کی مدد سے کشتی کا نشانہ بنی ہو اور اس طرح بیماری رام لال کا انتقام لگایا ہو ..

.. ہو سکتا ہے .. بالکل ہو سکتا ہے .. آندہ کمار نے سنجھاں بھیج کر کہا .. میں نے ابھی تک اس لائن پر غور نہیں کیا تھا ..

.. اب بھی زیادہ وقت نہیں گزرا .. آپ جا میں لو گنیش مدارج کا کھوج لگا کر میرے لیے ایک تصدیق کر سکتے ہیں ..

.. ٹھیک ہے .. میں اسے بھی دیکھ لوں گا لیکن آپ کو برہنہ میں میری مدد کرنا ہوگی ..

.. اس کا فیصلہ گنیش جی کے سامنے آنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے .. مانی ڈیڑھ سڑا تھا .. میرا جیو معنی خیز تھا .. آندہ کمار نے سر ہلے کی لمبی کوئی دھمکوس کر لیا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی وضاحت طلب کرے اور خوش ملازم کے ہوا چائے کی ٹرائی لیے

آجھی تو باتوں کا رخ تبدیل ہو گیا، آئندہ کمارا وہ دیو نہیں رہا،
وہ نشان کسے ہوا مدار پر اس نے محض جانے کے دوا میں گھوٹ
لیے پھر جانے کے ارادے سے اٹھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد
درخشاں کو یہ کہہ کر کچھ سے اس کے آنے کا سبب دریافت
کر لیا، یہی سن کر اس کو ہدیٰ نصیب ہوا وہی الیہ کنیش
مدارج کی تم شہ کی ادا لڈی ڈاکٹر شکشا کی پراسرار شخصیت
سے کمار کی نرطکی موت کے قابل یقین تعلق کو چھپا گیا۔
پھر کچھ دیر بعد مجھے دیوانی جی نے فون پر ایک نئی
اطلاخ دی جو میری سے رخصت ہونے کے بعد آئندہ کمار سدا
کڑی کے بڑے مندر گیا تھا جہاں وہ پنڈت بجا دیوں سے شغل
مل کر باتیں کرنا دیکھیں وہاں سے روانہ ہونے کے فوراً بعد
یہی وہ ایک حادثے سے دوچار ہو گیا اور اب وہ کس کساری
ہسپتال میں پڑا موت اور زندگی کی آخری سانسیں شمار کر رہا تھا
سیرکوں پر ایک لمحہ بہرہم نہیں کر سکا ہوتا چلا گیا، یہ سب جری
حقارت سے ریسپورڈ دوبارہ کو بدل پر دکھ دیا۔

وقت - جو نہایت اہم پرکاش کی موت کے بعد سے تھیں
میں سادہ کار ہو گیا تھا رفتہ رفتہ دوبارہ اپنی کنبلی بدلنے لگا
پہلی بار جب میرا ایک دشمن موت کے آہنی کنبوں میں نہیں
کر لے لسی کی حالت میں کرب ناک موت کا شکار ہوا تو میری
غوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا، جگہ کے اچھلنے سے مجھے جری مرست
ہوئی تھی بڑے دشمن پیش قدمی کرنے کے جانے ایک ہی
پلے میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ وقتی طور پر میں اپنی جگہ دلیر
ہو گیا لیکن اس وقت میں معاملات کے دور رس نتائج سے
واقف تھا میں جسے اپنا قرب بازو سمجھ رہا تھا وہی میری شکست
اور ہر بادلوں کا سبب بننا چلا گیا۔ نہایت اہم پرکاش کی ہلاکت
موت نے کنیش مدارج کے کون کھڑے کر دیے، وہ دوا کنیش
تھا اس لیے کسی مندر میں دیوی کے قدموں میں بناہ لینے کی
خاطر ہم کچھ کچھ کلام وال طاقت کے نشے میں سرشار تھا،
جوان تھا اس لیے جذبات میں اگر حالات کا تشکار ہو گیا
دام لال کی موت نے میرے دشمنوں کو اور زیادہ منظم اور عطا
کر دیا، پتہ دے میرے سامنے تھے مجھے نظر آ رہے تھے، ان کی
ایک ایک چال میرے علم میں ہوتی تھی لیکن جگہ کے سفل
عمل نے انھیں بھی اندھوں میں پریشانہ وہ کرکھڑاں جانی
معلوم پر مجبور کر دیا۔

عبادی دام لال کی موت کے بعد میں نے نرطاکا ایک
ڈراسہا رائے کرا پنا ہم خیال بنایا تو میرے دشمنوں نے

اسے بھی ٹھکانے لگا دیا، کسی لیدی ڈاکٹر کی جھلکتی ہوئی روح
کے لیے انھیں ایک جسم کی ضرورت تھی لہذا انھوں نے نرطاکا
کے جسم کو اپنی سازش کے لیے انتخاب کر لیا، وہ بے چاری
میری وجہ سے محنت میں کلام آجھی بھرا نند کمار کو میں نے بھانپ
لے کر اپنا آزاد کار بنانے کی کوشش کی۔
جنگی کو کنیش مدارج کی تلاش تھی اس نے دعویٰ کیا
تھا کہ اگر اسے کنیش مدارج کا کھوج مل جائے تو وہ سفل کے
عمل سے جاو کی لاندی ڈاکٹر کنیش مدارج کے کرامت کا
ایسا موثر انتقام کر دیتا کہ موت کے سامنے ہر وقت اس کے سر
منڈلانے ہوتے وہ جب بھی دیوی کے چروں سے دور ہو کر مندر
سے قہم نکالتا، لڈی اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی، دیوان
مجھے جگہ کے دوسرے کی تصدیق کی تھی چنانچہ جب آئندہ کمار
میرا پاس اپنے حریفوں کی گرفتار حال کا مشہور ہلے کرا تو میں
نے اسے کنیش مدارج کے خلاف بھرا دیا، ہندو ہونے کے
ناتے آئندہ کمار پنڈتوں اور بجا دیوں کے خلاف نہیں جاسکتا
تھا لیکن نرطاکا اچانک موت نے اس کے لیے ترقی کے آئندہ
دروافسہ بند کر دیے تھے پھر بائنے لال کی موت اور اپنے
حریفوں کے سراپانے کے خیال نے اسے ہلکلا دیا۔

میں نے اسے پورے طرح باور کرایا کہ اس کے تار سے
محض کنیش مدارج کی وجہ سے گردش کا شکار ہو رہے ہیں وہ
یک اگر وہ کنیش مدارج کا کھونہ لکھنے میں کامیاب ہو جائے تو
حالات دوبارہ اس کے حق میں سازگار ہو سکتے ہیں اور میں
بھی اس کی بھرپور مدد کر سکتا ہوں وہ میری باتوں سے متاثر
ہو گیا اس نے وعدہ کر لیا تھا کہ بہت جلد وہ کنیش مدارج کو
ڈھونڈ نکالے گا لیکن میرے دشمن جو ہر وقت میری برادری
کی گھات لگاتے بیٹھے تھے انھیں آئندہ کمار اور میری باتوں کا
علم ہو گیا اور پھر آئندہ کمار بھی ایک حادثے سے دوچار ہو کر
ہسپتال پہنچ گیا، دیوان جی کا خیال تھا کہ آئندہ کمار اس حادثے
سے بچ جائے گا لیکن میں جانتا تھا میرے دشمن میرے کسی
دوست کو سکون و آرام کا سامن نہیں لینے دیں گے۔

میرا اندازہ درست ثابت ہوا، آئندہ کمار تین مہینوں
تک ہسپتال میں بستر پر پڑا موت کے آہنی کنبوں میں رہتا
زندگی کی خاطر جہد جہد کرنا دیا، ہاتھ پیرا تار دیا پھر ایک اور
ونیکہ تمام غلوں سے چھٹکارا پا کر خلیہ کے ہوشیار شعلوں کی
مذہر ہو گیا، اس کی موت کی اطلاع مجھے کیلاش نے دی تھی۔
ہسپتال سے واپسی کے بعد حسب معمول شام کی چائے
کے وقت کیلاش اور جیکب ہمارے ساتھ میز پر موجود تھے

درخشاں کو خوش رکھنے کی خاطر جیکب اور کیلاش دونوں میرا
اتھ بنا رہے تھے لہذا جب تک درخشاں میز پر ہمارے
درمیان موجود رہی جیکب اپنی معصوم محافتوں اور کیلاش
اپنے برستہ جلوں سے اسے ہنسنا تار دیا پھر جب درخشاں گھر
کے کاکاج کی خاطر اندر چلی گئی تو ہم دونوں دوست اٹھ کر
ڈانٹک دھکم میں آگے جہاں کیلاش نے سنجیدگی اختیار کرتے
ہوئے مجھے آئندہ کمار کی موت کی خبر سنائی تھی مجھے جو کچھ اس کی
توقع پہلے سے تھی اس لیے میں نے کسی حیرت یا تعجب کا اظہار
نہیں کیا لیکن جیکب بول پڑا۔
- تو بہت برا ہوا۔ آئندہ کمار کی جنگا ب ہونے سے پہلے
کشمیر کی تعیناتی ہو گئی وہ نہ جیلے کیسا ہو۔

میں نے جیکب سوچا ہے ہونے میں نے سپاٹ آواز میں
جواب دیا، تھے ڈی سی کو پرانہ تقریر کے ساتھ ساتھ
سیر سلسلے میں اوپر سے ضروری باتیں بھی لیتا تھا۔
- جلال۔ ایک بات کسوں پشور ٹیکہ تم پرانہ اورو کیلاش
نے سنجیدگی سے مجھے مخاطب کیا۔
- یہی یقین شدہ ہے کہ میں اپنے غلغلے دوستوں کی کسی
ات کا پر امان نہ کر سکتا ہوں؟
- انسان پریشان ہو تو وہ میں کی سوچ میں اسے اکثر گزار
کر دیتی ہیں اور یہ قلعی لفظی عمل ہوتا ہے۔
- تم کچھ کتنا چاہ رہے ہو؟ میں نے آگاہی ہوئے انداز
میں بات کو مختصر کرنے کی کوشش کی۔
- مرا خیال ہے کہ جو کچھ ہر دہا ہے اس کی وجہ جگہ کے

سوا کچھ اور نہیں؟
- کیا مطلب؟
- جگہ کی نادیہ اور کالی طاقتوں نے نہایت بجا دیوں
کو بھی چھپ کر ادا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ پہلے وہ سامنے
تھے تو روشنی میں تھے لیکن اب ہر ان کی کسی چال سے بھی
باخبر نہیں ہو سکتے؟
- میں تمھارے خیال سے متفق ہوں لیکن یہ سب کچھ
تو ہزار ہی تھا جگہ نہ ہوتا تو وہ کرنی دوسرا راستہ
اختیار کر لیتے؟
- میں تمھاری اجازت سے کچھ دنوں کے لیے اجودھیا
جانا چاہتا ہوں۔

- کوئی خاص بات؟
- نہایت کنیش مدارج کو اجودھیا رہی ہے ہمارے خلاف
صف آوار ہونے کی خاطر بلایا گیا تھا۔ کیلاش نے کہا۔ وہاں

ہمارے بڑے بڑے مندر اور دھرم خانا میں موجود ہیں جہاں
سارا سال باتریوں کا جوہر اکٹھا رہتا ہے میزوں پر بے گنیش
مدارج نے اجودھیا رہی کے کسی بڑے مندر میں کالی کے پرل میں
بچک جانی ہوگی؟

- ہر سکتا ہے۔ مگر تم وہاں جا کر کیا کر سکو گے؟
- میں ان کے آگے ہاتھ باندھ کر درخواست کروں گا کہ وہ
بھائی اور ان کی آنے والی تحفیلوں کا راستہ صاف کر دیں کیلاش
نے بڑے خلوص دل سے کہا۔
- مٹی را کیا خیال ہے وہ تمھاری درخواست قبول کر لیں گے؟
- میں انھیں دیوی کے چروں کھیلے اپنی جھینٹ پیش
کروں گا تو وہ مجبور ہو جائیں گے، انکار کی صورت میں دیوی
کو ناراض کر دیں گے۔

- کیا کش۔ میں نے کیلاش کی دوستی اور اس کے جذلوں
کو راجتے ہوئے کہا میں تمھارے جذلوں کی قدر کرتا ہوں لیکن
وہ تیرا جو ایک بار کمان سے کل چوکھے واپس نہیں آسکتا، تم
ایک پنڈت کو میری دشمنی سے باز رکھنے کی کوشش کرو گے تو
دوسرے سیکڑوں پنڈت اور بجا دی میری برادری کی فطرت سے
آجائیں گے، تم کہاں کہاں اپنی زندگی کی جھینٹ بڑھاتے رہو
گے جس جس کا ہاتھ تمام سکوتے کہاں کہاں میری ناراضگی پھرتے پھرتے
گے، نہیں میرے دوست ان باتوں سے کچھ حاصل نہ ہوگا میری
فطرت میں اگر عرو میاں دھم کڑی گئی تو تمھاری کوششیں بھی
کاتب تقدیر کے فیض کو نہیں بدل سکیں گی۔

- درخشاں یہ بات کے سلسلے میں تمھاری کیا رائے ہے؟
- جیکب نے پوچھا کیا تمھاری تعینات کے مطابق وہ باکل دلی ہے؟
- ہاں۔ میں نے مکمل جیکب اپ کر کے دیکھ دیا ہے
لیکن نہ کیلاش کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا تو میں نے جلدی
سے کہا۔
- جو کچھ تمھارے دل میں ہے کہہ دو میرے دوست میں
اب ہر بات سننے کا عادی ہو گیا ہوں۔

- تمھاری عقل تو کھاس جو نے ملی تھی ہے۔ جیکب میرے
باروں سے لیے پرتنگ اٹھا، مذہب سے دوری نے تم کو کون کو
آنا لگا کر دیا ہے کہ تم دوسروں اور دھماکوں کا شکار ہو کر
رہ گئے ہو۔
- کیا اور کرنا چاہتے ہو فلاور جیکب؟ میں نے حق لیے
میں دریافت کیا۔
- یہی کہ پریشان ہونے کے بجائے اس پر اندر کھجمن نے
میں پکڑ لیا ہے جس نے میں ہر شخصیت سے بچانے کا وعدہ

کیا ہے خداوند بزرگ و بزرگ مقررہ دنیا سے تو ہم دنیا کے
پندت پاری مل کر بھی درختال بھائی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔
تم اپنی جگہ ٹھیک سوچ لیے۔ زمینیں ہمارے دشمن جس
علم کی لالی اور گندی طاقتوں کا سہارا لے کر ہماری موت کے
نواہاں ہیں وہ علم بھی بھگوان کیلئے جندہ دل کو سکھایا ہے۔ کیلاش
نے کہا۔

”قامت اور مہر و فکری عادت ڈالو تو ہر غم از خود مہر
من جاتا ہے۔“ جبکہ بولا۔ میری مثال تمھارے سامنے ہے سوا
کی موت میں شہیدیت پر دی ششال تھی۔ اس لیے میں نے
آتشیں ہمارے نہایت صبر و سکون سے اس صدمے کو فدا کی
دین بھی کر رہا تھا۔

”تمھیں ہالی طاقتوں کے ہمارے ہر کئی علم نہیں ہے اس لیے
”کیلاش“ بھائی نے اس بحث کو ختم کرنے کی خاطر
تیزی سے پوچھی۔ ”پچھلی ولادت میں اب کتنا عرصہ باقی ہے؟“
”اگر کوئی دشواری پیش نہ آئی تو مجھے یقین ہے کہ چار
مہینے بعد ہی باپ من جاؤ گے۔“

”اور باپ بننے سے پیشتر مرنے ہی ہے کہ تم ابھی سے بڑی
کی عادت ڈالو اور غور مری باتوں سے ذہن کو چمکانے کو نہ
بالو جاؤ۔“ جبکہ نے ایک بار پھر مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔
”کیا سوئی میں آج کے سدا انعامات ہر سیکس گے؟“
”کیوں نہیں؟“ کیلاش جلدی سے بولا۔ ”میرے ہر سیکس
ان باتوں کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ فی الحال یہ ضروری
ہے کہ اب ہر وقت ایک نرس بھائی کی دیکھ بھال کے لیے
جوئی میں موجود ہے۔ تمھیں اخلاص نہ ہو تو میں ایک نال اعتماد
نرس کا بندہ ولست کروں۔“

”لیڈی ڈاکٹر شکشا اور درختال کی ملاقات ہر جگہ کے
بعد اب تم جو چاہو میری اجازت کے بغیر کر سکتے ہو میں نے
خود کو سمجھا لیا۔ ہونے والا سزاؤد بھر کر جواب دیا۔ آگے
ہر خط کو منظور ہو۔“

”گڈ۔“ جبکہ بولی پڑا۔ میں بھی تھک کر تھے دونوں سے
یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ سب کچھ نبلی جھپٹری والے
پرچھوڑو اور اس سے بڑھ کر کسی کی امید لگنے رکھو۔
”تمھاری مذہبی باتیں دل کو مہر لیتی ہیں جیسے مہر و
کیلاش نے جبکہ کے چہرے میں خیر انداز میں بولا۔ ”تمھیں اب کسی
ایسی نرس کی تلاش کرنا ہوگی جو چاہے تمھاری بھائی کی خدمت
کر سکے اور چہرہ میں ہماری بھائی کی ہمدردی نہ دیکھ سکے۔“
”مجھے بھی اپنی نظر بھی اترا دیا کہ نہ خلاف توقع جبکہ

خلج حاصل کرے گا۔ ہماری حالت قابل دیدہ تھی، ہم دونوں ہی
اپنی اپنی جگہ غافل تھے لیکن ایک دوسرے کی دل چوٹی کا
پورا پورا خیال ہی کتنے کتنے بھی میری آنکھوں میں خوف آجرتا تو
درختال مجھے بھی نہ کی کوشش کرتی۔ اپنی پیادہ باری
محمود دشمنی حرکتوں سے مجھے مسکرانے پر مجبور کر رہی تھی۔
اس کی گھنری اور داناہٹوں کے گوشے آنے والے اندیشوں
کے تھوڑے بھیگنے لگے۔ تو میں ٹرپ کر اپنے مجنوناہ پیادے
اس کے اندیشوں کو رد کرنے کی خاطر دنیا جہاں کی باتیں
شروع کر دیا اور اس وقت تک اسے ستا رہا تھا جب تک
وہ خروا کو لیا حسین چہرہ ہاتھوں کے درمیان نہ چھپا لیتی۔
غرض کہ وقت کے ساتھ ساتھ ہماری اضطرابی کیفیتیں بھی برعکس
جا رہی تھیں۔

”کیلاش نے جس نرس کا بندہ ولست کیا تھا وہ انتہائی
پر خلوص نرس تھا۔ تجوہ کار اور بے حد انسان دوست تھی۔
ہر وقت درختال کا خیال رکھتی، وقت پر اسے دوا کھلاتی، وقت
پراس کا ضروری معائنہ کرتی اور وقت پر سونے کی تلقین کرتی
رات دن درختال کی دل چوٹی اور اس کی تیمارداری میں لگی
اوجھتی۔ اکہاں میں نے موقع پا کر تنہائی میں اسے بھی کہنے
کی کوشش کی۔

”نرس۔“ تمھارا تجربہ درختال کے ہمارے میں کیا لگتا ہے؟
”آپ کی مہربانی کی حالت بالکل ٹھیک ہے سزاؤد دلانے
چاہا تو ہر کام لینے وقت پر ہر شے اطمینان سے انجام پائے گا۔“
”کیلاش کی حالت بھی نامل ہے؟“
”بالکل نامل ہے جناب۔“ نرس نے مجھے دلوں سے
تباہی تمام سسٹم ٹھیک کام کر رہا ہے۔“

”لیکن کیلاش کا خیال کچھ اور ہے۔ اس خیال سے کہ
کیلاش نے میری پریشانی کے پیش نظر نرس کو پیلے ہی سے
کسی تکلیف دہ آشفت سے گریز کرنے کی تاکید کر دی ہوگی میں
نے اسے ٹوٹنے کی خاطر ایک نفسیاتی حیرانہ استدلال کرنے کی
کوشش کی۔

”سرمج صاحب کا کیا کہنا ہے؟ ہمارے بھائی کے سر پر
چہرے کے تاثرات کو بغور محسوس کرتے ہوئے دریافت کیا۔
”کیلاش کا خیال ہے کہ مجھے کسی ایک کے حق سے دست
ہو کر رہے گا۔“ میں نے ایک سزاؤد بھری۔ ”یا تو مجھے اپنی
مہربانی کی خاطر پیچھے سے ہاتھ دھونا پڑے گا یا پھر۔۔۔“
”سرمج صاحب! نرس نے ہر جملہ کانٹے ہونے تیزی سے کہا۔
”آپ شاید میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں یا میرے تجربے

کا امتحان لینے کی کوشش کر رہے ہیں۔
”کیا مطلب؟“

”مطلبت ہے کہ میں اپنے سابقہ تجربوں اور آپ کی بری
کی کیفیت سمجھنے کے بعد بولے یقین اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتی
ہوں کہ چہ اوپر پڑو دونوں غیریت سے رہیں گے اور میں یہ بات
بھی کسی قیمت پر ماننے کو تیار نہیں کہ سرجن کیلاش جیسے ماہر
ڈاکٹر نے کسی خطے کا اظہار کیا ہو گا۔“

”لو آرٹسٹ نرس! میں یوں ہی تمھارا امتحان لے رہا تھا۔
میں نے مسکرا کر کہا کہ نرس سے معذرت طلب کر کے بات ختم
کر دی لیکن نہ جلدی کیوں میرے دل کو کسی طور اطمینان یا نصیب
نہیں مرد ہوا تھا۔ کوئی نادیدہ خوف جیسے میرے ذہن پر چرم کر رہ
گیا تھا۔ کسی آنے والے خوف کا احساس جیسے میرے وجود کو دن
رات اندر ہی اندر گھلانا جا رہا تھا۔“

وقت یوں ہی گزرتا رہا، میں سوئی کی باہر کی دنیا کو
قطعی فراموش کر چکا تھا، میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں تھا
جو میں اپنے دشمنوں یا دوستوں کے ہمارے میں کچھ سوچ سکتا،
دورانِ غمی نے میری پریشانی کے پیش نظر پندرہ دنوں ملاقاتی
کرے میں ڈیرہ ہمارا کیا تھا لیکن مجھے ان کی موجودگی سے بھی
کوئی سروکار نہیں تھا۔

”کیلاش نے سوئی کے ایک کمرے میں کسی کی تمام ضرورت
کا بندہ ولست پلے ہی سے کر کے کیا تھا لیکن جیسے درختال
کے مہاں ولادت کے دن قریب آتے گئے میری پریشانی دو چہرہ
ہوتی گئی۔ ایک رات درختال سوئے میں اچانک صبح مار کر
بیدار ہوئی تو میں بھی بڑھڑکا جاگا گیا اسے بلانے لگا۔ شاید
وہ کوئی ہل ناک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہوئی تھی میں نے
اس وقت اسے کر کے نامنا سب نہیں سمجھی دوسری صبح ہونے
کے بعد جب وہ میرے ساتھ پائیں باغ میں آکر بیٹھی تو میں نے
دلی زبان میں پوچھا۔ ”رات تم نے خواب کیا کوئی ڈراؤنا خواب
دیکھا تھا؟“

”ہاں۔“ اس نے مختصر جواب با پھر بات ملنے کی خاطر
بولی۔ ”جیسے عذرا! نرس نے سوئی میں قدم رکھا ہے کیلاش
بھی نے جبکہ بھائی کا جینا دھج کر دیا ہے ہر وقت اسے عذرا
کا نام لے کر تنگ کرتے رہتے ہیں۔“

”سچی؟“
”ہاں سادھاب! تو مرنے والے بھی ادھر کچھ دنوں سے بھائی
جبکہ کو تنگھروں سے دیکھنا شروع کر دیا ہے۔“ درختال نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ ”عذرا بے حد شریف اور نعمت گزار لڑکی

ہے وقت کی ایک آمدھی نے اسے نرس کا پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا اور اس کا تعلق بہت اچھے خاندان سے ہے۔

اس لیے تھا کہ اسے مجھے کچھ خط لکھنا پڑے ہیں۔

آپ کسی وقت اپنے دوست کو نوٹ لے۔ اگر وہ آباد ہو جائیں تو فوراً ان کے لیے پڑی اچھی بیوی ثابت ہوگی۔

اگر یہ تھا تو میری عمر بڑھتی ہے تو میں جسکے لیے ہونے دل میں محبت کی چنگاریاں ضرور روشن کرنے کی کوشش کروں گا لیکن ایک شرط پڑے۔

پہلے وعدہ کرو کہ میری شرط ضرور پوری کر دو گی۔

وعدہ۔ دوشن نے بڑے معصوم اور دلکش انداز میں وعدہ کر لیا۔

یہ تھا تو تم نے رات کو کیا خواب دیکھا تھا میں نے وہ بارہ خواب کا ذکر چھپاؤ تو دوشن ایک سخت سنجیدہ ہو گئی۔

چند لمبے خاموش بیٹھی مجھے خالی خالی نظروں سے گھورتی رہی پھر اپنی نشست پر چلو بدل کر بولی۔ رات مجھے لیڈی ڈاکٹر شکستہ کا چہرہ نظر آیا تھا۔

بھول جاؤ ان باتوں کو۔ میں نے اپنی مطلقاً کو محسوس کرتے ہوئے جلدی سے کہا کہ یہ سب تھا اور ہم سے۔

نہیں ہے۔ تم کہتے ہو تو مجھے لگتا ہے جاتی ہو۔ اس نے میری دل بولی کے پیش نظر کچھ بولی۔ ایک بات پوچھیں؟

پوچھیں۔

تھا تو کیا خیال ہے۔ اس نے قد سے لگاتے ہوئے پوچھا۔

تم بیٹے کے باپ بنو گے یا بیٹی کے؟

مجھے پتا ہی نہیں ہے۔ سوا اور کچھ نہیں پتا ہے۔ میں جذباتی بن گیا۔

میرا شہر مانو تو ابھی سے کچھ مناسبت ہا سوچ رہا ہوں۔

میں وقت پر سر ہونے لگا ہوا ہوں۔

مجھے صرف ایک ہی پتا ہے۔ دوشن۔ دوشن اور دوشن۔

جہاں۔ اچھا۔ دوشن کی پکڑ کے گوشے نہ لکھ کر دے۔

تھا تو میری بے پناہ محبت نے مجھے بے پروا بنا دیا ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ اب میں موت کے تصور سے بھی کانپنے لگی ہوں۔

دوشن۔ تم نے چھوٹی باتیں شروع کر دیں۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ جو کچھ بیت چکا ہے اسے بھلا جاؤ۔

میں بہت کوشش کرتی ہوں لیکن نہ ہاتھ کیوں میرا دل بار بار یہی کہتا ہے کہ میں کچھ عرصے کے بعد تم سے تباہ ہو

جاؤں گی۔ دوشن نے مجھے پیار بھری نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ مجھے ایک وعدہ کرو جہاں تم میری حرکتیں دیکھ سکتے ہو۔

نہیں ہو گے۔

دوشن۔ میں سوچ رہا تھا کہ تم میری زندگی کا تصور بھی گناہ سمجھتا ہو۔

میری بات غلط سے متوجہ نہ ہو۔ میرا ہاتھ تم کو بڑی اپنائیت سے بولی۔ میں نے اپنے دل سے کچھ بڑھ کر کہا۔ رازدہ قبول کیا ہے۔ اب میں ان عقیدوں کو نہیں مانتی جو مسلمانوں سے پیشتر میری ذات سے وابستہ تھے لیکن کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جنہیں میں چھوٹی جانتی ہوں مگر بھول نہیں سکتی۔

میں ان باتوں کی کوئی توجہ نہیں پیش کر سکتی لیکن انہیں چھلانا دینا بھی میرے بس کی بات نہیں ہے۔ ان باتوں کا تعلق میری ذات اور میرے گھرانے سے بہت پرانا ہے۔ اس وقت جب میری ماں کا انتقال ہوا تھا تو انھوں نے بھی بتا دی تھی کہ میری ماں کا وہ بہت جلدی اور دلکش تھا۔ اس کے پاس دو بارہ آجائیں گی سو میں آگئی۔ اور اب مجھے بھی وہی درد کر رہی خیال آتا ہے کہ میں بھی تم سے کچھ عرصے کے لیے جدا ہو جاؤں گی مگر بہت جلد کسی اور دل میں تم سے ضرور ملاؤں گی۔

کب اور کہاں؟

یہ مجھے نہیں معلوم لیکن اتنا ضرور معلوم ہے کہ میری مطلقاً میرے جسم کا ساتھ چھوڑنے کے بعد بھی زیادہ عرصے تک تم سے دور نہیں رہ سکتی۔

پھر دوشن۔ ان باتوں کو اپنے ذہن سے نکال دینا۔

یہ سب تھا اور اب میں۔

مجھے پتا تھا کہ تم نے تم نے جب پہلی بار مجھے دیکھا تھا تو کیا تمہیں میری ماں یا دوشن کی باتیں آتی تھیں؟

میں انکار نہیں کروں گا لیکن دوسروں کی مماثلت کرنی حیرت انگیز بات نہیں۔ دنیا میں ایسی ہزاروں مثالیں آج بھی موجود ہیں۔ میں نے اسے سمجھانے کے لیے بڑے پیار سے کہا۔

ماں باتوں پر غور کرنا چھوڑ دو۔ وہ اس کا اثر میری صحت کا ناخوش گوارا ثابت ہو گا۔

میں بہت کوشش کرتی ہوں۔ لیکن خواب میں بھی نہیں چھوڑتے۔ دوشن ہنسنے لگا۔

میں نے بھی دیکھا کہ میں تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو کر موت کی ادنیٰ جگہ سو گئی ہوں۔ پھر تم آئے ہو اور مجھے میری طویل زندگی سے مبرا کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں تمہاری آواز سن کر کچھ بھٹکتی ہوں لیکن اداس جگہ کو ابھی بھلا ہوا کر دیکھ لگتی ہوں لیکن اچانک ہی عورت جو ڈاکٹر شکستہ

راپ میں مجھ سے ملتی تھی۔ اور تمہارے درمیان آجاتی ہے۔

وہ آگے بڑھ کر میرا گلا دبانے کی کوشش کرتی ہے تو میں درد برداشت کر بیٹھتی ہوں۔ گوشت رات میں نے تیسری بار یہی خواب دیکھا ہے۔ اور وہ جگہ۔ میں یہ نہیں بتا سکتی کہ وہ کہاں واقع سے ہیں۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ جگہ دوسری دنیا میں نہیں۔ اسی دنیا میں کہیں ہے۔

ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کے عقیدے کے پیش نظر میری محبت کے لیے تمہیں ایک جسمیں تمہارے تصور میں جلا کر ڈال رہے ہیں۔ یہ سب کتابی باتیں ہیں۔ میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔ رات ایک بار میرے خدا بوجھنے تو اسے آسمانوں پر بلالیا جاتا ہے۔ دنیا سے اس کا تعلق ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے۔

اچھا۔ میں کوشش کروں گی کہ وہ بارہ ان باتوں پر غور نہ کروں۔ دوشن نے بڑی سادگی اور معصومیت کا چہرہ دکھا کر کہا۔

میں نے اسے دیکھ کر اس کے قریب آگیا اور اس کے قدموں میں لٹھکے۔ دوشن میں بہت دلوں سے محسوس کر رہا تھا کہ میرا ہاتھ اپنی دوشن سے بہت زیادہ قریب بیٹھ گیا ہے جب بھی دوشن پریشان ہو کر اسے آواز دیتی وہ پک پک کر اس کے قریب پہنچتا تھا اور زبان نکال کر وہیں بائیں گردن گھماتے لگتا۔

مجھے دوشن کو اپنے اشاروں کی زبان سے تسلی دینے کی کوشش کرنا ہوا اس وقت بھی یہی ہوا۔ مگر ابھی سے تھوڑے عرصے پہ تھا تھا لیکن دوشن کے چمکانے ہی وہ ایک بہت میں اس کے قریب آگیا اور بڑے احتیاطی انداز میں کبھی وہ دوشن کے قدموں میں لٹھکے اور کبھی سر اٹھا کر دیکھنے لگا۔

وہ بھی دوشن کی اداسی کا سبب جاننے کے لیے بے چین ہو۔

میں کچھ دیر تک خاموش بیٹھی تھی اور دوشن کو دیکھتا رہا۔

پھر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا تو اس دوشن سے ایک تیسری کام لہا کر کے اٹھا اور میرے لیے قدم مارنا اپنی اشاری میں آکر دل کا غبار دور کرنے کی خاطر بے اختیار بیچوت بیچوت کر رہا تھا۔

جہاں جوں وقت گزرتا جاتا تھا میرا دل صراط بھی بڑھتا جاتا تھا۔ دوشن کے بغیر ایک لمحے کو بھی زندگی کا تصور نہ لے سکتا تھا۔

اس کی جدائی کا تصور میرے لیے بے حد تکلیف تھا۔

ایک روز میں نے دل کا بوجھ کم کرنے کی خاطر کیداش کے دوشن کے خوابوں کا ذکر کیا تو وہ مجھے ایسی نظروں سے گھورتے لگا جیسے اسے دوشن کے بچانے میری ذہنی حالت پر شبہ ہو رہا ہو۔

تم۔ مجھے ایسی مشکوک نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہو؟

میں نے احتجاج کیا۔

دوشن کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتی تھیں۔ کیداش نے کہا۔

تھا تو میری حقیقتوں پر غور کر رہا ہوں۔ کیداش بولا۔

تھیں جہاں کی باتوں پر یقین آ گیا ہے۔

مجھے کی کوشش کرو میرے دوست۔ بات میرے یقین یا اعتبار کرنے کی نہیں۔ دوشن کی پریشانی کی ہے۔ اگر وہ ان ہی کیفیتوں سے وہ چار برس تو کیا ہو گا؟

بھائی کی حالت تم مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔ کیداش نے مجھے تسلی دیتے ہوئے سجدے کی سے کہا۔

میرا افسانہ تو بڑا ترس ہے۔ میں اس سے لاتعلقی ہوں۔ کیداش نے خیریت دریافت کرنا دیکھا ہوں اور تمہیں میری کوشش ہونا چاہیے کہ بھائی کی حالت بالکل نابل ہے۔

پھر۔ دوشن کا وہ خواب؟

وہ ایک افسانہ کی دوشن ہے۔ کیداش نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔ پہلے کیداش کے موقع پر دنیا کی بیشتر قومیں اسی قسم کے دھمکی کا شکار ہو جاتی ہیں اور پھر موت کا تصور ان کے ذہنوں میں حقیقت بن کر کوئی نہ کوئی شکل ضرور اختیار کر لیتا ہے جو انہیں سوتے ہوئے گھاتے اور لٹھکے بیٹھے ڈرا رہتا ہے۔

لیکن جب وہ فراغت پالیتی ہیں تو وہی باتیں سوچ سوچ کر خود اپنی طاقت پر مسکراتی ہیں۔ بھائی بھی جو سوچا وہی دور سے گزرتی رہی ہیں اس لیے ان کی پریشانی اپنی جگہ اگرتی رہی۔

تم افسانہ لکھ کر کیداش کو کیوں دوشن کر رہے ہو؟

تم دوسرے کام دوشن سے فوراً مت غور نہ ہو کہ اگر محبت مار بیٹھے تو بھائی کو کون سمجھ لے گا؟

کیداش۔ کیا تمہیں امیر ہے کہ میرے دشمن میری طرف سے بے خبر ہوں گے؟

دشمن ہر حال میں دشمن ہی ہوتا ہے اس سے کسی اچھی بات کی توقع نہیں رکھنا چاہیے۔

کیداش نے ایک غصے سے ادا ایک ماہر مرقی کی حیثیت سے مجھے ہر ممکن یقین دلانے کی کوشش کی کہ دوشن کا کس بالکل نابل ہے اور کیا ہر اسے کوئی خطرہ دیکھ رہی ہیں لیکن نہ جانے کیوں مجھے کسی کوٹ میں نہیں حاصل ہوتا تھا۔

میری بیٹی جس ہر لمحے مجھے کسی پیش آنے والے خطرے کا احساس دلاتی رہتی پھر کچھ ایسے غیر معمولی واقعات پیش آنے لگے جس کی کوئی توجہ نہیں پیش کی جا سکتی تھی۔

میرا شہر ہی سے جوئی میں بلیوں کے رونے کا شور مچ رہا تھا۔

میں نے بھائی کو حال اسحو حوالی میں ایک مٹی بھیجی تھی لیکن بلیوں لگتا جیسے ہزاروں بلیاں مل کر میری پانچویں پر ماتم کر رہی ہوں اور لطف کی بات یہ تھی کہ اس قیامت بجز شہر

نعل کی آواز میں میرے سوا کسی اور کو نہیں سنا دیتی تھیں
 تھا پیر سے پیر میں نے مجھے پاگل بنانے کی خاطر جوہل میں
 نادیدہ اور گندی قوتوں کا جال بچا رکھا تھا پہل بار میں نے
 بیوں کے رشتے کی آواز کا ذکر جب تک سے کیا تو وہ حیران ہو کر
 بچے گھولنے لگا پھر بچہ گی سے بولا۔
 میرا مشورہ مانتو تو تم اپنی مقدس کتاب کی آیات کا
 ورد کرتے رہا کرو جہاں مذہبی قوت موجود ہو وہاں شیطان
 طاقتیں اپنا قدم نہیں جما سکتیں۔
 ہر حال مجھے تسلی تھی کہ وہ منحوس آوازیں صرف مجھے
 پریشان کرتی تھیں اگر درختاں کو بھی علم ہو جانا تو وہ اور
 غور زدہ ہو جاتی، جب تک مشورے کے مطابق میں نے قوتی
 آیات کا ورد بھی شروع کر دیا مگر ساری میں نادیدہ شیطان
 قوتوں کا زور برپا تھا گیا۔ کھانے کے وقت مجھے ایسا محسوس
 ہوتا جیسے کسی نے چیمپے کے تمام برتن اٹھا کر بچہ فوش پر پھینال
 دیے ہوں جھانکے کی آواز سن کر میں بے اختیار چوہا بھاگتا ہوں
 وہ مڑوں کو اس آواز کا مطلق احساس نہ ہوتا، مجھے ایسا
 محسوس ہوتا جیسے ان گنت افراد میرے پاس چل رہے
 ہوں میں حیرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا، قدموں کی چاپ
 کی آوازیں میری قوت سماعت سے غرق رہتیں لیکن مجھے کوئی
 شے نظر نہیں آتی تھی اکثر چلی میں سناؤنی فضا میں کہ وہیں سے
 ہو کر اتنی شدت اختیار کر لیتیں کہ کان کے پردے پھٹنے لگتے
 اور پھر چاہتا کہ آوازیں گڑبگڑ کے رشتے کی آواز میں بدل کر
 آتی ہو جہاں میں کہیں سے دل کی دھڑکنیں آتا ہوں برکت
 ہوتے تھیں مگر میں یہ سب کچھ برداشت کرتا رہتا۔ مجھے
 یقین تھا کہ یہ کالی طاقتیں ساری کے اندر میرا کچھ نہ بگاڑ سکیں
 گی البتہ لمبی فاصلے پر فٹنٹل کے روپ میں جس پر دروغ سے
 درختاں سے ہاتھ ملا رہتا تھا اس کے نتائج ضرور خراب ہو سکتے
 تھے۔ اور پھر۔ پھر وہی ہراس کی پیش گوئی ایک دفع
 نے شکستہ کے روپ میں کی تھی میرے دشمنوں کی چال کا پتہ
 ہو گئی ان کے ناپاک مزاج میں بے رحمی کے عین موقع پر
 درختاں کی حالت نے کچھ ایسی عجیب صورت اختیار
 کر لی کہ سب ہی کے ہاتھ پیر پھول گئے، درختاں کی زندگی
 بچانے کی خاطر کیلاش کو ہنگامی طور پر آریٹھن کرنا پڑا لیکن اس
 کی تمام حیرت اور کوششیں رائیگاں گئیں، وہ بچے کو نہ بچا
 سکا، درختاں کی حالت بھی تشویش ناک تھی اس لیے کیلاش
 نے مجھے ڈیو دی روپ میں جانے کی اجازت دے دی۔
 میں نے دھڑکتے ہوئے دل سے کہہ میں قدم رکھا

درختاں کی منگھ میں رواڑے پر چھ تھیں وہ میری آمد کی
 منظر تھی برچہ کہ وہ آپریشن کے عین وقت وہ اور خطرناک نظر
 سے گزر رہی تھی لیکن مجھے دیکھتے ہی اس کے چہرے پر ہنسنا
 پھیل گئی، اس کے باقیوں لبوں پر ایک آسودہ سی مسکراہٹ
 ابھرتی، اس کی نگاہوں میں حسرت و یاس کی ملی گشت
 موجود تھی۔
 درختاں۔ میری زندگی میں نے قریب جا کر بڑھ
 پیاسے کہا۔ مجھے پتہ تھا کہ سوا اور کچھ نہیں چلے گا۔
 درختاں۔ وہ میرا ہاتھ تھام کر آستہ سے بولی۔ مجھے افسوس
 ہے کہ میں تجھیں پتھاری تو تھاں نہ دے سکتی۔
 قدرت کو یہی منظور تھی کہ میں نے خود پتھار پاتا ہوں
 کہا پھر اس کی پیشانی پر دم بولا۔ تم مجھے مل گئیں میرے لیے
 یہی بہت ہے۔
 وقت بہت کم ہے میرے مترنجان، میری باتوں کو
 غور سے سنو اس بار درختاں نے مجھے بے چین نظروں سے دیکھ
 مجھے عجیب آواز میں کہا۔ مجھ سے وعدہ کرو جہاں کہ تم میری برکت
 کا سوگ نہیں مناؤ گے۔ مجھے دیکھو میں اس وقت بھی شہنشاہ
 ہوں اس لیے کہ ہم دوبارہ بہت جلد ملیں گے۔ اسی دنیا
 میں۔ مگر مجھے دوبارہ پائے لگنے کی تھیں دور دراز کا سفر کرنا پڑا
 اس سفر کے اختتام میں تم میری راہ دیکھو یہی ہوں گی
 ایک نئے روپ میں۔
 درختاں میری زندگی! خدا کیلئے مایوسی کی باتیں
 مدت کو تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گی۔ میں نے غور کر
 سنبھالنے مجھے درختاں کو تسلی دی۔
 میں اب بھی صحت مند ہوں جہاں۔ طویل سفر اختیار
 کرنے کیلئے انسان کا صحت مند ہونا ضروری ہے۔ درختاں
 نے ہونٹ پیچ کر اپنی اذیت ناک تکلیف کو برداشت کیا اور
 اکھڑی اکھڑی سانسوں کے درمیان بولی میں اب صحت مند
 ہو رہی ہوں۔ میری باتوں کو۔۔۔ فراموش مت کرنا۔۔۔ میری
 خاطر۔۔۔ سفر ضرور کرنا۔۔۔ ہم دوبارہ پھر ملیں گے۔ میں پاپا
 میں۔۔۔ اچھا حال۔۔۔ خدا۔۔۔ خدا۔۔۔ خدا۔۔۔ فقط۔۔۔
 درختاں نے ایک آخری ہچکچاہٹ پھر دنیا کے قہر پہلے
 سے ہمیشہ کیلئے آزاد ہو گئی۔ اور میں سکے کی حالت میں
 یوں گھولنے لگا جیسے کوئی مجھ کا خواب دیکھ رہا ہوں۔
 اس خواب کا طمس فرماتو میں پیٹھ مار کر بے اختیار درختاں
 کی بے جان لاش پر گر پڑا۔

محبت کرنے والے زندگی کے آخری لمحوں میں بڑے جذباتی
 ہو جاتے ہیں اور ایسے خوابوں کے ہائے میں سوچنے لگتے ہیں
 جن کا حقیقی باتوں سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا۔
 بات ہے کہ میرے بعد تھوڑی دیر میں دوسری دنیا میں پہنچا
 سے جا ملے گا۔
 کاٹش ایسا میرے اعتبار میں ہوتا۔ کیلاش نے میرے
 جواب کی کسک ٹھوس کی تو وہی زبان میں بولا۔
 میرے دھم میں آواگون کا تصور موجود ہے اور اس
 عقیدے کو ماننے والوں کا خیال ہے کہ روح بھی نہیں مرنی۔
 موت ایک عارضی دوری اور جدائی کلماتی ہے۔ آتما ایک
 شریر سے اپنا تعلق ختم کرنے کے بعد کچھ دنوں کا تکلیف دہ رہتی
 ہے پھر کسی دوسرے روپ اور شریں میں ہمارے درمیان واپس
 آ جاتی ہے۔
 کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جہاں بھی جہاں کو دوبارہ مل
 جائیں گی۔ جب تک بڑا سامنا نہ ہوتے ہوئے دریافت کیا۔
 اپنے اپنے عقیدے کی بات ہے۔ کیلاش نے کہا۔
 درختاں جہاں کا تعلق جو نہ ہو مندو دھرم سے تھا اس لیے
 ہو سکتا ہے کہ انھوں نے آواگون کے عقیدے پر یقین رکھتے ہوئے
 وہ بات کہی ہو جو جہاں کے وہاں میں ہو کر کہہ گئی ہے۔
 لیکن واقعی طور پر میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔
 رب عظیم کی قدر، وقت انھوں کیلئے بے حد مفید اور
 ترقی دہک ہوتا ہے۔ جب تک مجھے تسلی دینے کی خاطر کہ زندگی
 میں کوئی عزیز دوست ساتھی یا ہم سفر ایک منہ موڑ لے تو
 تکلیف کا احساس اتنا ہی شدید ہوتا ہے جتنا گوشت کا ٹکڑا
 سے جدا ہو جانے پر ہوتا ہے۔ سلویا کی موت نے مجھے بھی دیوانہ
 کر دیا تھا میرے قدم بھی ڈھک گئے تھے مگر میں نے خود کو سنبھالنے
 کی کوشش کی۔ خدا کی مرضی کے سامنے سر جھکا دیا اور دوبارہ
 دنیا کے جنگلوں میں گم ہو گیا۔ سلویا کی یاد آج بھی میرے دل
 داغ پر نقش ہے لیکن میں نے اسے خود پر ملائی کرنے کی کوشش
 نہیں کی آہستہ آہستہ اس کی شدتوں کو کم کرنے کی کوشش کرتا
 رہتا ہوں۔ دنیا کا یہی دستور ہے میرے عزیز، اس لیے میں
 نہیں بھی یہی مشورہ دوں گا کہ خدا کی مرضی کے آگے تسلیم کرنا
 کر دو اور خود کو مصروف رکھنے کی عادت ڈالو۔ باقی کام وقت
 کر دے گا۔
 جب تک تکلیف ہی کا تھا کہ وقت بڑھ کر تم کیلئے ترقی
 کا کام کرتا ہے کیلاش نے مجھے مشورہ دیا کہ میں دوبارہ کھیت
 شروع کروں اور مٹانے کے شوق کو زمر فرماؤں اپنا لوں اس طرح

مرد و عورت کے ہونے کا وہ کچھ بھلا کر دے گی میں نے کیا ہوا
 کے ہونے کو مان لیا اور دل کے احساسات کو نوک ٹھک کا پانی
 صفوقطاس پر بھینچنے لگا، شروع شروع میں مجھے دشواری اور
 اذیت کا احساس ہوا لیکن رفتہ رفتہ دل کا غبار چھٹنے لگا اور
 میری کیفیت سنبھلنے لگی۔

ویران میں میری جاگیر کے کاموں کو سنبھال لکھا تھا
 وہ اکثر حیرانی آکر مجھ سے کاروبار کی باتیں کرتے ایک آدھ
 بار انھوں نے مجھ سے کہا بھی کہ اب میں براہ راست جاگیر کے
 کاموں کو دیکھوں مگر میں نے ان کا یہ مشورہ لکھ کر دیا، اس
 لیے کہ مجھے ان پر اعتماد تھا اور اس لیے بھی میں سولی سے باہر
 نہیں جانا چاہتا تھا کہ میرے ملنے ملنے والے پرستش احوال
 کو یہ کہنے کو دل نہ آئے کہ میرے ہر چاہ میں گے۔ ایک بار ویران
 میں نے ویران میں مجھے میرے دوستوں اور بچوں کے ہاتھ
 میں بھی کچھ بتانا چاہا لیکن میں نے سننے سے انکار کر دیا۔
 درخشاں کے بعد اب ان باتوں پر دھیان دینا مجھے گوارا
 نہیں تھا۔

میں دن بھر کھپے پڑھنے کے شغل میں مصروف رہتا
 دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتا، اکثر اوقات کو بھی جاتا۔ شام کو
 اپنے عزیز دوستوں تکب اور کیداش کے ساتھ بیٹھ کر باتیں
 کرتا اور اوقات کو درخشاں کے قصوں سے لپٹ کر رہتا جاتا، پھر
 شب و روز اسی طرح اپنی منزل میں طے کرتے رہتا۔

ایک روز میں اپنی اسٹڈی میں بیٹھا کھپے میں مشغول
 تھا کہ تکب مجھ پر آیا اور وہ اصرار کیا کہ اس کے ہاتھ میں
 کوئی کتاب تھی جس میں پر بادامی رنگ کا کاغذ چڑھا ہوا تھا
 قبل اس کے کہ میں تکب سے اس کی جھلک اس کا سبب
 دریافت کرتا اس نے ہاتھ میں وہی جوتی کتاب زور سے
 میرے سامنے بیز پردہ رکھتے ہوئے کہا۔

لو اسے بھی پڑھ کر دیکھو شاید یہ بے ہودہ سفر نہ
 تم کو پسند آجائے اس کا مضمت ایک سیاح ہے جس نے ملے
 میں میرے دوستی رہ چکے ہیں اور اسی لئے اسے اس بے ہودہ
 شخص نے یہ قصوں اور روایات کتاب مجھے روانہ کی ہے کہ
 میں اسے پڑھوں اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کروں۔

کیا تم نے یہ سفر نامہ پڑھا ہے یا نہیں؟ میں نے تکب
 کی جھلک اس سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دریافت کیا۔
 "کوشش کی تھی لیکن بیس بیس صفحات سے زیادہ
 بھضم نہیں کر سکتا۔"

"کیوں؟ کیا اس میں ایڈ ونچر نہیں ہے؟"

ہاں وہ جو حکم اور پیرچر زیادہ ہے۔ جیکب نے تھارت
 سے جواب دیا پھر جھلک کتاب دوبارہ اٹھائی با دای کاغذ
 جلد سے آکر مسوداتی میری نگاہوں کے سامنے کرتا ہوا ہوا۔
 "اسے دیکھو۔" بے ہودہ ہو گئی تھیں تو اور کیا ہے۔ اور اس
 تصویر والی لڑکی کے بارے میں تو فاضل حقیقت نے زمین و
 آسمان کے فاصلے ملا دیے ہیں۔"

"کیا مطلب؟ میں نے جو تکب کو پوچھا تھا کیا یہ تصویر
 بھی سفر نامے سے کوئی تعلق رکھتی ہے؟"

"ہاں۔ جیکب نے کلام منہ بولتے ہوئے جواب دیا۔
 قصوں لڑکی کے مختلف سے ایک بزرگ سے پوچھا کہ جیکب
 مجھے کتاب کے بارے میں بتا رہا تھا کہ اتفاق سے کیداش بھی آگیا
 اس نے بھی مسوداتی کی تصویر کو بہت غور سے دیکھا اور ایک
 نہایت حیرت انگیز و شہزادہ کی تصویر دیکھی کہ ایک دھڑکتے ہوئے
 کھڑی دھڑکتے ہوئے کھڑی کا اظہار کر رہی تھی اس کے گناہ ہونے
 پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نظر آ رہی تھی البتہ اس کے
 کھپے ہونے کا انداز ایسا تھا کہ کسی کو تکب نے بے ہودگی
 اور پیرچر سے تعبیر کیا تھا۔

"کیا خرابی ہے اس تصویر میں؟ کیداش نے بڑی بے ہودگی
 اور مصمیت سے جیکب سے دریافت کیا۔

"کیا تمھیں کچھ نظر نہیں آتا؟ جیکب نے تھم کر جواب دیا
 "آہ۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ میں غلط سے
 اس لڑکی کا تعلق ہو دوں جس کی تصویر کیداش کا رواج نہ ہو۔ ایسی
 صورت ہو تو اس کے ہاں جو تکب لڑکی کو جھلک اور وہ لڑکی کو
 غمراہ کیا ہو سکتا ہے۔ تو اگر اسے ایک بار پھر پوچھ لو کہ
 کس قدر حیرت انگیز اور مصمیت نظر آ رہی ہے۔"

"شاید ان ہی انسان کو درغلنے کی خاطر میرے حیرت
 مصمیت کا بیکہ لڑا تھا۔"

"تمھیں اعتراض کس بات پر ہے؟"

اس کے اس طرح کھپے ہوئے تصویر پر ہونے والے
 بے ہودہ نزدیک گناہ کی صورت سے کم نہیں۔ جیکب نے ہاتھ سے ہوا۔
 میرے اشتیاق میں ہوتا تو اس کتاب کے مصنف کو گول مار دیتا۔
 "میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اسے اپنا نہیں کرے اگر وہ
 تھارت کی کسی بی بی جلتے تو اسے بھی گولی نہیں مارو گے۔"

میرے ہاتھ میں اس وقت سر جرتے تھے کسی ایسے ہی بے ہودہ
 سوال کی توقع تھی۔ جیکب ہاتھ سے ہاتھ لگا۔

"میرا خیال ہے کہ اس سفر نامے میں جنگ قبائل کا ایک
 زیادہ ہوگا۔ میں نے کیداش کے ہاتھ سے کتاب لے کر اس کا

ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے کہا پھر جیکب نے پوچھا کیا تمھیں
 صحت اس تصویر پر اعتراض ہے یا سفر نامے کے لفظی قصوں
 میں کوئی خرابی نظر آتی ہے؟

"خوابی۔ جیکب ہنٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ پڑھ کر دیکھو تو
 تمھیں خود اندازہ ہو جائے گا اس قبیلے کے لوگ کس قدر شہزادہ
 اور مصمیت واقع ہوئے ہیں۔ اس قدر بہت لوگ ہیں کہ تبلیغ
 کے لیے وہاں جانے والے پادریوں کو کھجوریں کرکھا جانا اپنا فرض
 سمجھتے ہیں۔"

کیداش یہ سن کر بے اختیار حقیقت لکھنے لگا پھر بڑی خشکوں
 سے اپنی منہی ضبط کرتے ہوئے بولا۔ نہایت بھگوان اور دور
 اندیش لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ میرا پس چلے تو دنیا کے تمام
 پادریوں کو اکٹھا کر کے اسی قبیلے میں جھجھاؤں۔"

"تم شاید قبول ہے ہو کہ خدا مجھے کو ان میں نہیں دیتا۔"

تکب نے چوڑ کر کہا۔

"لیکن تمھارے اوپر یہ مثال صادق نہیں آتی۔ کیداش
 نے ناظر جیکب کے کھپے ہوئے سر کی جانب دیکھتے ہوئے شوق سے
 کہا۔ تم جتنے بھی برا اور بے عقل نہ ہو تمھیں ان میں جیسی اہمیت
 بھی دلا مال کر رکھا ہے۔"

میرے خامی و تیرک جیکب سے تفریع لیتے رہے۔ اسی رات
 میں نے سفر نامہ کا سرسری مطالعہ کیا تو میری دل چسپی بڑھتی
 گئی۔ مصنف نے ان جملوں کا برا خوب صورت نقشہ کھینچا
 تھا جہاں جہاں اس کا کردار ہوا تھا، ہم چوٹی کی یہ داستان تھی
 دل چسپ اور خوب صورت تھی کہ مجھے وقت کا احساس ہی
 نہیں رہا۔ پھر اس سفر نامہ کو پڑھتے پڑھتے میری آنکھ لگ
 گئی تو میں نے خواب میں خود کو اسی جزیرے پر محسوس کیا
 جہاں مسوداتی والی وہی حسین و جمیل دھڑکتے ہوئے ایک درخت
 سے ٹپک لگائے کھڑی میری راہ تک وہی تھی اس کا خوب
 صورت چہرہ شوق کی سرخی کے سبب تپ کر گلزار بن گیا تھا
 وہ بے ہودہ مصمیت اور خوب صورت نظر آ رہی تھی اور مجھے
 بے خودی کے عالم میں آگے بڑھ رہی تھی اور پھر میرے دیکھنے
 کی بجائے اس سمیٹنے میری درخشاں کا روپ اختیار کر لیا۔
 وہی رنگ روپ وہی فدا خیال وہی آک نقشہ اور وہی
 سراپا جس میں جمال۔

میں اپنی جگہ جو حیرت کھڑا اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ
 رہا تھا کہ اس نے مسکراتے ہوئے بڑی اپنا تیرت سے اپنے ہاتھ
 پر لایے اس کے باوقوفیوں کو حیرت ہوئی اور درخشاں کی
 اس آواز میں سر کاٹوں میں گر گئی۔ جمال۔ مجھے یقین تھا کہ

مجھے پانے کے لیے دور دراز کا سفر ضرور اختیار کر دوں گے۔
 درخشاں۔ یہ تم ہو پوچھو۔

"ہاں ملے۔ میں تمھاری درخشاں میں جوں جوں ایک عورت سے
 تمھاری رو کو دیکھ رہی تھی میں نے تم سے کہا تھا نا کہ میری بھائی
 عارضی ہوگی اور ہم اسی دنیا میں دوبارہ ایک دوسرے کو پائیں گے
 مجھے خوشی ہے کہ تم نے مجھے تلاش کر لیا۔"

درخشاں کی آواز نے میرا سکون دور ہم پر ہم کیا تو میری
 آنکھ کھل گئی۔ میں اپنی خواب گاہ میں اپنے بستر پر بائیں تیرتا
 تھا، میرا حلق خشک ہو رہا تھا، میں نے آنکھ کھولی پیا اور
 ذہن بھٹک کر دوبارہ سوئے کی کوشش کرنے لگا، کچھ دیر بعد
 میری آنکھ لگی تو میں نے ایک بار پھر وہی خواب دیکھا، درخشاں
 میری نظروں کے سامنے موجود تھی لیکن اس بار وہ بے ہودہ مشرب
 اور بے ہودہ نظر آ رہی تھی اس نے حسرت بھری آنکھوں سے مجھ سے
 شکوہ کیا۔

"جان کیا تم اپنی درخشاں کو پانے کی خاطر دور دراز کا سفر
 اختیار نہیں کر دے گی کیا تمھارے انتظار میں میری آنکھیں تھرا
 جائیں گی۔ بولو جان کیا تم اپنی درخشاں کی آخری خوش بختی پوری
 نہیں کر دو گے۔ کیا تم مجھے بیکسر فراموش کر دو گے؟"

"نہیں۔ نہیں۔ میں سوئے میں بیٹھ پڑا۔ میری آنکھ
 دوبارہ کھل گئی، میرا جسم بیٹے سے شرابور ہو رہا تھا اور میرے
 ذہن میں آنکھیں مل رہی تھیں، درخشاں کا آنکھوں میں غلغلہ
 کے سامنے تھا اور اس کی آواز صدائے بارگشت بن کر میرے
 کانوں میں گونج رہی تھی میں تڑپ کر اٹھ بیٹھا اور خواب گاہ
 میں بیٹھنے لگا۔ نیند میری آنکھوں سے اجاڑ ہو چکی تھی پھر میں
 نے سر کو اس بات پر طاعت کی کہ درخشاں کی آخری خوش بختی
 پوری کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا دی اسی رات میں نے دم
 کر لیا کہ پہلی فرصت میں کسی دور دراز کے سفر پر روانہ ہو جائوں گا۔
 کچھ دنوں تک میں خاموش رہا پھر ایک روز میں نے
 جیکب اور کیداش سے کہا کہ حسین آباد اور کدو کے علاقوں
 میں وہ درخشاں کو بھلا نا میرے اختیار کی بات تھیں اس
 لیے میں تبدیلی کی خاطر سفر اختیار کرنا چاہتا ہوں اس طرح ممکن
 ہے کہ میں اپنی امانی کی حسین آبادوں کی شدت کو کم کرنے میں
 کامیاب ہو جاؤں۔ کیداش اور جیکب میری رائے سے اتفاق
 کیا۔ میں نے ان دونوں کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تو
 کیداش بلا کسی میل و محنت آمادہ ہو گیا لیکن جیکب کو آمادہ
 کرنے کے لیے میں خاصی محنت کرنا پڑی میرے پاس دولت
 کی فراوانی تھی اس لیے مجھے کوئی دشواری نہیں ہوئی، دوستوں

کی آمدگی کے بعد میں نے سیلون میں اپنے ایک پلنے واقف کار کو تار سے دیا کہ وہ میرے لیے ایک مضبوط اور آرام دہ چھوٹے جہاز کو کسی بھی کرائے کے عوض دو ڈھائی ماہ کے لیے حاکم کرے مجھے زیادہ دنوں تک انتظار کی زحمت نہیں ہونی۔ دس گیارہ روز بعد ہی مجھے اطلاع مل گئی کہ میرے لیے نہایت مناسب قیمت پر ایک بہترین جہاز حاصل کر لیا گیا ہے۔

اس خوش خبری کے ملتے ہی میں جاکر کامیاب انتظام دوانی جی کے سپرد کر کے اپنے دوستوں کے ہمراہ روانہ ہو گیا اور ایک صبح خشکی کو غیر یاد کہ سرمنڈی سفر کیلئے بحری عقاب پر سوار ہو گیا جہاں اس وقت بھی میں اپنے کہیں میں بیٹھا ماضی کی داستان کو ڈائری میں محفوظ کر رہا ہوں۔



گاہا کی پراسرار موت کا اثر ابھی میرے ذہن پر باقی تھا کہ جیکسن کے خط نے میرا سکون برہاد کر دیا۔ میں رات بھر جیکسن کے خط کو بار بار پڑھتا رہا، دوسرا بند لٹافہ میری پریشانیوں کو دھچک کر دیا تھا۔ نہ جانے اس کے اندر میرے لیے کیا پیغام درج تھا۔ شاید جیکسن نے میری اور درختال کی ملاقات کے بارے میں رومن کی پیش گوئی کا کوئی ذکر کیا ہو۔ میں نے سوچا، جو بات وہ زبان پر نہیں لانا چاہتا تھا غالباً اس نے وہ تحریر کے ذریعے مجھ تک پہنچا دی ہو مگر اس سلسلے میں جیکسن نے یہ شرط بھی لگا دی تھی کہ جب تک بحری سفر ختم نہ ہو اس لٹافے کو نہ کھولا جائے ورنہ وہ جس نامہ میں ہو گئیں تو آئندہ پیش آنے والے واقعات کی ترتیب بدل بھی سکتی ہے۔ مگر یہ جیکسن کو درجہ کے ذریعے میرے سفر کے آئندہ حالات کا بھی علم ہو چکا تھا وہ حالات یقیناً خوش گوار نہیں ہوں گے ورنہ وہ اس طرح اپنا کچھ نہیں بچا چکا ہوتا ساتھ نہ چھوڑ دیتا۔

میں انداز میں گاہا کی اپنی زبان بھرتے بھرتے اچانک کسی ناویدہ قوت کا کشاکش ہو کر موت سے بھگتا ہوا تھا وہ منظر ابھی تک میرے ذہن میں محفوظ تھا۔ اپنا کچھ جزیرے پر وہ اچانک سیر کرتے ہیں ماحول ہو گیا تھا پھر اس نے اپنے دائیں ہاتھ میں لمبے لمبے کسی مردہ جانور کی سانخوردہ ہڈیوں کے بے ہنگم ڈھانچے کو چمتے چمتے اپنے منہ سے متاثر کرنا شروع کر دیا، وہ مجھے جڑ ماضی کے بارے میں بتا رہا تھا پھر اس نے مجھے میرے سفر کے مآلات کے بارے میں بتانا شروع کیا اس کی باتوں نے مجھے بھرپور کر دیا ہوا تخیل کر رہا ہو۔ وہ جو کچھ کہہ رہا تھا وہ حرفت حرفت سے تھا پھر میں نے کو بات اپنی اور درختال کی ملاقات کے بارے میں

میرا خیال ہے کہ سر میں تمام رات بے خوابی کی پریشان کن کیفیتوں سے دو چار رہا ہے۔

”تھیں کیے معلوم ہوا؟“ کیلاش نے چونکے ہوئے جیکب کو دیکھا انداز پر ایسا ہی تھا جیسے جیکب اس کی کسی گھٹی رنگ پر دھوکہ دیکھ دیا ہو۔

”اپنی طبیعت پر ایک نظر ڈالو۔ ہر چیز جوں کی توں موجود ہے اور چلنے کی جالی بھی سرور ہو چکی ہے۔“

”اور؟“ کیلاش نے دوبارہ چونکے ہوئے کہا پھر بے ہتھیار چلنے کا لپ ہوٹوں سے لگا یا تو جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں؟“ کیا تھیں چائے کا درجہ حرارت نفی سے زیادہ محسوس ہو رہا ہے؟

”تم۔“ کناک چاہتے ہو؟“ کیلاش نے قد سے بھٹانے سے انداز میں چائے کا لپ ایک طرف مڑتے ہوئے جیکب کو گھورا۔

”کیا تھیں انداز ہے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں؟“

جیکب نے انسانی سنجیدگی سے سوال کیا۔

”کیوں نہیں؟ ہم اس وقت اپنے دوست ہمال ہنجر کے ساتھ بحری عقاب نامی جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔“

”خدا کا شکر ہے کہ تھاری روحانی حالت بھی پوری طرح متاثر نہیں ہوئی ورنہ میرا خیال تھا کہ تم ابھی تک اپنا کچھ حال پر چل رہے ہو؟“

”آہ میرے دوست۔ میرے زخموں کو مت کریدو۔“

کیلاش نے ایک سرواہ بھر کر کہا کہ تم میرے دل کی دھڑکنوں کو سن سکتے ہو؟

”میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم جہاں بھی اس وقت ہمارے درمیان ضرور موجود ہو لیکن تمھارا دل اور دماغ ابھی تک اپنا کچھ حال پر تامل فروخت کرنے والی جیسٹ کوکیدا کے تصور میں گھوم رہا ہے۔“

”تم شاید میری محبت کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔“

”نہیں۔ میں تھیں یہ یاد کر لے لے کی کوشش کر رہا ہوں کہ شیطان ہمیشہ خوب صورت اور حسین روپ میں سامنے آکر اپنے بھلے افقوں کو بھی حاکمیت میں جلا کر دیتا ہے۔ جیکب بولا۔

”اپنی شان لے لو، کوکیدا سے ملنے سے پیشتر تم خائے مجھ دار اور ذہین واقع ہوئے تھے لیکن محبت کے لیے مردہ اور نمک ہمارے تھے اور پھر اس طرح عمداً اور ہوسے کر تم بھی گئے۔“

”میں اس لعنت کی وجہ بھی بتا سکتا ہوں۔“

”یاد رہی۔ اگر وہ پلنے لاسا کے بجائے تھاری طرف نظر ثانی کی ہوتی تو آج تم بھی میری طرح سرو چائے ملنے کے بچا ہوتا۔“

”کیا مطلب؟“ جیکب گڑبڑا گیا۔ ”کیا تم پھر اسی نگار اور محسوس عورت کا ذکر تازہ کرنے کی حاکم کر رہے ہو؟“

”نہیں۔“ کیلاش نے خوب صورت دل میں جاکر کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی جہاں ایک معصوم روح اپنی نام تر پاکیزگیوں کے ساتھ کسی ہم سفر کی تلاش میں رہ جائے کب سے پرمین اور مطلب ہے؟“ کیلاش نے پھر سنجیدگی سے جیکب کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

”کیلاش اور جیکب کے درمیان یہ نوک جھونک جاری تھی کہ میں نے گفتگو کا موضوع بدلنے کی خاطر پہلی بار اپنے دوستوں کو بتا کر جیکسن نے اپنا کچھ حال سے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔“

”کیلاش میری بات سن کر جو کچھ کا تھا لیکن جیکب نے کیلاش کو چھیڑنے کی خاطر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ جیکسن بھی اس جزیرے پر گھومنے والی کسی حدیث کی زلت کا شکار ہو کر اپنی عاقبت خراب کرنے کی خاطر رک گیا ہوگا۔“

”کیا ایسے کو ملے؟“ جیکسن جہاز پر موجود نہیں؟“ کیلاش نے جیکب کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

”ہاں۔ اور کپتان کا خیال ہے کہ جیکسن نے دیدہ و دانستہ اس کا ہے ورنہ اگر وہ جاتا تو جہاز پر واپس آ سکتا تھا۔ میں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ”روایتی سے پیشتر ایک کشتی جیکسن کی

خاطر اس پر بھی گئی تھی مگر اس نے آنے سے انکار کر دیا۔
 یہ بہت برا ہوا۔ کیلاش نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
 اگر ہمارا کامو اسی طرح کم ہو گا تو ہمارے سفر کا کیا نئے گا؟
 اس خدشے کا خدا میں نے بھی کیا تھا لیکن ایٹل نے
 مجھے یقین دلایا ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ اور میرا خیال ہے کہ
 ایٹل جیسے کی فرج ہو جی کے تھا ہونے کے بجائے خوش ہے
 شاید اس لیے کہ وہ جیسے کے دھڑلے چکر کو بند یہ نظروں
 سے نہیں دیکھتا تھا۔

دارو میرا دل کچھ اور گواہی دے رہا ہے۔ اس بار جب کہ
 بے حد سنجیدگی سے کہا۔ ترددوں شاید گاہ کی کسی برفی بات کو
 زاموں کر رہے ہو۔ اس نے کہا تھا کہ خطرناک بلایا میں سمندر کے
 اندر لگات لگاتے میٹھی بس اور سیاہ۔ نادیدہ قوتیں ایک ایسے
 تباہ کن طوفان کو جنم دینے والی ہیں جس سے سمندر کی موبیں
 آتش فشاں بن کر طوفان کی اور سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔
 ممکن ہے جیسے نے دھڑلے کے ذریعہ آنے والی تباہی بربادی
 کا احوال بیان کیا ہو اور بدقت اپنا سفر ترک کر دیا ہو۔ میں نے
 بھی یہی درخواست کی تھی کہ اپنا کے ساحل سے واپس لوٹ جائے
 اور کسی کا راستہ اختیار کرنا جو اسے لیے زیادہ سودمند ثابت ہو گا۔

تم بعض ایک یاد دی ہو اس لیے اپنی اسی مشیت پر
 اکتفا کرو۔ بخیریش کے کوشش مت کرو کیلاش نے جیکے ٹوکا۔
 میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے جب کہ خدمت کرنا اپنا
 مقدم فرض سمجھا ہوں اور پیش گوئیوں کا کیا ناغہ کرے حال تیار
 میرا پیشہ نہیں لیکن نہ جانے کیوں میرا دل اب بھی بار بار یہی کہتا
 ہے کہ میں پہلی فرصت میں اپنا بحری سفر ترک کر دینا چاہیے۔
 مروت۔ کیلاش نے جیکب کو گھومتے ہوئے سرزنش کی۔
 آگاہانے جہاں پر اپنی اور تباہی کی پیش گوئی تھی اہل سے بھی
 کہا تھا کہ ہم میڈون طوفان کی ہلاکت تیزوں سے اگلے محفوظ رہا
 گئے اور خوش رہیں گے۔

ہر سکتا ہے وہ بات اس نے بعض ہادی خوش نودی
 حاصل کرنے کی خاطر کہی ہو۔ جیکب بولا۔ پیشہ و بخیر
 اپنے کا بکوں کو خوش رکھنے کی خاطر ہمیشہ ایسے ہی نفسیاتی حربے
 استعمال کرتے ہیں۔

کیلاش پلٹ کر جیکب کو کوئی نعمت جواب دینا چاہتا تھا
 اچانک جہاز کو ایک جھٹکا سا لگا اور میرے کچھ ہونے نہ گئے
 تمام برتن پھیل کر فرش پر اوڑھ اوڑھ پھیل گئے۔ کیلاش نے اگر
 بروقت مہر کا نہ تھا یا ہوتا تو شاید وہ بھی اپنی نشست پر
 توازن برقرار نہ رکھ سکتا۔ اسی لمحے کا ایک کا بڑا بھگنا

آسیب زدہ

انوار صدیقی (زیر طبع)

ہوا اندر داخل ہوا اور اس نے صبح کر کہا۔
 میں طوفانوں نے آگیا ہے جناب۔ کپتان کا مشورہ
 کرنا آپ حضرات بڑے کیوں میں پناہ لیں تو زیادہ مناسب
 خداوند خیر۔ جیکب نے سینے پر قبضہ کا نشان بنا
 ہوئے کہا۔ مروت۔ بھرا کا میں اس قسم کے چھوٹے
 طوفان آتے دیکھتے ہیں۔ کیا کس نے جیکب کو گھومتے ہوئے کہا۔
 ہر کپتان کی ہدایت کے مطابق بڑے کیوں میں آگئے۔
 جیکب بری طرح سہا ہوا نظر آ رہا تھا شاید اس کے دل پر
 خوف ابھی تک طاری تھا کہ گاہ کی پیش گوئی کے تحت بری
 عقاب کسی لمحے بھی طوفان کی زد میں آگیا تباہ و برباد ہو جائے گا
 لیکن اس روز ایسا نہیں ہوا، کم و بیش چار گھنٹے میں طوفان
 کی معمولی شدتیں جہاز کی قوت کو آزما رہی تھیں پھر سمندر پر سکون
 ہو گیا۔ کیلاش نے جیکب کو مخاطب کیا جس کے ہونٹ ابھی تک
 بدلتے تھے۔ دیکھا تم نے طوفان آیا بھی اور گزر بھی گیا۔
 جب کوئی پریشانی آکر نہ جائے تو ہمیں رپٹ ٹیگم کی
 مدد نہیں کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

میرا خیال ہے کہ گاہانے ہماری زندگیوں محفوظ رکھنے کا

پیش گوئی غلط نہیں کی۔
 کیا مطلب تھا؟ جیکب نے پوچھا۔
 جہاں کی زندگی کے تحفظ کی خاطر فیڈنا درختوں کا
 راج کو شہاں ہوگے میرے لیے تو کیلاش نے بروت کی دھانیوں کا
 دسی ہوگی اس لیے کہ اپنا سے رہائی کے وقت میں اس سے
 کہہ آتا تھا کہ بت جلد واپس آکر اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا
 کیلاش سنجیدگی سے بولا پھر جیکب کی طرف دیکھ کر کہا۔ اور
 تھادی وجہ سے ہم میڈون ہی بحری سفر کے دوران ہمیشہ محفوظ
 رہیں گے۔
 کوئی خاص وجہ تو میں نے پوچھی۔
 وہاں کی کیلاش نے بے حد براسلر انداز میں کیوں کی
 کر گھومتے ہوئے جواب دیا۔ سمندر کی موبیں جب بھی متلاطم لگتا
 گ رہا کی سیاہ اور مقدس شے۔۔۔
 لعنت ہے تھادی بدلتی ہو۔ جیکب نے نفرت سے کہا
 تیزی سے آگے کیوں سے چلا گیا اور ہم بہت دیر باس کی

معصومیت اور سادہ لوحی پر دل کھول کر مسکراتے ہے۔

اپنا کے ساحل کو خیر باد کہہ میں چار دن ہو گئے تھے ہم
 تقریباً سات سو میل سفر کرچکے تھے کہ ایک شام اچانک موسم
 تیز ہو پھر خطرناک ہو گئے طوفانی ہواؤں نے شدت اختیار کر لی
 جو سائیکلون کی آمد کا پیش خیمہ تھیں رات کو گیارہ بجے کے
 بعد سمن راتنا متلاطم ہو گیا کہ طوفانی لہروں کا پانی ٹوٹے ٹک
 آنے لگا لیکن طوفان نے زیادہ شدت اختیار نہیں کی صبح
 غرور مونی تو آسمان پر گرسے بادل چھائے ہوئے تھے اور سمندر
 میں ایسا مد و جزر باقی تھا کہ کھڑا رہنا دشوار ہو رہا تھا لیکن ابھی
 تک ہادی قسمت ابھی خفیہ جو بحری عقاب کو ایک ذرا بھی گزند
 نہیں پہنچا تھا ہم نے کپتان ایٹل کو بھی دیکھی جو بہت فکرمند
 اور پریشان نظر آ رہا تھا مگر قبل اس کے ہم اسے آواز نہ کر
 طوفان کے ہائے میں کچھ دریافت کرتے وہ لمبے لمبے ڈگ بھڑکا
 ایک انجینئر کے ساتھ تھیں دم کی جانب چلا گیا۔

شام تک موسم اسی طرح رہا رات کو ہر گھنٹہ اور
 تیز ہو گئے۔ ہم کھانے والے بڑے کیوں میں بیٹھے موسم اور مال
 کے تغیر پر غور کر رہے تھے کہ ایٹل آگیا، اس کا چہرہ خوف سے زرد
 ہو رہا تھا، میرا تھا تھکا سفر کے دوران میں پہلی بار کپتان کو
 اس زور و خروش زدہ محسوس کر رہا تھا میں نے اسے ٹوکے کی
 خاطر جہاز کی فیصلہ کی تعریف کی زورہ کچھ غور سے دیکھے دنگا پھر
 ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا۔ میسرے عزیز! اپنا سے روانہ ہونے
 کے بعد ہم پہلی بار اس طوفان سے دوچار ہوئے تھے اس نے ہمیں

کہا مطلب ہے میں نے جو سمجھتے تھے دریافت کیا۔
 لاگ (۱۵۵) لہروں کی فذر ہو چکے ہیں اور صرف
 کپاس باقی ہے اس لیے یقین سے تیل کما جا سکتا کہ ہم سمندر
 میں کہاں اور کس سمت جا رہے ہیں۔
 پھر۔ اب کیا ہوگا؟۔ جیکب خوف زدہ لیج میں حائل
 پریشان مت ہو۔ میں نے تیزی سے کہا۔ کیا تم محسوس
 نہیں کر رہے کہ ہوا کا زور ٹوٹ رہا ہے اور جہاز کے چکروں
 میں تبدیلی کمی واقع ہو رہی ہے۔

ایٹل نے میرا جواب سنا تو وہ اور زیادہ بدحواس نظر آنے
 لگا پھر نہ جانے کیوں مجھے علامت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے
 بولا۔ ہوا کی شدت میں کمی کا خواب مت دیکھو میرے عزیز!
 اپنی اپنی خیر مندی، ہم کسی لمحے بھی بحرا کا بل کے بدترین
 سائیکلون سے دوچار ہونے والے ہیں جیکب کے بچنے کو ان
 حالات کا علم ہو چکا تھا اس لیے اس حرام زلزلے نے ہمارا راستہ

چھوڑ دیا۔ زندگی عزیز ہے تو گرہ لگا کر خدائے و ماہیں مانگتے۔
 کپتان کا چہرہ خوف کی شدت سے تاریک ہو رہا تھا، اس نے
 اپنی بات مکمل کی پھر ہونٹ چبانا ہوا برقی رفتار سے اٹھا
 اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

میں نے پہلے ہی یہ مشورہ پیش کیا تھا کہ بحری سفر
 ترک کر دیا جائے۔ جیکب مردہ آواز میں کہا۔ کپتان کی گفتگو
 نے اسے بے حد ہلا دیا تھا۔

مروت۔ کیلاش اسے بھڑکتے ہوئے بولا۔ جو ہونا
 ہے ہو کر رہے گا، شود کرنے سے کیا فائدہ؟
 تم لوگ یہاں بیٹھ کر خوش گیسواں جا دی رکھو میں ملتا
 کرتے چار دن ہوں، جیکب اٹھتے ہوئے کہا پھر وہ بھی اپنے
 کیوں کی طرف چلا گیا۔

یہاں۔ کپتان اور جیکب کے جانے کے بعد کیلاش نے مجھ
 سے کہا۔ کیا تم نے محسوس کیا کہ کپتان ایٹل آج کس قدر بدحواس
 اور پریشان نظر آ رہے۔

موت برقی ہے میرے دوست اس لیے پریشان ہونا
 سے فائدہ ہے آخر کار شے پر صورت حال کا جائزہ لیں۔
 کیلاش مسکرتا ہوا میرے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، ہم دونوں ٹوٹے
 پر پہنچے تو ہوا بالکل بند ہو چکی تھی اور سمندر کا لہجہ بھی خاصا
 کم پڑ چکا تھا، لہذا ہماری آہی خیر تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سمجھائی دیتا
 تھا، ایسا سکوت و سناٹا تھا کہ خوف محسوس ہوتا تھا، عمل کے
 ملاح لائین ہاتھ میں لیے غصیل ملی تھے یہ دریافت کرنے میں لگے
 تھے۔

خداوند کا احسان ہے کہ موسم کے پورے ٹھیک ہو گئے۔
 میرا خیال ہے کہ روپا کی روح نے سمندر کے مدد جلد کو
 اپنی باتوں میں سمیٹ کر ہادی زندگی کو چپانے کی خاطر ایک
 فطیم قرانی پیش کی ہے۔
 اور یہ بھی ممکن ہے کہ تو کیلاش نے تھادی واپسی کی امید
 میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا مانگی جو جو قبول ہو گئی ہو۔
 سبے جگہ گواہ۔ یہ کیسا ہے۔ اچانک کیلاش نے خوف زدہ
 لیج میں کہا۔ میں نے نظریں اٹھا کر دیکھی، تاریکی اور گھٹ
 اندھیرے میں کسی صیب حضرت کی طرح کوئی سفید سی جلتے
 ہلے جہاز کی سمت بڑھ رہی تھی باوجود کہ اس وقت ہوا کا
 کو بھی نہیں تھی لیکن ہمارا جہاز یوں کر رہنے لگا جیسے کسی اذیت
 میں مبتلا ہو اسی لمحے ایک ملاح کی دہشت زدہ آواز ہمارے
 کانوں سے نکلائی۔
 صاحب! جہاز کو ملاحی نیچے چلے جاؤ ورنہ طوفانی

لہر ہلے جانے لگی۔ سائیکلون آ رہا ہے۔
 فضا میں ایک خوف ناک آواز پیدا ہو رہی تھی۔ ہم
 خوف زدہ ہو کر گرتے پڑتے رہے کہیں میں آگئے۔ ٹامی جو
 وہاں پہلے سے موجود تھا بھاگ کر میرے قدموں سے لپٹ گیا
 اور دم ہلا کر یوں کول کول کی آوازیں ملنے سے خارج کرتے
 لگا جیسے اس نے بھی آنے والے خطرے کو محسوس کر لیا ہو۔
 جب تکے چہرے پر ہر طرفی چٹائی تھی وہ بے حد خوف زدہ دکھائی
 دے رہا تھا، میں نے اسے بھی نہ گئے کچھ کھانا چاہا لیکن دوسرے
 ہی لمحے ہم سب قوت پر ڈھیر ہو گئے، جہاز کو اتنی زور کا جھٹکا
 لگا تھا کہ ہم اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور پھر جیسے قیامت
 آگئی ہو ہر ایک کے جھکڑ اٹنے شدت سے کہ فضا میں وحشت ناک
 آوازیں سنائی دے رہی تھیں طوفانی لہروں جہاز کو ٹکے کی
 طرح اچھال اچھال کر پھینک رہی تھیں۔ اچانک کہیں میں
 گھپ اندھیرا پھیل گیا، شاید ڈھمکنے والی فوجی طور پر کام کرنا
 بند کر دیا تھا۔ آدھری میں ایک منکروہ اور بھیاں شورشناں
 دیا جیسے کسی کو زخم کیا جا رہا ہو۔ پھر لٹ واپس آگئی میں
 اور کیلاش قریب قریب تھے لیکن جب تک تھوڑے فاصلے پر
 قوت پر اوڑھے منہ پڑا تھا، اس کی گردن عجیب انداز میں
 ایک سمت ڈھکی نظر آ رہی تھی۔
 کہیں شدید جھکوں کی وجہ سے اس کی گردن ٹوٹ
 تھیں گئی۔ میں نے ایک امکانی خطرے کا اظہار کیا تو کیلاش
 زلزلہ پر ہلکا ہوا اس نے قریب کیا پڑا۔
 گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اسے صرف متل ہو رہی ہے۔
 یہ اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے۔
 کاش مری گیا ہوتا۔ جیسے براہ کراہ جواب دیا ہوتی
 اذیت ناک حالت سے تودو چار نہ ہوتا۔
 "نکومت کرو۔ موت بھی تم سے بہت زیادہ دور نہیں
 ہے لیکن مرنے سے پیشتر براہ مذہبی کے چند قطرے حلق کے نیچے
 آنا تو یہ پھلنے حتی میں بہتر نایت ہوں گے۔"
 براہ مذہبی سے جب تک کی حالت کچھ درست ہو گئی کیلاش
 نے بڑی جرات سے کام لیتے ہوئے جب تک کو مار دیا کہ انکشتی
 لگا کر سلا دیا میاؤں کو طوفان کے جھکوں سے اسے پھرتے نہ
 رہنے لگے۔ باہر طوفان کی شدت بدستور جاری تھی جہاز کسی
 کاغذ کی ناؤ کی طرح لہروں پر ڈھلوانا ڈھلوانا ہوتا تھا، بھی اگلا
 حصہ پراچھ جانا اور بھی غصہ جھٹکا ہوتا تھا، ہوتا جیسے اب
 جہاز سے الگ ہو جائے گا۔ اچانک جہاز کے انجن کی گھر گھر
 کی آوازیں آنا بند ہو گئیں تو میں اپنی تباہی کا مکمل یقین

آگیا، کیلاش نے اس پریشانی اور خوف کے عالم میں بھی ہوش
 مند کا ثبوت دیا اور جب تک کو برکت پر لٹا کر اسے باندھ دیا
 تاکہ کہیں جہاز کے جھکوں کے ساتھ اس کا سر کسی وزنی شے سے
 جھک کر پاش پاش نہ ہو جائے ہم نے بڑی بڑی پالیوں کو پوری
 قوت سے تھام رکھا تھا جو پوری قوت میں مضبوطی سے جڑے
 ہوئے تھے، میرا کتا ٹامی میرے دو میاں سمجھتا تھا اس کی جوانی
 جس نے بھی شاید موت کی وہ چابکدوس کی تھی جو پہلے فوج
 جہاز قریب آ رہی تھی۔
 "کیلاش! میں نے پریشانی کے عالم میں کتنا تپہ نہیں ہم
 کہہ رہا ہے۔"
 "موت کی آغوش میں! کیلاش! شہید گ سے براہیہ حال ہم
 ہمیشہ بہت اچھے دوست اور ساتھی تھے میں کاش خٹکے بعد
 ہماری رہ میں بھی ایک ساتھ رہیں۔"
 ہم اپنی اپنی جگہ سے موت کا انتظار کر رہے تھے
 لیکن کچھ دیر بعد طوفان کی شدت میں کمی آگئی تو ہم نے اپنا
 کالس لیا، ہم نے سوچا کہ اوپر بڑھ کر جہاز کو صحت حالی کا پتہ
 لیا جائے لیکن کہیں کا دروازہ کھولنے میں ہماری تہاڑ کرکٹیں
 ناکام ہو گئیں طوفان کی شدت کے سبب وہ ہری طرح جام ہو کر
 رہ گیا تھا۔ ہم نے اسے سپنا خرچ کر دیا مگر جب کسی نے ہمارے
 مسلسل دروازہ پھینکا اور چلانے کے باوجود بارے کوئی جواب
 نہ آیا تو ہم یقین آگیا کہ ہم تینوں کے سوا باقی تمام لوگ طوفانی لہروں
 میں بہہ چکے ہوں، اب وہاں سے ہمارے چھوٹے جہاز اور کہیں نے کچھ
 ایسی ہی پیش گوئی کی تھیں۔
 "کیلاش! ہمارے تمام ساتھی شاید موت کا شکار ہو گئے ہوں
 اور اب ہماری باری ہے۔" کیلاش نے پہلی بار رسمی ہوئی
 آواز میں کہا۔
 اسی لمحے طوفانی ہواؤں نے ایک بار پھر شدت اختیار
 کر لی اور یوں عجیبی چٹکھار دی جہاز سے ٹکرائے لگے جیسے اسے کسی
 فاشاں کی طرح ہلے جائیں گی، جہاز بڑی طرح جھک کر کھلنے
 لگا، اس کی ایک ایک چوڑی مل رہی تھی اور کبھی یہ چوڑی اڑت
 اتنے زور سے بلند ہوتی کہ یوں لگتا جیسے جہاز عذاب خوشنود
 ہو کر پھری ہو جس کے تلاطم میں غرق ہو جائے گا، طوفان کا شہر
 اتنا قیامت خیز اور شدید تھا کہ ہم کو ایک قدم کے فاصلے سے گنا
 ایک ہوسٹ کی آوازیں سنائی دے رہی تھی۔ جھگپ اندھیرا پھیل
 گیا اور اس کے ساتھ ہی اس قدر وحشت ناک شورشناں ہواؤں
 ہواؤں ہل اٹھے اور پھر ہمیں ایسا محسوس ہوا جیسے کسی کیڑی
 قوت نے جہاز کو سبکدوش فوج ہندی میں اچھال دیا۔

ہلکا اس قدر قیامت خیز اور اچانک تھا کہ ہم اپنا توازن برقرار
 رکھ سکے اور اس سے پیشتر کہ ہم کچھ سوچ اور سمجھ سکتے اسنا
 زبردست دھماکا ہوا کہ ہمارے ہوش و حواس گم ہو گئے، یوں
 لگا تھا جیسے جہاز کسی آہنی چٹان سے ٹکرائے ہو اس نے بعد
 کیا ہوا کچھ یاد نہیں میرا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا۔
 وہ آخری آواز جو میرے ذہن سے ڈوبتے ذہن کی سماعت
 سے نکلائی میرے فوادار کے نام کی تھی۔
 دوسری بار مجھے برکتش آیا تو میرا تمام جسم پھوٹنے کے
 اندھکھ رہا تھا۔ جوڑوڑ اس طرح ٹوٹ رہا تھا جیسے میں اپنے
 ٹھون پڑے کھڑا ہو سکوں گا، کچھ دیر تک میں یوں ہی چپ
 چاپ لیٹا گرے رہے واقعات کے بارے میں سوچتا رہا پھر
 جب تک اور کیلاش کا خیال آیا تو ہڑ ہڑا کر اٹھ بیٹھا۔
 پہلی میری نظر جب تک پر پڑی اس کی برکتش ٹوٹ گئی تھی اور
 وہ تو یوں کے سہارے فضا میں ملنے لگا رہا تھا، اس کا ہڑ
 ہڑا ہڑا ہڑا ہڑا اور انکھیں یوں نیم واپس جیسے ان میں ندکی
 کی کوئی حرارت باقی نہ رہ گئی ہو۔
 میں نے اپنے اطراف اور ماحول کا جائزہ لیا تو یوں
 سے بچھ کر گئے والی روشنی میں میری نظر بھٹ پر ٹھکنے والے
 دروازے پر پڑی جو اٹھ کر ایک سمت کھسک گیا تھا بھٹ
 لایک وزنی تختہ ٹوٹ کر اندر کی جانب بھول آ رہا تھا جس
 پر کسی نیچے ہمارے پناہ کی تھی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی تھی ہر
 حالت میں نہ رہا تھا۔
 بارہ جہاز کے انجن کا شور سنائی دے رہا تھا نہ طوفان
 کی پٹھانہ آوازیں آ رہی تھیں ہر چیز نیوٹرک کچھ کر گئے
 ایک لمحے کو احساس ہوا جیسے میں کوئی بھیاں ایک خواب کچھ دہ
 ہوں پھر اچانک میری نظر کیلاش پر پڑی جو کچھ فاصلے پر ہے
 رکت پڑا تھا، اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا، میں اٹھ کر
 اس کے قریب گیا، خدا کا شکر تھا کہ اس کی سانس چل رہی تھی
 اور زندہ تھا لیکن موت کی اذیت ناک تاریکی جیسے اس کے
 ہر سر پر مرم کر رہ گئی تھی۔
 میں نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر نظریں ڈرائیں
 اور قریب ہی مجھے براہ مذہبی کی بزل نظر آئی، میں نے لپک کر
 اسے اٹھ لیا، ہر جہاز کو براہ مذہبی میرے مذہب میں حرام ہے
 لیکن کیلاش کی زندگی بچانے کی خاطر میں نے فوجی طور پر
 اس کی کارک کھول کر اسے چند گھنٹہ بلائے جانے مگر مجھے
 ہی ہوتی، اس کے دانت سختی سے ایک دوسرے پر جھکے ہوئے
 تھے میں ہلکا ہلکا پھر میں براہ مذہبی کی خامی خدا کیلاش کے

چہرے پر نظر آنے والے زخموں پر انداز مل دی اور اس وقت
 میری خوشی کی کوئی اتنا نہ رہی جب کیلاش نے زخموں میں
 ہونے والی خلیفہ کے تحت کراہ کر انکھیں کھول دیں۔ چند
 لمحے وہ پلٹیں جھک کر اٹھ کھڑے ہوئے دیکھتا رہا جیسے اسے اپنی
 قوت بصارت پر شبہ ہو رہا ہو پھر بڑی نفاہت بھری آواز
 میں بولا، "ہم کہاں ہیں۔ کیا۔ کیا ہم واقعی اجنبی گاہ ہیں؟"
 "اں ہاں میرے دوست! اسے بھرتہ ہی سمجھو کہ ابھی
 تک ہماری سانس چل رہی ہے۔"
 میں نے براہ مذہبی کی بزل کیلاش کے منہ سے لگا دی وہ چل
 گھونٹ حلق کے نیچے اترے تو اس کی حالت قدرے بہتر نظر
 آنے لگی پھر اس نے جب تک کو ہوا میں ملنے دیکھ کر حیرت
 اور حیرانگی سے پوچھا۔
 "کیا چیز ہمارے اوپر تک رہی ہے؟"
 "پر جب تک ہے جسے تم نے مار دیا کا انکشتی دینے کے بعد
 تو ایسے سے باندھ دیا تھا۔ میں نے کہا کہ تم بہت کر کے اٹھو
 تو وہ بھی کہ بے چارہ ڈھکے یا طوفان کی شدتوں کا شکار
 ہو کر ہم سے جدا ہو گیا۔"
 "مطمئن رہو۔ یہ اتنا حیا دار نہیں جو اتنی آسانی سے
 مرحلے سے غور سے دیکھو اس کی آنکھوں کے پونے منخرک نظر
 آ رہے ہیں۔"
 "پہلے میری خیال تھا کہ شاید اس درافانی سے گریج
 کر کے بہت دیر پہلے چکا ہوت لیکن تم دونوں شہید ہونے کی
 آوازیں سنائی دیں تو یقین آگیا کہ ابھی تک اسی دنیا میں
 ہوں۔ جب تک نہ فراتے ہوئے کہا۔"
 "سنا تم نے! کیلاش نے میرے سر کو خفیف سا جھٹکا گھٹتے
 ہوئے کہا، یہ مرد و شخص اس وقت بھی بہت کے خواب
 دیکھ رہا ہے۔"
 "خدا کیلئے مجھے اس ٹھکنے سے نجات دلاؤ۔ جب تک بولا۔
 "میرا سارا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا ہے۔"
 "ہم نے اچھ کر جب تک کو آہستہ سے نیچے اتارا تو اس نے
 اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔
 "بہت دیر سے تم دونوں کو آوازیں مل رہی تھیں لیکن۔"
 "تم نے یہی سوچا کہ ہم دونوں جہنم رہ رہے ہو گئے ہیں اور
 تم جہنم کے مزے لوٹ رہے ہو۔" کیلاش نے جب تک کچھ ہوتے
 ہوئے حرام مکمل کیا۔
 "مجھے غلامت سمجھو۔ جب تک نے وقاحت کی پھر چھپ
 کے ٹوٹے ہوئے دروازے کی جانب دیکھتے ہوئے بولا، "وہ بہت

وہ سے وہاں کھڑی تھی جہاں تک ہی کہہ کر دیکھ رہی تھی
اسی کو دیکھ کر میرے ذہن میں جنت کا تصور ابھرا آیا
"وہ کون ہے جس نے جنت سے پوچھا۔
"وہ وہی سفر نامہ والی حسین و فتنہ جس کی تصویر
تم دونوں بھی دیکھ چکے ہو۔
"اور وہ اوپر کھڑی تھیں جہاں تک ہی تھی پھیلناش نے
بے حد بخند کی سے جبکہ کو گھولتے ہوئے کہا۔
"ہاں۔ وہ بالکل ویسی ہی تھی اور.....
"یہ۔ یہ کتنی ہیں پھیلناش نے انگلیاں جبکہ کے
چہرے کے سامنے بچانے ہوئے دریافت کیا۔
"تین۔ کیوں؟
"بھنگوان کی بڑی کرپا سے کہ تم کچھ پوش و محاس
ہیں ہو۔
"کیا مطلب۔ کیا تم دونوں میری بات کا یقین نہیں
کر رہے ہو؟
"ہیں کل یقین ہے۔ فادر جبکہ۔ غالباً آپ کو مدہ بھیج
کر جنت کی حویں آپ کے استقبال کے لیے آئی ہوں گی۔
"اور تمہیں زندہ دیکھ کر بے نیل و مراد واپس لوٹ گئیں۔
"ہیں نے مدد دی کا اظہار کیا۔
"رب عظیم کی قسم۔ میں غلط بیانی سے کام نہیں لے
رہا، وہ وہی سفر نامہ والی دو فتنہ تھی جو مجھے اور نظر آتی
تھی....."

اور اسی لمحے فضا میں مترم سوائی مسمووں کی جھنکار
سنائی دی تو ہم جو تک اٹھے۔ نظریں اٹھ کر اوپر کی جانب
دیکھا تو جبکہ کے بیان کی تصدیق ہو گئی، لڑتی ہوئی کھڑکی
کے خدائے واقعی ایک حسین ماہ جہیں اندہ جھانک رہی
تھی۔ ہمیں اپنی سمت متوجہ دیکھ کر وہ تیزی سے سامنے
سے جہت تھی اور اسی وقت متعدد دسوائی مترم تھتھہ کھٹک
اٹھے، جبکہ تین کما تھا غوشے پر بلاشبہ بہت ساری لڑکیاں
موجود تھیں انھوں نے اپنے گلے، گمراہ لڑکیوں میں پھول بی بیول
بانہہ رکھے تھے ان کی آواز سن کر میرے دماغی نے بھی بھونکا
خروج کر دیا۔ میں نے دروازے کی جانب پلکے کی کوشش
کی تو کھلاش نے میرا ہاتھ تھام لیا۔
"نظر و جمال۔ اس نے مجھے بھی یاد دہانی جہاں حسین
دو فتنہ ہیں وہاں مرو بھی ضرور ہوں گے۔ ہمارا اس طرح
بہر نکلتا ٹھیک نہیں۔
بات جو نہ معقول تھی اس لیے میں نے جلد بازی

لوشی ہوگی۔

"میری موت کے بعد ایسا ہوتا ہو۔ زندہ کی میں نہیں
ہو سکتا۔ جبکہ بے بول سامنے بنا کر جواب دیا۔
"تم ایک اہم بات بھول رہے ہو میرے بھلے پاؤں
کیکاش بولا۔ اگر یہ وہی جڑی ہے جس کا ذکر سفر نامہ میں
آج تھا تو پھر میری غیر نہیں۔ یہ وحشی لوگ پاؤں کا
گشت بھون کر اور مزے لے کر کھا جاتے ہیں۔
"اگر میرے مقصد میں یہی لکھا ہے تو مجھے یہ بھی منظور
ہے۔ جبکہ بخند کی سے جواب دیا پھر انہیں مقدس کو
اوسے دینے لگا۔
"ہم نے ملی بارگرو پیش کا جائزہ لیا تو جنت زندہ ہو گئے۔
ہمارا لاکھلا حقد غائب ہو چکا تھا، ہلاں لگ رہا تھا جیسے کسی
پراسرار قوت نے اسے درمیان سے کاٹ کر وہ جس میں منقسم
کر دیا ہو بہت دور چہرے ہوئے سمندر کی غضب ناک لہریں
اب کسی خوف ناک آڑ میں کی طرح سر اٹھائیں اور ایک بلند
پہاں سے ٹکرا کر واپس ملی جاتی تھیں، ہمارے عقب میں ایک
سر سبز پارٹی تھی اور اسی شاداب پارٹی کے کنارے ہمارا جائزہ
کا نصف حصہ تیلے ساحل میں اگر دھنس گیا تھا۔
"ہم نے پیش آتے والے حاشیے کا تصور کیا تو ہمارا جسم
کے دھنکے کھٹے ہو گئے، وہ طوفانی لہریں نیلے بناہ قوت کی
اکساہی ہوئی جس نے جری عقاب کے پچھلے حصے کو ایک بلند

پہاں کے اوپر سے اچھل کر سر سبز پارٹی کے واس میں پلا پھینکا
تھا۔ گایا اور جس کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی، ہمارا
لہر اس تھی طوفان کا کٹارہ ہر جگہ تھے کین ہم میڈوں اور دماغی لہریں
ملات تھے۔

"میرے خدا۔ میں نے بھر بھری لینے ہوئے کہا۔ اگر ہمارا
ہمارا چٹان سے ٹکرا جاتا تو کیا ہوتا۔
"ہمارے جسم پاش پاش ہو جاتے اور آبی جانور ہمارا گشت
ہر پ کر جاتے۔ جبکہ نے سر آہ بھری ہوئیں خداوند کو
میں بچا مقصد وثقی۔
"بے شک ہمارا بچ جانا کسی مجزے سے کم نہیں۔

"ہاں۔ کہنا بکار ہے میں نے جو زیریں کی۔ چلو نیچے اتر کر
دیکھیں کہ کتہہ میں کس جگہ لے آئی ہے اور آئندہ ہمیں اپنے
اقدام کو قائم رکھنے کی خاطر کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا۔"

"ہم تین دوست ہمارے اتر کر ساحل پر آئے میرا مای
ملکی پورا دھوا دھوا جاتے دکھ، شاید وہ زندہ ہی جانے پر اپنی
سنت کا اظہار کر رہا تھا کچھ دور جانے کے بعد ہمیں ایک چوڑی

نظر آئی جو سر سبز پارٹی کے ایک جانب پچاس فٹ بلند ٹیلے پر
جا کر ختم ہوتی تھی، ہم اس راستے پر چل پڑے، جبکہ لو کیلاش
کی نوک جھمک رہی تھی البتہ میں درخشاں اور اپنی
حلاکت کے امکانی پہلوؤں پر غور کرنے میں غوث تھا۔
"ہند ٹیلے پر پہنچ کر ہم نے اطراف کا جائزہ لیا تو ایک حسین
اور دل کش منظر ہمارے سامنے تھا۔ ہم پارٹی کے اس ہموار حصے پر
کھڑے تھے جس کے شیب میں ایک صاف و شفاف پانی کا چشمہ
برس رہا تھا، مای نے جھانک کر اپنی پیاس بجھانی شروع کر دی، ہم
دونوں نے بھی اس کی تقلید کی، چشمہ کا پانی بے حد میٹھا اور سرسبز تھا۔
"نازہ! ہمارے ہم نے پھر قریب جوار کا جائزہ لیا، ہمارے دونوں اطراف
سر سبز پھاڑوں کا غوشہ تھا مسلسل پھیلا ہوا تھا جس کے درمیان
جا بجا آبلے کے بلند و خست ہوئی ہوئی شاداب وادی کئی میل دور جا کر
نظر آتے تھے، نیچے پھیل ہوئی شاداب وادی کئی میل دور جا کر
ایک بہت بڑی جھیل کے پاس ختم ہو گئی تھی جھیل کے درمیان
کاٹی فاصلے پر ایک پارٹی کی چوٹی نظر آ رہی تھی جس کی چٹانیں
بھوسے رنگ کی تھیں اور اس کے کنارے پر کسی قدیم مہارستے
کھنڈرات نظر آتے تھے۔ کیلاش نے کہا۔
"ایسا لگتا ہے جیسے ہم کسی مواتی فضاں کے اندر سے
کھڑے ہیں ذرا غور سے دیکھیں بائیں جانب کی ان ڈھلوانوں
کو دیکھو جو جھیل تک پہنچتی ہیں یہ سب سڑا لاشے کی طرح
نظر آتی ہیں۔"

اور یہ ہی ہماری عمر کی ہی ہے یہ پارٹی اسی بلند
کر سمندر کی طوفانی لہریں وادی کے اندر نہیں داخل ہو سکتیں تھیں
میں بھی ہمارا جینا مشکل ہو جاتا۔
جبکہ کا پھر چہرہ کر بولا۔ جنت ہے وہ وحشت
کے واسے وحشی باؤں کے کھان غائب ہو گئے؟
"میرا خیال ہے کہ وہ تھا اگر وحشت بھرنے کی تیاریوں میں
مردوں ہوں گے۔ کیلاش نے مسکوا کر کہا۔

میں نے پلٹ کر ان جھاڑوں کی سمت دیکھا جو سطح
ساحل پر تقریباً سڑا لاش کے فاصلے پر موجود تھیں ان جھاڑوں
کے قریب وحشیوں کے چرسے بھی نظر آ گئے جو آہستہ آہستہ
درختوں کی آڑ سے ایک ایک کر کے دوبارہ سامنے آ رہے تھے۔
ہم باہمی مشورے کے بعد نیچے چھٹ کر اس پہلی ہوئی ہمارا جنگ
پر آ گئے جہاں گرد و غبار ہی ختم ہوتی تھی۔ میں خدشہ تھا کہ کین

وحشی ہمیں اپنے ترسے میں لے لیں ہماری نظریں بدستور
ان پوچھی ہوئی تھیں جو ہمارے سامنے کچھ فاصلے پر جمع ہو رہے
تھے مردوں کے چہروں پر ابھی تک آتشیں دھماکے کا طوف

مداری تھا لیکن وہ لکڑی کے مختلف اور عجیب و غریب مقبضوں سے بدستور لیس تھے۔ ہم نے عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھا انھوں نے کمر کے گرد اور کلاہوں پر پھولوں کے گجرے باندھ رکھے تھے۔ ہجوم کے درمیان اس بار ہمیں ایک دلانہ فحش نظر آیا جس نے پردے کا بنا ہوا خوب صورت لباس پہن رکھا تھا اس کے گرد آٹھ دس افراد جنھوں نے چروں پر مضحکہ خیز قسم کے مصنوعی نقاب پہن رکھے تھے، انھیں کو دے رہے تھے ان کے سروں پر لکڑی نما خول بھی چڑھے ہوئے تھے۔

ہجوم کی شکل میں جمع ہو جانے کے بعد انھوں نے آہستہ آہستہ ہماری جانب بڑھنا شروع کیا۔ اس بار ان کے چروں پر وہ نقاب اور نقاب تیس بھی جو پہلے نظر آتی تھی۔ ہجوم کے پیچھے کچھ عورتوں نے کھانے اور پھولوں کی لڑکیاں ہاتھوں میں اٹھا رکھی تھیں۔

”میرا خیال ہے کہ اب یہ وحشی باشندے ہم سے دوستی کے خواہاں ہیں ورنہ ہمارے لیے کھانا اور پھل لے کر نہ آتے۔“ جیکب نے آہستہ سے کہا۔

”اگر اس کھانے میں زہر بھی شامل ہوا تو کیا ہوگا؟“ کیلاش نے ایک امکا فی شبہ کا اظہار کیا۔

”میں ہر حال میں بہت چھوٹا بچہ ہوں کہ کچھ اٹھانا ہوگا۔“

”میں نے یہ سنا ہے کہ چار ماہ کی بچی کو زہر سے مارا گیا ہے جس کے بھوتے سے قحطی باشندے خوف زدہ نظر آتے تھے۔ غالباً انھوں نے کئے تو کسی جانور کو بھی پلے بھی نہیں دیکھا تھا۔“

ہماری نظروں و حسیوں پر مرکوز تھیں اور انھیں اپنیل کے بڑے بچے کی بھی ہوتی تھیں ایک مخصوص فاصلے پر آکر وہ رک گئے ہم نے انھیں قریب سے دیکھا وہ لوگ بے حد خوب صورت اور صحت مند جسم کے مالک تھے ان کے قد دراز، بدن چست اور قد و مال نہایت دلکش تھے، رنگت سرخی، مائل جھوڑی جتنی مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ حسین تھیں تو جوان لڑکیوں کے حسن و شباب کو اگر ممکنہ ہوئے تازہ پھولوں اور ادھ کھلی کلیوں سے تعبیر کیا جاتا تو زیادہ مناسب ہوتا لیکن دروازہ کا آدی جس نے پردے کا لباس پہن رکھا تھا۔ بہت بد صورت تھا اس کی گردن کے اوپر گوشت کی ایک بڑی رسولی تھی جو گوشت کے ذریعہ لٹھڑے کی شکل میں اس کے کندھے تک لٹک رہی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ یہ لباس ان کا سرشار ہے اور جیسا کہ چروں کی نقاب پہنے ہوئے افراد اس کے پجاری یا مخصوص ساتھی

جالب کی شعری سیاسی جدوجہد کی معتبر و موثر دستاویز

جالبہ انصاف کا طالب

مرتبہ: ضیاء ساجد

قیمت: =/100

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

۱

پھلوں کی لکڑی کے قریب کھڑی ہوئی ایک کافواؤ جبینہ جو بڑی دیر سے جنگلی باندھے کیلاش کو سنے جا رہی تھی سکرانے ہوئے آگے بڑھتی دروازہ بد صورت شخص کے قریب جا کر اس نے اپنی زبان میں کچھ کتاوہ ہماری جانب نفرت پور تحقارت سے گھونٹے لگا، چروں پر مختلف اقام کے ڈراؤنے نقاب لگائے ہوئے اس کے ساتھی بھی ہماری طرف متوجہ ہو گئے، ان کے مصنوعی چروں کی نقابوں سے ہمیں محض ان کی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں جن میں ایک ایک انتہائی کم شعلہ بھڑک اٹھے تھے۔ کچھ دیر تک وہ ہمیں گھونٹے لے پھر دروازہ قفلے پر لٹکائے پھر اس کے ساتھی آگے بڑھے، انھوں نے لکڑی میں رکھی اشیا کو ایک ایک کر کے کچھ بچہ دو بار اپنی اپنی جگہوں پر چلے گئے تو جیکب نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”رہت عظیم کا احسان ہے تو یہ ہمارا اشارہ سمجھ گئے ورنہ میرا تو خیال تھا کہ زہانے وحشی و زہانے کیلاش کے اشارے کا کیا مطلب اٹھا کیا ہو؟“

”میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے پادریوں والے لباس کو بھی اچھی نظروں سے نہیں دیکھ سکتے۔“ کیلاش نے تجویز کی تھی۔

”میری ماں تو تم اس لباس کو اتار بیٹھو اور کوئی دوسرا لباس پہن لو۔“

”یوں اس لباس میں اس سے میری مذہبی حیثیت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کیا غلطی ہے؟“

”سمجھ کی کوشش کرو۔“ میں بولا۔ ”کیلاش جھپک کر دبا ہے جنگلی اور وحشی لوگ بھی کسی نہ کسی دلی یا دلیو کی پوجا کرتے ہیں یا قدرت کی نعمتوں میں سے کسی ایک شے کو برتر سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں لیکن اپنے مذہبی عقائد میں یہ افراد زندوں جیسی خود دیکھتے ہیں اور کسی کی مذہبیت لینے نہیں کرتے۔“

”ہو سکتا ہے کہ آج تک انھوں نے تمہارے جیسے کسی پادری کو نہ دیکھا ہو لیکن اگر انھیں تمہاری مذہبیت کا پتہ چل گیا تو پھر تمہاری غیرتیں؟“

”مذہب کے نام پر اگر میری زندگی کا کام آگئی تو یہ بھی میری خوش قسمتی ہوگی۔“ جیکب نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا پھر حسیوں پر ایک نظر ڈال کر اٹھ بیٹھ، دلی انجیل مقدس کو جگمگ کر لواتا اگر خداوند نے چاہا تو میں ان تمام وحشیوں کو سرخ کے آگے احترام سے سر جھکاؤ اور ہاتھ سے سینے پر صلیب کا نشان بنانا سکھا دوں گا۔“

”اور میرا خیال ہے کہ اگر تم نے ایسی کوئی حماقت کی تو یہ

و جتنی کروہ ابھی تک ہم سے خوف زدہ تھے ورنہ ان کی تعداد ہم سے بہت زیادہ تھی۔“ وہ چاہتے تو ایک ہی جگہ میں ہماری تنکا ہوئی کرتے۔

کچھ توقف کے بعد ہجوم کے پیچھے کھڑی ہوئی عورتوں نے آگے بڑھ کر کھانوں اور پھولوں سے بھری ہوئی لکڑیاں ہمارے سامنے دکھوائیں اندازاً ایسی تھا جیسے وہ ہمیں نذرانہ پیش کر رہی ہوں کھانے میں گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے تھے اور پھلوں میں ناشپاتی، سنگترے اور ناریل وغیرہ قسم کی چیزیں موجود تھیں پھل لانے والی لڑکیاں اور عورتیں اب ہمیں بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے گھور رہی تھیں ان کی حسین آنکھوں میں سرخی تمام خصوصیات موجود تھیں اگر وہ مذہب دنیا کی خواہشیں تو یقیناً مادہ پرست ان کی پوجا سے بھی دریغ نہ کرتے۔

”کیا خیال ہے جیکب نے آہستہ سے کہا ہم ان کا اندازہ قبول کر لیں؟“

”نہیں۔“ کیلاش نے سرسری آواز میں جواب دیا۔ ”میں ان وحشیوں پر اتنی ملدی اعتماد نہیں کرتا جیسے کیا عجیب کہ ان خود و لکڑی کی اشیا میں زہر ملا ہو جسے کھانے کے بعد ہم دیتا سے کوچ کر جائیں اور یہ وہ نہ ہمارے مردہ جسموں کو اپنے دیوتاؤں کے سامنے پیش کر کے وحشیانہ رقص کریں اور

”میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے بڑے جیکب نے دریافت کیا۔“

”میں انھیں اپنا غم نہ بھیجے کی کوشش کرتا ہوں۔“ کیلاش نے آہستہ سے جواب دیا پھر اس نے بیٹھ دیا کہ اپنی بھوک کا اظہار کیا مگر اس کے ساتھ ساتھ آنکھیں بند کر کے لڑکھانے کا اشارہ بھی کیا جس سے وہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اسے کھانے کی چیزوں میں کسی نشہ آور شے یا زہر کا اندیشہ بھی ہے۔“

کیلاش کے اشاروں پر وہ ہلکھلا کر ایک دو سے کم نہ گئے۔ جیسے ہماری بات کا مقدم جاننے کی کوشش کر لے ہوں عورتوں اور لڑکیوں کا بھی یہی حال تھا، کیلاش نے دوبارہ ہاتھ بٹا کر انھیں اپنا مقصد سمجھانے کی کوشش شروع کر دی۔

”یہ حرکتیں بند کرو۔“ جیکب بولا۔ ”وہ انھیں مداری سمجھ لے ہیں۔“

کیلاش نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ بدستور اشاروں کی مختلف زبان میں اعتبار کرتا رہا پھر ہمیں نا کامی نہیں ہوئی،

لوگ سفر نامے کے میں مطابق تھیں بھون کر کی جانیں گے۔ کیلاش نے بدستور سنجیدگی سے کہا اس لیے میں تم سے چلی اور آخری بار درخواست کر رہا ہوں کہ ان وحشیوں کے زمین کسی حماقت کا ثبوت دیکھیں کہ ان کے مقابلے ساتھ ساتھ ہم بھی مفت میں کام آجائیں گے۔

پھر کیلاش ہی کے مشورے پر ہم نے آگے بڑھ کر چیل اور گشت کیا یہ شروع کر دیا۔ جبکہ کوشا یہ کیلاش کی نصیحت کمال گزری تھی اس لیے وہ کچھ کبیرہ خاطر نظر آ رہا تھا لیکن کچھ دیر بعد وہ شب معمولی مارا دل ہو گیا جتنی دیر ہمیں چنگلی دسترخوان پر شکر سیر ہوتے رہے وحشی۔ ہمارے سامنے تھا اندازاً کھڑے ہیں گھومتے رہے پھر جب ہم اٹھ کر دوبارہ اپنی جگہ آ گئے تو بچوں کی فوگیاں ہمارے سامنے سے اٹھالی گئیں۔

اب کیا جتنی مشورہ ہے تھا کہ جبکہ کیلاش کو گھومتے ہوئے قے خشک لے کر اس میں دریافت کیا کہ ہم جہاز پر واپس چلیں یا اسی طرح یہاں وحشیوں کے درمیان تفریح کا سامان بن کر رہیں۔

جبکہ۔۔۔ اچانک کیلاش نے جوتے ہٹے گا۔ سفر کے دوران ہم نے آسٹریلیا کے جزائر اور دوسرے مختلف حصوں میں بولی مانے والی زبانوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا تھا کیوں نہ ہم قسمت آزمائیں ہو سکتا ہے کہ اس طرح ہمارے درمیان زبان کا مسئلہ حل ہو جائے۔

تمہارے بہت دیر بعد ایک عقل مندی کی بات کہی ہے ۱۔ اس سے پہلے ہلے ہوئے کی یاد ہو رہی ہے۔ جبکہ سنجیدگی سے جواب دیا پھر اس نے وحشیوں کی سمیت دیکھ کر ٹوٹے چوٹے بھیجے مختلف زبانوں کے لئے سیدھے چلے بولنے شروع کر دیے۔

وحشی خاموش کھڑے جبکہ کوشا یہ لفظوں سے گھومتے رہے پھر اچانک وہ بھی چوبک اٹھے جبکہ کیلاش ان کے سمجھ میں آگئی تھی لہذا ہمارے درمیان رابطے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔ ایک اہم مشکل آسان ہو گئی تو جبکہ اور کیلاش ان سے سوالات کرنے لگے جن کا جواب وہی لڑکی دیتی رہی جس نے کیلاش کے اشاروں کا مقصد سمجھا تھا۔ میں خاموش کھڑا رہا۔

سب کچھ بدستور دیکھیں میں چونکہ اس زبان سے قطعی نااہل تھا اس لیے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو میں سے سر سے گزرتی رہی تھی اس بات پر بھی حیرت ہو رہی تھی کہ ابھی تک کسی مرد نے براہ راست جبکہ یا کیلاش سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی وہی لڑکی ان کے کام سر انجام دے رہی تھی کیلاش کو

وحشیوں سے گفتگو میں مصروف دیکھ کر میں نے وہی زبان میں جبکہ سے پوچھا۔

کچھ کچھ بھی تو بتاؤ کہ یہ لوگ کون ہیں کیا کہ یہ ہیں اور ہم جن تک کر جس دنیا میں آئے ہیں؟

ہم جس جزیرے پر موجود ہیں سمورا کے مطابق اس کا نام اور دیکھنا ہے۔

”سمورا جس بلا کا نام ہے“

”اسی دراز قہ گندی بلا کا جس کی رسوئی نے اس کو اور زیادہ بدنام کر دیا ہے۔ جبکہ برا سامنا کرنا شروع کیا۔

”مقامی لوگوں میں سمورا کو سردار کی حیثیت حاصل ہے اور یہ مصنوعی چکر لائے افراد اس کے مخصوص نمائندے ہیں جو بیچتے و خریدتے ہیں سرخو کر بیچتے ہیں اور کسی اہم جگہ کو سمجھانے کے سلسلے میں باہمی فیصلوں کے ذریعہ سمورا کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ہم سے پیشتر ان لوگوں نے بیرونی دنیا کے کسی آدمی کو نہیں دیکھا اسی لیے یہ ابھی تک اس بات پر حیران ہیں کہ ہم اچانک ان کے درمیان جس طرح آ گئے۔ بری مقابل کے نصف حصے کی جزیرے پر موجود کی بھی ان کی بدحواسی کا سبب بنی ہوئی ہے یہ میں کسی اور ہی دنیا کی مخلوق سمجھ رہا ہوں۔

”کیلاش اچانک کیلاش کی بولی نہیں سمجھ رہا ہے۔“

”سمجھ رہا ہے۔ کیوں؟“

”چودہ بارہ راست گفتگو کیوں نہیں کر رہا۔“

کوئی بات حیرت نہیں کرے گا جبکہ ہم اسے ہائے میں فیصل سے سب کچھ معلوم نہیں ہو جائے گا۔

”اور یہ لڑکی کون ہے جو تمہیں بتاتی ہوئی ہے؟“

”اس کا نام سادوی ہے۔ جبکہ انا گوارا ناؤں میں تانا شروع کیا۔ ہر چند کہ ان وحشیوں کے درمیان شادی بیاہ اور اس قسم کے کسی بھی رسم و رواج کا کوئی وجود نہیں پھر بھی سردار کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جس لڑکی کو چاہے اپنی ملکیت بنالے اور جسے چاہے اپنی بیٹی مان لے چنانچہ سمورا نے ساکا کو اپنی بیٹی مان لیا ہے۔“

جبکہ مجھے مختصر اپنی معلومات اور وحشیوں سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا رہا پھر وہ چوبک کر کے کیلاش کی سمت دیکھنے لگا۔ میں نے بھی کیلاش کو دیکھا جراتی جگہ پر تانے کھڑا نہایت سخت لہجے میں براہ راست سمورا سے کوئی آواز نہ نکلا۔ اور دوسری جانب سمورا اور اس کے ساتھیوں نے

ہم سے غضب ناک ہو رہے تھے، موت میں اور لوگیاں بھی سہمی سہمی نظر آ رہی تھیں سادوی کے چہرے پر کچھ لمبے پشیمانی نظر آنے والا اطمینان بھی رخصت ہو چکا تھا۔ وہ بھی بھلائی بھلائی نظر آ رہی تھی۔

”یہ کیلاش سمورا سے کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے جبکہ سے دریافت کیا۔

”یہ سمورا کا چٹا منہ کو بتا رہا ہے کہ اس کی حیثیت بھی دیوتاؤں سے کم نہیں اور اسے اور دنیا کے جزیرے پر سمورا کی بدنام رسوئی کا علاج کرنے کی خاطر بھیجا گیا ہے۔“

سمورا اور اس کے ساتھی کسی اور دیوتا کا تصور برداشت نہیں کر سکتے اس لیے بھوک اٹھے ہیں اور انھوں نے سادوی کے ذریعہ ہم سے درخواست کی ہے کہ ہم جتنی جلدی ممکن ہو اور دنیا سے واپس چلے جائیں۔

موتی مال جو کچھ دیر پیشتر زبان کی مشکل آسان ہو جانے کے سبب پہنچل گئی تھی اچانک سمورا کیلاش کی پیشکش سے غراب ہو گئی۔ جبکہ اور کیلاش باری باری مجھے تفصیلات سے آگاہ کر رہے تھے (جیسے میں ناؤ میں کی دلی جہی کے پیشتر نظر آ رہا تھا) کہ وہ ان کو گویا میں بھی اور دنیا میں آدو وحشیوں کی زبان سے واقف ہوں میرا خیال ہے کہ اس انداز میں میری داستان زیادہ دل چسپ ہو جائے گی۔

”کیلاش۔۔۔ جبکہ کیلاش کو گھومتے ہوئے کہا کہ یہ دیوتا والے منے کو درمیان میں لا کر تمہارے ان کے مذہبی عقائد کو ٹھیس نہ چاڑھے۔ میری ماموں سمورا اور اس کے ساتھیوں کو یہ سے آگاہ کر دو پھر جو چاہے دیکھا جائے گا۔“

”تم اپنی زبان بند ہی رکھو کیلاش نے درشت لہجے میں جبکہ کو سرزنش کرتے ہوئے کہا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں جبکہ ہم مقامی لوگوں کو اپنی برتری کا احساس نہیں دلائیں گے یہ ہمیں سکون نہیں لینے دیں گے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اپنے مذہبی معاملات میں کسی کی دخل اندازی لینے نہیں کرتے۔ یہ لوگ کالے جادو، جنتر منتر، بعلی عمل اور معجزات پر آمنا ہا یقین رکھتے ہیں میں ان کی اسی کڑوری سے قائمہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں کامیابی کی صورت میں ہمارا پلا بھاری لہجہ ہو گا۔“

”اور نا کا می کی صورت میں؟“

”موت جو جوتی ہے۔ کیلاش تیزی سے بولا۔ کیا تم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے؟“

جبکہ کوئی جواب نہیں دیا۔ مذہبی مذہب میں کچھ

بددعا کرنا موثر ہو گیا، دوسری جانب سمورا اور اس کے مخصوص ساتھیوں کے درمیان بھی کانچھوس جادوی تخیلی کچھ دیر تک ماحول پر ایک خوف زدہ سی دھندلاہٹ رہی پھر سمورا کے بائیں جانب کھڑے رہے مصنوعی چہرے والے نے جس کا ہم نکالا تھا اور جسے نائب سردار کی حیثیت مل تھی کیلاش کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے خشک آوازیں بڑی مشکل سے پوچھا۔

”تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ نفیس بھی دیوتاؤں کا درجہ حاصل ہے۔“

”اس کا ثبوت سمورا کی گردن کی ہڈیاں رسوئی سے کی جڑھا دیوتا کا مقابل ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ثبوت نجات دلا کر اپنی برتری کا کٹر شہس کون کا۔“

”مذہبی بات اتنے نفیس سے کہہ لے ہو اگر غلط ثابت ہوئی تو ہم اپنے سردار سے ملے دھو بیٹھیں گے۔ سادوی نے سے ہوئے انداز میں کہا۔

”سادوی تم جادوی نیت پر شبہ کر کے جادوی لازمال قوتوں کو دھکا دے رہی ہو۔ اچانک کیلاش ونگ آوازیں بولا۔

”ہم سمورا اور ہواؤں کے دیوتا ہیں جو کبھی غلط بیانی سے کام نہیں لیتے۔ کیا جادوی طاقت کا یہ ثبوت کہہ کر کہ ہم تمہارے جزیرے پر تھکتے رہ رہ کر کھڑے ہیں جب کہ تمہارے بیان کے مطابق آج تک کسی اور نے یہاں قدم نہیں لکھا۔“

”تم۔۔۔ شاید تمہیں ہی کہہ لے ہو۔ سردار کی پشت سے۔۔۔“

”میرا نام نہا ہے اور اس جزیرے پر میری حیثیت ایک ہی رہنا چاہیے میرا حساب بھی غلط نہیں ثابت ہوا۔“

”اب مانے گئے۔ جبکہ منہ آوازیں آہستہ سے کہیں اس کی آواز منا کی بھاری جھجک آواز میں دب کر رہ گئی جو کیلاش سے مخاطب تھا۔

”میں علم رکھتا ہوں کہ میں سے میرے حسابے ایک جادو پلے ہی تھا جادوی آمد کی پیش گوئی کر دی تھی۔ اچھا ہوتا کہ تم ان لوگوں سے آتے اپنے ساتھ طوفان لانے کی کیا ضرورت تھی؟“

”تم لوگوں کو یہ یاد دلانے کی خاطر کہ اس کو عرفی پر ہزاروں دیوتا موجود ہیں جو اپنی جگہ پہناہ قوت رکھتے ہیں۔ اگر تم واقعی سمورا اور ہواؤں کے دیوتا ہو تو پھر اس آدمی کو بھی پرکھو تے۔“

”مصنوعی چہرے والوں میں سے ایک اور نے سوال کیا اس کا اشارہ بری مقابل کی طرف تھا جس کا نصف حصہ طوفانوں کی لہر ہو چکا تھا۔

”اپنی زبان بند رکھو۔ کیلاش نے اسے سرو اور سٹھاک
انماڑیں وہ جلا کا کچے بھی بھر جھری اگنی، جبیک غریب سہم
کر میں سر قریب ہو گیا۔
سمورا اور اس کے ساتھیوں سے اپنی پہلی ملاقات ختم

رومانی ٹاول

100/-	اسلم راہی ایم۔ اے	لڑکی اس گلی کی
100/-	اسلم راہی ایم۔ اے	اس جلتے جہاں میں
75/-	اسلم راہی ایم۔ اے	خدا کہاں ہے
75/-	اسلم راہی ایم۔ اے	جلتے بجھتے لوگ
75/-	اسلم راہی ایم۔ اے	سمیرا
75/-	اسلم راہی ایم۔ اے	روتے کنول

ہم نے فوری طور پر کسبوتوں کی صفائی کی اور عام غور کی
مسلمان ایک بھالی کہیں میں دیکھ کر اسے شغل کر دیا اس دن
ہم نے پہلی بار خود اپنے ہاتھوں سے کھانا تیار کیا اگلے دن
وہ ان بھی جیکب ہم دونوں سے کھینا کھینچا بار بار شادی سے کہا
کی دیوتاؤں والی بات ابھی تک پسند نہیں آتی تھی ہم نے
بھی اسے فوری طور پر قائل کرنے کی کوشش نہیں کی اور
سوئے کھوئے ہوئے عوام کی مرمت کے کام میں مشغول ہو گئے
رات کو میں سوئے کچلے لیٹا تھا ایک مجھے جکس کے
اس بند لٹانے کا خیال آ گیا ہے اس وقت تک مجھ کو لے کی
کا ایک کچھی تھی جب تک ہم شخصی پر نہ پہنچیں گے میں نے اسی

وقت وہ لغافہ نکال لیا اور اسے چاک کر کے ٹکسین کے دوسرے
خط کا مضمون پڑھنے لگا۔ اس نے لکھا تھا۔

”میرے عزم۔ میں اس لیے جی رہی تھا کہ کوئی کہہ کر مجھے متاثر نہ کرے۔ میں نے اس سفر کے انجام سے انکار کر دیا ہے۔ مجھے بتا دیا گیا ہے کہ آپ اسے روانہ کیے کے بعد ہمارا جہاز ایک طوفان میں پھنس کر تباہ ہو جائے گا اور آپ تینوں اور ماحمی کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا۔ دھوکا کا حکم تھا کہ اگر میں طوفان سے پہلے جہاز کا سفر ترک کر دوں گا تو آپ کو خدا حافظ کہنے پر مجبور ہوں۔“

مجھے یقین ہے کہ وہ عین کجی غلط بیانی سے
کا نہیں لیتیں میں نے آپ حضرات کو جہاز
کی بربادی کے خطرے سے اس لیے باخبر نہیں
کیا کہ مقدس اسحوں نے اس ضمن میں مجھے سختی سے
زبان بند رکھے کا حکم دیا تھا، زبان کھولنے کی
صورت میں میری موت کے بعد اودیت اک ہوتی
اس لیے میں نے بے ہوشی کا - انکس اچا کر آپ
کو مائل دیا تھا۔

بہر حال میں نے آب دوگنا کر کے پیا۔
 کی خاطر ایک دوسرا دستہ اختیار کیا۔ کچھ سال
 پہلے سے درخواست کی کہ وہ کسی ہلکے سے
 بجوی جہاز کو اپنا سے ہنگے لے جانے سے انکار
 کرے مگر اس رات وہ بے حد نئے میں تھا
 مجھے بے تحاشا گالیاں دینے لگا اور میرے ملک کا
 علاقہ اڑنے لگا چنانچہ میں مجبوراً رخصت ہو گیا
 ہوں۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ میرے معتمد ایسکین
 نے نہ دیکھے کسی عورت نہیں ہوتی۔ ایک خوش فہمی
 اور رشادت پر وہ روجوں کی پیشین گوئی کے
 مطابق آپ کی مرحوم بیوی کا کاغذ لپورا ہو
 گا مگر کب؟ کہاں؟ افسوس ہے کہ روجوں نے
 قبل از وقت اس مسئلے میں بھی زبان نہ
 لہرائی۔ تاکہ کہہ دی ہے اس لیے مجبور ہوں۔

مید ہے آپ مجھے معاف کر دیں گے۔“

فہم جنسین
میں نے خط پڑھنے کے بعد جنسین کو دل ہی دل میں
لا تعاد گالیاں دیں کاغذ کے اس ٹکڑے کو سبکدوش جھٹک

میں منقسم کر کے فضا میں اڑا دیا پھر سونے کے ارادے سے بستر پر لیٹ گیا۔

نامی چونکہ پیرے وادی کے محلے میں بے حد چوکس
اور دیانت واد واقع ہوا تھا اس لیے ہمیں کوئی خطرہ نہیں
تھا اور یقین تھا کہ اگر کسی نے جہاز پر ہونے کی کوشش کی تو
نامی اس کی بہتر طور پر خبر لے کر حکامین رت بھر نہ تو نامی کے
بھونکنے کی آواز سنائی دی اور نہ کوئی دوسرا قابل ذکر واقعہ
میں آیا۔

صبح سویرے اٹھ کر کیم چٹے ہو گئے۔ بحری سفار و طوفان کی شدت سے ہوائے اصحاب پر جو تھکن طاری تھی وہ غسل کرنے سے دور ہو گئی، ہم نے اقصیا طاپانی کا اتنا ذخیرہ جہاز پر کر لیا کہ کسی جنگی صورت میں ایک ہفتے کی ضرورت پوری ہو جائے، جہاز پر واپس آ کر ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے ناشتہ تیار کیا۔ ناشتے کے دوران بھی جبکہ چپ چاب تھا مجھے بھی اس کی خاموشی گراں گزار رہی تھی لیکن جیل اس کے خلاف کوئیں اس کی فحشگی دو کرنے کی خاطر کچھ کتنا کیدوش نے اسے مخالف طلب کرتے ہوئے کہا۔

• کیا بات ہے فادر حکیب میں محسوس کر رہا ہوں کہ کل
مکرم سے تمھاری بولتی پرہیز آ رہا ہے۔

ہاں۔۔۔ جب کہ کوئی کامیاب گونہ ان کے نیچے
جاتے ہوئے بخیر گئی سے کہا میں تمہارے محسوسات کی ترویج
میں کروں گا۔

ۛ خاموشی کی کوئی وجہ۔ کوئی سبب ہے
ۛ میں دروغ گوئی کو گناہ کہیں سمجھتا ہوں۔

۱۰ حالات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نے جب تک کہ
 اگلے دن کی کوشش کی۔ ہم جس تہذیب میں آچکے ہیں
 اس کا ماحول ہماری تہذیب و دنیا سے مختلف ہے، اگرچہ
 ہماری اصلیت کا اندازہ ہو گیا تو وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا
 اور پھر ہم یہ کیوں بھول رہے ہو کہ ہر مذہب زندہ کی جیسی
 تھی اسے کو جاننے کی خاطر اہم حالات کے پیش نظر کچھ
 باتیں بھی دیکھی ہیں۔

”میں مانتا ہوں لیکن یہی کیا ضروری ہے ہم خود کو
مناظرہ کریں؟“

”ٹھیک ہے۔ میں آج ہی سمورا اور اس کے ساتھیوں

یہ تیاہوں گا کہ تم دیوتا نہیں بلکہ دیوتاؤں کے درمیان

خادم کی حیثیت رکھتے ہوئے کیلاش نے سپاٹ لیجے میں کہا۔

گناہنا سب سے بڑا ایک افسانہ کی حیثیت سے ان دہائیوں میں

”جمال۔ کیا یہ سب کچھ جہالت کی بدترین مثال نہیں ہے جو ہماری نظریں دیکھ رہی ہیں؟“

”ہم یہاں اپنی خوشی سے باقیم کے ارادے سے نہیں آئے ہیں۔ میں نے جبک کے جذبات کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔“

”مجھے یہ حالات ساڈا گراہوئے جم اور دینا پر ہزار بار لعنت بھیج کر ماب سے زحمت ہو جائیں گے۔“

”یقین میرا دل نہ جانتے کیوں گواہی دے رہا ہے کہ یہ جزیرہ ہی میری زندگی کی آخری منزل ثابت ہوگا۔“

”تم یاد رہی ہو کہ یوپی کی باتیں کر رہے ہو؟“

”میرا فرض مجھے بار بار آواز دے رہا ہے جمال یہ جبک سنجیدگی سے بولا۔ میں کو شش کوں گا کہ اور دینا کے وحشی لوگوں میں مذہب کی سچی لگن پیدا کر سکوں۔“

”اس لیے تجھیں ایک مناسب وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔ جلد بازی میں اٹھا یا ہو اگر کوئی قدم ہمدی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔“

”میں اتھاروی نصیحت اور مشورے پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔“ جبک نے سپاٹ آواز میں کہا اور پھر اور کے بدترین بت کو کھات سے گھونٹنے لگا۔

”سمرا کو یہ وحشی کا انکیشن لگا دیا گیا، کیلاش نے اس کے ساتھیوں کو تیار کر کے سمرا کو آگیا چھ گھنٹے کہہ سوتا ہے گا اس لیے اگر وہ لوگ جہاں ہیں تو جا سکتے ہیں۔ لیکن وہ اپنے سردار کو کھوڑ کر جانے پر آمادہ نہیں ہوئے۔ وہیں ساحل پر جتے کھڑے رہے۔“

”سوچ غروب ہوئے سے کچھ دیر پیشتر سمرا کو بروش آگیا کیلاش نے مکالا اور اس کے ساتھیوں کو اس بات کی اجازت دے دیا کہ وہ دو دو کر کے اوپر آئیں اور سمرا سے ملاقات کر کے واپس چلے جائیں۔ اس طرح سمرا کے ساتھیوں کو اعتبار آگیا کہ ان کا سردار زندہ ہے اور ایک کتاب سے نجات حاصل کر چکا ہے۔“

”منا مانے سمرا کو ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو کیلاش نے سختی سے منع کر دیا البتہ ساواری کو رخصت کی تیاری کی خاطر سمرا کے قریب رہنے کی اجازت دے دی۔ منا مانے کیلاش کے فیصلے پر کسی ناخوش گوارہ عمل کا اظہار نہیں کیا البتہ وہ جلتے وقت گوشت کے وزنی لوتھلے کو کسی تیرک کی طرح بڑے احترا سے ایک ٹوکری میں رکھ کر اپنے ساتھ لے گیا۔“

”جہم کے زحمت ہو جانے کے بعد کیلاش نے سمرا کی تکلیف کے پیش نظر اسے بے بروشی کا ایک اور انکیشن لگا دیا پھر تیس میز پر سمرا کا آپریشن کیا گیا تھا اسے مہلت اندھیر پھینکے کے بعد ایک کیبن میں منتقل کر دیا۔ کرات میں اسے دس اور ٹھنڈے محفوظ رکھی جاسکے۔“

عظیم مدبر عظیم قائد (زاہد حسین انجم) - 150/-

(عظیم مدبر علی جناح کے حالات زندگی)

قائد ملت لیاقت علی خان (زاہد حسین انجم) - 150/-

(پاکستان کے پہلے وزیر اعظم کے حالات زندگی)

مکتبہ القریش اردو بازار۔ لاہور 2

ساواری نے ہمارے محسوس عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور نہایت سعادت مندی سے ہمارے ہر فیصلے پر تسلیم فرم کر رہی۔

رات کو کھانے کی میز پر ساواری بھی ہماری شریک تھی۔ کیلاش نے بے حد اصرار کے بعد اسے کھانے پر مجبور کیا تھا۔ ساواری کی موجودگی کی وجہ سے ہم بہت محتاط انداز میں گفتگو کر رہے تھے، جبک نے تو خاص طور پر چپ ساواری کی بھی اسے اندیشہ تھا کہ اگر اس نے گفتگو میں زیادہ حصہ لیا تو کیلاش اسے ساواری کی شخصیت کے ساتھ تھمتی کر کے اس کا جینا دیکھ کر مے گا۔ میرے اور کیلاش کے درمیان اور دینا اور سمرا کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔

کیلاش نے ہمارے علاوہ ہر چیز کے وحشی لوگوں کو بھی یقین دلایا تھا کہ سمرا کا آپریشن بے حد کامیاب ہو گیا ہے اور وہ دس بارہ روز کے اندر بالکل ٹھیک ہو جائے گا۔ بظاہر مجھے بھی ایک دوست کی حیثیت سے کیلاش کی باتوں پر اعتماد کر لینا چاہیے تھا لیکن غائبانہ ماضی کے تجربوں نے مجھے ڈرایا تھا۔ بار بار میرے ذہن میں ایک اندیشہ سراپا لگتا تھا۔ اگر سمرا کا آپریشن کامیاب نہ ہو تو کیا ہوگا؟ دس بارہ روز بعد وہ صحت مند ہو کر اپنے لوگوں میں واپس جانے کے بجائے اگر مہلک عدم کو سہارا دے گا تو کیا صورت حال ہوگی؟ کیا اور دینا کے جنگلی اور وحشی لوگ جو تہذیب کی ابد سے بھی ناواقف تھے سمرا کی موت کو مشیت ایزدی سمجھ کر خاموش ہو جائیں گے۔ یا وہ اپنے سردار کی موت کو ہمدی شرارت سمجھ کر ہمارے خون کے چہرے پر جھانکیں گے؟

جنگلی لوگوں سے واسطہ پڑنے کا وہ میرا پہلا تجربہ تھا۔

لیکن میں نے کتابوں میں ان کے عجیب غریب رسوم و رواج اور ان کی زندگی کے بے شمار قصے اور کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور شاید یہی خیال بار بار میرے عصاب پر طاری ہو کر مجھے خوف زدہ کر دیتا تھا۔ اس وقت کھانے کی میز پر بھی میرے ذہن میں سمرا کی موت کا تصور چاہتا تھا۔ یاد رہا تو میں چپ نہ رہ سکا۔ دینی زبان میں کیلاش سے مخاطب ہوا۔

”میرے دوست کیا تجھیں یقین ہے کہ سمرا بہت جلد رو بصحت ہو جائے گا؟“

”کیوں؟ کیا تجھیں میری صلاحیتوں پر اعتماد نہیں ہے؟“

”درخشاں کے تجربے نے مجھے بڑول بنا دیا ہے۔“

”وہ بات اور تھی۔ کیلاش بولا۔ یہاں کالے جادو اور گندے قوتوں کا دخل ہو دلوں انسان کی تمام صلاحیتیں بیکار ہو جاتی ہیں۔“

”اور دینا کے وحشی افراد کے ہائے میں اتھاروی خیال ہے۔“

”میں سمجھتا ہوں۔ کیلاش نے مجھے وضاحت طلب غصے سے دیکھا۔“

”تم شاید بھول رہے ہو کہ وحشی دنیا کے غیر مذہب لوگ کالے جادو اور ٹوٹے ٹوٹے لوگوں پر زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں ایک ذرا سی بات ان کیلئے بے حد اہم اور حیرت انگیز ثابت ہوتی ہے اور اکثر وہ عوامی طور پر ان کو کچھ اندازہ عطا ہو جاتا ہے۔“

”اس نے سنجیدگی سے کہا پھر بولا۔ تم نے سمرا کو ایک کتاب سے نجات دلا کر دینا اپنے فرض کی افانگی کی ہے اور نہایت کی خدمت کی ہے لیکن ذرا سوچو۔ اگر خدا نخواستہ تھاروی ندرت کا اگر ثابت نہ ہو تو ہمارا انجام کیا ہوگا؟“

”وہی۔“ ہوتا ما ہمیں تیار چکا ہے۔“ کیلاش نے بے پروائی سے جواب دیا۔

”وحشی لوگ ہیں دھوکے باز اور قریبی سمجھ کر اپنے دیوتاؤں کے چرنوں میں بھینٹ چڑھا دیں گے اور ہمدی کافی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور دینا کی پرستاروں میں پڑھن ہو جائے گی۔“

”یہ مذاق کا وقت نہیں ہے۔ ہمیں آئندہ کے بارے میں پہلے سے کچھ سوچنا ہوگا۔“

”میں نے اپنی باتوں میں وزن پیدا کرنے کی خاطر بے حد سنجیدگی سے کہا تو جبک بھی اپنی لاشٹ پر کھم کر رہ گیا۔ البتہ ساواری سر جھکا کر مجھے آہستہ آہستہ لے رہی تھی۔ اور ہمدی زبان سے ناواقف تھی اس لیے اسے ہمدی باتوں کی دل چسپی بھی نہیں ہو سکتی تھی۔

”پریشان مت ہو جمال۔“ مجھے قوی امید ہے کہ سمرا بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہو لیکن اگر میرا اندیشہ درست ثابت ہوا تو۔۔۔۔۔“

”تو سمرا اور جواؤں کے یہ سر جہم دیوتا اپنی شکست کے زوے سمرا کے خیر میں کوئی نئی روح چھوٹے گی جس کے نتیجے میں مجھے ہونے کا پھر کیلاش کو گھور کر دینا۔“

”تجھیں ہلاہ خود کو دیوتا ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟“

”چاہے میں نے ساواری کو جو سمجھتے ہوئے دیکھا جبک جلد سن کر اس نے ایک لحظہ نظر اٹھا کر کیلاش کی کمرت غور سے دیکھا تھا۔ ممکن ہے وہ میرا وہم مواد ساواری کی وہ حرکت شخص ایک اتفاق رہی ہو لیکن نہ جانے کیوں میرے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے بیدار ہوا کہ ساواری ہماری باتیں صرف سن ہی نہیں رہی ہے بلکہ سمجھ رہی ہے۔ یہی ہے چنانچہ میں نے جلد ہی سے ہندوستانی زبان میں کہا۔

”کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم انگریزی کے بجائے اپنی مادری زبان میں گفتگو کریں؟“

”کیا اس میں بھی کوئی خاص صحت ہے؟“ کیلاش نے مسکراتے ہوئے یوں میری طرف دیکھا جیسے میری بڑولی کا مذاق اڑا رہا ہو۔

”جس طرح تھمتی کو یہ کہنے کیلئے میں تقریباً ہزار نہیں کرنا چاہیے کہ اس وقت وحشی قبیلے کی ایک لڑکی ہمارے درمیان موجود ہے۔“

”اور تم مجھے خیال کے مطابق وہ انگریزی زبان سے بھی واقف ہوگی۔ کیوں؟“ کیلاش نے ایک بار پھر میرے شے کا مذاق اڑایا۔

”اعتقاد کرنے میں لگتا ہر ایسا کوئی ہرج بھی نہیں۔“

”جبک نے میری بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔“ آئندہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوں گی وہ صرف ہندوستانی زبان میں ہوں گی۔“

”ابھی تم کو میری اس بات سے اختلاف تھا کہ میں نے خود کو دیوتا ثابت کر کے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔“

”حماقت نہ مسمیٰ تھی کہ وہ لوگ جن تم نے ہر حال میں گونی سے کام لیا ہے اور میرے عقیدے کے مطابق خداوند بھوٹ بولنے والوں کو بھی معاف نہیں کرتا۔“

”جبک نے فالتو پادریوں کے لیے میں کہا۔“ سچائی کے لائسنس پر آنے والی قوت بھوٹ کی زندگی سے بدتر ہوتا ہوا ہے۔“

”تم اپنے دوست کے سفر نامے کو فراموش کر رہے ہو۔“

کیلاش نے سنجیدہ باتوں سے فراق حاصل کرنے کی خاطر پہلو بدل کر جیکب کے کمرے میں سفر نامہ جیمز جیڈ واقعات کا مجموعہ ہے تو میں برے وقتوں کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ او روفینا ہی وہ بڑی ہے جہاں کے وحشی لوگ پادریوں کے جسم کو دیکھتی آگ پر بھونک کر بہت ذوق و شوق سے کھاتے ہیں اور بچی بھی بلایوں کو حاصل کے لئے اس خیال سے دفن کر دیتے ہیں کہ طوفانی ہوا میں اور سمندر کی بھری ہوئی تباہ کن لہریں اس مقدس اور متبرک دھن کے روبرو نہ ٹکسکیں۔

تمہارے اپنی طرف سے غائب کوئی معیاری مذاق کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے تمہاری احمقانہ باتوں پر دونا آ رہا ہے۔ جیکب نے سنجیدگی سے کہا: میں برے یقیں سے کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت تجھیں بھی دیوتاؤں والی بات پر اپنی غلطی کا احساس ہو رہا ہے جسے پہلے نے کی تھا خیمہ الٹی سیدھی بے مروت یا باتوں سے خود کو ہلانے کی کوشش کر رہے ہو۔

”مگر شاید جیکب کہہ رہا ہے ہر فادر کیلاش اس بار سنجیدگی سے بولا۔ تب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے لیکن اس وقت اگر میں نے خودی طور پر دیوتاؤں والا چکر نہ چلایا ہوتا تو شاید اس وقت اتنے اطمینان سے مجھے ڈنڈا ڈالتے ہوتے اور یقیناً کے باسیوں کی تعداد ہمارے مقابلے میں سیکڑوں گنا زیادہ ہے اور اگر ایک بار وہ بھول اٹھتے تو ہماری موت یقینی تھی میں نے انھیں ماریب کرنے کی خاطر خود کو دیوتا بنا کر کیا تھا۔ اس لیے میں بتاتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں دیوتاؤں اور ان کے نادیدہ عقاب سے بے حد خوف زدہ رہتے ہیں اور اسی لیے دیوتاؤں کے قدموں میں زندہ قربانیاں بھی گواہتے رہتے ہیں۔

”میں تمہاری دلیل سے متفق ہوں لیکن یقیناً اتنی جلدی سمور کے آپریشن کے لیے نہیں تیار ہونا چاہیے تھا۔ میں نے کہا کہ میں تمہارے جانے کے لیے کچھ وقت کی ضرورت تھی۔

”تمہاری پریشانی فضلوں سے مافی ثریا کیلاش بولا۔ سمور کی رسولی کا آپریشن اتنا تشویش ناک نہیں جتنا تم سمجھ رہے ہو البتہ زخم بھرنے میں دس ہفتہ روز ضرور دو کارہوں کی۔ وحشی قبیلوں میں دیوتاؤں کے بعد مردوں کو پوجا جاتا ہے اور اس اعتبار سے سمور کی زندگی بھی جتنی تم سمجھ رہے ہو اس اتفاق کرتا ہوں اور اسی لیے میں نے سمور کے آپریشن میں جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے کہ حقیقی افراد کو غور و فکر کا موقع نہ مل سکے۔

کیلاش نے ٹھوس لہجے میں کہا: دیوتا ہونے کا اعلان

نہیں ہے مگر یہ جیکب نے نرم اور مدہم آواز میں جواب دیا۔

”کیلاش نے یہ کہہ کر کہ تم ساوری کو شریک جہات بنا لو۔ میں نے کیلاش اور جیکب کی گفتگو میں سنجیدگی سے دل چسپی لیتے ہوئے کہا: ساوری سے تمہاری دوستی نہ صرف یہ کہ تمہارا مقصد آسان کرے گی بلکہ اس سے میں بھی فائدہ حاصل ہو سکتا ہوں۔ وہ کس طرح؟

”میر خیال ہے کہ سمور، مکالا یا مانا مانے میں اب ایک جن باتوں سے آگاہ کیا ہے وہ غلط بھی ہو سکتی ہیں۔ قدرت نے جانوروں کو بھی سمجھنے اور غطوں سے بچاؤ کی حس عطا کی ہے اور وہ فیصلے افراد تو بھلا انسان ہیں۔ میں نے اپنے اٹھانچہ زور دیتے ہوئے کہا: ہو سکتا ہے سمور اور اس کے ساتھیوں نے محض رسول کے قاب کو دور کرنے کی خاطر یا ہم سے غرضی طور پر خوف زدہ ہو کر ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہو۔ اور درپردہ وہ ہمیں ختم کر دینے کے لیے اندر ہی اندر خطرناک سازش کر رہے ہوں۔ ساوری کو اگر شیشے میں آٹا دیا جائے تو ہماری مشکلیں بھی آسان ہو سکتی ہیں اور میں فرار کا راستہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔

”قدرت پر اعتبار کرنا ہمیں ضرور کمزور بنائے گی۔ سب بڑی حماقت ہے لیکن مذہب کی تبلیغ کی خاطر میں یہ خطرہ بھی قبول کر لوں گا۔ جیکب نے بدشکلی اپنی آواز کی کا انداز کیا۔

”میں نے یہ کہہ کر کہ میں نے اس سے اس سے سمجھا دیا کہ اس وقت اگر جیکب کو کچھ پڑا گیا اور وہ مجھے سے اٹھ گیا تو دوبارہ اسے راہ راست پر لانا دشوار ہوگا، کیلاش نے میری بات مان لی اور سنجیدہ ہو گیا پھر اس نے میری فرمائش پر ساوری کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

”کیلاش نے دوسرے ساتھیوں کی طرح سمور انھیں بھی بہت زور دیا۔

”اُن نے ساوری نے چونکہ کہ ہماری طرف بادی بادی دیکھ کر پھر سپاٹ لے میں بولی تو سمور نے مجھے اپنی بیٹی تسلیم کر کے مجھے بڑا دل مشکلات سے نجات دلا دی ہے اس سے محبت کرنا اور اس کے حکم پر تسلیم کرنا میرا فرض ہے۔

”اگر سمور انھیں اپنی بیٹی تسلیم نہ کرتا تو یہ جیکب نے دریافت کیا۔

”تو میں نے لوگوں کے ظلم و ستم کا شکوہ کر دیا۔ اور پھر اٹھ دس بجوں کی ماں بننے کے بعد بوڑھی ہو جاتی تو نرم و راج کے مطابق مجھے بھی اور دیوتا کے قدموں میں جھینٹ پڑھایا دیا جاتا۔

نے ایک امکا فی بات کسی تھی۔ جبکہ نے گڑبڑا تو
باب جوئے کما۔ اگر تھیں میری بات سے دیکھ بیچا ہو
 تو میں معافی چاہتا ہوں۔
 تم نے ہوگا کے سلسلے میں ہیں کوئی جواب نہیں دیا۔
 کیلاش نے ساوری سے سوال کیا کہ میں یہ وہ اپنے ہوش میں
 نہیں تھی یا جان بوجھ کر اس نے کیلاش کو نظر انداز کر دیا تھا۔
 اس کی عمر خوار نظر میں بدستور عجیب پر مرکوز تھیں۔
 اسی لمحے جاہر دے لے گئیں سے سمورا کے کرانے کی آواز
 سنائی دی تو ساوری یوں چرخی جیسے کوئی بھی ایک خواب دیکھتے
 دیکھتے ایک کاس کی آنکھ کھل گئی مڑا اس نے ایک جھریری
 لے کر نہیں دیکھا پھر ہنستے سے اٹھتے ہوئے بڑی خواب ناک
 سی آواز میں بولی۔
 "مقدس مردانہ مجھے اپنی تیار داری کھیلے آواز دے رہا ہے۔
 اور ساوری کے جانے کے بعد ہم ایک دوسرے کو
 وضاحت طلب نظروں سے دیکھنے لگے اس پر جب تک آخری
 سوال کے بعد جو کیفیت طاری ہوئی اور سمورا کی آواز کے ابھرنے
 ہی زائل ہو گئی۔ وہ ہائے لیے بے حد پرامن اور معنی تیز تھی۔
 ساوری کے جانے کے بعد بھی میرا ذہن خاصی دیر تک
 اسی میں الجھا رہا۔ جب تک سمورا کی امکا فی موت کے بارے میں
 جواہر خیال کیا تھا اس پر ساوری کے چہرے کی بدلتی رنگت
 اور اس کے چہرے پر تو کیلاش نے بھی بطور خاص غور کیا
 تھا چنانچہ ساوری کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر تک جب تک
 بھا پٹے والی میری سردی سے صدمہ مار رہا ہے۔
 کیا ضروری ہے کہ تم ہر بات میں اپنی ہانگ لھنساؤ۔
 تمہاری گفتگو کا انداز اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ تم
 کو میری کوئی بات ناگوار خاطر گزری ہے لیکن وہ بات کیا ہے۔
 یہ میں نہیں سمجھ سکتا۔
 "تھیں سمورا کی امکا فی موت کا خیال ظاہر کرنے کی کیا
 ضرورت تھی۔
 "انجیل مقدس کی قسم میں نے جو کچھ کہا وہ عین ممکن بھی ہے۔
 جب تک اپنی منطقی تسلیم کر لے کہ مجھے سچائی کے جواب
 دیا۔ تم ایک ماہر اور کامیاب مروج ہوں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن
 وہ غلط تھا سناؤں پر کیے جاتے ہیں اختیار ہی سرکاری سے
 زیادہ اہم اور اہل ہوتے ہیں۔ تم نے سمورا کی رسوئی کا نہایت
 کامیاب آپریشن کیا ہے جس میں اسے تسلیم کرتا ہوں مگر کیا تم یہ
 بات چوڑے و ثوق اور یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہو کہ وہ تھا
 خیال کے مطابق دس بارہ روز بعد مکمل رو بھٹ ہو جائے گا۔"

موت اور زندگی ہنگاموں کے اعتبار کی بات ہے لیکن
 ہمیں اس کے روشن پلو پر زیادہ نظر رکھنا چاہیے۔ کیلاش نے
 تلملا کر کہا کہ تم نے شاید ساوری کے چہرے کے آثار چڑھاؤ کا
 اندازہ نہیں لگایا۔ اختیار ہی بات سننے کے بعد اس کی آنکھوں
 سے نفرت اور حقارت کی چنگاریاں ابل پڑی تھیں۔
 "اگر یہ بات ہے تو تھیں اس پر خوش ہونا چاہیے۔
 کیا مطلب؟
 "ہر چند کہ میں نے ساوری کے چہرے کے خدوخال پر
 زیادہ توجہ نہیں دی لیکن میرا خیال ہے کہ وہ تو کیلاش سے خاصی
 مشابہت رکھتی ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ تم اس میں تیز
 کے چہرے کے آثار چڑھاؤ کے سلسلے کو زیادہ محسوس کر رہے
 ہو۔ جب تک اس بار بھی کیلاش کو گھومتے ہوئے کما۔ میری
 مانو اب بھی وقت ہے اپنے چہرے پر غمی دیوتاؤں کا
 نقاب آنا چھینکو ورنہ ہمارا انجام ہماری توقعات سے کہیں
 زیادہ بھیانک اور خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔
 "جمال۔ کیلاش نے جھٹکا کر کے غائب کیا۔ سن رہے
 ہو اس احمق کی باتیں؟
 "میں کیلاش سے متفق ہوں۔ میں نے کیلاش کی حمایت
 میں عجیب کو سمجھانے کی کوشش کی۔ میں ماننا ہوں کہ
 تختہ دی زبان سے ایک امکا فی بات نکل گئی تھی لیکن...
 "لیکن تھیں یہ ماننا پڑے گا کہ ہر وہ زندگی جو آج
 اس دنیا کے ہنگاموں میں دامن جھیلے اپنے جھٹے کی
 نوٹیاں یا سیم۔ یہ ہے اس کی زندگی۔ اس دنیا
 سے رخصت ہو کر اس لازوال طاقت کے سامنے ضرور تھیں ہو
 گی جس نے میں پیدا کیا ہے۔
 "اگر تم نے آئندہ اس جزیرے کے مہلات میں اپنی زبان بند
 نہ رکھی تو ہمارے مقابلے میں تمہارا انجام زیادہ بول ناک اور خطرناک
 ہوگا۔ کیلاش نے تیزی سے کہا۔
 جب تک وہ کیلاش کے درمیان ٹوک چھوٹ کا مسلہ مادی
 رہا تو میں اتنا کھانا سوچی سے اٹھا ادا لے لیکن میں آگیا، میرا ذہن
 بدستور ساوری کی شخصیت کے اسرار میں الجھا ہوا تھا۔ کما کی
 زیر پرکھ سے وہاں انگریزی میں گفتگو ہو رہی تھی لیکن اس وقت
 جب تک کیلاش سے کما تھا کہ اس نے زیادہ جزیرے کے لوگوں کو اہم
 خود کو سمجھتا اور ہواؤں کا دھواں ظاہر کرنے کی طاقت کہیں کی تو
 ساوری اس انداز میں چرخی تھی جیسے ہادی بات اس کی کمر میں
 آ رہی ہو۔ جزیرہ اور قینا کے پرانے مزار ہوگا کے سلسلے میں اس
 نے بد و دالتہ کھل کر کیلاش کا جواب دینے سے گریز کیا تھا۔

ساوری کی پرامن شخصیت کے علاوہ میرے ذہن میں شام
 کے کچھ بڑے الفاظ بھی گونج رہے تھے اس نے گفتگو کے دوران نہایت
 کھلے الفاظ میں یہ بات کہی تھی کہ جزیرے کے لوگوں کے عقیدے کے
 مطابق جب بھی کوئی امبی ان کے دوسان آیا انہیں تباہی اور
 بربادوں سے دوچار ہونا پڑتا چنانچہ سمورا اور جزیرے کے مخصوص برہ
 لوگوں نے اپنے دیوتا اور قینا کے عقیدے کے سامنے سرنگوں ہو کر
 عذم کیا تھا کہ جب بھی کسی امبی نے اور قینا کے جزیرے پر قدم
 رکھا اسے دیوتا کے قتل میں جھینٹ پڑھا دیا جائے گا۔ یہ کہ
 منام کے کہنے کے مطابق ان کے آبا و اجداد کے زلزلے سے پہلے
 ابھی تھی۔ پھر۔
 سمورا، مناما یا مگالانے ہمارے ساتھ رعایت سے کیوں
 کام لیا۔ کیا اس میں بھی ان کی کوئی خاص مجال تھی؟ اور ہوگا کی
 موت کے سوال کے سلسلے میں ساوری نے کوئی جواب دینے سے
 گریز کیوں کیا؟
 میرے ذہن میں اس بات پر ہی دیر تک اندازہ حالات
 آپس میں گڈ بڑھتے رہے پھر میں نے خود کو بلانے کی خاطر
 اپنی وہ ڈائری نکالی جس میں اس کی زندگی کا بیشتر حصہ
 خود میرے رشتوں اور قریبی جانچتا تھا، میں نے اپنی داستانِ ست
 کو مزید قلم بند کرنے کی کوشش کی لیکن نہ جانے کیوں میرا دل آمادہ
 نہ ہوا، کوئی ایسی ہی بات تھی جو مجھے کسی کوٹ چن نہیں لینے دے
 رہی تھی چنانچہ میں نے ڈائری کو دوبارہ المدی میں قفل کیا اور
 ایک خواب آور گولی لینے کے بعد کہیں کی روٹنی بند کر کے سونے
 کا اصرار سے اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ پھر دیر تک میں حلاوت
 لانے لے میں الجھا رہا پھر وہ اثر دہانے اپنا تسلط جیسے محسوس
 پر برپا تو میری آنکھوں کے چوڑے ہو جانے لگے اور سوختہ رفتہ
 میں پھرتے رہنے لگا۔
 سمورا کی موت کی خبر اور قینا جزیرے کے باشندوں میں جنگ
 کی آگ کی مانند ایک سر سے دوسرے سر تک پھیل گئی ہر طرف
 ایک شور و ہنگام برپا تھا۔ تنگ و دھڑنگ و شبنم نے ہمارا دھ
 جہاز کو چاروں طرف سے اپنے ترستے میں لے لکھا تھا اور ہاتھوں
 میں نیزے اٹھائے ہمارے خون کے پیاسے ہو چکے تھے مگالانہ
 شام اور جزیرے کے دوسرے سمت سامنے لوگ جہاز پر چڑھ آئے
 مگالانہ کے چور سے زیادہ خواب اور خطرناک نظر آتے تھے، نام
 مزار دہنے کے سبب وہ چھوٹے چھوٹے ویشوں کی سربراہی میں
 پیش پیش تھے، مناما جیسے مذہبی رہنما کی حیثیت حاصل تھی مگالانہ کے

ساتھ ساتھ تھی لیکن اس نے ابھی تک اپنی زبان بند کر رکھی تھی
 سمورا کی موت کے سلسلے میں ابھی تک اس کی زبان سے کوئی نازہ یا
 بات نہیں نکل تھی مگر اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ
 اندر ہی اندر کسی پرانے تشریف کش کی طرح سگ بٹھاتا تھا۔ ویشوں
 نے تاریکی کا سینہ چیرنے کی خاطر اپنے ہاتھوں میں شعلیں اٹھا
 رکھی تھیں جس کے پھوٹنے شعلوں کی لپٹ نے ماحول کو بے حد
 خوف ناک اور پرامن بنا دیا تھا۔
 کیلاش اور جب تک عرشے پر کھڑے ہو کر اشتعال انگیزی
 سے باز نہ گئے کی خاطر اپنی کوششوں میں مصروف تھے، کیلاش نے
 اپنا چہل چل پھول سیدھے ہاتھ میں نہایت مہمو جی سے چھوڑ دیا
 تھی لیکن ناؤر جب تک کے ہاتھ میں موت بائبل کی جلد تھی اس
 کی نگاہیں نیلے آسمان پر مرکوز تھیں اور ہونٹ یوں متحرک تھے
 جیسے وہ خود کو شرسے محفوظ رکھنے کی خاطر غیری دعاؤں کا ورد
 کر رہا ہو۔
 شور و غل کی آواز سن کر میں بھی لوکھلا یا ہوا اپنے کہیں
 سے باہر آگیا، میرا مامی جواس ادا ایک آفتاب سے جھکا کر برابر
 میرے چہرے پر تھا میرے ہر اعضاء پر انہوں نے گلوں کی جیب میں رکھا ہوا
 تھا میں اس وقت کیلاش کے قریب گیا وہ مگالانہ سے ہٹنے اور
 سخت آواز میں مخاطب تھا۔
 "تھانے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تھیں مزار
 سمورا کی موت کی جو اطلاع ملی ہے وہ درست ہے؟
 "اگر مزار زندہ ہے تو پھر تم ہمیں اس کے پاس جانے سے روک
 رہے ہو۔ مگالانہ اپنا ہیرا ہوا میں بند کرے سے سر پہ
 میں کما، ہم خود اپنی آنکھوں سے سمورا کی زندگی کی تصدیق کرنا
 چاہتے ہیں۔
 مگالانہ کے ساتھ اس کے آٹھ دس دوسرے ساتھی بھی موجود
 تھے جو نیزے ہاتھ میں لیے ہیں تہ آواؤں اور نکل خوار نظروں سے گھو
 رہے تھے مناما بدستور مگالانہ کے سیدھے ہاتھ پر خاموش کھڑا رہی
 گری سوچ میں لڑن تھا، کیلاش اور پھر سے ہونے حجم کے
 درمیان شکل میں فٹ کا فاصلہ دھا ہوگا۔ ہمارے دوسان بائیں
 جانب ہوتے پرورد دیوتا کا لکڑی کا بنا ہوا بے ہنرم مگر بہت
 ہیبت ناک شکل کا بت اتنا وہ تھا۔
 "جب تک میں نے قریب پہنچ کر جب تک دریافت سے
 کیا یہ کیا سمورا چل بسا؟
 "مجھے حسیات کا علم نہیں۔ جب تک وہی زبان میں خواب
 دیا۔ شور و غل کی آواز سن کر میں بھی سیدھا عرشے کی طرف آگیا۔
 "کیلاش کا کیا کہنا ہے؟"

گروا میں نہ کیلاش نے کہا۔

چوسکتے تھے بولا۔ اچھا اور کیا خیال ہے جمال کیا موت سے پیشتر میں کے لوگ ہم سے ہمدی آخری خواہش دریافت نہیں کریں گے؟

تم شاید بھول رہے ہو کہ فیکل میاں سے ہزاروں سال دور اپنا کے جزیرے پر سیاحوں کو تاریل کا باقی پلا کر ان کا کلیہ نقصان کر رہی ہوگی؟

میں سادی کی بات کر رہا ہوں۔ کیلاش نے جبیک کو جلائے کی خاطر ایک ٹھنڈی آدھ کر کرٹے سے دھانک لیا ہے میں کہا۔ اگر مرے سے پیشتر سادی سے میری شادی ہو جائے تو میری خوش نصیبی ہوگی۔ سنا ہے جو لوگ زندگی میں پھیر لگاتے بغیر کھاتے مر جاتے ہیں انہیں سوگ (جنت) میں اپسٹریس جہنم سے نہیں دہنے دیتے۔

موت کا بھی ایک تصور تھا۔ ذہن پر آمیزہ آواز ادا ہو رہا ہے۔ جبیک نے برا سنا۔ کیا کیلاش سادی سے شادی نہ ہوئی تو بھی تم گھٹنے میں نہیں دبو گے، بھئی نہیں ہے کہ دوسری دنیا میں لپکا کی آتما اپنی تمام تر سادہ کاریوں کے ساتھ تھکری رہے گی۔

جبیک اور کیلاش دونوں ہی اپنے انجام کو فراموش کر چکے تھے لیکن میری نظر اس اور کیلاش کی باتوں کے سامنے روشن آواز پر گئی ہوئی تھی میں اس آگ بھڑکنا شروع ہوئی تھی الاؤ کے گرد مقامی لوگوں کی کثیر تعداد حلقہ بنا کر کھڑی تھی پھر مٹا کے اٹھا لے کر ہمدی موت (جنت) کے تہن کا آغاز کیا گیا جس کی ابتدا ہی انسانی ہولناکی اور اذیت ناک تھی۔

سب سے پیشتر جا رہے تھے وحشی ایک بوڑھی عورت کو گھسیٹتے بھٹے اور کے بھٹے کے سامنے لائے پھر بڑی بے رحمی سے اس کو بیت کے قدموں پر گر کر جانوروں کی طرح ذبح کیا گیا اور اس کے خون سے اور دیوانہ کھنسل دیا گیا لاش کے اکرے کے باقی ماندہ وجود کا انجام بھی جوت ناک تھا، میلا تھکا کھرا وہ اسے دور کھینچ لے جا کر بیت کے نیچے دبا دیں لیکن اب نہیں ہوا ان وحشی ذہنوں نے لاش کو سیکڑوں حصوں میں تقسیم کر کے روشن الاؤ میں بھونک دیا جس کے ساتھ ٹھٹھے بھونک کر سامان سے پائین کرنے لگے۔ فضا میں چرائی کی ٹوہیلے لگی۔

الاؤ کے اطراف کھڑے ہوئے وحشی لوگ اس ٹل کے دوران خوشی کے فلک شگاف حیرت سے لگا رہے تھے پھر مکالا کے اٹھانے پر شیطانی کلاؤں سے شروع ہوا۔ جزیرے کی زمین اور اس کے آس پاس میں شریک تھیں۔ ڈھول تانے کی آواز کے ساتھ

رفتہ رفتہ ان کے قص میں بھی تیزی آتی جا رہی تھی جبیک نے

کیلاش بھی اب خاموش ہو چکے تھے اور حیرت سے انہیں بھاؤ اس لیے ہو رہا تھا کہ منظر دیکھ لے تھے جس کا تصور ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں کیا تھا۔ الاؤ کے پیر کے شعلوں کی لپٹ بجوم کے چروں پر موت کے خوفی قص کا سماں پیش کر رہی تھی۔ یسوع مسیح کی تم پر لوگ تو دندنہ سے بھی بدتر ہیں جبیک نے پلے بار بھر بھری لپٹے ہوئے کہا۔ رب عظیم نے چاہا تو یہ ایک دن بڑے جزیرے سمیت سمندر کی بھری ہوئی مچھلیوں میں غرق ہو جائیں گے۔

اور ہمدی دیوانہ و شیشوں کا گوشت کھا کر ہمیشہ جوان رہنے کا وارڈ پالے کی پھر دوسرے قسم میں اس کی آتما منتقل ہو کر جہنم لے گئی تو۔۔۔

کیلاش ابھی اپنا جلد پور نہیں کر پاتا تھا کہ میں اپنے عقب سے مافی کے زور زور سے بھونکنے کی آواز سنی دی۔ ٹامی جیسے میں موت کے تصور میں کم ہو کر بحیرہ فراموش کر چکا تھا غالباً مجھے خلاف اس تہن پر احتجاج کر رہا تھا اور اس کا وہ احتجاج رائیگاں نہیں گیا۔ پیشوں کے جیسے جو خوشی سے تپ کر مل رہا ہو مجھے تھے ٹامی کی آواز سن کر خوف زدہ نظر آنے لگا شاید انہیں اپنے اس ساتھی کا انیم یاد آ گیا تھا جو ٹامی کے کانٹے کے بعد پل بھر میں لوٹ لوٹ ہو کر ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

میں ڈول ہو گئی جہاں سے مافی کے بھونکنے کی آواز سنی تھی وہی تھی۔ ڈھول کی تیز آواز پر تھک کر جیسے جیسے ایک سخت تھک کر رہ گئے۔ پھر ایک میری نگاہوں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ جیسے جو اپنا کے جزیرے پر ہمارا ساتھ چھوڑ چکا تھا۔ معافیہ کو چھوڑنا ہوا منور ہوا اور الاؤ کے قریب اگر سینہ تان کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے سیدھے ہاتھ میں مردہ جانور کی سال خوردہ ہڈیوں کا وہی ڈھانچہ بلند کر رکھا تھا جو گا با کی موت کا باعث بنا تھا۔

جیسے کی آمد ہمارے لیے کئی بار مل رہا تھا یا کافی کے ناقابل یقین باب کے تم نے بھی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ لیکن کے آتے ہی اور فینا کے باسیوں کے جیسے زور دے گئے تھے وہ خوف زدہ نگاہوں سے جیسے کے ہاتھ میں بلند ہڈیوں کے ڈھانچے کو بھٹی بھٹی نظروں سے گھول رہے تھے، ٹامی کے بھونکنے کی آواز بھی بند ہو گئی تھی۔

یہ۔ یہ تو جیسے ہے۔ جبیک نے جیت سے بکلا تے ہوئے کہا۔ یہ اچانک یہاں کیسے آ گیا؟

ہو سکتا ہے کہ مقامی وحشی یا دیروں کے ہم کار دوست بنانے میں عمارت نہ رکھتے ہوں اس لیے جیسے کو نہیں جیوں کر ایک مرد اور لذیذ خوشی کی مکمل فینا کے لیے طلب کیا گیا ہو۔ تم۔ تم بھی اور فینا کے وحشی ذہنوں سے تم نہیں۔ جبیک نے ہونٹ چبائے تھے نفرت سے جواب دیا۔ میری نے تھا۔ لطیف احسانات کو کھیرنا ملک آؤ کر دیا ہے سامنے ہمارا ہوت کا جیٹنہ پکایا جا رہا ہے اور تھیں اس وقت تل لگی سوچ رہی تھی۔ میں الاؤ کے گرد تھک کر جیسے جیسے کا کھیرے دیکھنے میں عموماً اس لیے موت کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ کیلاش پھاٹ آوازیں بولا۔

جبیک جل جہنم کو کوئی سخت جواب دینا چاہتا تھا لیکن جیسے کی بلند ہونے والی آواز سن کر وہ بھی اس کی جانب توجہ ہو گیا۔ دیروں کے ڈھانچے کو بدستور سر سے بند کیے وہ ادھی اور تیز آوازیں جیسے جیسے سے غلاب تھا۔

اور فینا کے وحشی ذہنوں اور دیوتا کے غصے پر دیوتا کی تمام ہمدی حاصل کرنے کے کھٹکے میں اتنے اندھے ہوئے ہو کر تھیں انسان اور دیوتا کی پہچان بھی نہیں رہی۔

ہم اور دیوتا کے بچاری ہیں۔ کسی اور کو اپنے دیوتا سے بلند نہیں مان سکتے۔ مکالا نے جیسے کے ہاتھ میں بے ڈھانچے کو جھٹکتی مندی سے گھومتے ہوئے مرفیے میں کہا۔ ہم جنہیں مرنے لے رہے ہیں وہ دیوتا نہیں ہیں سادی نے ہیں

نیا ہے کہ ان میں سے ہر کو کو ہمارے دیوتا سے صاف حوشر کے لیے دیوتاؤں کا ڈھونگ رہا رکھا تھا لیکن سمور کی موت ان کا بھنا ہوا پھوڑ دیا۔

اور اب سمور کے بعد تم اور فینا کے نے مرنار ہو گے۔ کیوں مکالا کیا میں ٹھیک کر رہا ہوں؟

ہاں۔ اس کا فیصلہ مرد اور سمور اور ہمارے ساتھی پہلے ہی کر چکے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ جیسے نے ہاتھوں میں بلند ہڈیوں کے بے جان ڈھانچے کی طرف دیکھتے ہوئے چپتے انداز میں کہا۔ سمور کا یہی فیصلہ تھا کہ اس کی موت کے بعد اور فینا کی باگ ڈور تمہارے ہاتھوں میں ہو لیکن۔ ہو گا کہ کیا ہے ہو گا۔ ہو گا۔ میں جو کچھ اچھا ہو گا کے سلسلے میں کوئی مسمی جواب دیتے سے سادی نے بھی دیدہ و دانستہ کر رہا تھا اور ہو گا ہی کا نام سن کر مکالا کے جیسے جیسے بھی ہوا میں اڑنے لگی تھیں پھر وہ سنبھل کر بولا۔

مچلے مچلے دھنوں سے منٹ لیں اس بات کا

جس نے سمجھا کہ رسولی سے نجات دلائی تھی دوسری صورت میں اس کی شخصیت میں سرسری لے ایک معجزہ ثابت ہوئی جب اسے علم تھا کہ میں تمہاری زبان سے نا آشنا ہوں تو پھر وہ تمنائی میں مجھ سے کیا کہنے کی خواہش مند تھی ؟

وختانے کے ایک امکان کی خاطر اس کا احساس ہوا کہ میں ایسا تو نہیں کہ سادری کے دوسرے ساتھ ساتھ ایک صفت جواز پر موجود ہوں اور باری باری کیلاش اور جبکہ کوٹھکانے لگانے کے بعد اب میری سمت آنے والے ہوں منانے کے الفاظ میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ جب بھی اجنبی لوگوں نے جزیہ پر قدم رکھی وہ تباہی اور بربادی سے ضرور دوچار ہوتے ہیں۔ اسی لیے انھوں نے جزیہ میں قدم رکھنے والے پر اجنبی کو دیونے کے قدس میں جھینٹ پڑھا دینے کی رسم ڈالی تھی، ہمارے سلسلے میں انھیں اس لیے مایوسی ہوئی کہ ہمارے پاس آتش اسلحہ تھا جو ان کے لیے عجوبہ ثابت ہوا۔ اس خوف زدہ ہو کر وقتی طور پر انھوں نے ہماری جانب دوستی کا مظاہرہ کیا پھر جب مرزا سمجھا کہ رسولی کے عہدے سے بھی نجات حاصل ہو چکی تو جزیہ کے بزرگ لوگوں کے ہاتھ کھٹوئے سے ان دشمنی و زد و بند سے ہم سے رات کی تباہی میں چھٹکارا پانے کی ضمانتی ہوا اور شاہ سادری اسی لیے میرے کہیں کے دروازے پر بھی کھڑی تھی کہ میں اس کی جو پاکر رات کی تباہی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی دسترس سے دور نہ نکلا۔

مجھے دہلی سے دور ایک گناہ جزیہ میں ویشیوں کے ہاتھوں کر بے ناک موت سے دوچار ہونے کے تصور ہی سے ہجر ہری آگئی میں نے جزیہ میں پڑے ہوئے پستول پر اپنی گرفت اور مضبوطی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پستول کی بیگزین میں موجود آتش گاہوں کی سیر آٹھ دھنوں کو خون میں لٹکت کر پت کرنے کے لیے کافی تھیں۔

مجھے خود اپنی سادری پر غصہ آنے لگا۔ میں سادری کے چہرے کی مصروفیت میں غم پر کمر بستہ سامنے صحت منجات فضا کے چوکھٹا تھا لیکن جس کے احساس ہوجانے کے بعد ایک ایک لمحہ بہت جلد ہی تھی چنانچہ میں تیزی سے وہاں سے کی جانب بڑھا تب دوسری سادری نے ہاتھ کے اشارے سے مجھ کو دیکھنے کی ہدایت کی پھر وہی زبان میں نہایت روانی سے انگریزی زبان میں مجھے مخاطب کرتے ہوئے بولی : مجھے تم سے بہت اہم اور ضروری باتیں کرنا ہیں۔

میرے ہاتھ پورے قدم ایک لمحہ رک گئے، سادری کو انگریزی بولنا میں کبیرے دل کی دھڑکنیں ایک بار پھر تیز ہو گئیں رات کھانے کی میز پر اس کے ہاتھ میں میرے ذہن میں

کیا ہے اور اسی قیصلے میں مکالمہ جاریہ ہو رہا تھا کہ سادری نے بھی سوچا کہ میں سادری سے نہایت عقارت سے جواب دیا پھر انھوں نے توقف سے بولی : تم لوگ خوش نصیب ہو جو ابھی تک زندہ ہو۔

شاہد اس لیے کہ ہم نے خود کو سمندر اور ہواؤں کا دیوتا بنا کر کے انھیں خوف زدہ کر دیا ہے۔

تم بھی مذہب ٹھیک سمجھ رہے ہو لیکن ذرا سمجھ کر ٹھیک ہو جانے والے جس صحت نوش کر لینے دو۔ پھر انھیں اندازہ ہوا ہمارے گا کہ اس جزیہ سے بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو دولت اور آفتا کی خاطر دیوتاؤں کو باجی ہوس کی جھینٹ چڑھا ڈالتے ہیں اور بے نیل کرتے ہیں۔

اگر میں نے سادری کی بات کے مفہوم کو سمجھنا چاہتا ہوں تو یہ کہ میں نے کہا : گویا تم مجھے یہ یاد دلانا چاہتی ہو کہ میں طرح طرح کے دشمنوں سے دروغ گوئی کے سلسلے اپنی زندگیوں محفوظ کی ہیں اسی طور قیصلے کے کچھ سربراہ وہ لوگ بھی ہمارے ساتھ فریب کاری میں مصروف ہیں انھیں غالباً سمجھا کہ زندگی کی خاطر ہمارے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑا ہے۔

اور مکالمہ کا نام ان ہوں تاکہ دہلی میں ہر فرسٹ سادری نے تھا کہ رسولی تھی۔ وہ اور دہلی کے اقتدار کے ساتھ ساتھ مجھ پر بھی دانت جمانے لگے۔ یہ سب سب سب نہیں کہ وہ اس وقت بھی اپنے دل بارہ ساتھیوں کے ساتھ سر جزیہ سے بیٹھا سمجھا

کی رستہ بسا پتی کا پانی کے پتے کا ترابریہ کیا ہے۔ اگر زمانے کے مذہب کے نام پر تحقیق و دلالت کے قدوس پر جھینٹ چڑھانے کا قوری مشورہ نہ دیا تو تو وہ تحقیق اور عقارت سے ساتھیوں کو اب تک موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا۔

کیا سمجھا اور زمانہ کو اس بات کا علم نہیں کہ مکالمہ ان کے درمیان آتین کا سائب ہے۔

معلوم ہے لیکن قیصلے کے سربراہ وہ لوگوں کے درمیان ایک راز اس مشرک ہے جس کی وہ سادہ مکالمہ کے خلاف بڑا کوئی کارروائی نہیں کر سکتے۔ سادری کے لیے میں کرب کی پیش کش تھی جسے عیسوی کے کمرے میں سے ذہن کے دیکھنے چاہئے۔

پھر مجھے خواب کی باتیں یاد آئیں جسکین نے بھی مکالمہ کو سمجھا کے بعد مرزا بیٹے کا حوالہ دیا تھا لیکن لوگ کہ نام پر مکالمہ کو سمجھا تھا۔ جسکین کی باتوں سے یہی اندازہ ہوتا تھا کہ لوگ جو بارہ سال قبل اور دہلی کے قیصلے کا سربراہ تھا مرانیں بلکہ زندہ ہے۔ وہ باتیں خواب کی تھیں لیکن چوتھی جیسکین جیسے پرامرار انھیں کے زبان سے ادا ہوئی تھیں اس لیے بلا مقصد نہیں ہو

سکتی تھیں۔ کھانے کی میز پر خود سادری نے بھی لوگاک کے سلسلے میں کوئی جواب دینے سے گریز کیا تھا۔

میں چند لمحے گری تھاکوں سے اس کے چہرے پر اچانک ابھرنے والی نفرت اور عقارت کے طے طے تاثرات کو دیکھتا رہا پھر تاریکی میں ہوا کے دوش پر ایک تیر چھڑتے ہوئے برف معنی خیز لہجے میں بولا۔

اگر مرزا اندازہ غلط نہیں تو تمہارا سادری مرزا لوگاک بھی سبک مرانیں بلکہ زندہ ہے۔

تم تم اس بات کو اس قدر شوق سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ اس بار سادری کے چوتھنے کی باری تھی۔

سمجھا کہ ہر مرزا خدا آنے سے پہلے مکالمہ اور وہ ایک دوسرے کے ساتھی اور گستاخ دوست ہوں گے۔ میں نے رک رک کر کتنا شروع کیا۔ سمجھا کہ قیصلے کی سادری سے غرض تھی اور مکالمہ کو یاد کی باری سے دونوں ہم پار اور ہم نواز تھے لیکن لوگاک کو درمیان سے قاضی کر دینے کے بعد وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور یہ دشمنی آہستہ آہستہ زور پکڑتی تھی اور اب مکالمہ کسی ایسے موقع کی تلاش میں ہے جو نہ صرف اسے مرزا کی گدی فوج کرے بلکہ تمہارے خوب صورت وجود کو بھی بلا شرکت غیر اس کی ملکیت بنا دے۔

انھیں یہ باتیں جس طرح معلوم ہوئیں ؟

گویا مرزا خیال دوست ہے کہ لوگاک ابھی تک زندہ ہے اور مرزا اور مرزا دونوں اس راز سے ناواقف ہیں۔

ہاں۔ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔

اور مرزا یہ اندازہ بھی اپنی جگہ قیضا درست ہو گا کہ مکالمہ کو اقتدار سے زیادہ تم عزیز ہو۔ شاید اسی لیے وہ مرزا کو اس طرح رستے سے ہٹا دینا چاہتا ہے کہ اس پر بھی مرزا اور ابھی بھی ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے انھیں لے کر کہا : ایک بات بظاہر مکالمہ کے حق میں جاتی ہے۔ براہ نامنا، اگر اس نے شخص تمہاری خاطر مرزا کی سمجھا کہ سادری تھی تو سمجھا کہ بھی تمہارا سلسلے میں اپنا براؤ تم از مکالمہ کے ساتھ نرم رکھنا چاہیے تھا۔

مرزا مرزا گوارا کر لے گا لیکن مجھے مکالمہ کے ہاتھوں کی قیمت پر ہر بادیوں سے بے گناہ۔

مکالمہ کو قیضا براؤ معلوم ہو گا کہ لوگاک کو کمان رو پش کیا گیا ہے وہ اس راز کی حقیقت کے سلسلے میں سمجھا کہ سادری بولی۔

وہ۔۔۔ اس باتیں کر سکتا۔ سادری عقارت سے بولی۔

لوگاک کی زندگی کا راز اگر قیصلے والوں کو معلوم ہو گیا تو وہ مرزا

سمور کے ساتھ ساتھ مکالا کی بھی نگرانی کر ڈالیں گے۔
کیا تم واقف ہو کہ لوگ کہاں قید ہے؟ میں نے جینک
سے دریافت کیا۔

۔ ہاں۔ سمور نے مجھ پر ہاتھ ڈالنا ہے، صرف اس لیے
کہ اگر وہ اس دنیا میں باقی رہے تو میں مکالا کے ناپاک اور
گندے ہاتھوں کو اپنی طرف بڑھنے سے روک سکوں۔

۔ ہو سکتا ہے مگر ان خیال درست ہو لیکن میرا خیال اس
کے برعکس ہے۔ میں نے عملے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے
ایک اسکاٹی شیعہ کا اظہار کیا۔ سمور کی موت کے بعد مکالا جیسا
فیڈ اور مکار شخص فوری طور پر پتھاری جانب رجوع نہیں ہو
گا، ایسا کرنے سے بہتر تیرہ مہینے پہلے کا کوئی ہمیشہ کے لیے
تھکاتے دکھائے گا یا موجودہ قید خانے سے بھی اور جگہ منتقل
کر دیے گا۔

۔ نہیں۔ مکالا لوگ کو قیق نہیں کر سکتا۔ وہ تیزی سے
بڑی ہو رہی ہے اور دنیا کے وحشی درمے عزیز مہذب ہونے کے باوجود
کچھ عقیدے رکھتی ہیں جیسے میں جانتے ہیں کہ مزار کا قتل ان پر
تباہی اور بربادی بھی لا سکتا ہے۔ اسی لیے لوگ کو قتل نہیں کیا گیا۔
ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ مکالا سمور کی موت کے بعد لوگ کو کسی
اور محفوظ مقام پر منتقل کر دے۔

۔ کیا لوگ ان کی گارڈ راز مکالا اور سمور کے سوا کسی اور کو
نہیں معلوم۔ میرا مطلب ہے کہ اگر قبیلے والوں کو ان کی سادش

کا علم ہو جائے تو ان کا دل میں کیا ہوگا؟
۔ انتقام کی آگ انھیں اندھا کر دے گی۔ یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ وہ لوگ کو براہ کرم سے پیشتر ہی مکالا اور سمور دونوں
کو اپنے عتاب کا نشانہ بنا ڈالیں۔

۔ تم نے مجھے اس مسئلے میں اپنا راز دکھایا۔ کیا میں
نے حقوے توخت سے بچ چکا۔

۔ محض اس لیے کہ تم اپنے دونوں ساتھیوں کو اس بات
سے باز رکھو کہ میری شخصیت میں کسی دل جیسی کا اظہار
کرنے کی حماقت سے گریز کریں۔ وہ مکالا کو اگر شبہ ہو گیا تو
قریب کران پر ٹوٹ پڑے گا۔

۔ تم کیلاش اور جیکب کو غلط سمجھ رہی ہو وہ دونوں
میں اپنی نہیں مکالا کی بات کر رہی ہوں جو جیسے سے
زیادہ عوں خوار اور لومڑی سے بھی زیادہ جالاک اور عسکر
طبیعت کا مالک ہے۔ قبیلے کے پیشرو لوگ اس سے خوف زدہ
ہوتے ہیں۔ یہ سادہ سادہ بیانات مگر تجربہ انداز میں جواب دیا۔
۔ یہ اور بات ہے کہ وہ تم لوگوں کے بھانے میں آگیا لیکن

ایک لمحے کے لیے بھی پتھاری طرف سے غافل نہیں ہوگا۔ اس
کی دلی خواہش ہوگی کہ سمور کا آپریشن کامیاب ہو جائے کہ وہ
ایک تیرے سے دو ٹکڑا کر دے۔ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے
ہو گے۔

۔ ہاں۔ سمور کی موت کے بعد ہمارے دلوتا ہونے کا جہم
ٹوٹ جائے گا۔

۔ میں اب جیل میں ہوں۔ ہمارے گوشے میں آنے سے پیشتر
مجھے اس کے پاس جونا چاہیے۔ اس نے جلدی سے کہا۔ میں
مخفیہ طور پر اٹھ اٹھتا ہوں۔ آئی جی کے کم لوگوں کا روتے ہیں۔
مخاطب ہونا چاہیے اور میرے سلسلے میں کھل کر اپنی دل چسپی کا
اظہار بھی کرنا۔

۔ تم نے اپنے ہاتھ میں کچھ نہیں بتایا۔ میں نے ایک لمحے
مخاطب کیے بغیر تیزی سے سوال کیا۔ پتھاری اصرار کیا ہے
اور تم انگریزی اتنی دانی سے کس طرح بول رہی ہو؟ کیا میں
یہ سمجھوں کہ تم پتھاری تعلق بھی ہماری ہی طرح...؟

۔ ہاں۔ سادہ سادہ ایک سزا ہے جو ہر کو جواب دینا
میں تمہارے انداز سے کی تردید نہیں کروں گی لیکن یہ ایک
حوصلہ کمافی ہے۔ زندگی دہری تو پتھاری وقت انھیں ملے
بتاؤں گی۔ اور ہاں۔ اس بات کا سختی سے خیال ہے کہ
میری اور پتھاری ملاقات کا علم کسی تیسری شخصیت کو نہیں
ہونا چاہیے۔ پتھاری ساتھیوں کو بھی نہیں۔ وہ نہ کھیل کی ساد

۔ میں خیال رکھوں گا لیکن کیا تم مجھے یہ بتانا چاہتے
ہو کہ لوگ کو کہاں قید ہے؟ میں نے سنجیدگی سے کہا۔ پتھاری
سوال کی وضاحت کرتے ہوئے بولا۔ میرا مطلب ہے کہ خدا
خواستہ اگر اچانک سمور اور پتھاری کے خلاف حالات کا رخ
تبدیل ہو جائے تو میں تمہارے کسی کام آ سکوں۔

۔ میں تم کو پچیس چودہ سال سے سختی زندہ کر رہا
ہوں۔ وہ پتھاری ہوں اس لیے یہ بھی جانتی ہوں کہ کچھ اپنے
بچاؤ کی خاطر کس وقت اور کیا اقدام کرنا ضروری ہے۔ لوگ کو
کہاں رکھا گیا ہے؟ فی الحال میں اس سلسلے میں اپنی زبان
نہیں کھول سکتی۔

۔ جھوڑی پناہی کا کیا راز ہے؟ میں نے انہیں
میں ایک اور تجربہ گھوڑا۔ یقیناً کوئی بہت ہی اہم وجہ ہوگی
جو سمور اور پتھاری کے تباہی صورت میں بھی اس کی سمت
رکرنے کی سختی سے تاکید کی ہے۔
۔ یہ ابھی ہی مشورہ ہے مجھے بھول کر جھوڑی پناہی

سمور کے حق میں کیلاش کی سبائی بیکار نہیں گئی تین
روز تک وہ بے ہوشی کی کیفیتوں سے دوچار رہا لیکن جوتے
روز اس کی حالت سنبھل گئی۔ اس روز اس نے خود اپنی
زبان سے میری کا شکریہ ادا کیا۔

۔ تمہارے ایک آسمانی عتاب نے مجھے دلا کر رکھ دیا ہے۔
۔ دو تاروں کی طاقت لازم حال ہوتی ہے۔ میرے دوست۔
کیلاش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پتھاری طاقت ابھی بھی جو تم نے
اور پتھاری ساتھیوں نے ہماری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا یا تو

۔ وہ نہ کیا ہوتا؟ سمور نے تھکے سمجھ میں سوال کیا۔
۔ وہ نہ کیا تو ہمیں پتھاری قدامتوں پر ہر گز کاربائی زندگی
کی بھیک مانگنا پڑتی یا پھر خود اپنے ہاتھوں پھانسی کا پھندا
گلے میں ڈال کر عزت کی موت کو ترجیح دینا پڑتا۔ جیسا کہ
یہ اسامہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

۔ کیا تم اپنی کالی زبان کچھ دیر کے لیے بند نہیں رکھ سکتے؟
کیلاش نے اسے ٹھٹھکتے ہوئے کہا۔

۔ میری دستانہ تو اب بھی مزار کے سامنے اپنی طبیعت
تلاش کر رہی ہے جیکب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ وہ عظیم
کی قسم میں نے دروغ گوئی اور فریب کو کبھی پہچانتے پہچولتے
نہیں دیکھی۔

۔ پتھاری طاقت کے لیے وہاں سے جو کچھ کہنا ہے۔ کیلاش نے
بڑی خوبصورتی سے بات بھاری پتھاری سے باتوں میں
مشغول ہو گیا۔

۔ سادہ سادہ کچھ سننے اور سمجھنے کے باوجود اس طرح
انجان بنی کھڑی رہی جیسے ہماری باتیں اس کی سمجھ سے
بالا تر ہوں۔ میں اس کی حیرت انگیز داد کا راز صلاحتیں پر
خود کو باہق کر چیکتے میرے قریب آتے ہوئے سرگوشی کی۔

۔ پتھاری کیا خیال ہے حال۔ کیا سمور کی کیفیت سچ سچ
سنبھل گئی ہے یا میرے پیشتر یہ سنبھال لینے کی حالت
سے دوچار ہے؟

۔ خدا کے لیے جیکب اپنی زبان بند رہی رکھو۔ میں تیزی
سے کہا۔ ہم حالات کے جس دوا لہے پر کھڑے ہیں وہاں ایک
جانب کرب تک موت ہے اور دوسری جانب زندگی کی ایک
موج ہوئی امید جس امید کا دامن ہاتھ سے نہیں گھوڑنا چاہیے۔
۔ اسی لیے تو کہہ رہی ہوں میرے عزیز کو مرنا ہے۔ پیشتر
میں اپنے اپنے دلوں کا بوجھ ہلکا کر لینا چاہیے۔ جیکب
سینے پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے مسخراہے سے بولا۔ کیا تم

کی صحت جاننے کا ارادہ نہ کرنا وہ نہ دن تمہیں کی زندگی
کا سب سے زیادہ تباہ کن دن ہوگا اور پتھاری پر مدیوں کے
باب میں ایک جہت تک اضافہ ہوگا۔ اس وقت میں اس
سے زیادہ اور کچھ نہیں بتا سکوں گی۔

۔ صرف ایک سوال اور۔ میں نے سادہ سادہ کو دروازے
کی سمت پلٹا دیکھ کر پتھاری آواز میں کہا۔ کیا تم مجھے ہنگامہ
اور اس کی مقدس روح کے ہاتھ میں کچھ بتانا پسند کرو گی؟
۔ سادہ سادہ کے بڑھتے ہوئے قدم ایک لمحہ رک گئے۔
وہ تیزی سے پلٹ کر مجھے حیرت سے گھورنے لگی، چہ نہ اپنے
میرے پسے پتھاری تاثرات کو پرکھنے کی کوشش میں پتھاری
رہی پتھاری تھی۔ تم۔ تم نے یہ نام کہاں سنا ہے؟

۔ میں اپنے سوال کا جواب چاہتا ہوں۔ میں نے وہ وہ
دستانہ اپنے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ اور معنی خیز مسکراہٹ
دیکھا۔ ہاتھ میں کچھ زیادہ نہیں معلوم البتہ

ایک بار مزار نے اتنا منہ دیا تھا کہ اس نام کا جانور جس
کی شکل اب تقریباً ناپید ہو چکی ہے جسکی زبان میں افریقہ کے
لوگ ان کے آواز کا قابل محو جھجکات میں پایا جاتا تھا۔
سمور کے بیان کے مطابق جب کوئی شخص جالیس پونک
اس نول خوار فوڈ کو کھو کا پیسا اپنی قید میں رکھنے کے بعد
دستانہ کو رکھ دیا۔ صاف کہہ کر کامیاب۔ صاف کہہ کر

۔ پتھاری روح اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اسے مستقبل
کی پیش آنے والے تمام حالات سے آگاہ کر دیتی ہے وحشی
لوگ کے لوگ ہنگامہ کو بے حد عظیم اور مقدس سمجھتے ہیں اور اس
س کو بھی قابل احترام سمجھتے ہیں جو ہنگامہ کے بچہ کا مالک
ہوتا ہے۔ لیکن تم۔ تم...؟

۔ پریشان مت ہو۔ میں نے ایک بار پتھاری فاتحانہ انداز
پتھاری بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ جاؤ اور جا کر پتھاری
موت کرو۔ وقت آنے پر پتھاری ہمارے ہاتھ میں بھی میرا بچہ
اس معلوم ہو جائیگی۔

۔ سادہ سادہ کچھ دیر تک حیرت پتھاری نظروں سے گزرتی
تھی۔ ہنگامہ کے ذکر کرنے سے اسے شش نہ رہا تھا۔ پتھاری
ایک ایک خیال کے تحت تیزی سے طہنی اوکھین کا دروازہ
کھلتی ہوئی یا برعکس گئی۔

۔ میرا دل جیکب کے ہاتھ میں سوچنے لگا جو میرا پیارا
ایک موت کے بعد ہنگامہ کی سادہ سادہ بڑوں کے ڈھانچے کو
کرنے کے بعد اور زیادہ حیرت انگیز قوتوں کا مالک بن

بھول رہے ہو کہ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ کو ہودیوں نے کھس
 لے دی ہے صلیب کے نشان پر کیوں سے جڑوا دیا تھا۔ انہیں
 مقدس میں درج ہے کہ آپ آخری سانسوں تک اپنے پیغمبر
 کے مقدس نام کا ورد کرتے رہے زبان سے آف تک نہ کی۔
 • ہاں میں جانتا ہوں کہ تمہارے پیغمبر کیا بیعتی اور یہ بھی
 میرے علم میں ہے کہ آپ مڑوں کو زندہ کرنے کی طاقت بھی
 رکھتے تھے۔ میں نے جبکہ کو قائل کرنے کی کوشش کی۔ تم
 قوال بھی زندہ ہیں اس لیے...
 ”تم بھی کیلاش کی طرح گمراہی کے راستوں پر چلتے
 ہو بہت دیر سے۔ جبکہ ہمارے وقت مذہب کا بھوت
 سوار تھا۔ میری بات کو کاٹتے ہوئے بولا۔ زندہ کی ہمارے پاس
 خدا کی امانت ہے اور اس امانت میں خیانت کرنا بدترین
 سزاؤں سے ہمیں دوچار کر سکتا ہے۔
 • لیکن تم حالات کی نزاکت کو...
 ”ہم ہر حال انسان ہیں۔ ہمیں نفس اپنی زندگی بچانے
 کی خاطر دیوتاؤں کا لبادہ اوڑھنا زیب نہیں دینا۔ میری بات
 کا یقین کرو جو حال راست گوئی کے بعد ہمیں جو موت نصیب
 ہوگی وہ بلاشبہ بے حد اذیت تک ہوگی لیکن طاقت میں
 ہمیں اس کا اجر ضرور ملے گا اس لیے...
 ”اس لیے تم نے اگر آپ بھی اپنی نفس زبان بند نہ کی
 تو مجھ جھوٹا بھڑا سمجھو۔ اور اس کے بعد...
 ”تم نے بعض لوگوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر مذہب کا لبادہ
 اوڑھ لیا ہے۔ کیلاش جو غالباً ہماری باتیں سن رہا تھا پلٹ
 کر بولا۔
 ”اور تمہارے جو...
 ”ہمارا فیصلہ آنے والا وقت کرے گا لیکن تم خود کو کسی
 طرح بھی بے گناہ ثابت نہیں کر سکو گے۔ کیلاش بے حد تجدد
 نظر آ رہا تھا۔ تم نے میں صرف اتنا بتایا ہے کہ وہ پارت کی تنہائی
 میں تھا اسے کیوں میں لاسا کہ نہ کی خاطر وہاں کے لیے آئی تھی
 لیکن تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تمہارا دامن
 پاک ہے۔
 • گگ۔ کیا مطلب ہے جبکہ وہ کھلا گیا۔ وہ پا کا ذکر
 بھی اس کے اھصاب کو بھنجو دینے کے لیے بہت کافی تھا۔
 ”ہو سکتا ہے تم نے ہم سے جھوٹ بولا ہو اور غریب رہا
 نے خود کو کمزور کی بھری ہوئی موبوں کے والے صرف اس لیے
 کہ یہ کہہ چکے گناہ کے بوجھ سے اپنے وجود کو ہلکا کرنا
 چاہتی تھی۔“

”میں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں وہاں پر۔ جبکہ نے خوف
 سے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے تیزی سے جواب دیا۔
 ”اب بیچ لیے ہو جب وہ تمہاری شخصیت کا بھی
 پھوٹنے کے لیے اس دنیا میں موجود نہیں رہی۔
 • حال اس مزدور سرجن کو دیکھنے کی کوشش کر دو۔
 اگر میری زبان بھی کھل گئی تو اس کے زہری اور لڑائی و لڑنا ہر گناہ
 کا سارا بھرم خاک میں مل جائے گا۔ جبکہ تھلا کر بولا کیلاش
 کی باتوں نے اس کے مذہبی وجود کو زلزلے کی کیفیتوں سے
 دوچار کر دیا تھا۔
 میں نے کنگھوں سے ساوری کی جانب بکھا ہوا ہتھوڑا
 ہمارے پاؤں سے بے نیاز سمور کے بستر سے ہٹا کر پڑا اس
 کے بازو کو آہستہ آہستہ سلا رہی تھی البتہ سردار سمور جبکہ
 کیلاش کی باتوں کا مفہوم سمجھنے کی خاطر کچھ بے چین اور مضطرب
 نظر آ رہا تھا۔ اس خیال سے کہ بات زیادہ نہ بڑھنے پائے اس
 نے کیلاش کو سمجھانے کی کوشش کی۔
 ”کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ ہم اپنی بحث فی الحال ختم کر دیں۔
 • یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اس بھونچو کی آواز
 بند کر دو۔ کیلاش نے فیک بک ایک ٹیبلٹ پر نقب سے نوازا تو
 سمور نے دریافت کیا۔
 ”کیا۔ تمہارے اس ساتھی کا نام کچھ ہو ہے؟
 ”ہاں۔ ”کچھ سمور کو سمجھ نہ آ سکا۔ نہ کنگھوں کی آواز اور نہ
 کے درمیان بھونچو کو ہمیشہ ایک اہم حیثیت حاصل رہی ہے اس
 لیے جب ہم نے تم کو آسانی کی خاطر نجات دلانے کی خاطر
 جہاز پر سفر کا آغاز کیا تو اس مقدس بھونچو کو اپنے ہمراہ لے آئے
 ”کیا سردار بہت جلد اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل
 ہو جائے گا؟ اس بار ساوری نے نہایت مصحفیت سے ہم
 میرا خیال تھا کہ ساوری نے بھی گفتگو میں حصہ لے کر کیلاش
 اور جبکہ کی نوک بھونچو کا ختم کرنے کی کوشش کی تھی۔
 ”ہم سمور اور ہواؤں کے دیوتا مکاری اور فریب
 گناہ پر غم خیال کرتے ہیں۔ کیلاش نے ساوری کو گولا لگاتے
 قدم سے شک آواز میں جواب دیا۔ ”ہم سمور کے صحت مند
 ہونے کے لیے جو وقت اور مدت ایک بار بتا دی وہ اپنی جگہ
 ہے۔ ہمارے فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت زبردستی کر سکتی
 • تم۔ واقعی عظیم ہو۔ سمور نے کیلاش کو قہر سے
 نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اور دنیا کی زمین پر ہر گناہ
 قدم ہمارے لیے نیک سنگون ثابت ہوں گے۔
 ”اس کا نازہ ہمیں بہت جلد ہوجائے گا۔“

جبکہ پہلے مجھے کچھ تیزی سے پلٹ کر اپنے کیوں کی
 طرف جھلکا گیا۔
 ”وہ پرکھو جیسے کچھ لوگ مڑا کی غریت دریافت کرنے
 آئے لیکن کیلاش نے انہیں جہاز پر آنے کی اجازت نہیں
 دی۔ ساوری نے اپنے لوگوں کو سمور کی غیریت سے آگاہ کیا
 تو وہ مطمئن ہو کر واپس لوٹ گئے۔
 میں نے ساوری کی ایما پر ابھی تک جبکہ کیلاش پر
 اس کی اصدیت کا برقیں کی تھی البتہ مجھے اس بات کی خوشی
 ضرور تھی کہ مٹی جلدی ممکن ہو سکے ساوری کے ہاتھ
 میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر لیں اور دنیا کے اجنبی
 جزیرے پر مٹیوں کے درمیان ساوری کی شخصیت ہماری لیے
 بے حد کارآمد ثابت ہو سکتی تھی میں خاص طور پر لوگ کے سلسلے
 میں یہ جانتا چاہتا تھا کہ اسے کہاں قید کیا گیا ہے ساوری نے
 مجھے لوگ کے ہاتھ میں جو باتیں بتائی تھیں وہ میرے زیادہ بہت
 کی حاصل تھیں اور دنیا کے جزیرے پر اپنے دلوں کو کھسی آ رہا
 وقت اپنے میں ہی ہموار کرنے کے لیے لوگ کی شخصیت کا حوالہ
 بے حد خوش ثابت ہو سکتا تھا۔
 میں نے سمور بار ساوری سے تنہائی میں ملنے کی کوشش
 کی لیکن مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ وقت تیزی سے اپنی رفت
 طے کرتا رہا سمور کی حالت بھی بہتر ہو گئی، ساتوں دزدہ
 اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا، انھوں نے کیلاش
 نے اس کے قدموں پر حلقہ مارا۔ اور کنگھوں کی آواز
 سمور کے صحت مند ہوجانے پر بے حد سرور نظر آئی تھی لیکن مجھے
 جیسے جن کر رہے تھے میری بے چینی بڑھتی جا رہی تھی کچھ
 اس بات پر بھی حیرت تھی کہ سمور کی غیریت دریافت کرنے کی
 خاطر آنکھوں میں اور دنیا کی بیشتر آبادی آج بھی تھی لیکن
 مکالا اور اس کے منصوبے پر جسے والے نہیں آتے تھے تو اس
 ذمیرہ پر اب بھی ختم ہو گئی۔
 اس روز قلم کے وقت ہم اپنے آدھے جہاز کے عرشے پر
 دھلک کے قریب آدھ کر میوں پر بیٹھے مڑاؤ خوش گوار ہواؤں
 سے لکھتے انداز ہو رہے تھے کہ مکالا اپنے منصوبے پر چڑھنے والوں
 کے ہمراہ آگیا منہا بھی ان کے ہمراہ تھی لیکن نہ جانے کیوں مجھے
 ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔
 میرے گڑبگڑنے کا وہی نے جوابنا بیشتر وقت جہاز کی
 میز پر ہوں گے اس پاس جو کیلاش کی فراموشی آئی تھی میں
 گڑا تھا اچانک بھونچو شروع کر دیا یہ گویا آتے دلوں کے لیے
 ایک قسم کی تہنیت تھی کہ جب تک انھیں ہماری جانب سے

اجازت نہ مل جائے وہ بیڑھوں پر قلم لکھنے سے گریز کریں
 چنانچہ مکالا اور اس کے ساتھی رک گئے میں نے نامی کو آواز
 دی۔ وہ دم ہلاتا خاموشی سے میرے قریب آکر بیٹھ گیا۔
 کیلاش نے مکالا اور اس کے ساتھیوں کو اوپر آنے کی اجازت
 دی تو وہ اپنے نیزے لے لے جنگلیوں جیسے انداز میں بیڑھیاں
 بھلائے آئے۔ مکالا کے چہرے پر حسب سابق اس
 وقت بھی کوشش اور زندگی کے طے طے تاثرات نمایاں تھے
 گفتگو شروع کرنے سے پہلے اس نے بڑی سختی اور نفرت بھری
 نظروں سے میرے نامی کو گھڑا بھونچو کیلاش سے مخاطب ہوا۔
 ”سمندری دیوتا۔ تم تم سے سردار سمور کا حال دریافت
 کرنے آئے ہیں۔“
 ”حق را مڑا بالکل تندرست ہے البتہ ابھی اس کے
 زخم پوری طرح نہیں بھرے۔“
 ”میں اپنا وعدہ تو کیا ہے کہ مکالا کھڑے اور کو سخت
 ہے میں بولا۔ ”تم نے کہا تھا کہ تم سردار کو تندرست سوچ دھلنے
 کے بعد اپنے ساتھ واپس لے جا سکتے ہیں۔“
 ”ابھی تک صرف نو سوچ دھلے ہیں۔ کیلاش نے
 نہایت اطمینان سے جواب دیا۔ ”میرا خیال ہے کہ آگے سات
 دنوں میں سمور کے زخم پوری طرح مندلی ہو جائیں گے اور
 تب تم اسے اپنے ساتھ لے جا سکو گے۔“
 ”تو دیوتا جو تو پھر یقین سے کیوں نہیں بتا سکتے کہ ہمارا
 سردار کب تندرست ہو جائے۔“
 ”مکالا کیلاش کا لہجہ ایک دم ہی سخت اور غل غل
 ہو گیا۔ ”کیا تم دیوتاؤں کو شبیہ کی نظروں سے دیکھنے سے باز
 نہیں آؤ گے؟ کیا میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی
 مناسب سزا دینا ہو گا۔ تاکہ وہ ہمارے لیے اور مرتبہ کو
 پہچان سکیں۔“
 ”میں غلط مت سمجھو۔ منانے جلدی سے درمیان میں
 بولتے ہوئے نرم آواز میں کہا۔ ”مڑا سے دوری نے میں قوی
 طور پر الجھا دیا ہے یہ ہمارے لیے پہلا تجربہ ہے کہ ہم سمور سے
 اتنے دنوں کے لیے دور ہوئے ہیں۔“
 ”دیوتا کو یہی منظور تھا اس لیے میں تمہیں صبر سے کام لینا چاہیے۔“
 ”ہم اپنے مڑا کا جتن صحت بڑی دھوم دھم سے منانا
 چاہتے ہیں اس لیے میں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کب تک
 ہمارے ساتھ تھا۔ اس آدھے جہاز سے واپس اپنے گناہ مکالا
 بولا۔ اس کے بعد مجھے سے مجھے ہر مڑا کی اور مڑا کی
 گڑا رہی تھی۔“

یہ بات بھی دیوتاؤں کی مرضی پر منحصر ہے۔ میں نے سادری سے ملاقات کے بعد کیلاش اور جیک سے ملنے میں تھوڑی بہت شدت برداشت کی تھی۔ چنانچہ اس وقت براہ راست مکالمہ کو ختم کر کے ہوتے ہی آواز میں بولا۔ اگر بات صرف ہماری مرضی کی ہوتی تو ہم تجھے یقینی طور پر سمور کی جہاز سے روانہ کی کا وقت بنا سکتے تھے لیکن تمہارا سزاوارح عوار و دیوتا کے عتاب میں گرفتار تھا اس لیے ہمیں اس کی مرضی کا بھی خیال رکھنا ہو گا۔

تو کیا تم اور دیوتا سے گفتگو کرنے کی طاقت رکھتے ہو؟ مناما نے میں نے غصے سے مناما کو گھورا پھر مکالمہ ایک اہمیتی ہوئی نظر ڈال کر بولا۔ تم کو بڑے بڑے پرندہ بھی رہنما کی حیثیت حاصل ہے۔ مذہبی رہنما جو دیوتاؤں کا نائب ہوتا ہے۔ کیا تم نے مکالمہ کو یہ تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی کہ دیوتاؤں کی قوت لا محدود اور لازوال ہوتی ہے۔ ہم دونوں کا حال بھی جاننے کی طاقت رکھتے ہیں۔

مکالمہ سب کچھ جانتا ہے لیکن یہ بھی جانتا ہے کہ ہمارا اور دیوتاؤں میں سب سے زیادہ عظیم اور بلند ہے۔ مناما کے جانے مکالمہ نے جواب دیا۔ اس کے تصور خطرات کی نظر آ رہی تھی۔ میں نے خود کو مخاطب کیا کیلاش بات بچانے کی خاطر کچھ کنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کے اشارے سے اسے روک دیا پھر مکالمہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سرد آواز میں بولا۔

تم اپنی حد بھلاؤ گئے کی جلدات کر رہے ہو اوقات میں وہ کر بات کرنے کے آداب کی ضرورت نہ گھٹائے میں ہو گئے۔ مکالمہ اس وقت سے نہیں ڈرتا وہ سینہ تان کر دنگ ہو گیا۔ ہمارے کوئی عبادی ہیں اس لیے ہمارے اوپر اور اسے سوا بھی اور کی تعظیم ضروری نہیں۔ تم مکالمہ کو بتاؤ کہ سردار کتنے سوچنے والے ہیں۔ بعد ہمارے ساتھ چلے جائے گا۔ مکالمہ ابر لے خطرات کو بڑا جادو تھا، سادری بچھے اس کی خصلت کے بارے میں آگاہ کر چکی تھی۔ میرے لیے وہ سچویش بڑی نازک تھی اگر مکالمہ اور اس کے زیرہ بردار ضروری چھوڑے اچانک ہمارا اور پورے پورے تو ہماری طرف کوئی دھڑکی دھڑکی رہ جاتی تھی۔ مجھے مکالمہ کے ساتھیوں کے محسوس چہرے نظر نہیں آتے تھے البتہ اونٹنے بونٹے اور رنگ برنگے لٹا ہوں کے اندر سے ان کی جھانکتی ہوئی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ ان آنکھوں میں خون کی آئینہ میں تھی جو ان کے خطرناک ارادوں کی ترجمانی کر رہی تھی۔

میں یہ علم ہے کہ تم سمور کے سلسلے میں غلامے فکرمند ہو۔

لیکن جلد بازی ٹھیک نہیں۔ میں نے کال ہوئی سادری سے مکالمہ ایک اور فریب میں مبتلا کرنے کی خاطر دو معنی انداز اختیار کیا۔ وقت کا اشتراک کر کے سب کچھ مجھے ملے گا۔ ساتھیوں کے حق میں ہو گا۔ تم۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو مجھے وقت کا اشتراک کرنا چاہیے گا۔ مکالمہ نے ہنسنے کا اشارہ کیا۔ ایک سرسری نظر اور اس کے بے ہوشی میں تاکت پر ڈالی اس کے بعد وہ زیادہ دیر نہیں رکا۔ سمور سے ملاقات کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس چلا گیا۔

میں اپنی کامیابی پر بے حد خوش تھا لیکن جیک نے مجھے پھاڑے اسی لحاظ سے دیکھ رہا تھا۔ میرے میں دنیا کا آٹھواں مجبور رہا ہوں۔ کیلاش کی نظر میں میرے چہرے پر مرکز تھیں۔ جہاں میرا خیال تھا کہ تم کیلاش کے مقابلے میں زیادہ سیدھے ملے اور نیک واقع ہوئے لیکن آج مجھے اپنے خیال کی تردید کا تجربہ ہی ہے۔ مکالمہ کے جانے کے بعد جیک نے کہا۔ تم اس سے زیادہ خطرناک ثابت ہو رہے ہو۔ تم نے کیسے اندازہ لگایا؟

مکالمہ دی باتوں سے۔ جس وقت تم دہندہ صفت مکالمہ سے ہم کلام تھے میں تھا جسے کہ تاثرات کو بغور دیکھ رہا تھا۔ مجھے یہ محسوس ہوا تھا جیسے تم حقیقت میں کوئی دیوتا ہو جو غیبی حالات بھی جانتا ہے۔ برا مشورہ مانو، ہم خود

بڑے سے بڑے جات پہلے ہی اداکاری کا شہ اختیار کر لینا چاہئے کامیاب ہو گئے۔ میں کو شش کروں گا کہ جمال تمہاری اس آخری وصیت پر ضرور عمل کرے۔ کیلاش نے سجدہ کی سے کہا۔ آخری وصیت سے تمہاری کیا مراد ہے؟ جیک نے چوہرک کر بڑی محبت سے پوچھا۔

مجھے افسوس ہے کہ تم اپنے انجام سے اتنے بے خبر ہو۔ کیلاش ایک مڑا ہوا بھر کر بولا۔ میرے بڑے دوست کی تم اس سفر نامے کو بھول رہے ہو۔ میں اس ایک ایسے بڑے سے کا ذکر کر رہا ہوں جہاں جیگی لوں پادریوں کا گوشت اپنے لیے رستے بڑی آسانی سے کھاتے ہیں۔

تم نے اپنے خیال میں کوئی اچھا مذاق کیا ہے مگر میں اس مذاق پر بھی مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ تم ان لوں طرح کے جھوٹے ہو۔ جیک نے مکالمہ کو کوئی جواب دینا چاہتا تھا لیکن سادری اور سمور کے آبلے سے اس کی حسرت دل کے اندر ہی گھٹ

دلت کے کھانے پر سادری کے علاوہ سمور بھی پہلی بار شریک تھا۔ ہمارے دوستان اور دنیا جزیس کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ سمور میں پہلے قبیلے اوداس کی جبب غریب دھرم کے بارے میں بتا رہا تھا، جیک جو کیلاش کی شرارت کی وجہ سے سمور اور جزیس کے مشترک لوگوں کے دوستان جو تھوڑے نام سے مشہور ہو گیا تھا خلافت وقوع کے بعد خاموش خاموش تھا لیکن جب سمور نے بتایا کہ اس کے سبھی صحت پر اور دنیا کی جادو لوگوں کو اور دیوتا کے قدموں میں جھینٹ چڑھا دیا جائے گا تو وہ جھٹ بڑھ کر سمور کو گھور کر بولا۔ تمہیں پہلے قبیلے کی سادری کے ذرائع انجام دیتے ہوئے کتنے سال ہو گئے؟

اس مناسبت سے کم از کم ایک دہائی عورتوں کو دیوتا کی خوشنودی کی خاطر قربان کرنا چاہیے۔ جیک نے مجھے میں بہت زیادہ نفرت تھی۔ سبھی تمہارا یہ بڑی دھرم کا مذاق اڑا رہے ہو۔ سمور نے ہنسنے کا اشارہ کیا۔ اداکاری اور کی خوشنودی کی بات ہو تو پورا قبیلہ اس کے قدموں پر قربان ہو سکتا ہے لیکن کسی مولائے کشتن صحت کے متعلق پر ہمارے ہاں صرف جادو لوگوں کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔ یہ دھرم برسوں سے چل رہا ہے۔

تم میرے مقصد میں سمجھ سکے۔ جیک نے بات بچانے کی خاطر کہا۔ اگر جادو میں تمہاری تہ دستی کے بدلے کے طور پر اور دیوتا کے قدموں پر قربان کی جا سکتی ہیں تو جادو جادو میں ہوتا اور ہواؤں کے دیوتاؤں کے نام پر بھی جادو چڑھا دیا جائے گا۔ جاسکتی ہیں کیا تم ان دونوں دیوتاؤں کے نام پر کچھ قربان نہیں کرو گے؟

جیک کا اشارہ میری اداکاری کی طرف تھا کیلاش نے سیدھا کہ میری صحت دیکھی پھر جیک کو سزاؤں سے کہنے لگے۔ بولا۔ "جھوٹو، تمہیں دھرموں کی اندوئی دھرم و دھرم کے معاملات میں میں ہونا چاہیے تھا۔ دھرم و دھرم و دھرم کی خدمت کرنا ہے اس لیے صحت اپنے کا سہ سے کام نہ لکھ کر۔"

ہم اور دھرم کے لوگ سمندر اور ہواؤں کے دیوتاؤں کے شکر گزار ہیں۔ جھوٹوں نے ہمارے سزاؤں کوئی زندگی بخشی ہے۔ سادری نے پہلی بار گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے جیک کو مخاطب کیا۔ تم دیوتاؤں کے دھرم کو اس لیے ہم تمہارا بھی احترام کرتے ہیں۔

۱۔ میرا نہیں۔ اس مروج کی دم کا احترام کرو جو تمہارے
مروج کے چوکھڑے کے اندر تو کیلا کے نقش و نگار تلاش کرنے میں
اپنا وقت ضائع کر رہا ہے۔ جب تک اس بارادو میں جواب یا
اس لیے سمورا اس کی بات کا مفہوم نہ سمجھ سکا۔
۲۔ یہ تمہارا جھوٹا کیلا ہے۔ یہ سادری نے بڑی معصوم
سے کیلا تلاش سے سوال کیا۔
۳۔ یہ مردار کو اس کا وعدہ یاد دلانے کی بات کر رہا ہے۔
کیلا تلاش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ سمورائے کہا تھا کہ اگر
اسے رسولی کے حسابات بغاوت مل گئی تو نہ صرف یہ کہ ہماری پوجا
کی جائے گی بلکہ ہماری خدمت میں حسین لوگوں کا ہزارہ بھی
پیش کیا جائے گا۔
۴۔ سمورا کو اپنا وعدہ یاد ہے، مٹانے مجھے بتایا ہے کہ
وہ حسب وعدہ ہرگز ایک خوب صورت اور پرسکون گوتے
میں تھا کہ وقتی قیام کے لیے ایک محفوظ رہائش گاہ کا نہایت
معقول بندہ بہت بھی کر چکا ہے۔ سمورائے ہمیں یقین دلانے
کی کوشش کی۔ جوش صحت کے بعد ہم تمہاری خدمت میں تھے
مزدور پیش کر کے اودھو نا کی طرح تمہاری پوجا بھی میرے
اوپر فرضی ہوئی۔
۵۔ بھونچو کہ پوجا پاٹ سے کوئی غرض نہیں۔ کیلا تلاش نے
سچیہ اصولوں میں دارمک سے نہ کرنا۔ تیس
ایک خوب صورت حسین اور تندہ رست رو کی درکار ہے جو تمام
عمر اس کی خدمت کو رہے۔
۶۔ ہم جھونپو کی اس خواہش کا بھی نہایت مناسب و بہت
کریں گے۔ سادری نے نہایت لادگی سے کہا۔
۷۔ جہنم میں گیا جھونپو۔ جب تک ایک سختیت سے اکٹھے
گیا۔ مٹا جھونپو کی بار بار کی تکرار نے اس کا پارہ پڑھا دیا
تھا۔ اچھے فیصلی نظروں سے گھونٹے ہوئے بولا۔ حال۔ تم اس
مروج کے پچھلے کو بھاننے کی کوشش کرو۔ مجھے اس قسم کے
غفراؤ پھر مذاق مطلق پسند نہیں ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے
میں اہمیت سمجھتا ہوں خوب صورت حسین اور تندہ رست رو کی
پر۔ چہرہ تیزی سے اٹھی اور سادری کو گھونٹا ہوا اور
منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہے۔ کیسین کی طرف چلا گیا۔
سادری اور سمورائے بیک وقت کیلاش کو خواہت
طلب نظروں سے دیکھا۔

”وہ خوش نصیب رو کی تم ہو“
 ”نہیں۔ یہ ناممکن بنے کبھی نہیں ہو سکتا۔ سمورا کے پو
 اچانک تھکے ہو گئے۔ ٹھکے سے ہنٹ چلتے ہوئے گولہ بھینٹ
 سمورا کے اصول کے خلاف ہے لیکن بھلائے فہم کو کسی اور
 رو کی کاجناؤ کرنا پڑے گا۔ سادوسی کوئی ناپتی بیٹی بنایا ہے
 اس لیے یہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔
 ”تم پریشان مت ہو۔ میں نے سمورا کو ٹھکانے کرنے کی
 کوشش کی۔ میں فہم کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں گا۔“
 ”لیکن اگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا تو۔ تو کیا ہوگا؟ کیا لاش
 نے سمورا کے چہرے کے تاثرات کو پڑھتے ہوئے سجدے سے پوچھا۔
 ”میری زندگی بھلائے فہم و کرم ہے۔ تم فہم تو توں کے
 مالک ہو۔ مجھے واپس موت کے اندھے کنویں میں گرا سکتے ہو
 میں اُف تک نہیں کروں گا۔ مگر میری زندگی میں کوئی میری
 بیٹی پر اپنا تسلط نہیں جاسکتا۔ سمورا کے تیرے بدستور دیکھے تھے۔
 ”سوچ لو۔ تم اپنے وعدے سے پیچھے ہٹ رہے ہو۔“
 ”ہاں۔ اولاً یہی وعدہ خلائی کے عوض میں اپنی زلف
 بھلائے فہم کے لئے کر رہا ہوں۔“
 ”کیا سادوسی تمہیں اتنی ہی عزیز ہے؟ کیا لاش نے
 سیاہ آواز میں دریافت کیا۔
 ”میں سادوسی کی خاطر اپنی زندگی بھی بھینٹ کر سکتا
 ہوں۔“ سمورا نے پوسے یسین سے بڑبڑایا۔
 ”سمورا! کیا لاش نے اپنا بیہوش فہم قائم رکھتے ہوئے دنگ
 لیچے میں کہا۔ ”میرے حقہ کو تم وعدے سے انحراف کر کے خود کو بے وقوف
 کی نظر میں بہترین مزاؤں کا مستحق ٹھہرا رہے ہو لیکن ہم کوشش
 کر رہے کہ بھونپو کی توجہ سادوسی کے بجائے کسی اور رو کی
 جانب مبذول کروں۔“
 ”سمورا! تم بھلا یہ افسانہ بھی مرتے دم تک یاد رکھے گا۔“
 ”تمہیں اس وقت آرام کی ضرورت ہے۔ خون کا دباؤ
 بڑھ جانے کی صورت میں تمہیں نقصان بھی ہو سکتا ہے لیکن
 جانتے سے پیشتر ایک بات کان کھول کر سنی لو۔ سناؤ۔ ”کئی ہم
 دیوتاؤں کے سامنے نظر اچھا اور آواز بہتر کر کے احتجاجی
 کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ تمہارا ہم تمہاری توقعات سے
 کہیں زیادہ بھیاں بک ہوگا۔“
 ”میں یاد رکھوں گا۔“ سمورا بھلائے فہم سے بے میں ہلا پھر

وہ ناولوں والی فرضی حقیقت اس کی نگاہوں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی تھی اگر وہ سمجھتا کہ ہمارے ہاں میں آگاہ کردہ حقیقت تو اور فینٹا کی زمین اور دہان کا آسمان ہمارے لیے زندگی کی تمام راہیں مسدود کر دیتا۔ ساوری کی تکلیف یہ نہیں تھی اس کی مصیبت اپنے دوستوں سے پوشیدہ رکھی جتنی سچو جیکب کی ایک ذرا سی طاقت نے حالت کو ہمارے حق میں بے حد مخدوش کر دیا تھا۔

سمجھنا ساوری کی خاطر اپنی زندگی قربان کر دینے پر آمادہ تھا جواب میں اگر ساوری کے ہونٹوں کی مہر بھی ٹوٹ جاتی تو ہمارا کیا انجام ہوتا۔

”میں خیال میں تم جو محفل

یوں ہی - جبیک کہ حقائق کے بارے میں غور کرنا ہو۔
 "میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔
 "کیا پتہ میں نے جلدی سے پوچھا۔
 "سمورا اور اس کے ساتھیوں پر اب کسی حالت میں
 بھی اہتمام نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص سزا ہو کر پتہ وعدہ
 چھڑ سکتا ہے وہ اپنا مطلب بھی جانے کے بعد میں موت کے
 گھاٹ بھی اتار سکتا ہے۔

۵۰- وہ یقیناً میری روح میری درخشاں حق شہنائی کا ہلکا آسمانی رنگ والا لباس آج بھی اسی کے اذغواں وجود پر سرسرا رہا تھا میری آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں صوب صورت ہر مومن پر ہم سے زیادہ بظاہر وہ ہنس رہا ہے حیرت آری حق اور قرب اور قرب۔ پھر مجھ پر غصے کی کیفیت خلائی ہونے لگی وہ سیکسلس قد و قرب حق کو میں اس کی مانسوں کی پیش اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا اس کی زلفیں اس کے کندہ میسے کوئی شریہ پر ہانگوں کی لہراہی تھیں بل کھاری تھیں۔

”وہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم مکالا اور اس کے ساتھیوں کو یہ جواب دیں گے پھر میں نے جلدی سے کہا ”میرا مطلب کر دہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز اور صبر کروں گے پھر ہمارے دوست کے مطابق سمورا کی واپسی کا مطالبہ نیز کریں گے۔“

”میں ایک تیرے دوست کا ذکر کے ان وحشی اور جابل گوں پر اپنی طاقت کا ستھرتا تھا نا چاہتا ہوں ”کیلاش“ بولا۔

ایک طرف سمورا کو انا زہ ہو جائے گا کہ اس نے دیوتاؤں سے

ایک مدت بعد مجھے اپنی زندگی کا قریب نصیب ہوا تو میں نے اٹھ کر اس کا تباہی نشان استقبال کرنے کی کوشش کی مگر اس نے مجھے روک دیا پھر اس کی مترنم آواز میرے کانوں میں دس گھولنے لگی۔

”جمال۔ مجھے یقین تھا۔ تم میری خواہش کی تکمیل ضرور کرو گے۔“

”دوستان میری زندگی میں اتنا احکام کیسے نال سکتا تھا لیکن ”محمد“ کے بدترین اور ہولناک طوفانوں نے بحری کتاب

کون سا وعدہ خلافی کر کے چھانیس کیا اور دوسری طرف مکا
 اس کے ساتھیوں کو بھی ساواری کے ذریعے اپنی لازوال اور
 خود بخود کا نقصان دلا جا سکتا ہے۔

”میری منزل تو تم ہو۔ تم کہاں جوتہ میں نے بڑے منتظراب کا نام لیا۔“

”تمہوں کا طویل سفر تمام ہوا اب خالصے بہت مختصر ہو گئے ہیں۔ اس کے کلائی ہونٹوں پر ستر میں ابھرا آئیں۔ ہم بہت جلد ایک دوسرے ملنے والے ہیں۔ میں نے تم سے یہی کہا تھا۔“

”کیا تمہارا قیام کہیں اور فینا کے جزیرے پر ہے؟ میں نے بے چینی سے دریافت کیا۔“

”تھوڑا انتظار کرو میری خاطر، پھر تم سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔“

”میرا کھٹے لگتا ہے میری زندگی۔ میں نے شکایت کی۔“

”تمہارے بغیر زندگی کا تصور بھی میرے لیے بے حلاوتیت تک ہے۔ میرے دشمنوں نے عرصہ نبیات سے کہہ کر اوپر تک کو لکھا ہے۔“

”میں نہیں کیا کیا بناؤں۔“

”رومیں وقت اور قیاموں کی قید سے آزاد ہوتی ہیں۔ وہ ایک انت طول ہو گئی۔ تم پر کیا کچھ جیتی ہے میں سب جانتی ہوں لیکن تم نہیں جانتے کہ تمہارے انتظار میں میری بے چین روح بیکرب تک تمہوں نے کسی کسی شہید اور اپنی ضروریں لگا دی ہیں۔“

”درختاں! میں تڑپ اٹھی۔“

”ہاں جمال! جب تم مجھے لو گے تو تمہیں تفصیل سے بتاؤں گی کہ موت اور زندگی کے درمیانی راستے کتنے مشکل اور ویران ہوتے ہیں اور۔۔۔۔۔“

پھر وہ کچھ کہنے کہنے خاموش ہو گئی، اس نے پلٹ کر عقب کی جانب دیکھا، اس کے چہرے پر خوف کے بدل منہ لگنے لگے۔

میں نے اس کے خوف کا سبب دریافت کرنا چاہا لیکن وہ جیسے پرچھائی میں تھی، پاک بھٹکتے میں میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

اسی لمحے کھٹ کھٹ کی آواز میں سے کانوں سے محروانی تو میں جڑا کر جیگا اٹھا۔

میں شاید خواب کی کیفیتوں سے دوچار تھا، میں نے نظر گھمرائی کہ دیکھا جو حسب دستور اپنے مخصوص انداز میں ناٹوں

ایک پراسرار اور ایڈونچر ناول

تاریک وادی

ایم اے راحت

تاریک وادی سرزمین افریقہ اور زمین کے

دوسرے پراسرار گوشوں کی داستان ہے۔

دنیا کے دوسرے پراسرار گوشے ہالی کے

دامن میں بکھری ہوئی لامٹوں کی پراسرار داستان

جہاں توہمات، حادوں اور دلوں، دونوں کی کہانیاں

بکھری ہوئی ہیں۔

دو جلدوں میں مکمل

قیمت: حصہ اول - 150/-

حصہ دوم - 150/-

ناشر: مکتبہ القریش اردو بازار - لاہور

پستقداور بھرے بھرے خدا خدایا کی ماکہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے جسم پر پستی اور پستی کوٹ کوٹ کر بھری تھی خالص

طوریہ اس کی آنکھوں کی چمک قابل دیدنی یوں لگتا تھا جیسے کسی برقی نظام نے اس کے ساتھ جسم پر آنکھوں کے حلقوں کے

درمیان اویلب روشن کر دیے ہوں ابھی میں اس کا تفصیلی جائزہ لینے میں منہمک تھا کہ وہ دروازہ بند کر کے تیزی سے مری

جانب پلٹی، میرے ساتھ میں اسپتال دیکھ کر ایک لمحے کو ششہر ہوئی پھر اس نے اپنا سہارا ہاتھ میری طاقت بڑی کر کے کھینچ لیا

وہی اس کی گیارہ بھیلی بریکو کی سطح جیتی کوئی مختصر سی شہ نظر آ رہی تھی، قبل اس کے کہ میں کچھ دریافت کرنا وہ تھوڑے

مگر مدھم آوازیں بولی۔

”اے صلیبی سے اٹھاؤ اور صلیب کے نیچے آنا لو۔“

”یہ سہ کیلئے ہے میں نے اس کے پروانے کو مشکوک نظروں سے محسوس کرتے ہوئے مڑے ہوئے یوں دیکھا جیسے سبز

کالچ اس کے سینے کی سمت تھا، دیکھ کر برا بھلا کا ایک ہلکا سا دھاوا اس کی ساری پھرتی اور تیزی کو ایک بل میں دھواں کر سکتا تھا۔

”اے مقامی زبان میں تو لگا کہ میں تم سے تیرا بگڑ ہوئی بھی کہہ سکتے ہو۔ اس نے مجھ کی طرف سے بے جا دھمکانے کی

کوشش کی۔ اے کھیلنے کے بعد قاتل سے قاتل زہری تھا بال بکا نہیں کر سکتا، کسی زمانے میں یوں فانی طبیب اس کا

”اے صلیبی سے اٹھاؤ اور صلیب کے نیچے آنا لو۔“

”اؤ زہم اسے مجھے کھانا چاہتی ہو۔ میں نے اسے خطرناک نظروں سے گھورا۔“

”جلدی کرو۔ ورنہ بلوایپ (Blowpipe) کے ذریعے پھینکی گئی زہریلی سونیاں تمہارے وجود کو پک بھجکتے ہیں نیست و نابود کر سکتی ہیں۔“

”بہت خوب۔“ میں نے زہر خند سے کہا۔ مکالمے میں میری موت کے لمحے عقب کر کے فینا اپنی ذہانت کا ثبوت

دیا ہے لیکن اس وقت تم میرے مددگار ہو رہے ہو۔ یہ میری طرح اپنے آسمان کا مقصد بتاؤ ورنہ مجھے متقاری جوان موت پر کوئی افسوس نہ ہو گا۔“

”شاید کالا کے ساتھی ابھی کین کا ہول سے بھل کر تم سے تعجب میں ہیں۔“ میں نے ان کے ناپاک قدم کی آہستہ سی رہی

بولی۔ اس نے مجھے ہرے کا پھراپاک فرش پر لیٹ کر گڑھا کے تختوں سے کان لگا کر کچھ سننے لگی۔ اپنا بروہ بے حد غور نظر

آبی تھی لیکن میرا خیال تھی کہ وہ کچھ چھوڑ کر آواز ہونے کی خاطر رہا

پر مڑ کر کہیں کے مشرقی کونے میں محو غروب تھا، میری دھمکی ہوئی گھڑی رات کے ڈیرھ کا اعلان کر رہی تھی میں نے بے

یہ بھلائی جو مجھ کو کونے کی خاطر طویل جاری کی تھی وہ بارہ بستر پر دراز ہونے کے ارادے سے قلب بھٹکا تھا کھٹ کھٹ

کی آواز دوبارہ میری قوت سماعت سے محروانی اور میں چونک کر سیدھا ہو گیا۔ وہ آواز خواب نہیں حقیقت تھی کوئی میرے

کیس کے دروازے پر زلزلے دے رہا تھا۔

میرے ذہن میں ساواری کا خیال ابھرنا ہی وہ مجھے اپنی اصلیت کے بدلے میں بڑی عجب چیز ہونے سے خبردار کرنا

چاہتی تھی میں نے ہر حال خطر کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا تھیں کے نیچے سے اسپتال نکال کر اس پر اپنی گرفت جمائی اور

چونک کے بل پلٹا ہوا دروازے کے قریب آگیا، باہر موت کا بھیاںک سناٹا طاری تھا، میں نے جلد بازی سے گریز کیا دروازے

سے کان لگائے باہر کی کنگ لٹارہ لیکن جب تھوڑے وقفے کے بعد میری بار کھٹ کھٹ کی آوازیں میرے کان کے

پر سے پرا بھری تو میں پوری طرح بے بس ہو گیا۔

”کون ہے؟ میں نے آہستہ سے دستک دینے والے کو آواز دے کر مخاطب کیا۔“

”دروازہ کھولو جلدی۔“ باہر سے ایک گھبراہٹ ہوئی سنواری آواز سنائی دی۔ وہ ساواری نہیں تھی البتہ بولنے والی نے

انگریزی ہی میں میرے سوال کا جواب دیا تھا۔ ”اے صلیبی سے اٹھاؤ اور صلیب کے نیچے آنا لو۔“

”اے صلیبی سے اٹھاؤ اور صلیب کے نیچے آنا لو۔“

”اے صلیبی سے اٹھاؤ اور صلیب کے نیچے آنا لو۔“

ایک لمبے کو میرے ذہن میں یہ خیال بڑی سرعت سے ابھرا کہ شاید وہ دروازوں کا وہ کچھ کسی قوی خطرے کی

صورت میں مدد پہنچا کر سیک بچھڑ جائے کیوں میں نے اپنا ارادہ منک کر دیا، آہستہ سے اٹھا ہاتھ بڑھا کر دروازے کی پھینکی

کھولی پھر حیرت انگیز پھرتی سے اچھل کر ایک سمت ہو گیا سبوا کہ سامنے سے کیا جانے والا پہلا ہی وار میری زندگی کا

پراجے ٹک کر دیا۔

دروازہ کھلتے ہی وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی پھر اس نے برقی رفتار سے کیس کو دروازے پر لٹ کر دیا میں نے اسے دیکھا صورت و شکل کے اعتبار سے وہ مقامی ہی لگتا ہی تھی

تلاش کر رہی ہے میں نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر خود کو سس کی
 دھج سے دور کر لیا، ہینٹل پر میری گرفت اور مضبوطی برکٹی پھرنے
 نے اسے لٹکاتے ہوئے کیا۔
 پھر تیری ناگن سبائیاں، ہانکے ختم کروا میں بخاری اہلیت
 اور اتنی رات گئے اپنے کہیں میں آئے کا مقصد بیان چکا ہوں۔
 وہ یہ ستور اے منٹ ہم زین پر اونچی لیٹی رہی پھر
 اٹھ کر کھڑی ہو گئی، ہتھیلی پر رکھی ہوئی بوئی ہے اس نے ٹونکا
 کا کام دیا تھا ایک بار پھر میری طرف بڑھتے ہوئے بولا۔
 "میتھی جلدی صحن ہوا سے ملنے سے پیچھے آنا اور اسے
 ساتھ اس آٹھ جہاز سے پیچھے چلو ہمارے لیے مناسب ہو گا کہ
 اپنے دشمنوں کو جہاز پر آنے سے پہلے ہی موت کی ابدی نیند سلا
 دیں تاکہ تم پر اور کتنے سے ساتھیوں پر کوئی الزام نہ آ سکے اس
 بالاس پر ایلرڈو کی کاہرہ کمانہ تھا، میں نے پلٹ کر کوئی
 سخت جواب دینا چاہا لیکن اس کے آنکھوں کی چمک یک لخت
 تیز ہو گئی، وہ بلیں بھپکانے بغیر میری آنکھوں میں بھاگتی
 رہی۔ مجھے یہ محسوس ہوا، جیسے میری تمام قوت بداعت جواب
 دے گئی ہو میں پوری طرح اس کی نگاہوں کے سحر میں ڈوبنا
 چلا گیا۔
 شاید وہ ملے خیر میں مابہر تھی میں نے اپنی آنکھوں کو
 اس کی آنکھوں کی تپش سے بچا نا چاہا مگر بچا نہ سکا، ان
 آنکھوں میں بلا کی کشش تھی میں تیز ہو گیا پھر کسی دقت مند
 حالت میں اس کے متنبہ ہو کر بھاگنے لگا۔
 حلق کے نیچے آدرا لیا، ٹونکا کی تیزی میرے وجود میں پھٹکے ہوئے
 سیسے کی مانند ترقی ملی گئی مجھے اپنا دماغ جھکا تا محسوس ہوا۔
 میرے سونے پھٹنے کی قوت جیسے سلب کر لی گئی تھی پھر لو کی
 پکوں کو متنبہ ہوئی، اس کے گداز ہونے سے متحرک ہوئے، مجھے
 گھومتے ہوئے بولی۔
 "تم نے جینی کی بات مان کر خود کو نادریدہ خطر اسے بڑی
 حد تک محفوظ کر لیا ہے۔
 "میں اتنا غصے سے گروہ سے ہے۔ تم میری خاطر مکا لاک
 دشمنی کیوں مول لے رہی ہو؟ میں نے جینی کے سحر سے آزاد
 ہوتے ہوئے پوچھا۔
 "یہ وقت تخصیصی باتوں کا نہیں۔ میرے ساتھ آؤ ابھی
 میں اپنے دشمنوں کو ٹھکانے لگانا ہے۔ ڈیڑھ بجے رات کو
 تیار کی میں ایک اجنبی لو کی کے ساتھ جہان سے پیچھے قدم رکھنا
 ہر جہت کہ قتل مندی کے منافی تھا لیکن میں اس وقت بھی
 کسی شبہی قوت کے زیر اثر تھی جو مجھے جینی کے مشولے پر پٹل

کر نے پر مجبور کر دی تھی۔
 "کیس کا دروازے کو آہستہ سے کھول کر ہم باہر آ گئے
 کھڑے ہوئے پر اور دینا کا طویل القامت اور بے سبک بہت
 اس وقت کچھ زیادہ ہی بڑا لڑا ہوا ہوں، ناگ نظر آدھا تھا، جڑ سے
 پر ہر بہت تیزی پھیلی ہوئی تھی اس سے ٹکراتے والی ہوجاتی
 کا شور اس تیزی کی کو طوفانک صوتی اثرات سے ملتا تھا۔
 جینی کا وجود بھی اس وقت میرے لیے کسی خطرناک پھیلاؤ
 سے کم نہیں تھا، وہ تیری کے باوجود نہایت پھرتی اور تیزی
 کا مظاہرہ کر رہی تھی سیرٹھاں اترنے کے بعد ہم نے ملوثیت
 پر قدم رکھی تو مجھے پھر بری آگئیں۔
 "کیا تمہیں یقین ہے کہ اس وقت....."
 "کوئی آواز منت نکالو۔ جب چاہا میرے ساتھ ہم بڑھتے
 رہے۔ جینی نے سرگوشی کی پھر مجھے یقین پتی ہوئی جہاز کے بائیں
 جانب ایک ایسے مقام پر لے آئی جہاں ریت کا اچھا خاصہ
 ذخیرہ جمع ہو گیا تھا، ہم اس محفوظ مقام پر بیٹھ کر جہاز پر چڑھنے
 اترنے والوں کو مافی دیکھ سکتے تھے۔
 "سنو۔ جینی نے ریت کے ٹیلے سے ایک گلابتے ہوئے بٹے
 نہایت مدھم آواز میں مخاطب کیا: "کیا تم نے کبھی بلو پائپ
 کے ذریعے موبیوں کا استعمال کیا ہے؟
 "نہیں میں تو یہاں تک پہنچنے پہنچے ہوئے بولا۔
 "پھر تم خاموش بیٹھ کر میری طرف پوری توجہ دیکھتے
 رہنا۔ تمہارا کام ہے کہ یہ سیکر ہو جاؤ، وہ تیسرے وہ جہاز
 اعتماد سے بولی۔
 "دشمنوں کو ٹھکانے لگانے کے بعد تمہارا کیا انجام ہو گا؟
 کیا وہ تم پر شہر نہیں کریں گے؟"
 "جینی ان سچے لیے مریچی ہے اس لیے ریشش....."
 میری بات کا جواب دیتے دیتے اپنا کھانک اس نے مجھے خاموش
 رہنے کی تاکید کی پھر ریت میں اور زیادہ دیک کر بیٹھ گئی اس
 کی توجہ ہستی سے جہاز کی سمت آئے والے راستے پر مرکوز تھی۔
 میں بھی اس کی تقلید میں آنکھیں میاٹنے لگا، کچھ دیر تک مجھے
 کوئی خاص بات نظر نہیں آئی لیکن اس کے بعد وہ میں انسانی
 سانس لے بھی دکھائی دینے لگے جو آہستہ آہستہ اٹھاتے ہوئے
 جہاز کی جانب تیزی سے بڑھ رہے تھے، میں ان کی ٹیلیں دیکھنے
 سے قاصر تھا مگر انما ضرورت پھر سکتا تھا کہ اتنی رات گئے وہ ہمارا
 لیے کوئی تیرسکا کی کا بیٹھ لے کر تیں آہستہ تھے ان کے ارادے
 یقیناً خطرناک تھے لیکن۔
 جینی کون تھی؟

اسے مکا لاک اور اس کے ساتھیوں کے خطرناک ارادوں کا
 علم کس طرح ہو گیا؟
 "میتھی وہ میں جینی سے متعلق متعدد خیالات جنم لے
 رہے تھے۔ میں نے پلٹ کر اس کی سمت دیکھی تو چونکہ بغیر نہ
 سکا اپنے ہونٹوں کے درمیان اس نے ایک ظلمت سیا پائپ دبا
 رکھا تھا اس کی صفائی آنکھیں پوری عتاب کی جانب بڑھتے
 ہوئے دشمنوں پر مرکوز تھیں غالباً وہ بلو پائپ تھا جسے اس نے
 اپنے کپڑوں میں کبھی چھپا رکھا تھا۔
 اس کی کیفیت اس وقت کسی ایسے خطرناک جیسے جینی
 تھی جو پلٹے شکالے کے لیے کھات لگاتے بیٹھا ہو، میں نے جینی
 کوئی طب کا نام مناسب نہیں سمجھا، ان میں متحرک سالیوں کو دیکھنے
 لگا جو ہر جہاز کی سیر جیوں سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے
 اور پھر۔ اچانک ان میں سے ایک ملنا ہوا زمین بوس ہو گیا
 دوسرا کا انعام بھی وہی ہوا، جیسے پلٹ کر کھانکے کی کوشش
 کی لیکن میں نے جینی کی تیسری جھونک کی آواز سنی اور اس کے
 ساتھ ہی وہ آخری دشمن بھی کراہتا ہوا ڈھیر ہو گیا، سب دشمن
 منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی ختم ہو گئے تھے۔
 "میتھی جہاں میں تمہاری ایک سرورہ ڈھونڈ لیکن جینی نے
 مطمئن نظر آ رہی تھی، بلو پائپ اونچی ہوئی سوئوں کو کپڑے میں
 پیسٹ کر میری طرف بڑھتے ہوئے بولی۔
 "اسے سنبھال کر احتیاط سے اپنے پاس رکھنا، وحشی اور
 جنگلیوں کے خلاف بلو لورڈ اور ہینٹل کے مقابلے میں یہ جہاز
 لڑنا بہت کمزور ہے۔"
 "کیا مکا لاک اپنے دشمنوں کی اطلاع نہیں ہو گی؟
 "ہوگی۔ لیکن اس وقت جب وہ صبح بیدار ہو کر اپنی
 کامیابی کا انجام دیکھنے کے لیے تھادی طرف آئے گا۔"
 "گوراب ہمارے اور مکا لاک کے درمیان باقاعدہ ملنے ملے گی
 "ضروری نہیں ہے۔ جینی نے بے پردائی سے جواب دیا
 "پھر مکا لاک کوئی تم کو کمزور اور بولوں کے دیوتا ہوا اور اسی
 حیثیت میں مکا لاک اپنی لا محدود قوتوں کا یقین دلا کر تھوڑے
 ہی کر سکتے ہو۔
 "میتھی لیے اب کیا حکم ہے؟
 "اپنے کہیں میں جا کر آرام سے جہاز سونچ نکلتے سے چیز
 تم اور جینی کے ساتھی باطل محفوظ رہیں گے۔
 "جینی۔ میں نے کچھ توقف کے بعد اپنی زبان میں کہا۔
 "تم نے ٹونکا والی بوئی کے بارے میں جرات کی ہے وہ سچ ہے؟
 جواب میں پوچھ ہوا وہ میری توجہات کے خلاف ہی تھا

جینی نے بلو پائپ نکال کر اس میں ایک ذہن بری سوئی رکھی
 پھر اسے ہونٹوں کے درمیان ڈبایا، میرا خیال تھا وہ مجھے اس
 کے استعمال کا طریقہ سکھا رہی ہے لیکن دوسری لمحے میری
 آنکھوں کے نیچے اندھیرا پھیل گیا، جینی کے منہ سے جی بختے
 والی جھونک کے ساتھ ہی مجھے کوئی بار دیک سی شعلے بائیں
 بازو میں اترتی محسوس ہوئی، ایک لمبو کچے ایسا لگا جیسے میرے
 تن میں اس آگ لگ گئی ہر دوسرے لمحے مجھے اپنے حلق میں
 کانٹے پڑتے محسوس ہوئے اور تیسرے ہی لمحے میں اپنا نازن کھو
 بیٹھا۔ آخری بات جو میرے ذہن سے ڈوبنے ڈوبنے میں محفوظ رہی وہ
 چھوڑ کر دیت کے ٹیلے پر گرنا تھی۔
 اس کے بعد جہازوں طرف گھپ اندھیرا طاری ہو گیا۔
 *
 صبح میری آنکھ کھلی تو میں اپنے کہیں میں بستر پر موجود
 تھا۔ گزشتہ رات کی ہر سار باتیں میرے ذہن میں ابھری تو
 بوکھلا کر بستر سے اٹھ گیا، ٹامی کو دروازے کے قریب مٹا دیکھ
 کہ مجھے اطمینان ہوا کہ کہیں کا دروازہ بدستور بند ہے، ٹامی کا
 دوزخہ کا معمول تھا کہ صبح اٹھتے ہی وہ دروازے کے اطراف
 پھرنا دیکھتا اور جب تک میں دروازہ نہ کھول دوں وہ اس کے
 قریب سے نہیں ہٹتا تھا۔
 ٹامی کی ضروریات کا خیال کر کے میں دروازہ کھولنے کے
 ارادے سے اٹھ کر بھاگتا تو میرے ذہن کو پھر دھچکا کڑاٹ آخری
 بار میں دیت کے ٹیلے پر تیار کر گزرتا تھا، جینی نے بلو پائپ سے جو
 ذہن بری سوئی تیسری وہ تیسرے دروازے میں ڈالی اور پھر
 بے اختیار میری نظر میں اپنے بائیں بازو پر پڑی تو میں پھل پڑا۔
 ٹھیک اسی جگہ جہاں رات جینی نے مجھے بلو پائپ کا
 شکار کرنے کی کوشش کی تھی سوئی گھٹنے کا ایک چھوٹا سا سرنج
 مگر بے حد واضح نشان موجود تھا۔ گوراب میں سے خواب بکھڑا تھا
 وہ حقیقت تھی میں جلدی سے پلٹ کر اپنے بستر کے قریب گیا
 "کیا ابھی کو دیکھا تو دل کی دھڑکنیں اور تیز مرگئیں ہینٹل کے
 ساتھ ہی مختصر قبیلے نما کپڑے میں بلو پائپ اور وہ سونیاں موجود
 تھیں جس کے ذریعے جہاز میں دشمنوں کو کمال ہوشیاری سے
 موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا۔
 آہستہ آہستہ میرے ذہن کی الجھی گریں کھلنے لگیں،
 جینی نے مجھے ٹونکا نامی ایک بوئی کھلائی تھی اس کے بعد جب
 ہمارے دشمن موت کی خند سونے تو میں نے جینی سے اس جہاز پر
 بوئی کے سلسلے میں استفادہ کیا اور جینی نے اس بات کا
 عملی مظاہرہ کر دیا یا کہ ٹونکا کھانکے کے بعد ہر کار کا کام نہیں

کر پاتا۔ اس کے بعد غائب ہو ہی گئے کیونکہ ایک لائی اور مبتلا
 لگا کر داپس ملی تھی لیکن ایک سوال میرے ذہن کو بدلتا رہا
 رہا تھا۔ کیوں کے دروازے کو اندر سے کس طرح بند کیا گیا ؟
 میں خاموشی و برہنہ جینی کے پراسرار وجود کے بارے
 میں غور کرتا رہا، مانی یاد بار میری طرف متوجہ نظروں سے دیکھ
 رہا تھا، بالآخر مجھے اس پر ترس آ گیا، میں نے دروازے کے
 ہولٹھ کھولے تو وہ خوشی سے اچھلتا تیزی سے باہر نکل گیا،
 مانی کے جانے کے بعد میں بھی جلدی جلدی روزمرہ کے معمول سے
 فانی ہوا اور لباس تبدیل کر کے باہر آ گیا جہاں جیکب کی تلاش
 فولڈنگ چیمبر پر بیٹھے فاسے خوش گوار موڑ میں گھسٹو کر رہے
 تھے، میں بہت سی خیال سے الجھتا ہوا ان کے قریب گیا تو کیداش
 نے میرے سر پر ہاتھ رکھا، بغور دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔
 ”کیا بات ہے جمل؟“ میں نے جیسے تھکن ظاہر کر دی تھی
 کیا بات آرام کی غینہ نہیں سو سکتے ؟
 ”ہاں رات بھر میں نے کچھ زیادہ ہی پریشان کیا۔“
 ”میری طرح چادر سر سے پاؤں تک ناکر سو یا کرو۔“
 جیکب نے ہرے اچھے موڈ میں کہا۔
 ”سمورا کی طبیعت اب کیسی ہے؟“ میں نے گھسٹو کا ہن
 بولتے ہوئے کیداش سے دریافت کیا۔
 ”اس کی حالت حیرت انگیز طور پر کل کے مقابلے میں
 آج زیادہ بہتر نظر آ رہی ہے۔“
 ”کیداش کا خیال ہے کہ سمورا اور ساودی اپنے اس
 سے، منہ بہ منہ، کس کس کا کیا کیا کر رہے ہیں۔“
 ”میں نے وہاں ہونے کے قابل ہو جائیں گے۔“ جیکب اور کے
 بہت کوفرت سے گھومتے ہوئے بولا۔
 ”کیوں کیداش؟“ میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ ”کیا تم
 سمورا کو اتنی جلدی و تھکت کر دو گے؟“
 ”میں اسی سچے پرستار کو روک رہا ہوں۔“
 ”کیا مطلب؟“ جیکب مجھے کیداش کے پلان کا مطلق
 کوئی علم نہیں تھا چہرے پر ہونے بولا۔ ”کیا تم لوگوں کا ارادہ
 ہے کہ ان صیبتوں کو ابھی کچھ دن اور بطور دھماکا رکھا جائے؟“
 ”سمورا کی حالت تو لفظاً بہ لفظاً خطروں سے باہر ہے لیکن۔“
 ”لیکن کیا؟“ جیکب نے اسے وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔
 ”میں سمجھتا ہوں کہ سمورا پر اپنی لاشی اعتبار سے بھی بعض
 پادری واقع ہوئے ہو اس لیے ساودی کو جو مرض لاحق ہے
 اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔“ کیداش نے لے لے کر سنجیدگی سے
 دیا۔ ”سمورا اپنی زندگی سمورا کی طرف سے بھری ہوئی
 سے جانے کے بعد ساودی اپنے مرض کا شکار ہو چکی تھی اس
 کی ذہنی طور پر جانے والے اور عائد کی جانے لگی، اس طرح ہر
 اور شخصوں کے درمیان جو تعلقات اب تک استوار تھے ہیں
 دشمنی میں بدل جائیں گے۔“
 ”کیا واقعی ساودی کسی خطرناک مرض سے دوچار ہے؟“
 ”میں نے حیرت سے پوچھا تو کیداش بڑی مصفا فی سے آنکھ مارنا
 ہوا ایک مسرورہ بھر کر بولا۔
 ”ہاں جمل۔ ساودی کو سینے کا کینسر ہے۔“
 ”کینسر؟“ جیکب بڑبڑاتے لگا۔ ”تو کو کیا بات تم اس کے
 سینے کے کینسر کا علاج کرو گے؟“ جیکب نے غصہ کا واسطہ اپنے اس
 خطرناک ارادے سے باز آجایا۔ ”میں مانا ہوں کہ تم ایک نہایت
 قابل اور تجربہ کار مریض ہو لیکن اس دیرانے میں کینسر جیسے بڑا
 مرض کا علاج کیسے خیال سے ناممکن ہی ہے۔ ہمارے پاس
 ماڈرن سرجری کے وہ آلات اور ضروری ادویات بھی نہیں جو
 کسی دم توڑنے والے مریض کی زندگی بحال کرنے میں کام آتی ہیں۔“
 ”میں سمجھتا ہوں کہ اس حد تک درست ہے لیکن عیشیت مرض
 میں خطرناک مرض کو نظر انداز بھی نہیں کر سکتا۔“
 ”میں نے کینسر کے مرض میں مبتلا ہونے کی ضرورتوں کو
 صرف مرتے ہی سہا ہے پھر تم یہ خطرہ بلا وجہ کیوں مل لینا چاہتے ہو؟“
 ”اگر ایسے کریں گے ساودی کے کینسر کی نوعیت کا
 اندازہ لگایا ہے۔“
 ”کیا اندازہ ہے تمہارا؟“ جیکب نے جھلکتے ہوئے سوال کیا۔
 ”میں پادریوں کو یہ سب۔“ میں نے دست و دم لگا کر
 ساتھ دو ساودی کی بیماری کی سنجیدگی پر غور کر رہی تھی۔
 ”میں۔“ میں نے جھلکیا کر سکتا ہوں؟
 ”دشمنوں کے درمیان کتنا بڑا وہ جنگلی جوا اپنے سینے
 کی گرائیوں میں الجھتا ہے جیسے سنگدل بول کے کانے کی چھین کا
 دھم چھپاتے ہوئے ہے۔ ساودی کو کتنا ہے چار کا کینسر؟ اور تم
 اگر چاہو تو۔۔۔۔۔“
 ”میں اس کے کینسر سے ساتھ ساتھ تمہاری تشخیص پر بھی بڑا
 باور رکھتا ہوں۔“ جیکب نے غور سے کیداش کو گھورتے ہوئے
 بولا۔ ”تم اس قابل ہی نہیں ہو کر تھوڑے وعدوں یا گفتگو پر
 بھروسہ کیا جائے، ابھی صبح ہی صبح تم نے وہ کیا تھا کہ اندازہ
 صورت کی باتوں سے گزر کر دوسرے لیکن جمل کے آگے ہی تم نے
 چھوڑ دی ہے۔ ہر دلی شروع کر دی۔“
 ”صرف اس لیے کہ جمل نے مجھے اشارہ کیا تھا کہ تمہیں
 جانے۔“ کیداش نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔ ”وہ نہ جانے کتنا

سے پیشتر میں باہر خرافت کے موڈ میں تھا۔“
 ”میں نے سچے کی دم کے ہاتھ میں بھی یہی سنا ہے کہ بارہ
 سال بعد بھی اگر تمکی سے نکالی جائے تو پیر بھی سی ملے گی۔“
 جیکب ہلکا کر بولا۔
 ”یہ تمہارا اور جمل کا ذاتی معاملہ ہے اس لیے میں اس
 موضوع کے سلسلے میں اپنا کوئی خیال نہیں ظاہر کروں گا۔“
 ”میں تم سے مخاطب ہوں۔“
 ”پھر بھی میں مجبور ہوں فادریک جیکب اس لیے کریں۔“
 ”انہیں انسانوں کا ہی کٹر ہوں۔“ کیداش نے برجستہ کہا۔
 ”تم غصے جانور کے جاسکتے ہو۔ انسانوں یا کڑواؤں سے
 متعلق جیسے جیسے معاملہ منی ہے۔“
 ”تو کیا متعلق رات بھر میں مانی کی نسل سے ہے؟“ اس بار
 کیداش پر سچے ہوئے اتنی سنجیدگی سے بولا کہ خود جیکب بھی
 زبردست سکرا دیا لیکن یہ منہ ہی زیادہ دیر پر قرار نہ سکی اس
 لیے کڑواؤں کی جھوٹا ہوا سیریز جوں کے ذیلیے عرشے پر واپس
 آ رہا تھا۔
 ”میں نے مانی کو خاموش کر دیا پھر لیڈنگ کے قریب جا کر
 دیکھا تو مکالا اور اس کے چار مضمونی ہر سیکے طالعے ساتھی تیز
 تیز ہاتھ اٹھاتے چلے آئے تھے۔ مکالا کے طور پر زیادہ اچھے لفظ
 نہیں آتے۔ مانی نے جھوٹا بند کدیا بالترتیب بار بار جھلک جھلک کر
 مختلف زاویوں سے مکالا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔
 ”میں نے دہن میں رات والے پرستار اٹھانے کی یاد آ رہی
 ہے۔“ جیسے سر پہ ہاتھ سے پسینا دھواؤں میں واپس چلتے
 کیداش اور جیکب کے درمیان غالی کری پر پڑ چکا تھا۔
 ”مانی کے جھوٹے کی آواز سن کر ساودی بھی اپنے کہیں سے
 باہر نکل آئی لیکن غالباً مکالا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ
 سمورا کو ان کی آمد سے باخبر کرنے والی لوٹ گئی تھی جیکب
 کی پشت پر جو مکمل کی جانب تھی اس لیے وہ مانی کے جھوٹے
 کا سبب مجھ سے پوچھ رہا تھا۔ مگر مکمل کی اس سوال کا جواب
 دینا مکالا اور اس کے ساتھی میڈیاں بھلائے تو شے پر آ گئے۔
 ”کیداش کی طرح میڈیاں جوں کے میں سامنے بیٹھا تھا اس لیے
 چلے اسی نے سب معمول دیو لوٹاؤں میں یہی بھری ہوئی تھی
 میں مکالا کو مخاطب کیا۔ ”صبح بھر مکالا۔“
 ”صبح بھر۔“ مکالا نے ہانک کر ہانک کر چلوں پر رشکو کر
 ڈالتے ہوئے خشک اور تھکے انداز میں جواب دیا۔
 ”تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر دیونا اور کی ریشم لڑیں
 ہوں لیکن میرا اندازہ اگر غلط نہیں تو تم اور تمہارے دوست

اس وقت کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں۔“ کیداش نے مکالا کے تپو
 محسوس کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ ”کیا میں تمہاری الجھن کا
 سبب دریافت کر سکتا ہوں؟“
 ”اگر تم دیونا کو اتنا ہر تو اپنی لاشی لے دو اور لاؤ حال تو قوں سے
 معلوم کر لو، ہم نے کیوں پوچھ لے ہے۔“ مکالا نے ہر تیز سے بولا۔
 اس کے جواب میں کئی اور گمراہ تھے۔
 ”ہم سب کچھ جانتے ہیں مکالا۔“ کیداش نے ایک سخت
 خوش گوار لہجہ اختیار کر لیا، ”میری بی بی لاتے ہوئے خشک
 آواز میں کہا۔ ”رات کی تاریکی میں جو کچھ، پران چڑھتے ہیں
 وہ بھی ہماری نگاہوں سے اوجھل نہیں رہتے اور سوچ دیونا
 کی روشنی میں چروں پر جو ساوگی اور مصیبت نظر آتی ہے
 ہماری نگاہوں میں ان کے اندر تک دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں ہم
 دیونا کی دھڑکنوں کے اسباب بھی جانتے ہیں اور یہ بھی علم
 رکھتے ہیں کہ کب کون سا شخص شکر کی کوٹ لینے والا ہے
 لیکن چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشانی پر پڑاؤی تر بھی سونو میں
 نمودار ہو جائیں یہ دیوناؤں کی نہیں انسانوں کی شناخت
 ہوتی ہے۔“
 ”گورمہ جانتے ہو کہ ہم اس وقت کس مقصد سے آئے ہیں؟“
 مکالا نے اپنا چہرہ ہنر چماتے ہوئے جواب دیا۔ ”کیداش نے
 اسے ہم سمجھا اور فٹ باقی تو ہمیں کے انداز میں جواب کرنے کی
 کوشش کی تھی مگر مکالا کو غافل اپنے وہ میں ساتھی یاد آ رہے
 تھے جو گزشتہ رات پرستار جینی کی حکمت عملی سے مت آگے
 یوں سو لکھتے تھے۔“
 ”ہاں۔“ میں نے کیداش کی شکل آسان کرنے کی خاطر
 محسوس آواز میں جواب دیا۔ ”ہم جانتے ہیں کہ تم اس وقت فٹ
 توقع اس قدر جھلکتے ہیں سو سمورا سے کیوں ملاقات کرنا
 چاہتے ہو۔ تمہارا کچھ ہو گیا ہے تم اس کی تلاش میں جھگڑ رہے ہو۔“
 ”یوں ہے منامانے بھی یہی جواب دیا ہے لیکن اس کے آگے
 وہ بھی کچھ نہیں بتا سکتا۔“
 ”اس کے آگے کیا ہے؟“ تم نہیں جانتے تھے۔ میں سپاٹ
 لے رہی تھی۔
 ”لیکن ہم جانا چاہتے ہیں کہ یہ سب کیوں اور کیسے ہو گیا؟“
 مکالا کے مضمون پر چہرے والے ساتھیوں میں سے ایک
 نے اپنا جمل مکمل کرتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کی مگر مانی
 اچانک گرج دار آواز میں بھونکا اور وہ اچھل کر چھپے جھپٹ گیا
 اسی وقت سمورا نے کیوں سے نمودار ہوا، ساودی اس کے ساتھ
 تھی مکالا کے ساتھی مسرورہ کی غصہ میں قہر سے چھپ رہے تھے

ہوئے لیکن مکالا بدستور گردن اونچی کیے اور سینہ اٹھائے کھڑا ہوا۔
سمواری تجریہ کار اور دروین لٹری کچھ دیر مکالا کے توبہ کھیتی
رہیں پھر اس نے آجستہ سے سوال کیا۔
کیا قبیلے پر پھر سیاہ آدمی کے بادل منڈلائے ہیں۔
ہاں مکالا ہونٹ کاٹتے ہوئے بولا: ہمارا خاص
ٹولے میں سے تین افراد کم ہو گئے ہیں۔
کیا یہ کیسے ممکن ہے؟ سموار نے حیرت سے پوچھا: آج
سے پہلے تو ایسا بھی نہیں ہوا۔
میں بھی تمہیں یہی اطلاع دینے آیا ہوں سردار کہ بارہ
سال بعد ہمارے درمیان پھر آفرانفری پھیل رہی ہے۔
کون تھے وہ؟
میرے بہترین دوست، یکمورا کا اور بنگا مکالا نے
ہماری جانب ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے جواب دیا: وہی
رات گئے ایک وہ میرے ساتھ تھے لیکن اب میں نے جزیہ
کا کونا کونا بھان مارا ان کا کوئی پتہ یا سراغ نہیں ملا۔
اور ڈونگے؟ سمواریک محنت چوتھے ہوئے دریافت کیا۔
اپنی جگہ موجود ہیں۔
پھر تینوں کہاں گئے؟ مناما کا کیا کہنا ہے؟
وہ ابھی تک کچھ ریت پر بیٹھا الٹی سیدھی کیریں
کھینچ رہا ہے۔ مکالا لہجہ بھتی آواز میں بولا: البتہ اس نے اپنی
زبان میں یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے چونکہ اپنی دیموں سے مزہ چیر
لیا ہے اس لیے اور کا عتاب ہم پر ضرور نازل ہوگا۔
سمووار نے کوئی جواب نہیں دیا، ہاتھ مل کر وہ گیا
دیکھ رہا تھا کہ وہ مکالا کے آخری جملے کے بعد کسی گری سوچ
میں نہ تھا۔
ہمارے علم میں تھی میں یہ بھی سمجھ رہا تھا کہ مکالا اس وقت نہایت
عیاری اور مکاری سے اپنے جرم اور فحشاء اقدام کو جزیہ
پر ہماری آواز اور دیوتا اور کی مارا ہلکی سے فحش کرنے کی
کوشش کر رہا ہے۔ بہر حال مجھے اس وقت نئی معلومات ملیں
کر کے یہ خوشی ہوئی سموار نے یقیناً رانی اور جمل بازی
میں ڈونگے کے بارے میں دریافت کیا تھا اور مجھے یوں محسوس
ہوا جیسے اور قینا سے فراہ کا ایک راستہ اچانک مجھے نظر آیا ہو۔
ڈونگے کا قصوی اعتبار سے چھوٹی کشتیوں کو کہتے ہیں مگر
ہمارے لیے یہ بھی کیا تم تھا، ڈونگے والوں کے لیے تنکے کا سہارا
بھی بہت ہوتا ہے میں پوری فوج اور انہماک سے سموار کے
چہرے کے تاثرات کا مطالعہ کرتا رہا مجھے اس بات پر بھی حیرت
نہوئی کہ مکالا کے تینوں ساتھی جنہیں اس نے یکمورا کا اور

بنگا کے نام سے یاد کیا تھا کہاں غائب ہو گئے، اس کی باتوں
سے یہ ظاہر ہوتا تھا جیسے وہ تینوں اچانک اور پرامن طور پر
غائب ہو گئے ہوں جب کہ میں نے گزشتہ رات خود اپنی
نگاہوں سے ان تینوں کو باری باری جینی کے ہاتھوں موت
کے گھاٹ جہنم کسید ہوتے دیکھا تھا۔
وہ ہی صورتیں ممکن تھیں یا تو مکالا نے اپنی سازش کو
اکام یونہی دیکھ کر ان تینوں کو سمندر کی مرکز میں کھولے
کر دیا ہوگا یا پھر جینی نے راتوں رات انہیں کہیں اور پھینک
دیا یا تین افراد کم ہو جانے کے حوالے پر کیلاش بھی ہو چکا تھا
البتہ جیکب بدستور اپنی نشست پر بیٹھ یوں حیرت سے
آنکھیں پھاڑے کچھ مکالا اور سموار اور کھینچے اور کیلاش کو
دیکھ رہا تھا جیسے وہ ابھی تک معاملے کی نزاکت کو محسوس
کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔
کیا قید قید ہے کہ وہ تینوں جزیہ پر موجود نہیں ہیں؟
سمووار نے کچھ توقف کے بعد گری جینی کی سے سوال کیا۔
تجھا اور کیا خیال ہے سردار کیا مکالا اور بنگا کوئی سے
کاملے رہا ہے؟
میرا یہ مطلب نہیں تھا لیکن....

مقبول شاعر قاتل شقائی کے کردار و کلام کا
مفصل تعارف و انتخاب

قاتل سب سے جمیل
مرتبہ ضیاء ساجد
قیمت - 100 روپے

ناشر: مکتبہ الترشید اردو بازار لاہور

میں دلتونا اور کوکونٹ اور سامنی کرتے کچے کچے
قزبانیں دینا ہوں گی ورنہ ہم سب خطرناک اور ہولناک غائب
کا شکار ہو جائیں گے۔ مکالا نے سموار کو اس کی کوشش کی
اور پھر میں حقارت بھری نظروں سے گھولنے لگا۔
سمواریاں باہر بھی ہونٹ کاٹ کر دیا گیا، اسے قوی
مرد پر کوئی آخری فیصلہ کرنے میں چھپا ہٹ محسوس ہو رہی
تھی ساواری کی نظروں بدستور مکالا کے چہرے پر مرکوز تھیں،
ان نظروں میں مکالا کے لیے نفرت اور حقارت کوٹ کوٹ
کر بھری ہوئی تھی اور تب ہی خاموشی نہ رہ سکا سموار کی آنکھیں
کوڑھ کرنے کی خاطر صوری تھا کہ میں دلتونا کے ڈھونڈ کی
آڑے کر لیا رہیں کہ ان میں مکالا کو یہ یاد کرنے کی کوشش
کرنا کہ ہماری قوتیں لاچار ہیں اور ہم اس کی ناپاک سازش
اور خطرناک چال سے آگاہ ہو چکے ہیں یوں ایک تیرے دو
لوکار ہو سکتے تھے مکالا نہ صرف یہ کہ ہماری دیوتاؤں والی
حیثیت کو تسلیم کر کے خوف زدہ ہو جاتا بلکہ آئندہ کے لیے بڑا
خلاف کسی خطرناک اقدام سے بھی گریز کرتا۔ لہذا میں نے
اٹھتے ہوئے کہا۔
سردار سموار۔ ہم دیکھ لے ہیں کہ تم اس وقت بھی اندرونی
الہن کا شکار ہو، کیا ہم دیوتا کی حیثیت سے تمہاری کسی شکل
کو مان کر سکتے ہیں؟
مکالا کے بیان کے مطابق ہمارے خصوصی ٹولے کے
تین افراد کل رات اچانک غائب ہو گئے ہیں اور یہ ہمارے
اپنے کوئی اچھا لشکون نہیں سموار نے دینی زبان میں کہا: ایسا
بے شمار ہے۔
تم پریشان مت ہو۔ ہم سمندر اور براؤں کے دیوتا
ہوئی جانتے ہیں کہ دیوتا اور تم سے ناراض نہیں ہے تمہیں
ہاتھ لگے ہیں جواب دیا۔
پھر۔ ہمارے تینوں ساتھی کیا بنے؟
ہم نے شاید اسے میری مداخلت ناگوار گزری تھی میں نے
سکھاتے ہوئے معنی تیرے لنگا ہوں سے مکالا کو گھبرا دیا
کہ ملت خود پر گری سہید کی گاری کرتے ہوئے بولا۔
بڑی چھٹی مشیر چھوٹی چھٹی کو ہر پ کر جاتی ہے۔
اسانوں پر جو فیصلے کئے جا چکے ہیں وہ بہر حال اور برصورت
میں پورے ہوتے ہیں کل رات ایک جنگار کی بے چینی
میں سے راس آئی، اس نے یہی کہا تھا کہ جزیہ اور قینا
ہر کل رات بھاری تھی مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ تین انسانی
پر اسرار طور پر غائب ہو جائیں گے۔

جنگار کی وضع مکالا کو کچھ پھر خود کو سنبھالتے ہوئے
بولا: تم جنگار کے بارے میں کیا جانتے ہو؟
مکالا نے اچانک میرا لہجہ غصہ آک ہو گیا۔ میں نے اسے
خون خوار کیا ہوں سے گھولتے ہوئے کہتے ہیں میں جی جی
کیا؟ تم گنڈھ ہونے جا رہے ہو، شاید تم نے ابھی تک میں کو تو
کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا۔ بولو کیا تم جانتا جاؤ گے کہ
یکمورا کا اور بنگا کل رات گھپ اچھپ سے میں محسوس
سے ہٹے گھروں سے باہر نکلے تھے اور ان کا انجام کیا ہوا؟
مکالا میری گھن گرج سن کر لوٹھا گیا۔ جلیں جی کھنچے
لگا میں نے اسی نے ایک اور باری ضرب لگائی۔
مگنہ اور ناپاک ارادوں کو بے نقاب کن دیوتاؤں
کی نشان کے خلاف ہے لیکن تم اگر ہمارا امتحان لینا چاہو تو
میں تیار ہوں۔ تمہیں پوری تفصیل سے کل رات کی پوری
کہانی سن سکتا ہوں۔ کیوں؟ کیا تم سننا پسند کرو گے؟
نہ۔ نہیں نہیں۔ مکالا اگر بڑا گیا وہ پوری طرح مجھ
سے مرعوب ہو چکا تھا۔ پسند کر بولا: میں اس سے سب سامنی
تھیں دیوتا جانتے ہیں تم نے سردار کو رسولی کے مقابلے بہت
دل کر ہم سب پر ماحسان کیا ہے۔
جاسے اوپر بھاری خدمت دینے ہے سموار نے بٹھے
عقیدت منانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: لیکن کیا تم مجھے
بتا سکتے ہو کہ میرے تینوں مخصوص آدمی کون گم ہو گئے؟
اور دیوتا کو تو قرانی درکار تھی وہ پوری ہو چکی
تھی دیوتاؤں کے کہنا۔
اور جواب ہو جائیں گے۔
سمووار نے مجھ سے پھر کوئی استفسار نہیں کیا، خاموشی
سے آگے بڑھ کر کوشش پر لگے، مجھے بت کے سامنے سرنگوں ہو
گیا، مکالا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے مڑا کی تقلید
میں سر جھکا دیے لیکن ساواری اور کیلاش دونوں کی نگاہیں
میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ میں اپنی جگہ سینہ تانے کھڑا رہا
لیکن ایک سوال میرے ذہن کو بھی الجھا رہا۔
جینی کون تھی؟ مکالا کے تینوں ساتھی جو ہماری
زندگی کے خرم مار بن کر جی عقباب کی طرف بڑھ رہے تھے۔
ان کی لاشیں اچانک راتوں رات کہاں غائب ہو گئیں؟
میں مکالا کو مرعوب کرنے میں کامیاب ہو کر مگر کیلاش
اور جیکب دونوں بچے بھاڑ کر میرے پیچھے بڑھ گئے، کیلاش
اس بات پر اصرار تھا کہ میں کچھ باتوں کا ملکہ رکھتا ہوں لیکن

کسی خاص مصلحت کی بنا پر اسے زبان تک لانے سے گریز کر رہا ہوں کیلاش کا قیاس اپنی جگہ صدفی حد درست تھا لیکن میری عبوری اپنی جگہ تھی۔

سادری نے مجھے منع کر دیا تھا کہ اس کی مصلحت کے بارے میں زبان بند رکھوں اور جیسی کون تھی جس مقصد کے پیش نظر اس نے قبیلے کے لوگوں کے مقابلے میں میری مدد کی تھی وہ کہاں سے آئی تھی اور کہاں غائب ہو گئی، ابھی تک میں بھی ان سوالوں کے جواب بے خبر تھا البتہ میں نے اتنا اندازہ ضرور لگا لیا تھا جیسی پراسرار قوتوں کی مالک اگر نہ ہوتی تو صبح بیدار ہونے کے بعد مجھے اپنے کہیں کا درد ازہانہ سے بولٹ نہ ملتا۔ نکاسی کا کوئی دوسرا راستہ ہوتا تو اس پر بھی غور کیا جاسکتا تھا لیکن وہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی، دروازے کے علاوہ ایک چھوٹا سا درشن دان خود تھا لیکن ایک تو اس کا دائرہ آشنائیت تھا کہ اس میں کسی انسان کا گزرنہ نہیں تھا، دوسرے یہ کہ کوشش ان میں ایک انکسار تھا جس پر غصہ تھا جسے دوسری جانب سے جانوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا تاکہ شرارت الارض اندر نہ آسکے یا یہی صورت میں میں نے یہی مناسب سمجھا کہ تیرہ کو انجان ہی بنائے رکھوں چنانچہ میں بڑی احتیوت سے تمام باتوں سے اپنی لامعلی کا اظہار کر رہا۔

کیلاش بھی حد تک میری باتوں سے مطمئن ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے جان بوجھ کر یہ باتوں کو مناسب نہ سمجھا۔

مگر میں نے مکران کے تینوں ساتھیوں کے سلسلے میں نہایت یقین اور اعتماد سے کہا تھا کہ تم اس مقصد سے واقف ہو جس کے تحت وہ کل رات اپنے اپنے گھروں سے باہر نکلتے تھے پوچھنے کا۔

تم برسے گا وہی اور کنہ ذہن واقع ہوئے ہوتے ہیں بولا۔

مگر ہر سچے شخص جو رات کے گھپ اندھیرے میں صفت رات گئے گھر سے باہر نکلا اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہوگا۔

تم نے اس کی بھی تفصیل سے سنانے کی دھمکی دی تھی اور وہ ایک نکتہ کو بڑا گیا۔ میں نے مسکراتے ہوئے تیزی سے جواب دیا وہ بھی ایک نفسیاتی حربہ تھا جو بے حد کامیاب رہا اور تیرہ ہی نہیں بلکہ اب تو مجھے یقین بھی ہو چلا ہے کہ مکران کا علاقہ کوئی خطرناک سادش کر رہا ہے۔

کوئی وجہ؟

ہاں۔ اس کی دو وجہ ہیں۔ میں نے مسکرتے ہوئے کہا۔

اول یہ کہ اس نے سمورا کو دیوتا اور دیوتا کی ناراضگی کا حوالہ دے کر چارے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔ دوسرے یہ کہ اس

گم شدہ ساتھیوں کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا میں خاموش بیٹھی ان دونوں کی باتوں سے سن رہا تھا، ابھی تک سمورا کیلاش سے باتیں کرتے کرتے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور بے چینی سے بولا۔

ہاں کے ہونا کیا تعینات ہیں ہے کہ قدس اور دم سے اس بات پر خفا نہیں ہوگا کہ ہم اس کے بھائیوں کی معقول مخالفت نہیں کر سکتے۔

شاید مکران کی باتوں نے تعینات گراہ کر دیا ہے۔ میں نے رکھے انداز میں جواب دیا۔

بھیر بھی سدا کی حیثیت سے کسی شے کی تصدیق کر لینا میرا فرض ہے۔

ہمارے بارے میں بھیر کی کیا رائے ہے؟ کیلاش نے سمورا کو گھورتے ہوئے سوال کیا یہ کیا تعینات ہمارے دیوتا ہونے پر شبہ ہے؟

آزاد نش صدفیت کی کسوٹی ہوتی ہے۔ سمورا نے ذہنی زبان میں کہا تو میں چونکے بغیر نہ مسکا، کیلاش نے بھی سمورا کو معنی خیز نظروں سے دیکھا جو اپنا جملہ مکمل کرنے کے بعد چھٹ کی جانب گھوم رہا تھا۔

وہاں کیا تلاش کر رہے ہو؟ کیلاش نے کہیں پر پیلو میں کر پوچھا۔

آسانی بلاؤں اور گم شدہ کا بھید سولے دیوتاؤں کے اور کہ۔ اہلکار۔ اسکا سزاوارتہ مشافی فرم واد ہونے والے اپنے کے قتل کو خشک کرتے ہوئے بولا یہ کون کیا ہے؟

اس کا فیصلہ صرف وقت کرے گا۔

اور دیوتاؤں کی ناراضگی کو تو وقت کو روک دینے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔ کیلاش نے مسرراتے لیے میں جواب دیا۔

بھیر کی باتوں سے مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے تم نے اپنے اور دیوتاؤں کے سوا کسی کے آگے جھکنا نہیں سیکھا۔

گھنٹاوت پیٹ کی جانب جھکتا ہے شریان کیلاش کی اور پیٹ میں عقائد ہوتے تھے کہ وہ ہر کوئی جو جھکے پر غور ہو جائے میں۔ جیسے جیسے جو کچھ نا لگا تھا ہماری باتوں سے آگے بڑھنے کا یہ کیا یہ مناسب ہوگا کہ ہم پہلے پیٹ پوچھا کہ میں اس کے بعد تم بڑے شوق سے دیوتاؤں کی پوجا پاٹ کا چکر پلاتے رہتا۔

جیکب۔ کیا تم کو میرے سجدے نہیں ہوتے؟ کیلاش نے اسے قہر سے کہا۔ تعجبی معاملے کی سنگین نوعیت پر بھی غور کر لیا کرو۔

خود کرنے مجھے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور عقل کی نشوونما کچھ وقت پہنچا اور صحت من خوراک کا ملنا بے ضروری ہے۔ جیکب نہایت بے پرانی سے جواب دیا پھر ڈش اٹھا کر پیٹ لیٹ میں کھانا کھانے لگا۔

گھنٹہ کی نوعیت کے پیش نظر اس وقت جیکب کی وہ حرکت مجھے بھی ناگوار محسوس ہوئی، سمورا اور سادری نے بھی اسے مثنوی نظروں سے دیکھا لیکن پھر اس کے بعد جو کچھ ہوا اس نے خود جیکب کی سٹی بھی غم کر دی۔

پلیٹ میں کھانا کھانے کے بعد جیکب نے ہماری طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھی پھر اس نے پیلا نوالہ اٹھا کر زمین پر ڈالنے کی کوشش کی کہی کر ابھی اسے کہیں زلزلے کی کیفیت کا دوچار ہو گیا۔ کھانے کی قدرتی میز لڑکھو کر اس طرح طبعی کر جیکب اچھل کر ایک طرف نہایت جلد توجہ اس کے پیچھے دیا ہوتا کھانے کے تمام برتن یکے بعد دیگرے پر شور مچانے کی آواز سے ٹوٹ کر چھک چد ہو گئے اور ڈشوں میں موجود کھانا پونے کہیں کے فری پر پھیل گیا۔

جیکب کے ساتھ ہی باقی لوگ بھی بوکھلا کر کرسیوں سے اٹھ گئے، سمورا اور سادری جو کچھ میز کی دوسری جانب بیٹھے تھے اس لیے کیلاش نے انھیں غول خواہ نگاہوں سے گھورنا شروع کر دیا، میز باقی تیار بھی ہی تھا کہ سمورا نے جیسے جیکب کی وہ جلد بازی بری لگی تھی میز لٹ کر اپنی ناراضگی کا اظہار کر دیا۔

میری نظروں میں سمورا کی جانب اٹھ نہیں جوسیں سے باہر لگا طرف متوجہ تھا میں نے دیکھی کہ کوشے پر کھانا ہوا دینا اور کھانے ہنگام اور میز پر ناگہانیت بھی ستر پائیوں لڑ رہا تھا جیسے نطفے کی شدت سے کانپ رہا ہوا اور پھر سمورا نے جو حرکت کی وہ سب ہی کے لیے بے حد حیرت انگیز اور قابل وقت تھی۔ اور وہ کی جانب نظر پڑا کہ اس نے کیلاش کو ایک نظر دیکھی پھر ایک نکتہ سجدہ میں گرا اور کیلاش کے قدموں پر اپنی پیشانی دگڑنے لگا۔

سادری اپنی جگہ کھڑی ہو کر اس کی کٹھنی پر ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت اور تجسس کی کیفیت موجود تھی۔

اس کے بعد

درخشاں

کا دوسرا حصہ پڑھیں